آپ بیعت جہاں بھی ہوں اس کتاب کا مطالعہ آپ کے لئے
بے حد لازم وضروری ہے۔

الانوار القدسیہ

فی معرفۃ قواعد الصوفیہ

کا اردو ترجمہ بنام

آدابِ مریدِ کامل

786
92

نام کتاب	اَلْاَنْوَارُ الْقُدْسِيَّه فِیْ مَعْرِفَةِ قَوَاعِدِ الصُّوْفِيَاءِ
موضوع	تصوف
زبان	عربی
مصنف	امام عبدالوہاب شعرانی
نام اردو ترجمہ	آداب مرید کامل
مترجم	شیخ الحدیث مفتی محمد صدیق ہزاروی سابق رکن اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان
کاوش	ابوحنظلہ محمد اجمل قادری عطاری
صفحات	400
کمپوزنگ	سبحان گرافکس اینڈ کمپوزنگ سینٹر، لاہور
سن اشاعت	فروری 2014ء بمطابق ربیع الآخر 1435ہجری
ہدیہ	-/600 روپے
ناشر	مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ، لاہور۔ فون: 0300-8842540،042-37243701

نوٹ: اس کتاب کی پروف ریڈنگ کافی احتیاط اور محنت سے کی گئی ہے تاہم بشری تقاضوں کے مطابق اگر کہیں غلطی نظر آئے تو ادارہ کو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ درستی کی جاسکے۔ (ادارہ)

فہرست

دوسرا باب:

مرید کے اپنے شیخ کے ساتھ آداب میں سے کچھ آداب

خاتمہ دوسرا باب:

شیخ کی صفات کے بارے

تیسرا باب:

پیر بھائیوں کے ساتھ آداب کے بیان میں

خاتمہ کتاب:

مرید اور شیخ میں سے ہر ایک کے آداب اور شرائط عامہ کے بیان میں

﴿ختم کتاب﴾

کچھ ابو حنظلہ کے قلم سے

اللہ ﷻ نے اپنے بندوں کو عبادت کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے فرمایا:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

اور میں نے جن اور آدمی اتنے ہی (اسی) لیے بنائے کہ میری بندگی کریں [1]

نیز فرمایا: إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقٰكُمْ

بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ [2]

گویا قربِ خدا ﷻ کا ذریعہ بعد ایمان عبادت و تقویٰ اور پرہیزگاری کو بیان فرمایا جبکہ اس کے طور طریقے، انداز و آداب سکھانے کے لیے آقائے دو جہاں حضرت محمد ﷺ کو لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ "بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔" [3] کا تاجِ شرف و فضیلت پہنا کر مبعوث فرمایا گیا۔

پس آپ ﷺ نے جو تعلیمات ارشاد فرمائیں ان کو ہی شریعت، طریقت، حقیقت و معرفت سے تعبیر کیا جاتا ہے جبکہ "شریعت" کو لازم جز قرار دے کر قربِ خداوندی کے متمنی طالب کو "مرید" اور ھادی و رہنما کو "پیر و مرشد" کا نام دیا جاتا ہے۔ جبکہ اس سلسلہ کو "سلسلہ طریقت" کہا جاتا ہے۔

اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اگر "تاریخ اسلام" کا مطالعہ کیا جائے تو بڑے بڑے مفسرین، محدثین، فقہاء و علماء دین کے نام بطور مرید یا مرشد کے طور پہ سنہری حروف میں صفحاتِ تاریخ پر جلوہ نما ہیں۔ پس زیرِ نظر کتاب اس سلسلہ کے "آداب" کے بیان پر مشتمل ہے کیونکہ فی زمانہ کئی مرید اور کئی نام نہاد پیر اس سلسلے کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ ہمیں اس کے بارے معلومات ہوں کہ کون سا مرید، مرید کہلانے کے لائق ہے اور کب شیخ حقیقتاً شیخ و مرشد کے منصب پر فائز ہو سکتا ہے؟

مجھے امید واثق ہے کہ اس کتاب کے مطالعہ سے اس راہ پر چلنے والوں کو اپنے حالات کی مزید درستی میں کافی مدد ملے گی۔ الحمد للہ ﷻ میں نے خود بھی اس کتاب سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ آخر میں حضرت شیخ الحدیث مفتی محمد صدیق ہزاروی مدظلہ العالی کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کا ترجمہ فرمایا۔

اللہ ﷻ کی بارگاہ میں التجا ہے کہ وہ تمام مریدوں کو اپنے شیخ کی صحبت و الفت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری

11 / فروری 2014ء بروز منگل

بمطابق 11 / ربیع الآخر 1435ھ

(1) پ 27 الذاریات 56 (2) پ 26 الحجرات 13 (3) پ 21 الاحزاب 21

کچھ مؤلف کے بارے میں

(نوٹ) حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی پر مبنی اس مضمون کی تیاری میں طٰہٰ عبدالباقی سرور، سید محمد عبدالشافعی اور ڈاکٹر عبداللطیف محمد العبد کے مضامین سے مدد لی گئی۔۱۲ہزاروی

انوارِ قدسیہ کے مؤلف امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی احمد بن علی بن احمد بن محمد بن زوفاء تھے اور آپ کے جدِ اعلیٰ حضرت محمد ابن حنفیہ ابن علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہما) ہیں۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعدد القاب ہیں۔ آپ کو اپنے دادا علی نورالدین انصاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف نسبت کی وجہ سے ''انصاری'' کہا جاتا ہے۔ اور فقہی اعتبار سے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہونے کی وجہ سے آپ ''شافعی'' کہلاتے تھے۔

آپ اپنی آبائی بستی ''ساقیہ ابی شعرۃ'' کی وجہ سے ''شعرانی'' کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ کی کنیت ابوالمواہب اور ابو عبدالرحمٰن ہے عبدالرحمٰن آپ کے صاحبزادے تھے جو آپ کے بعد بھی زندہ رہے۔

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 27 رمضان المبارک 897 ہجری مصر کے ضلع ''قلیوبیہ'' کی ایک بستی ''قلقشندہ'' میں آپ کے نانا کے گھر ہوئی۔ بعد میں آپ اپنی آبائی بستی میں منتقل ہوئے۔ آپ کی پیدائش کے تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ کے والدین کا انتقال ہو گیا تھا اور آپ نے یتیمی کے حالات میں اپنے بھائی عبدالقادر کی کفالت میں پرورش پائی۔

آپ نے علومِ دینیہ اور حفظ قرآن کریم کا آغاز اپنے والد ماجد کی زندگی میں ہی کر دیا تھا اور سات سال کی عمر میں حفظِ قرآن کی دولت سے مالا مال ہو گئے تھے۔

آپ کے والد ماجد نے حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی تمام مروی روایات اور تالیفات کی اجازت آپ کے لیے حاصل کیں۔ اس وقت آپ کی عمر دس سال سے تجاوز کر گئی تھی۔ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ دنیوی اعتبار سے بھی بڑی عظمت کے مالک تھے اور سلاطین خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ اپنی تصنیف ''لطائف المنن'' میں خود فرماتے ہیں:

''میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے بادشاہوں کی اولاد میں پیدا فرمایا''۔ الحمد للہ میں عبدالوہاب بن احمد بن علی بن احمد بن علی بن محمد بن زوفاء ابن شیخ موسیٰ (جو بہنسا کے علاقوں میں ابوعمران کنیت سے مشہور ہیں اور میرے چھٹے دادا ہیں) ابن سلطان احمد ابن سلطان سعید ابن سلطان فاشین ابن سلطان محیا ابن سلطان زوفا ابن سلطان ریان ابن سلطان محمد بن موسیٰ

ابن سید محمد ابن حنفیہ ابن امام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہوں۔ اور میرے ساتویں دادا سلطان محمد، شیخ ابومدین مغربی کے دور میں ''تلمسان'' کے حکمران تھے۔ جب ان سے میرے دادا حضرت موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا آپ کی نسبت کس طرف ہے؟ انہوں نے فرمایا: میرے والد سلطان احمد ہیں۔

انہوں نے فرمایا: میرا مقصد یہ ہے کہ شرف کی جہت سے آپ کا نسب کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت ہے۔ حضرت ابومدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بادشاہی، شرافت اور فقر یعنی تصوف جمع نہیں ہو سکتے۔

انہوں نے عرض کیا اے میرے آقا! میں نے فقر کے علاوہ تمام لباس اتار دیا ہے تو حضرت ابومدین رحمۃ اللہ علیہ نے ان (حضرت موسیٰ) کی تربیت فرمائی۔ جب وہ طریقت میں کمال کو پہنچ گئے تو حضرت ابومدین رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو مصر کی طرف سفر کا حکم دیا اور فرمایا: وہاں ایک مقام (قنا) میں ٹھہرو تمہاری قبر وہیں ہوگی۔ چنانچہ ان کے ارشاد کے مطابق آپ کی قبر وہیں ہے۔

(لطائف المنن، جلد اوّل صفحہ 32)

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ 911 ہجری میں عالم اسلام کی عظیم وقدیم درس گاہ جامعہ ازہر شریف میں داخل ہوئے اور تقریباً پچاس مشائخ سے علوم حاصل کیے جن میں آپ کے مشہور ترین استاذ شیخ امین الدین رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ طلب علم کے بہت حریص تھے اور آپ کو جب بھی دیکھا جاتا آپ پڑھ رہے ہوتے یا لکھنے میں مشغول ہوتے یا مسائل پوچھ رہے ہوتے۔ اور جب تالیف کے میدان میں قدم رکھا تو اس میں بھی کمال حاصل کیا۔ آپ کی تالیفات کی تعداد تین صد آٹھ (308) ہے۔ آپ کی تمام تالیفات سے امت مسلمہ نے نفع حاصل کیا۔ یہ تصانیف آپ کی ذہانت، جودتِ طبع اور علمی مقام ومرتبہ پر شاہد عدل ہیں حتیٰ کہ آپ کی بعض کتب چھ چھ جلدوں پر مشتمل ہیں۔ آپ کی چند تالیفات درج ذیل ہیں:

(1) آداب العبودیۃ (2) اسرار ارکان الاسلام (3) البحر المورود (4) تنبیہ المغترین[1] (5) الجواہر والدرر (6) الطبقات الکبریٰ (7) لطائف المنن والاخلاق (8) لواقح الانوار القدسیہ (9) المیزان الشعریہ۔

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ماہ سے زیادہ علیل رہنے کے بعد 12 رجمادی الاولیٰ 973 ہجری بروز سوموار اس فانی دنیا سے کوچ فرمایا۔

دوسرے دن آپ کے جسد خاکی کو اٹھا کر ''جامع ازہر'' لے جایا گیا جہاں علماء، مشائخ اور بڑی بڑی شخصیات کا جم غفیر موجود تھا اور آپ کو باب شعری کے ایک کمرے میں سپرد خاک کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر وسیع رحمتوں کا نزول فرمائے اور جنت رضوان میں ٹھکانہ عطا فرمائے۔[2]

---

[1] راقم محمد صدیق ہزاروی نے 2005ء میں اس کتاب کا ترجمہ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے شہر مبارک قاہرہ میں کیا اور مکتبہ اعلیٰ حضرت نے خوبصورت طباعت کے ساتھ زیور طبع سے آراستہ کیا۔ والحمدللہ!

[2] راقم نے جامعہ ازہر میں تدریب ائمہ کورس کے دوران 2005ء میں آپ کے مزار پُر انوار پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ ۱۲ ہزاروی

آپ کے اخلاق عالیہ مثالی تھے۔ طلب علم کے دور میں آپ نے دنیا سے تعلق توڑ دیا تھا۔ رات تہجد میں اور دن روزے کے ساتھ گزارتے تھے۔ لوگ آپ کی خدمت میں تحائف پیش کرتے تو کبھی آپ انکار فرماتے اور کبھی لے کر بچوں اور فقراء میں تقسیم کر دیتے۔

حضرت امام شعرانی ﷫ کو حضرت علی الخواص ﷫ سے شرف بیعت حاصل ہوا۔ آپ اس اعزاز کو اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان گردانتے تھے۔ آپ فرماتے تھے: حضرت علی الخواص ﷫ اُمی تھے۔ آپ فرماتے ہیں اُمی وہ شخص ہوتا ہے جس پر پوشیدگی غالب ہوتی ہے، ولایت اور علم کے ساتھ اسے صرف علماء ہی پہچانتے ہیں کیونکہ ہمارے نزدیک ایسا شخص کامل ہوتا ہے۔ ہمیں اس میں کوئی شک نہیں اور کامل شخص جب عرفان میں مقام کمال کو پہنچتا ہے تو وہ کائنات میں اجنبی ہوتا ہے۔

حضرت علی الخواص ﷫ نے آپ کو سلوک کی منازل جس ترتیب سے طے کروائیں اس کے حوالے سے آپ فرماتے ہیں: حضرت علی الخواص ﷫ کے ہاتھ پر مجاہدات مختلف اقسام کے تھے۔ سب سے پہلے انہوں نے مجھے میری تمام کتب فروخت کرنے کا حکم دیا حالانکہ وہ بہت قیمتی کتب تھیں۔ تو میں نے وہ فروخت کر کے تمام قیمت صدقہ کر دی۔ چونکہ ان کتب کے حواشی وغیرہ لکھنے میں میں نے بہت محنت کی تھی اس لیے میرا دل اُدھر متوجہ رہا تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو تمہاری توجہ اُدھر سے پھر جائے گی۔ میں نے یہ عمل کیا تو الحمد للہ اُدھر سے میری توجہ ہٹ گئی۔

پھر آپ نے حکم دیا کہ لوگوں سے میل جول رکھو اور ان کی طرف سے پہنچنے والی اذیتیں برداشت کرو، ان کا بدلہ نہ لو۔ پھر آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں ظاہر اور پوشیدہ ہر حالت میں اللہ کا ذکر کروں اور مکمل طور پر اس کی طرف متوجہ ہو جاؤں۔ چنانچہ میں نے اپنے دل سے تمام خیالات کو نکال دیا۔

آپ علم، تقویٰ، ہر اعتبار سے اپنے ہم عصر لوگوں پر فوقیت اختیار کر گئے۔ یہی وجہ ہے کہ کئی لوگ آپ سے حسد کرنے لگے لیکن ان کے ہاتھ کچھ نہ آیا۔ حضرت امام شعرانی ﷫ کے خیال میں انسان اس وقت تک انسان نہیں کہلاتا جب تک وہ لوگوں کے غموں میں شریک نہ ہو کیونکہ انسانیت وحدت کا نام اور تمام لوگوں کی بھلائی اور تکلیف میں اشتراک ہے۔

آپ فرماتے تھے: جب مسلمان مشکلات میں گھرے ہوں اور کوئی شخص ہنسے یا اپنی بیوی سے نفع حاصل کرے یا بڑائی کا اظہار کرے یا عیاشی کے مقامات پر جائے تو وہ اور جانور برابر ہیں۔

کتاب انوارِ قدسیہ

حضرت امام شعرانی ﷫ کی اس تصنیف لطیف "الانوار القدسیه فی معرفة قواعد الصوفیه" کے نام سے ہی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس کے مضامین کس قدر اہم ہیں۔ اور تصوف کی دنیا میں اس کتاب کی اہمیت کس قدر زیادہ ہے۔ چنانچہ آپ نے اس کتاب کو ایک مقدمہ، تین ابواب اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا ہے۔ مقدمہ میں صوفیاء کا عقیدہ اور تلقین ذکر کے سلسلے میں ان کی سند خرقہ پہننے اور آدابِ ذکر کا بیان ہے۔

پہلا باب مرید کے ذاتی آداب، دوسرا باب مرید کے اپنے شیخ کے ساتھ آداب اور تیسرا باب مرید کے اپنے برادرانِ طریقت اور اپنے شیخ کے احباب واصحاب کے ساتھ آداب پر مشتمل ہے۔ جب کہ خاتمہ میں ان آداب کا ذکر ہے جو کسی شیخ یا مرید کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ان کا تعلق عام مخلوق کے ساتھ ہے۔

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب کو آیاتِ قرآنیہ، احادیث نبویہ اور اکابر اولیاء کرام کے اقوال سے مزین کر کے تصوف کا ایک خوبصورت گلدستہ بنایا ہے جس سے استفادہ کی ہر مسلمان کو حاجت ہے۔ اگر صدقِ نیت کے ساتھ اس کتاب کا مطالعہ کیا جائے تو منکرینِ تصوف کو بھی بصیرت حاصل ہو سکتی ہے اور جعلی پیر بھی راہِ راست پر آ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور کے پروپرائٹر علامہ ''ابو حنظلہ محمد اجمل قادری عطاری'' زید مجدہ نے اس کتاب مستطاب کی اشاعت کا شرف حاصل کیا۔ علامہ موصوف مکتبہ اعلیٰ حضرت کے ذریعے بے شمار علمی کتب نہایت عمدہ طباعت کے ساتھ شائع کر چکے ہیں جو ان کی دین سے محبت اور حسنِ ذوق کی علامت ہے۔

اللہ تعالیٰ مکتبہ اعلیٰ حضرت کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور علامہ محمد اجمل عطاری کو اس کارِ خیر کے لیے مزید ہمت اور صحت عطا فرمائے۔ (آمین)

محمد صدیق ہزاروی سعیدی ازہری
شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ دربار عالیہ
حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور
مورخہ 17/ذوالحجہ 1438ہجری
23/اکتوبر 2013ء بروز بدھ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

ارشادِ مصنف

ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر اور ان کے آل واصحاب رضی اللہ عنہم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت وسلام ہو، تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب (اور مالک) ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ سچا بادشاہ (سب کچھ) ظاہر کرنے والا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک حضرت محمد ﷺ اس کے بندہ خاص اور رسول ہیں، ادب والوں کے سردار اور راہ سلوک کے مسافروں کے آقا ہیں۔ اے اللہ! آپ ﷺ اور تمام انبیاء کرام اور مرسلین عظام پر اور ان سب کے آل واصحاب پر رحمت وسلام نازل فرما۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد: یہ عظیم رسالہ ہے اور میرے خیال کے مطابق اس انداز پر کسی نے تحریر نہیں کیا اور نہ کسی نے خود اور اپنے بھائیوں کو اس جیسے رسالہ کی نصیحت کی۔

ترتیب کتاب

میں نے اس کا نام "رِسَالَةُ الْاَنْوَارِ الْقُدْسِيَّةِ فِيْ بَيَانِ قَوَاعِدِ الصُّوْفِيَّةِ" (پاک بارگاہ کے پاکیزہ انوار، قوانین صوفیاء کرام کے بیان میں) رکھا اور میں نے اس کو ایک مقدمہ، تین ابواب اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا۔

مقدمہ

اس میں صوفیاء کرام کا عقیدہ اور ان کی سند کا بیان ہے، نیز ان کو ذکر کرنے، خرقہ (صوفیاء کا لباس) پہننے اور ذکر کے آداب کی تلقین ہے۔

پہلا باب:
مرید کی ذات کے حوالے سے کچھ آداب ذکر کے بیان میں۔

دوسرا باب:
شیخ (مرشد) کے حوالے سے مرید کے کچھ آداب کے بیان میں۔

تیسرا باب:

برادرانِ طریقت اور مرشد کے دوستوں سے متعلق مرید کے آداب کے بیان میں۔

خاتمہ:

اس میں آداب کا ذکر ہے جو شیخ اور مرید سے متعلق نہیں، بلکہ ان کا تعلق تمام مخلوق سے ہے۔

ہر باب، پہلے اور پچھلے حتیٰ کہ ہمارے اپنے زمانے تک کے بزرگوں کے ایسے اقوال پر مشتمل ہے جن سے آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہوتی ہے اور ان کے ذریعے اس رسالہ کو یہ اعزاز حاصل ہو گیا کہ یہ مکمل طور پر نصیحتوں اور ادب پر مشتمل ہے۔ میرے خیال میں اس میں ایسی کوئی بات نہیں جس کو نکال کر پھینک دیا جائے۔

قابل توجہ بات

میں اس رسالہ کو ہر اس دشمن اور حاسد کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں جو لوگوں کو اس کے مطالعہ سے متنفر کرنے کیلئے سازش کے تحت اس میں وہ باتیں داخل کرے جو میرے کلام سے نہیں ہیں۔

جس طرح کتاب "العہود" میں اور کتاب "کشف الغمہ عن جمیع الامہ" کے مقدمہ میں میرے ساتھ ہوا، جب بعض حاسدین نے لوگوں کو ان دو کتابوں کی طرف متوجہ دیکھا تو وہ غیرت میں آگئے اور انہوں نے ان دونوں کتابوں کا ایک ایک نسخہ ادھار لیا اور ان میں سازش کے تحت ایسی باتیں شامل کیں جو میرے کلام سے نہیں اور اسے اس طرح ظاہر کیا کہ گویا یہی اصل تالیف ہے۔ پھر وہ نسخہ بعض بے دینوں کو دیا اور کہا کہ علماء اس خلاف شریعت کلام پر مطلع ہوئے اور اس کو فلاں شخص نے مرتب کیا اور اللہ تعالیٰ ہی ان لوگوں کی تعداد کو جانتا ہے جنہوں نے مجھ پر عیب لگایا۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں "سنی محمدی" ہوں اور میں نے علوم شریعت میں خوب مہارت حاصل کرنے اور مجتہدین کے مذاہب اور ان کے دلائل پر مطلع ہونے کے بعد کتب تصنیف کی ہیں' پس میں ان (مجتہدین) کی مخالفت کس طرح کر سکتا ہوں اور میں اس جماعت کے بعض لوگوں کو جانتا ہوں جنہوں نے میری کتب میں شامل کئے گئے گھٹیا عقائد کے بارے میں یہ خیال کیا کہ میرا عقیدہ یہی ہے حالانکہ ان میں سے کوئی بھی میری مجلس میں کبھی بھی نہیں آیا' اللہ تعالیٰ ان سب کی مغفرت فرمائے۔

تم ان لوگوں کی بات پر کان نہ دھرنا میں ان تمام باتوں سے بری الذمہ ہوں جو انہوں نے شامل کی ہیں' میرے اور ان کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ ہوگا۔

سببِ تالیف

اس رسالہ کی تالیف کا سبب اپنی ذات اور اپنے بھائیوں کی خیر خواہی ہے کہ ہم نے مشائخ کا لباس پہن رکھا ہے اور ہم ان کے ظاہری طریقہ پر چلتے ہیں اور ہم میں سے ہر ایک کا خیال ہے کہ وہ طریقت کے مشائخ میں سے ہے تو میں نے اس رسالہ کو "میزان" (ترازو) کی طرح بنایا جس میں سچے اور جھوٹے کا وزن کیا جاتا ہے' پس جس کا حال اس کتاب کے مضامین کے مطابق

ہوا سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے، ورنہ وہ اپنے جھوٹے دعووں سے طلب مغفرت کرے۔

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جس بھیڑیئے پر حضرت یوسف علیہ السلام کو کھانے کی تہمت لگی تھی اس نے اپنی قسم میں کہا تھا (اگر میں جھوٹا ہوں تو) میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے دسویں صدی کے مشائخ میں سے ہو جاؤں میں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو نہیں کھایا۔①

تو ہم میں سے کسی ایک کیلئے کس طرح طریقت کا دعویٰ کرنا درست ہوگا جب کہ وہ دسویں صدی کے نصف آخر میں ہے جس کے حوالے سے بھیڑیئے نے پناہ مانگی ہے کہ وہ ہم میں سے کسی ایک جیسا ہو جائے ہم نے اس صدی کے آغاز کے ان تمام مشائخ کو پایا ہے جو عبادت، تقویٰ، خوف خداوندی اور ظاہری اور باطنی اعضاء کو گناہوں سے روکنے میں بہت بڑے قدم پر تھے۔ حتیٰ کہ تم ان میں سے کسی ایک کو ہرگز یوں نہ پاؤ گے کہ وہ ایسا عمل کرے جسے بائیں کاندھے والا (گناہ لکھنے والا) فرشتہ لکھے۔

طریقت کی عزت وحرمت

اس وقت طریقت کو حرمت (عزت) اور ہیبت حاصل تھی اور امراء اور بادشاہ اہل طریقت سے برکت حاصل کرتے اور ان کے قدموں کے نچلے حصے کو بوسہ دیتے تھے کیونکہ وہ ان میں اچھی صفات دیکھتے تھے۔

جب وہ لوگ چلے گئے تو طریقت اور اہل طریقت کی حرمت وعزت ختم ہوگئی اور لوگ ان سے مذاق کرنے لگے حتیٰ کہ وہ ان میں سے کسی ایک سے کہتے ہیں تمہارا کیا خیال ہے کیا ہوا فلاں نے کسی بزرگ والا عمل کیا ہے؟

گویا وہ ان کے (طریقت کے) دعویٰ کو تسلیم نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ لوگ دنیا کی محبت، اس کی خواہشات، اس کے کھانوں، لباس، نکاح اور ان کاموں کیلئے تگ ودو میں مبتلا ہو گئے، حتیٰ کہ میں نے ایک تاجر سے پوچھا کہ تم نے فلاں شیخ سے ملاقات نہیں کی؟ تو اس نے جواب دیا اگر وہ شیخ (بزرگ) ہے تو میں دوسرا بزرگ ہوں کیونکہ وہ بھی دنیا سے محبت کرتا ہے، جس طرح میں دنیا سے محبت کرتا ہوں اور وہ بھی اس کے حصول کیلئے اسی طرح کوشش کرتا ہے جس طرح میں کرتا ہوں۔ بلکہ وہ دنیا حاصل کرنے کیلئے مجھ سے زیادہ کوشش کرتا ہے کیونکہ وہ (اس مقصد کیلئے) روم کا سفر کرتا ہے اور میں سفر نہیں کرتا اور بعض اوقات وہ اپنی نیکی کو دنیا (کا مال) کھانے کیلئے استعمال کرتا ہے اور میں اپنی نیکی کو دنیا کے حصول کا ذریعہ نہیں بناتا، لہٰذا میری حالت اس کی حالت سے اچھی ہے۔

میں (مصنف) نے اس کی طرف سے جواب دینا چاہا، لیکن میں نے دیکھا کہ میری حس مجھے جھٹلا رہی ہے (یعنی وہ تاجر صحیح کہہ رہا ہے)۔

بادشاہ کا تعظیم کرنا

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ سلطان غوری نے سیدی محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور میں نے سلطان

---

① اگر یہ روایت صحیح ہو تو اس سے جھوٹے اور جعلی پیر مراد ہیں یقیناً صوفیا کرام اور مشائخ مراد نہیں ہیں۔ ۱۲ ہزاروی

نوٹ: ہمارے زمانے میں بھی لوگ اس قسم کی بات کرتے ہیں کہ اس بھیڑیے نے کہا تھا کہ میں چودھویں صدی کے مولویوں کے ساتھ اٹھایا جاؤں۔ اس کا درست معنیٰ یہی ہے جو اوپر بیان ہوا۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

طومان بائی جو اس کے بعد حکمران بنا' کو دیکھا کہ وہ ان (محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ) کے پاؤں کے تلوؤں کو چوم رہا تھا۔ ایک دفعہ میں سیدی شیخ ابوالالحسن غمری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سفارش کیلئے گیا تو وہ (سلطان) شیخ (کی تعظیم) کیلئے کھڑا ہو گیا اور اس نے اپنے بازو اپنی بغلوں کے نیچے رکھے ہوئے تھے اس نے کہا اے میرے آقا! آج آپ نے مجھے اعزاز بخشا میں اور میری تمام مملکت آپ کے حق طریقت کی نفی نہیں کرتی۔

ہم نے جس آخری بزرگ کو پایا وہ سیدی شیخ علی الرصفی رحمۃ اللہ علیہ تھے جب جمادی اولیٰ 930ھ میں ان کا انتقال ہوا تو مصر اور اس کے شہروں میں طریقت کے نظام میں خلل آ گیا اور بہت سے لوگ اپنے بزرگوں کی اجازت کے بغیر دعوت وارشاد کے منصب پر فائز ہو گئے: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

جان لو کہ میں نے اس رسالہ میں مریدین کے اخلاق کے بارے میں جو کچھ ذکر کیا ہے وہ سمندر کے ایک قطرہ کی مثل ہے پس جو شخص اس رسالہ کو دیکھے وہ آداب کو دیکھے اگر وہ اس کی شخصیت میں پائے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اگر اپنے آپ کو ان سے خالی دیکھے تو کسی خیر خواہ شیخ (مرشد) کے ہاتھ پر (بیعت ہو کر) سلوک کی راہ پر چلنے کے اسباب اختیار کرے۔

اور اگر وہ مرشد بن بیٹھا ہے تو اپنی اور مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی کے لئے اپنے آپ کو اس منصب سے الگ کر دے کیونکہ جو شخص اپنے مرشد کی اجازت کے بغیر مسند ارشاد پر بیٹھا ہے وہ خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔ ہم اس رسالہ میں کامل لوگوں کے اخلاق ذکر نہیں کریں گے کیونکہ ان کا وجود نادر ہے اور ان اخلاق سے موصوف لوگ بھی بہت کم پائے جاتے ہیں۔ اس لئے ہم نے صرف مریدین کے اخلاق ذکر کئے ہیں کیونکہ اب یہی راستہ ہے جس پر لوگ رواں دواں ہیں۔

کاش اب ہم میں سے کوئی مرید کے مقام تک پہنچ جائے۔ تمام تعریفیں تمام جہانوں کے پالنہار کیلئے ہیں اب ہم رسالہ کا مقدمہ شروع کرتے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔ عبدالوہاب شعرانی

مقدمہ کتاب

اس میں درج ذیل امور شامل ہیں:

(1) صوفیا کے عقائد جو عقائد اہلسنت و جماعت کے موافق ہیں

(2) تلقین ذکر کے سلسلے میں صوفیا کی سند تمام آداب ذکر

(3) مریدین کو خرقہ پہنانے کے سلسلے میں ان کی سند

(1) عقیدہ: توحید باری تعالیٰ

اے بھائی! اس بات کو جان لو کہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک معبود ہے اس کا ثانی کوئی نہیں۔ وہ بیوی اور اولاد سے پاک وہ بلا شرکت غیرے (ہر چیز کا) مالک ہے۔ وہ پیدا کرنے والا ہے اور اس کے ساتھ کوئی تدبیر کرنے والا نہیں وہ ذاتی طور پر موجود ہے اور کسی موجد کا محتاج نہیں جو اسے وجود میں لاتا بلکہ ہر موجود اپنے وجود میں اس کا محتاج ہے۔ پس تمام عالم اس کی وجہ سے موجود ہے اور وہ ذاتی طور پر موجود ہے اس کے وجود کی ابتداء اور اس کے بقاء کی انتہا نہیں بلکہ اس کا وجود مطلق ہے، دائمی ہے، ذاتی طور پر قائم ہے۔ وہ "جوھر" نہیں کہ اس کیلئے مکان ثابت کیا جائے اور "عرض" نہیں کہ اس کا باقی رہنا محال ہو۔ وہ "جسم" نہیں کہ اس کیلئے کوئی جہت یا آمنا سامنا ہو، وہ جہات اور کناروں سے پاک ہے، اس کو دلوں اور آنکھوں سے (کسی کیفیت کے بغیر) دیکھا جا سکتا ہے اس نے عرش پر استویٰ فرمایا۔ جس طرح اس نے خود ارشاد فرمایا۔[1] اور جو معنیٰ خود اس کی مراد ہے (وہی مراد ہے)۔

جس طرح عرش اور جس کو اس کے ساتھ گھیرا ہے اس میں آخر اور پہلا برابر ہیں عقل اس کی کوئی مثال پیش نہیں کر سکتی اور نہ ہی عقل کی اس پر کوئی دلالت ہو سکتی ہے۔ وہ زمان و مکان کی حدود سے پاک ہے اور وہ اب بھی اسی طرح ہے جس طرح پہلے تھا۔

اس نے مکان اور مکان پر جاگزین ہونے والوں کو پیدا کیا اور زمانہ بنایا اس نے فرمایا میں ایک ہوں زندہ ہوں جسے مخلوق کی حفاظت تھکاتی نہیں کوئی ایسی صفت جو مخلوق کی صفات سے ہو اس کی طرف نہیں لوٹتی۔

وہ کسی "حادث" میں اترے یا کوئی "حادث" (مخلوق) اس میں اترے وہ اس سے پاک ہے نہ اس سے پہلے کوئی ہے اور نہ بعد میں، وہ تھا اور اس کے ساتھ کچھ نہ تھا کیونکہ پہلے اور بعد کا تعلق زمانہ سے ہے۔ جس کو اس نے پیدا کیا پس ہم اس پر اس صفت کا اطلاق نہیں کر سکتے جس کا اطلاق اس نے خود اپنے آپ پر نہیں کیا اس نے اپنے آپ کو اول و آخر کہا ہے اور بعد کا لفظ نہیں فرمایا۔

[1] اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى (سورہ طٰہٰ آیت ۵)...... رحمٰن نے عرش پر استوا فرمایا۔

وہ "قیوم" ہے جو سوتا نہیں وہ "قھار" (غالب) ہے جس کا قصد نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی مثل کوئی چیز نہیں وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔ اس نے عرش کو پیدا کیا اور اس کو برابر برابر رکھا، اس نے کرسی کو پیدا کیا اور اس کی وسعت میں زمین و آسمان کو رکھا، اس نے لوح اور اعلیٰ قلم کو بنایا اور فیصلے اور قضاء کے دن تک کیلئے مخلوق کے تمام امور کو اس کے ذریعے لکھ دیا۔ تمام کائنات کو کسی سابقہ مثال کے بغیر پیدا کیا مخلوق کو پیدا کیا اور جو پیدا کیا اس نے پیدا کیا۔ ارواح کو اجسام میں بطور امین اتارا اور ان اجسام کو جن کی طرف ارواح کو اتارا گیا زمین میں خلیفہ بنایا، ان کیلئے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کو مسخر کیا، پس ہر ذرہ اسی کے حکم سے حرکت کرتا ہے اس نے ہر چیز کو پیدا کیا لیکن اسے کسی کی حاجت نہیں اور نہ کسی نے اس پر واجب کیا' لیکن وہ سب چیزوں کا پہلے سے علم رکھتا ہے پس اس نے جس کو پیدا کرنا تھا وہ لازمی طور پر پیدا کیا۔ وہ نہایت پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہے وہ آنکھوں کی خیانت اور دلوں میں چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے وہ کیسے اپنی مخلوق کو نہیں جانے گا۔ ارشاد خداوندی ہے:

﴿اَلَا یَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ وَ ہُوَ اللَّطِیۡفُ الۡخَبِیۡرُ﴾ [1]

کیا وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا اور وہی ہے ہر باریکی جانتا خبردار۔

وہ تمام اشیاء کو ان کی تخلیق سے پہلے جانتا تھا پھر اس نے ان کو وجود سے نوازا، اس طرح اس کے علم میں تھا پس وہ ہمیشہ سے چیزوں کا علم رکھتا ہے اس کیلئے ان چیزوں کا علم نیا نہیں ہے۔ اس نے ہر چیز کو مضبوط فرمایا وہ مطلقاً کلیات اور جزئیات کا علم رکھتا ہے پس وہ غیب اور ظاہر کا عالم ہے۔ وہ لوگوں کے شرک سے پاک ہے، جو چاہتا ہے اس کو خوب عمل میں لاتا ہے وہ زمین و آسمان میں کائنات کا ارادہ فرمانے والا ہے' اس کی قدرت کسی چیز کو وجود میں لانے سے اسی وقت متعلق ہوتی ہے جب وہ اس کا ارادہ کرتا ہے جس طرح وہ علم کے بغیر ارادہ نہیں کرتا کیونکہ یہ بات محال ہے کہ اللہ تعالیٰ اس چیز کا ارادہ کرے جس کا وہ علم نہیں رکھتا یا وہ مختار اور قادر ذات وہ فعل کرے جس کا وہ ارادہ نہیں فرماتا جس طرح محال ہے کہ یہ حقائق ایسی ذات سے پائے جائیں جو زندہ نہیں ہے، جس طرح یہ بات محال ہے کہ یہ صفات پائی جائیں اور ایسی ذات نہ ہو جو ان صفات کے ساتھ موصوف ہے۔

پس فرماں برداری اور نافرمانی، نفع اور نقصان، غلام اور آزاد، ٹھنڈک اور گرمی، زندگی اور موت، حصول اور عدم حصول' دن اور رات' اعتدال اور میلان' میدان اور سمندر' جفت اور طاق' جوہر اور عرض' صحت اور مرض' خوشی اور غم' روح اور جسم' اندھیرا اور روشنی' زمین اور آسمان' ترکیب اور عدم ترکیب' زیادہ اور کم' صبح اور شام' سفید اور سیاہ' بے خوابی اور نیند' ظاہر اور باطن' متحرک اور ساکن' خشک اور تر' چھلکا اور مغز نیز متضاد' مختلف اور ہم مثل ہر چیز حق تعالیٰ کے ارادے کے تحت ہے اور کیسے اس کا ارادہ ان چیزوں کو شامل نہیں ہو گا جب کہ اس نے ان کو پیدا کیا اور مختار ذات کس طرح کسی چیز کو ارادے کے بغیر وجود عطا فرمائے گا۔

اس کے حکم کو کوئی رد کرنے والا نہیں اور اس کے حکم کو کوئی پھیرنے والا نہیں، وہ جسے چاہے بادشاہی عطا کرتا ہے اور جس سے چاہے بادشاہی لے لیتا ہے' جس کو چاہے عزت عطا کرتا ہے اور جسے چاہے ذلیل و رسوا کرتا ہے' جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہے ہدایت دیتا ہے' جس چیز کو وہ چاہتا ہے وہ ہو جاتی ہے اور جسے نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتی۔

---

[1] سورہ ملک آیت 14۔

اگر تمام مخلوق کسی چیز کے ارادے پر جمع ہو جائے اور وہ ان کیلئے اس کا ارادہ نہ کرے تو وہ ارادہ نہیں کر سکتے۔

اور اگر وہ کوئی کام کرنا چاہیں اور وہ اس کو وجود میں لانے کا ارادہ نہ کرے اور وہ اس کا ارادہ کریں تو وہ اس فعل کو بجا نہیں لا سکتے نہ وہ اس کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ وہ ان کو اس پر قادر کرتا ہے۔

پس کفر اور ایمان' اطاعت اور نافرمانی اس کی مشیت اس کی حکمت اور اس کے ارادہ سے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے اس ارادہ کے ساتھ موصوف ہے اس وقت بھی جب یہ کائنات نہیں تھی۔ پھر اس نے اس کائنات کو کسی تفکر اور تدبیر کے بغیر پیدا فرمایا بلکہ اپنے سابق علم اور اپنے ازلی ارادہ کے ساتھ پیدا فرمایا جس کے مطابق زمان و مکان اور کائنات کو وجود میں لانے کا فیصلہ فرمایا۔ حقیقت میں وجود کا ارادہ کرنے والا وہی ہے اس کے سوا کوئی نہیں کیونکہ وہ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ﴾[1] اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ اللہ چاہے۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے جس طرح اپنے علم کے مطابق اپنے فیصلے اور ارادے کو خاص کیا اور مقدر فرما کر اسے وجود عطا فرمایا اس طرح وہ عالم اسفل اور عالم اعلیٰ (زمین و آسمان) سے مخلوق میں حرکت کرنے' ٹھہرے اور بولنے والی چیز کو سنتا اور دیکھتا ہے۔ قرب اور بُعد اس کے دیکھنے میں رکاوٹ نہیں وہ نفس کے کلام کو نفس کے اندر سنتا ہے اور اس ہلکی آواز کو بھی سنتا ہے جو کسی چیز کو چھوتے وقت پیدا ہوتی ہے' اندھیرے میں سیاہی اور پانی کو پانی میں دیکھتا ہے چیزوں کی آمیزش' تاریکیاں اور روشنی کوئی چیز اس کے دیکھنے میں رکاوٹ نہیں بنتی اور وہ سننے دیکھنے والا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے کلام فرمایا' لیکن اس سے پہلے خاموشی کا وہم نہیں (انسان بولنے سے پہلے خاموش ہوتا ہے)۔

اُس کا کلام قدیم ازلی ہے۔ جس طرح اس کی دیگر صفات یعنی علم' ارادہ اور قدرت (وغیرہ) ازلی ہیں۔

اُس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تو قرآن مجید' تورات' انجیل' زبور سب نے اسے کسی تشبیہ اور کیفیت کے بغیر قرار دیا کیونکہ اُس کا کلام مطلق اور زبان کے بغیر ہے۔ جس طرح اس کا سننا کسی سوراخ کے بغیر ہے۔ جس طرح اس کا ارادہ دل کے بغیر ہے جس طرح اس کا علم اضطرار اور دلیل کے بغیر ہے۔ جس طرح اس کی حیات دل کے ایسے بخارات کے بغیر ہے جو ارکان[2] کے ملنے سے پیدا ہوتے ہیں اور جس طرح اس کی ذات زیادتی اور کمی کو قبول نہیں کرتی۔

پس وہ ذات قرب و بُعد سے پاک ہے اس کی بادشاہی بڑی اور اس کا احسان سب کو شامل ہے اور اس کا احسان بہت بڑا ہے اس کے علاوہ ہر چیز اس کے وجود سے فیض حاصل کرتی ہے، اس کا فیض کشادگی اور اس کا عدل تنگی کا باعث ہے اس نے کائنات کو بنایا تو اس کو نہایت کامل اور عمدہ بنایا اس کی بادشاہی میں کوئی شریک نہیں اور اس میں اس کے ساتھ کوئی تدبیر کرنے والا نہیں۔ اگر انعام و اکرام سے نوازے تو یہ اس کا فضل ہے اور اگر آزمائش میں ڈال کر عذاب دے تو یہ اس کا عدل ہے۔

وہ کسی غیر کی ملکیت میں تصرف نہیں کرتا کہ اس ظلم و زیادتی کی طرف منسوب کیا جائے اور اس پر کسی دوسرے کا حکم نہیں

---

[1] سورۃ الدھر آیت 30۔

[2] ارکان سے مراد اربعہ عناصر ہیں' یعنی آگ مٹی پانی اور ہوا۔ ۱۲ ہزاروی

چلتا کہ وہ اس وجہ سے آہ وزاری کرے اور خوف کا شکار ہو۔

اس کی اپنی ذات کے علاوہ ہر چیز اس کی حکومت اور تسلط میں ہے وہ اپنے ارادہ اور اختیار سے تصرف کرتا ہے وہ مکلفین کے دلوں میں تقویٰ اور گناہ کا الہام کرتا ہے کہ وہ تقویٰ کو اختیار کرے اور گناہ سے بچے۔ وہ اس دنیا میں اور آخرت کے دن جس کیلئے چاہے گناہ بخشنے والا ہے۔ اس کا عدل اس کے فضل میں اور اس کا فضل اس کے عدل میں مداخلت نہیں کرتا کیونکہ اس کی تمام صفات قدیم ہیں اور حدوث سے پاک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام عالم دو مٹھیوں کی صورت میں پیدا فرمایا[1] اور ان کیلئے مقام بنائے اور فرمایا یہ جنت کیلئے ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں اور یہ جہنم کیلئے ہیں اور مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں اور اس وقت اس پر کسی معترض نے اعتراض نہ کیا کیونکہ وہاں اس کے سوا کوئی بھی موجود نہ تھا' پس ہر ایک اس کے اسماء کے تصرف میں ہے۔

ایک گروہ اس کے آزمائش والے ناموں کے تحت ہے اور دوسرا اس کی نعمتوں کے ناموں کے نیچے ہے۔ اگر اللہ سبحانہٗ چاہتا کہ تمام لوگ نیک بخت ہو جائیں تو ایسا ہو جاتا یا چاہتا کہ بدبخت ہو جائیں تو دوسری بات نہ ہوتی لیکن اس نے یہ ارادہ نہیں کیا۔ لہٰذا جس طرح اللہ ﷻ نے چاہا اسی طرح ہوا پس ان میں سے بعض نیک بخت ہیں اور بعض بدبخت۔ یہاں بھی یہی حال ہے اور قیامت کے دن بھی یہی صورت ہوگی پس اس کے قدیم فیصلے میں تبدیلی کا کوئی راستہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے نماز فرض کرتے ہوئے فرمایا یہ (تعداد میں) پانچ ہیں اور یہ (ثواب کے اعتبار سے) پچاس ہیں میرے ہاں بات بدلتی نہیں اور میں بندوں پر ظلم نہیں کرتا میرا تصرف میری مِلک میں ہے اور میری مشیت میری اپنی مِلک میں نافذ ہوتی ہے۔

یہ حقیقت ہے جس سے دل کی آنکھیں اندھی ہو گئیں افکار اور بصیرتوں کی دنیا عطائے خداوندی اور وجودِ رحمانی کی بنیاد پر بھی غور و فکر کرتی ہے اور یہ اعزاز اس کے بندوں میں سے اسے ہی حاصل ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ کوئی مقام عطا کرے اور اسے اس کی بارگاہ کی حاضری کا شرف حاصل ہو۔

اس کے بتانے سے پتہ چلتا ہے کہ الوہیت نے یہ تقسیم فرمائی اور یہ قدیم باریکیوں میں سے ہے اور وہ ذات پاک ہے جس کے سوا کوئی فاعل نہیں اور ذاتی طور پر وہی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اور تمہارے اعمال کو پیدا کیا اور اس سے اس کے کاموں کے بارے میں پوچھا نہیں جائے گا بلکہ مخلوق سے (ان کے اعمال کے بارے میں) پوچھا جائے گا۔[2]

﴿قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾

آپ فرما دیجئے پس اللہ تعالیٰ ہی کیلئے پہنچنے والی دلیل ہے اور اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دیتا۔

عقیدہ رسالت مآب ﷺ

اور جس طرح ہم نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور ان بلند صفات کی گواہی دی جن کا وہ مستحق ہے اسی طرح ہم اپنے سردار اور آقا حضرت محمد ﷺ کے تمام لوگوں کی طرف رسول ہونے کی گواہی دیتے ہیں آپ خوشخبری دینے والے، ڈر سنانے والے، اللہ

---

[1] یہ متشابہات میں سے ہے یعنی جس طرح کوئی چیز انسان کی ایک مٹھی میں اور دوسری چیز دوسری مٹھی میں ہو تو یہ محض سمجھانے کیلئے ہے اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ ۱۲ ہزاروی

[2] ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ○ (سورۃ انبیاء آیت ۲۳) اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہوگا۔

تعالیٰ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والے اور روشن چراغ ہیں اور آپ ﷺ نے وہ تمام احکام پہنچا دیئے جو آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل ہوئے اور آپ نے اس کی امانت کو ادا کر دیا اور امت کی خیر خواہی کی۔

یہ بات (حدیث شریف سے ثابت ہے کہ آپ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر (میدان عرفات میں) تمام حاضرین متبعین کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا' وعظ و نصیحت کی اور (قیامت کے عذاب کا) خوف دلایا اور (جنت کا) وعدہ فرمایا۔ رحمت خداوندی کی بارش اور اس کے عذاب کے گرج چمک کا ذکر فرمایا اور اس وعظ و نصیحت کو کسی کے ساتھ خاص نہ فرمایا اور یہ بے نیاز واحد ذات کے حکم سے تھا۔ آپ نے فرمایا

((أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟)) کیا میں نے (پیغام خداوندی) پہنچا دیا؟

سب نے کہا: ((قَدْ بَلَّغْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه)) (جی ہاں!) یا رسول اللہ ﷺ آپ نے پہنچا دیا۔

آپ نے فرمایا: ((اَللّٰهُمَّ اِشْهَدْ)) اے اللہ! تو گواہ رہنا۔

عقیدہ ضروریاتِ دین

رسول اکرم ﷺ جو کچھ لے کر آئے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ ہمارے علم میں ہے یا نہیں۔ رسول اکرم ﷺ جو کچھ لے کر تشریف لائے اس میں جو کچھ ہمیں معلوم ہوا اور جو ہمارے لئے ثابت و برقرار ہے اس میں یہ بات بھی ہے کہ موت کا ایک وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے وہ وقت آئے گا تو اس میں تاخیر نہ ہوگی۔ پس ہم اس پر اس طرح ایمان رکھتے ہیں کہ وہ شک و شبہ سے بالاتر ہے' جس طرح ہم اس بات پر ایمان لائے' ہم نے اقرار کیا اور تصدیق کی کہ قبر میں منکر نکیر کا سوال حق ہے' عذاب قبر حق ہے' قبروں سے اٹھنا حق ہے' اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہونا حق ہے' حوض (کوثر) حق ہے' میزان حق ہے' صحیفوں کا اترنا حق ہے' پل صراط حق ہے' جنت حق ہے' جہنم حق ہے' ایک گروہ جنت میں جائے اور ایک گروہ جہنم میں داخل ہوگا یہ بات بھی حق ہے' اس دن ایک گروہ کا تکلیف میں مبتلا ہونا حق ہے اور یہ بھی حق ہے کہ ایک گروہ بڑی گھبراہٹ سے نہیں گھبرائے گا۔

انبیاء کرام، فرشتوں اور نیک مومنوں کی شفاعت حق ہے اور سب سے بڑھ کر رحم کرنے والی ذات (اللہ تعالیٰ) کی شفاعت حق ہے۔ اس کے اسماء حنان (بہت مہربان) اور رحمت، اس کے اسماء جبروت اور نعمۃ (جبر اور انتقام) کے سامنے سفارش کریں گے۔

اسی طرح ہم اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ جہنمی لوگوں یعنی فرعون وغیرہ کا (موت کے وقت) ایمان غیر مقبول اور غیر نفع بخش ہے اور اہل توحید میں سے گناہ کبیرہ کے مرتکب لوگ جہنم میں داخل ہوں گے پھر شفاعت کے ذریعے ان کو نکالا جائے گا یہ بات حق ہے۔ [1] اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کی کتابوں اور رسل عظام کے ذریعے ہمارے پاس آیا اس کا علم حاصل ہو یا نہ' وہ حق ہے۔

اسی طرح ہم اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ مومنوں کا ہمیشہ کی نعمتوں میں ہمیشہ رہنا حق ہے اور کافروں' منافقوں اور مشرکوں کا ہمیشہ جہنم میں رہنا حق ہے۔

---

[1] اہلسنت کے نزدیک گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر نہیں ہوتا اس لئے اگر اسے گناہوں کی سزا کیلئے جہنم میں داخل بھی کیا گیا تو بالآخر وہ جنت میں جائے گا' کیونکہ وہ مومن ہے۔ ۱۲ (مترجم اردو)

صوفیا کرام کا یہی (مذکورہ بالا) عقیدہ ہے اس عقیدہ پر ہم زندہ ہیں اور اسی پر دنیا سے رخصت ہوتے ہیں جس طرح ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں۔ پس ہم اس کے فضل سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اس سے نفع عطا فرمائے اور دائمی زندگی کے گھر (جنت) کی طرف انتقال کے وقت وہ ہمیں ثابت رکھے اور ہمیں عزت اور رضا کے گھر میں داخل فرمائے اور اس کی رحمت ہمارے اور اس گھر (جہنم) کے درمیان حائل ہو جائے جس میں رہنے والوں کا لباس تارکول ہوگا اور ہمیں اس جماعت میں کر دے جو اپنے نامہ اعمال ایمان کے ساتھ لیں گے اور ان لوگوں میں سے کر دے جو حوض (کوثر) سے سیراب واپس آئیں گے۔ ان کیلئے میزان کا نیکیوں والا پلڑا بھاری کر دیا جائے گا اور پل صراط پر وہ ثابت قدم رہیں گے۔ وہی انعام واحسان فرمانے والا ہے۔ آمین اللھم آمین

اے بھائی! اس عقیدہ کو گہری نظر سے دیکھ یہ بہت بڑا عقیدہ ہے اگر تم اس کو دل سے یاد کرو گے تو زیادہ بہتر ہے اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دینے کا مالک ہے۔

⊙

تلقینِ ذکر کے سلسلے میں صوفیاء کی سند

صوفیا کرام نے مریدین کو کلمہ "لا الہ الا اللہ" کی جو تلقین کی ہے اس کی سند، آداب ذکر میں مشائخ نے جو کچھ فرمایا، تلقین کا اعزاز، ذکر سے تعلق رکھنے والے فوائد کا بیان۔

اجتماعی ذکر کی دلیل

اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو کلمہ "لا الہ الا اللہ" کی تلقین فرمائی ہے یہ تلقین انفرادی طور پر بھی ہے اور اجتماعی طور پر بھی اور یہ سلسلہ ان حضرات سے سند کے ساتھ جاری ہوا۔ چنانچہ حضرت امام احمد بزار اور طبرانی اور ان کے علاوہ (مجتہدین) رحمہم اللہ نے سند حسن کے ساتھ روایت کیا، ایک دن رسول اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرماتھے تو آپ نے پوچھا ((هَلْ فِيكُمْ غَرِيبٌ)) کیا تم میں کوئی اجنبی ہے؟ یعنی کوئی اہل کتاب ہے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا رسول اللہ ﷺ نہیں ہے تو آپ نے دروازہ بند کرنے کا حکم دیا اور فرمایا

((ارْفَعُوا أَيْدِيَكُمْ وَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)) اپنے ہاتھ اٹھا کر کہو "لا الہ الا اللہ"۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے کچھ دیر کیلئے ہاتھ اٹھائے اور ہم نے کہا لا الہ الا اللہ پھر رسول اکرم ﷺ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا

((اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ بَعَثْتَنِي بِهٰذِهِ الْكَلِمَةِ وَأَمَرْتَنِي بِهَا وَوَعَدْتَنِي عَلَيْهَا الْجَنَّةَ وَإِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ))

(اے اللہ) تو نے مجھے اس کلمہ کے ساتھ بھیجا اور مجھے اس کا حکم دیا اور اس پر مجھ سے جنت کا وعدہ فرمایا اور بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

پھر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ((أَلَا أَبْشِرُوا فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ غَفَرَ لَكُمْ)) [1] سنو! تمہیں خوشخبری ہو بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں بخش دیا۔

انفرادی ذکر کی دلیل

مشائخ اجتماعی ذکر کی جو تلقین کرتے ہیں اس کی دلیل یہ (حدیث ہے) البتہ انفرادی ذکر کی تلقین کے سلسلے میں میں نے

---

[1] مسند شامیین لطبرانی رقم الحدیث 1103: جزء ثانی صفحہ 157 مطبوعہ موسسۃ الرسالہ بیروت طبع الاولی 1405 ہجری۔

کتب محدثین میں کوئی چیز نہیں دیکھی۔

البتہ شیخ السلسلہ سید یوسف عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ میں متصل سند کے ساتھ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے اللہ تعالیٰ تک رسائی کا قریب ترین بندوں کیلئے نہایت آسان اور اللہ تعالیٰ کے ہاں افضل راستہ بتائیے؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((یَا عَلِیُّ عَلَیْکَ الْمُدَاوَمَۃِ ذِکْرُ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ سِرًّا وَ جَھْرًا))

اے علی ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہو چاہے وہ سری ذکر ہو یا جہری۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا رسول اللہ! تمام لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں میں ایسا ذکر چاہتا ہوں جسے آپ میرے ساتھ خاص کر دیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَہْ یَا عَلِیُّ اَفْضَلُ مَا قُلْتُ اَنَا وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ قَبْلِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَوْ اَنَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَالْاَرْضِیْنَ السَّبْعَ فِیْ لَقَّۃٍ))

ہاں اے علی! سب سے افضل ذکر جو میں اور مجھ سے پہلے انبیاء کرتے رہے وہ یہ کلمات ہیں "لا الہ الا اللہ" (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں)۔ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں ہوں اور لا الـہ الا اللـہ دوسرے پلڑے میں ہو تو لا الہ الا اللہ کا وزن زیادہ ہوگا۔ [1]

(حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں اس حدیث کی شہادت اس حدیث سے بھی حاصل ہوتی ہے جسے حضرت امام حاکم اور دوسرے محدثین رحمہم اللہ نے مرفوعاً ذکر کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا

((یَا رَبِّ عَلِّمْنِیْ شَیْئًا اَذْکُرُوْنَ بِہٖ وَاَدْعُوْتَ بِہٖ))

اے میرے رب! مجھے کوئی ایسی چیز سکھادے جس کے ساتھ میں تیرا ذکر کروں اور تجھ سے دعا مانگوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ((قُلْ یَا مُوْسٰی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ)) اے موسیٰ علیہ السلام "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" پڑھو۔

انہوں نے عرض کیا اے میرے رب! یہ تو تیرے تمام بندے پڑھتے ہیں فرمایا "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" پڑھو عرض کیا اے رب! میں اپنے لئے کسی خاص چیز کا ارادہ کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ((لَوْ اَنَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَالْاَرْضِیْنَ السَّبْعَ فِیْ لَقَّۃٍ))

اے موسیٰ علیہ السلام اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں ہوں اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ دوسرے پلڑے میں ہو تو وہ ان کے مقابلے میں جھکا ہوگا۔ [2]

یہ بعینہٖ وہ سوال ہے جو حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا۔

---

[1] و [2] المستدرک علی الصحیحین رقم الحدیث 1931 مطبوعہ دار الکتب علمیہ بیروت۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((یَا عَلِیُّ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ وَعَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ مَنْ یَّقُوْلُ اللّٰه))

اے علی! جب تک زمین پر "الله" کہنے والے موجود ہوں گے قیامت قائم نہیں ہوگی۔ [1]

ذکر کا طریقہ

سیدی حضرت یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پھر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے رسول اکرم ﷺ سے کیفیت ذکر کی تلقین کا سوال کیا اور عرض کیا ((کَیْفَ اَذْکُرُ؟)) کہ میں ذکر کس طرح کروں؟

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

آنکھیں بند کر کے تین مرتبہ مجھ سے سنو پھر تم تین بار لا الہ الا اللہ کہو اور میں سنوں گا۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے تین بار لا الہ الا اللہ پڑھا آپ نے آنکھوں کو بند کیا اور ہاتھوں کو بلند فرمایا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سن رہے تھے۔

پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آنکھیں بند اور ہاتھ بلند کر کے تین بار لا الہ الا اللہ پڑھا اور رسول اکرم ﷺ سن رہے تھے۔

(امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میں نے ذکر کی یہ کیفیت جو رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سکھائی ہے (حدیث کی) بنیادی کتب میں نہیں پائی اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

طریقت میں پوشیدگی

سیدی حضرت یوسف عجمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں رسول اکرم ﷺ نے جب جماعت صحابہ کو تلقین کا ارادہ فرمایا تو دروازہ بند کرنے کا حکم دیا جس طرح پہلے گزر چکا ہے اور پوچھا کیا تم میں کوئی اجنبی ہے یعنی اہل کتاب ہے۔

اس کی وجہ یہ بات بتانا مقصود تھی کہ صوفیا کرام کا طریقہ سر (پوشیدگی) پر مبنی ہے بخلاف شریعت مطہرہ کے (اس کا مقابلہ ظاہر پر مبنی ہے) لہٰذا اہل طریقت میں سے کسی کیلئے مناسب نہیں کہ اس شخص کے پاس حقیقت (طریقت) کی بات کرے جو اس کو نہیں مانتا وہ اس بات سے ڈرے کہ کہیں وہ اس کا انکار کر کے اس سے نفرت نہ کرے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات اور خرقہ پوشی

میں کہتا ہوں اسی بنیاد پر بعض محدثین نے اس بات کا انکار کیا کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کلمہ "لا الـہ الا الـلـہ" حاصل کیا کیونکہ مشہور طریقہ سے اس کا ثبوت نادر ہے بلکہ بعض حضرات نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اکٹھا ہونے کا بھی انکار کیا ہے چہ جائیکہ وہ ان سے طریقت حاصل کرتے۔

لیکن حق یہ ہے کہ وہ دونوں اکٹھے ہوئے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کو ذکر کی تلقین بھی کی اور خرقہ بھی پہنایا۔ حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے شاگرد حضرت حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے روایت کیا اور دونوں نے فرمایا

[1] المستدرک علی الصحیحین رقم الحدیث 1931 مطبوعہ دار الکتب علمیہ بیروت۔

اس کی سند صحیح اور راوی ثقہ (قابل اعتماد) ہیں' انہوں نے فرمایا کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سناوہ فرماتے تھے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ((اُمَّتِیْ کَالْمَطَرِ لَایُدْرٰی اَوَّلُہٗ خَیْرٌ اَمْ آخِرُہٗ)) میری امت بارش کی طرح ہے معلوم نہیں اس کا اول بہتر ہے یا اس کا آخر۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک اور روایت بھی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے مدینہ طیبہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے ایک آواز سنی تو پوچھا یہ کیا ہے؟ حاضرین نے عرض کیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے' آپ نے فرمایا "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُشْھِدُکَ اَنِّیْ لَمْ اَرْضِ وَلَمْ اُبَالِ" [1] اے اللہ! میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں اس بات پر راضی نہیں اور نہ اس کی مجھے پرواہ ہے۔

مسند حافظ ابن مندی میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مصافحہ کیا۔

حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے اور حفاظ (حدیث) کی ایک جماعت کے نزدیک حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ملاقات ثابت ہے۔ ہمارے شیخ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح منقول ہے وہ فرماتے ہیں اس کی تائید کئی طریقوں سے ہوتی ہے۔

پہلا طریقہ: مُثْبِتْ (ثابت کرنے والی دلیل) نافِیْ (نفی کرنے والی دلیل) پر مقدم ہوتی ہے۔

دوسرا طریقہ: حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جب ان کو شہید کر دیا گیا تو آپ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جب مدینہ طیبہ تشریف لائے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس ہر دن پانچ مرتبہ حاضر ہوتے' حضرت شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جزء (کتاب) جسے انہوں نے خرقہ قادریہ' خرقہ رفاعیہ اور خرقہ سہروردیہ پہنانے کی صحت کے بارے میں لکھا ہے' میں اس بات کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

سند تلقین اور خرقہ پوشی

اس سے معلوم ہوا کہ اسلاف (صوفیا کرام) کے درمیان تلقین کی سند اور خرقہ پوشی کا سلسلہ جاری تھا اگرچہ محدثین کی طرف سے اس کا ثبوت نہ تھا البتہ وہ اپنے بزرگوں کے بارے حسن ظن رکھتے تھے۔

حتیٰ کہ حضرت حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی موافقت کرنے والے حضرات کا دور آیا تو انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے سماع کو صحیح قرار دیا اور ان دونوں تک سند کو پہنچایا۔

تو اے بھائی! اس بات پر تعجب نہ کر کہ بعض محدثین نے خرقہ پوشی کے سلسلے میں اتصال سند کے بارے میں توقف کیا کیونکہ وہ اس سلسلے میں معذور تھے کیونکہ عام صوفیاء کرام کیلئے کتب محدثین سے اس سند کا حصول مشکل تھا۔

---

[1] الجامع الصغیر، حرف الھمزہ، رقم الحدیث 1620، جلد 1، صفحہ 102، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

اللہ تعالیٰ حضرت ابن حجر اور جلال الدین سیوطی رحمہما اللہ پر رحم فرمائے انہوں نے اس سلسلے میں اتصال سند کو واضح فرمایا۔
ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب خرقہ پوشی کی سند کے سلسلے میں بیان ہوگا کہ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ اس کی سند کے اتصال پر نقل ظاہر کے طور پر مطلع نہیں ہوئے پس انہوں نے اسے حضرت خضر علیہ السلام سے حاصل کیا جب وہ دونوں اکٹھے ہوئے حتیٰ کہ انہوں نے سند کے سلسلے مین ان پر اعتماد کیا اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

صوفیاء اور سند تلقین

جب تمہیں صوفیا کرام کی سند کی صحت معلوم ہوگئی اور یہ بات بھی کہ اس کی تلقین کا اتصال رسول اکرم ﷺ تک ہے' آپ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تلقین فرمائی اسی طرح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن بصری کو حضرت حسن بصری نے حضرت حبیب عجمی کو حضرت حبیب عجمی نے حضرت داؤد طائی کو حضرت داؤد طائی نے حضرت معروف کرخی کو تلقین کی۔ حضرت معروف کرخی نے حضرت سری سقطی کو حضرت سری سقطی نے حضرت ابوالقاسم جنید (بغدادی) کو حضرت ابوالقاسم جنید نے حضرت قاضی رویم کو حضرت رویم نے حضرت محمد بن خفیف شیرازی کو اور حضرت ابن خفیف نے حضرت ابوالعباس النھاوندی کو تلقین کی۔
حضرت ابوالعباس نھاوندی نے حضرت شیخ فرج زنجانی کو حضرت زنجانی نے حضرت قاضی وجیہ الدین کو قاضی وجیہ الدین نے حضرت ابوالنجیب سہروردی کو شیخ ابوالنجیب نے شیخ شہاب الدین سہروردی کو شیخ شہاب الدین نے شیخ نجیب الدین برغوش شیرازی کو تلقین کی۔ حضرت ابن برغوش نے شیخ عبدالصمد النطنزی کو شیخ عبدالصمد نے شیخ حسن شمسیری کو شیخ شمسیری نے شیخ نجم الدین کو شیخ نجم الدین نے شیخ محمود اصفھانی کو شیخ محمود نے شیخ یوسف عجمی کورانی کو شیخ یوسف نے شیخ حسن تستری کو جو قطرہ موسکی مقبوضہ مصر میں مدفون ہیں' کو تلقین کی۔ رحمہم اللہ علیہم اجمعین
حضرت شیخ حسن نے شیخ احمد بن سلیمان زاہد کو شیخ زاہد نے شیخ مدین کو شیخ مدین نے اپنے بھانجے شیخ محمد کو اور سیدی محمد نے شیخ محمد سروی اور شیخ علی المرصفی (رحمہم اللہ علیہم اجمعین) کو تلقین کی اور ان دونوں نے اللہ تعالیٰ کے محتاج بندے عبدالوہاب بن احمد شعرانی (اس کتاب کے مؤلف) کو توبہ کا حکم دیا اور (ذکر کی) تلقین کی۔

مؤلف کتاب کی سند تلقین

پھر میں نے سیدی محمود شناوی رحمہ اللہ سے تلقین حاصل کی جو دونوں شیوخ (مذکورہ بالا) کے شاگرد ہیں' انہوں نے مجھ سے توبہ لی اور مجھے ذکر کی تربیت اور مریدین کی تربیت کی تلقین کی میں نے یہ تلقین صوفیا کے طریقہ سے برکت حاصل کرنے کیلئے لی ہے۔
مجھے ایک اور سلسلہ بھی حاصل ہے جس کی سند اس پہلی سند سے زیادہ قریب ہے وہ یہ کہ میں نے شیخ مشائخ الاسلام زکریا انصاری رحمہ اللہ سے تلقین حاصل کی' انہوں نے حضرت سیدی محمد عمری تلمیذ سیدی احمد الزاہد سے تلقین حاصل کی۔ وہ سیدی مدین کے رفیق ہیں' میرے اور شیخ زاہد رحمہ اللہ کے درمیان فقط دو واسطے ہیں۔
اس طریق سے میں سیدی محمد سروی اور اپنے شیخ کے شیخ محمد شناوی رحمہ اللہ کے مساوی ہوں' لیکن مریدین کی تربیت کے سلسلے

میں صرف شیخ محمد شناوی رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت دی ہے۔

میرے لئے ایک اور سند بھی ہے جس کے مطابق میرے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان فقط دو آدمیوں کا واسطہ ہے وہ اس طرح کہ میں نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے تلقین حاصل کی انہوں نے شیخ سید ابراہیم المتبولی رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیداری میں بالمشافہ تلقین حاصل کی اور اس کی کیفیت صوفیاء کرام کے درمیان عالم روحانیت میں معروف ہے۔

پھر حضرت سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ نے فوت ہونے سے پہلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ تلقین حاصل کی جس طرح ان کے شیخ سیدی ابراہیم متبولی رحمۃ اللہ علیہ نے حاصل کی تھی۔ پس میرے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک ہی شخص کا واسطہ ہوا اور اس طریق کے حوالے سے اس وقت مصر میں مجھے انفرادیت حاصل ہے جس طرح میں نے اپنی کتاب "اَلْمِنَنُ وَالْاِخْلَاقِ" اور "اَلْعُهُوْدُ الْمُحَمَّدِيَّة" میں اس بات کی وضاحت کی ہے اور اللہ خوب جانتا ہے۔

شیخ محمد شناوی رحمۃ اللہ علیہ کی تلقین

جب میرے شیخ، شیخ محمد الشناوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے (ذکر کی) تلقین کی تو یہ شعر پڑھا:

اَهِيْمُ بِلَيْلٰى مَا حَيِيْتُ وَاِنْ اَمُتْ ...... اُوَكِّلُ بِلَيْلٰى مَنْ يَهِيْمُ لَهَا بَعْدِيْ

میں جب تک زندہ ہوں، لیلیٰ کی محبت میں جھومتا رہوں گا اور اگر میں مر گیا تو لیلیٰ
کے غم کو کسی ایسے شخص کے سپرد کر دوں گا جو میرے بعد لیلیٰ کی محبت میں جھومے گا

پھر مجھ سے فرمایا کہ بزرگوں کا یہ طریقہ جاری ہے کہ وہ اپنے مرید کو تلقین کے بعد تلقین کی سند کا ذکر کرتے ہیں اور مرید کی خرقہ پوشی سے پہلے خرقہ پہنانے کی سند ذکر کرتے ہیں۔

مرید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں

انہوں نے مجھے یہ بھی بتایا کہ یمن میں ایک جماعت ہے ان کے پاس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سند تلقین ہے وہ اپنے مرید کو اس کی تلقین کرتے ہیں اور اسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں بلاشبہ درود شریف پیش کرنے میں مشغول رکھتے ہیں، وہ بکثرت درود شریف پڑھتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور آپ سے مختلف واقعات کا سوال کرتا ہے جس طرح کوئی مرید اپنے صوفی بزرگ سے پوچھتا ہے اور اس وجہ سے مرید چند دنوں میں ترقی کر لیتا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کی وجہ سے وہ صوفیا کرام کی تربیت سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

صاحب طریقت کی علامت صداقت

فرماتے ہیں اس راستے (طریقت) میں اس کی سچائی کی علامت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری ہے، جس طرح ہم نے ذکر کیا اگر اس طریقت کی وجہ سے اسے وصال حاصل نہ ہو تو وہ جھوٹا ہے۔

فرماتے ہیں اس مرتبہ کو پہنچنے والوں میں شیخ احمد زواوی منصوری رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں، درود شریف کے حوالے سے ان کا وظیفہ یہ تھا

کہ وہ روزانہ پچاس ہزار مرتبہ ان الفاظ کے ساتھ درود شریف پڑھتے تھے "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ" اے اللہ ہمارے سردار حضرت محمد جوامی (کسی سے نہ پڑھے ہوئے) نبی ہیں پر رحمت اور سلام نازل فرما اور آپ کی آل اور صحابہ کرام پر بھی۔

اس طریق سے وصال حاصل کرنے والوں میں شیخ نورالدین شنوانی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں جو "جامعہ ازھر" میں نبی اکرم ﷺ پر درود شریف بھیجنے سے متعلق مجلس کے متمنی تھے اسی طرح اس طریق سے وصال حاصل کرنے والوں میں شیخ محمد بن داؤد منزلاوی، شیخ محمد العدل الطناجی، شیخ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت شامل ہے جن کا ذکر ہم نے کتاب "اَلْعُھُوْدُ الْمُحَمَّدِیَّۃُ" میں کیا ہے ان میں متقدمین میں سے بھی ہیں اور متاخرین سے بھی۔

اللہ تعالیٰ کا شکر اور حمد ہے میں نے یہ تلقین شیخ نورالدین شنوانی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی اور انہوں نے فرمایا اس کی شرط حلال کھانا اور جن کاموں کی شریعت نے اجازت دی ہے ان کے علاوہ میں مشغول نہ ہونا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔

آداب ذکر اور تلقین کے نتیجے کا بیان

اے بھائی! جان لو کہ جو عبادت ادب سے خالی ہو اس کا نفع بہت کم ہوتا ہے اور اس بات پر مشائخ کا اتفاق ہے کہ بندہ اپنی عبادت کی وجہ سے حصول ثواب اور دخول جنت تک پہنچتا ہے لیکن بارگاہ خداوندی کی حاضری اس وقت نصیب ہوتی ہے جب اس عبادت میں ادب شامل ہو اور یہ بات معلوم ہے کہ صوفیاء کرام کا مقصود خاص طور پر بارگاہ الٰہی کی حاضری اور قرب ہے اور کسی حجاب کے بغیر اس کے حضور میں پہنچنا ہے۔ جہاں تک ثواب کا تعلق ہے تو وہ جانور کے چارے کا حکم رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (حدیث قدسی ہے) ((اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ)) [1] میں اس شخص کا ہم نشین ہوں جو میرا ذکر کرتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی ہم نشینی سے مراد یہ ہے کہ بندے کے سامنے سے پردے اٹھ جاتے ہیں اور وہ اپنے رب ﷻ کے سامنے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے دیکھتا ہے جب تک بندہ اس حاضری میں ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ہم نشین ہوتا ہے جب اس حاضری سے غائب ہو جائے تو ہم نشینی سے نکل جاتا ہے۔ اس بات کو سمجھو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں حاضری زمین و آسمان کے کسی مخصوص مقام میں نہیں ہوتی جس طرح وہم کیا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ آسمان کے گھیرے میں نہیں آتا وہ اس بات سے بہت بلند اور بڑا ہے۔

بندہ الفاظ کے ساتھ ذکر خداوندی میں مسلسل مشغول رہتا ہے حتیٰ کہ وہ حق تعالیٰ کا مشاہدہ کرتا ہے اور یہاں پردے کھلتے ہیں کیونکہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر بندے کا اپنے رب کے حضور حاضر ہونا ہے اور زبانی ذکر اس کا وسیلہ ہے جب شھود (حاضری) کا حصول پایا جاتا ہے تو وہ زبان کے ساتھ ذکر سے حاضری کی طلب سے بے نیاز ہو جاتا ہے پس وہ لفظ کے ساتھ ذکر وہاں کرتا ہے جہاں اس سلسلے میں اس کی اقتداء کی جائے اس کے علاوہ نہیں کیونکہ بارگاہ خداوندی کی حاضری حیرانگی اور خاموشی کی حاضری ہوتی ہے اور ایسے شخص کو زبان کے ساتھ ذکر کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ ذکر دلیل کی طرح ہے جب مدلول کے ساتھ اطمینان حاصل ہو

[1] اشعۃ اللمعات، جلد2، صفحہ621، مطبوعہ: فرید بک سٹال، لاہور۔

جائے تو بندہ دلیل سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

ذکر کی تلقین کب کی جائے؟

اس بات پر صوفیاء کرام کا اجماع ہے کہ کسی شیخ کیلئے مناسب نہیں کہ وہ مرید کو سلوک کی تلقین کرے اور اس مرید کا دل دنیا سے معلق ہو اس طرح وہ سلوک کو خیانت کیلئے پیش کر رہا ہے اور اس بات پر بھی اجماع ہے کہ بہترین طریقہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کثرت ہے حتیٰ کہ مرید کا تعلق صرف اللہ تعالیٰ اور اس چیز کے ساتھ باقی رہے جس کا اس کو حکم دیا گیا ہے۔

وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ ذکر ولایت کا منشور ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کو ولایت کی سند ہے جس طرح دنیوی بادشاہوں کی طرف سے سندات دی جاتی ہیں۔

(یہ بات محض سمجھانے کیلئے ہے ورنہ) اللہ تعالیٰ کے لئے بلند مثال ہے' جس شخص کو دائمی ذکر کی توفیق دی گئی اسے یہ سند دی گئی وہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہے اور جس سے ذکر (کامل) لے لیا گیا اسے ولایت سے معزول کر دیا گیا۔

ذکر رات کے وقت زیادہ مناسب ہے

اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ رات کے وقت ذکر دن کے ذکر کے مقابلے میں قرب کا زیادہ باعث ہے وہ فرماتے ہیں جو شخص سورج کے غروب ہونے سے صبح تک ایک مجلس میں ذکر نہیں کرتا یعنی نماز کے اوقات کے علاوہ' تو اسے طریقت میں کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں جس شخص کو ذکر سے حالت فنا اور بارگاہ خداوندی کی حاضری حاصل نہ ہو اس کیلئے مجلس کو چھوڑنا جائز نہیں کیونکہ جو حاضر نہیں ہوتا گویا اس نے ذکر نہیں کیا۔

وہ فرماتے ہیں ذکر مریدین کی تلوار ہے اس کے ذریعے وہ جنوں اور انسانوں میں سے اپنے دشمنوں سے لڑتے ہیں اور اپنے اوپر آنے والی آفات کو دور کرتے ہیں۔

وہ فرماتے ہیں جب کسی قوم پر مصیبت نازل ہوتی ہے اور وہ لوگ ذکر کرتے ہیں تو ان سے مصیبت دور ہو جاتی ہے۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ہر چیز سے محفوظ کر دیتا ہے۔

حضرت کتانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: ذکر کی شرط یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور تعظیم ملحوظ ہو ورنہ ذکر کرنے والے کو صوفیا کرام کے مقامات میں کامیابی حاصل نہ ہوگی۔

وہ مزید فرماتے تھے اللہ عزوجل کی قسم اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنا ذکر فرض نہ کرتا تو میں اس کی بزرگی کے پیش نظر ذکر کی جرأت نہ کرتا میرے جیسے آدمی کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور ذکر سے پہلے اللہ تعالیٰ کے غیر سے ہزار مرتبہ توبہ کے ساتھ اپنے منہ کو نہ دھوئے۔

اس بات پر صوفیا کرام کا اتفاق ہے کہ جب ذکر دل میں ٹھہر جاتا ہے تو شیطان جب ذاکر کے قریب ہوتا ہے تو گر جاتا

ہے جس طرح شیطان انسان کے قریب آئے تو انسان گر پڑتا ہے۔ اس (شیطان) کے پاس دوسرے شیطان جمع ہوتے ہیں اور کہتے ہیں اسے کیا ہوا؟ کہا جاتا ہے یہ ذکر کرنے والے کے قریب ہوا تھا تو اسے پچھاڑ دیا گیا۔

ذکر کے بیس آداب

مشائخ کرام نے ذکر کے ایک ہزار آداب ذکر کئے پھر فرمایا: ان آداب کو بیس آداب میں جمع کر دیا گیا جو ان آداب کو اختیار نہیں کرتا اس پر (تجلیات کا دروازہ) نہیں کھلتا ان میں سے پانچ ذکر سے پہلے ہیں اور بارہ حالت ذکر میں ہیں اور تین ذکر سے فراغت کے بعد ہیں۔

ذِکر سے پہلے کے آداب

1 تَوْبَۃُ النَّصُوْحُ...... ہر بے مقصد بات، فعل اور ارادے سے توبہ کرے، حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص توبہ کا دعویٰ کرے اور وہ دنیا کی خواہشات میں سے کسی خواہش کی طرف مائل ہو تو وہ جھوٹا۔

2 جب ذکر کا ارادہ کرے تو غسل یا وضو کرے اور اپنے کپڑوں اور چہرے پر بخور اور ماورد (خوشبو) کے ساتھ خوشبو لگائے (کوئی بھی خوشبو لگائے)۔

3 سکون اور خاموشی اختیار کرے تاکہ اس کو ذکر میں صداقت حاصل ہو وہ اس طرح کہ دل کو "اللہ، اللہ، اللہ" کے ساتھ مشغول رکھے یعنی فکری ذکر کرے الفاظ استعمال نہ کرے، حتیٰ کہ "لا الہ الا اللہ" کے ساتھ کوئی خیال باقی نہ رہے پھر زبان کو دل کے موافق کرے اور "لا الہ الا اللہ" کا دورہ کرے جب بھی ذکر کا ارادہ ہو اسی طرح کرے۔

4 ذکر شروع کرتے وقت اپنے شیخ کی مدد طلب کرے یعنی اس کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھتے ہوئے (تصور کرتے ہوئے) اس کی ہمت سے مدد حاصل کرے تاکہ وہ اس (روحانی) سیر میں اس کا رفیق ہو جائے۔

5 اپنے شیخ سے طلب مدد کو رسول اکرم ﷺ سے مدد طلب کرنا خیال کرے کیونکہ وہ (شیخ) اس کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان واسطہ ہے۔

حالت ذکر کے آداب

حالت ذکر کے بارہ آداب یہ ہیں:

1 پاک جگہ پر اس طرح بیٹھے جس طرح نماز میں پہلے قعدہ میں بیٹھتے ہیں۔

2 اپنی ہتھیلیوں کو اپنی رانوں پر رکھے صوفیا کرام تنہا ذکر کرنے والے کیلئے قبلہ رخ ہو کر بیٹھنا پسند فرماتے ہیں اور اگر جماعت ہو تو حلقہ کی صورت میں پسندیدہ ہے۔

3 مجلس ذکر کو اچھی خوشبوؤں کے ذریعے خوشبودار بنانا۔

4 لباس حلال مال سے حاصل کیا ہو۔

5 تاریک جگہ وہ خلوت ہو یا تہہ خانہ اسے اختیار کرے۔

6 آنکھوں کو بند رکھنا کیونکہ جب ذاکر اپنی آنکھوں کو بند رکھتا ہے تو اس پر ظاہری حواس کے راستے تھوڑا تھوڑا کر کے بند ہو جاتے ہیں اور ان کا بند ہونا قلبی حواس کے کھل جانے کا سبب ہے۔

7 جب تک ذکر کرے اپنے شیخ کو آنکھوں کے سامنے تصور کرے اور صوفیاء کرام کے نزدیک اس ادب کی سب سے زیادہ تاکید ہے کیونکہ مرید اپنے شیخ سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادب کی طرف ترقی کرتا اور مراقبہ کرتا ہے۔

8 ذکر میں صدق ہو یعنی اس کے نزدیک ظاہر و باطن ایک جیسا ہو۔

9 اخلاص ہو اور دل ہر قسم کی خرابی کے شائبہ سے بھی پاک ہو اور صدق و اخلاص کے ذریعے بندہ صدیقیت (سچائی) کے مقام تک پہنچتا ہے۔

10 ذکر کے مختلف صیغوں میں سے "لا الہ الا اللہ" کے الفاظ کا انتخاب کرے۔ صوفیاء کرام کے نزدیک ان الفاظ کا بہت بڑا اثر ہے جو دیگر اذکار میں نہیں پایا جاتا۔ جب اس کی خواہشات اور انانیت فنا ہو جائے اس وقت وہ نفی کے بغیر اسم جلالت (اَللّٰہ) کے ساتھ ذکر کی صلاحیت رکھتا ہے اور جب تک کائنات کی کسی چیز کا مشاہدہ کرتا ہے تو اس پر نفی اور اثبات کے ساتھ ذکر لازم ہے (یعنی لا الہ الا اللہ) یہ ان صوفیا کی اصطلاح ہے۔

11 ذکر کرنے والوں میں مشاہدہ کرنے والوں کے درجات کے اختلافات کے اعتبار سے اس کے دل میں ذکر کا معنیٰ حاضر رہے اور شرط یہ ہے کہ جس قدر رزق میں ترقی حاصل ہو اپنے شیخ کے سامنے ظاہر کر دے تا کہ وہ اسے اس میں ادب کا طریقہ سکھائے۔

12 حالت ذکر میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز سے دل خالی ہو صرف "لا الــہ الا الـلــہ" کا ورد کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ بہت غیرت فرمانے والا ہے وہ ذاکر کے دل میں اپنی اجازت کے بغیر کسی غیر کو دیکھنا پسند نہیں کرتا۔

اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ شیخ کے لیے مرید کو ادب سکھانے میں بہت بڑا دخل ہے تو مرید کیلئے یہ بات بھی جائز نہ ہوتی کہ وہ اس کی شخصیت کو اپنی آنکھوں کے سامنے یا دل میں رکھے۔

صوفیاء کرام نے کائنات کی ہر چیز کو دل سے نکالنے کی شرط اس لئے رکھی ہے تا کہ "لاالــہ الا الـلــہ" کی تاثیر دل میں جاگزیں ہو جائے پھر یہ معنیٰ پورے جسم میں سرایت کر جائے انہوں نے یہ شعر پڑھا۔

اَتَانِیْ هَوَاهُ قَبْلَ اَنْ اَعْرِفَ الْهَوٰی ...... فَصَادَفَ قَلْبًا فَارِغًا فَتَمَكَّنَا

اس کا عشق میرے دل میں آیا اس سے پہلے کہ مجھے عشق کی پہچان ہوتی پس وہ دل میں آ کر جاگزیں ہو گیا۔

ذکر کس طرح کرے؟

اس بات پر صوفیاء کرام کا اجماع ہے کہ مرید پوری قوت کے ساتھ ذکر کرے اس طرح کہ مزید گنجائش نہ رہے اور سر کے

اوپر سے پاؤں کی انگلیوں تک حرکت میں آ جائے۔ اس حالت کو صوفیا کرام اس کے صاحب ہمت ہونے کی دلیل بناتے ہیں۔ پس اس کیلئے عنقریب پردے اٹھنے کی امید ہوتی ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے۔

اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ مرید پر پوری قوت کے ساتھ بلند آواز سے ذکر کرنا لازم ہے اور پوشیدہ ذکر اسے ترقی میں فائدہ نہیں دیتا۔

کشف کے جلال کی صورت میں اس پر واجب ہے کہ "لا الہ الا اللہ" کو ناف کے اوپر سے وہاں سے سانس کھینچتے ہوئے جو دو پہلوؤں کے درمیان ہے اوپر کی طرف لے جاتے ہوئے اس دل تک پہنچائے جو گوشت کا لوتھڑا ہے اور سینے اور معدے کی ہڈیوں کے درمیان ہے اور سر کو بائیں طرف جھکائے اور معنوی دل کو اس میں حاضر رکھے۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں بلند آواز سے ذکر میں نرمی رکھے اور اس بات سے ڈرے کہ اس کے پیٹ میں ایسی پھٹن پروان چڑھے جس کی وجہ سے بلند آواز سے ذکر بالکل معطل ہو جائے۔

الفاظِ ذکر کس طرح پڑھے؟

وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ ذکر کرنے والا "لا الہ الا اللہ" پڑھتے ہوئے خوش آوازی نہ اختیار کرے کیونکہ یہ انداز قرآن مجید پڑھنے کا ہے۔

پس نفی کے "لا" کو ضرورت کے مطابق کھینچے اور اس کے بعد والے ہمزہ کو کو جس کے نیچے زیر ہے یعنی (الہ کا ہمزہ) اس کو واضح پڑھے لیکن اسے نہ کھینچے اور اس کے بعد والی لام پر فطری مد کرے۔ اور اللــه کے بعد والی "ھا" جس پر زبر ہے اس کو یوں پڑھے کہ مد بالکل نہ ہو پھر حرف استثناء (الا) کے ہمزہ کو جس کے نیچے زیر ہے مد کے بغیر واضح انداز میں پڑھے اور اس کے بعد الف لام پر مد نہ کرے۔

پھر اسم جلالت (اللہ) پڑھتے ہوئے لام پر مد کرے اور ھاء پر اگر وقف کرے تو سکون کے ساتھ وقف کرے۔

اسی طرح "اللہ" کی ہا پر مد کرنے سے بچے کیونکہ اس سے الف پیدا ہوتا ہے اور یہ قرآن میں تحریف (تبدیلی) ہے۔

اس طرح اسم جلالت (اللہ) کی "ھا" پر ضمہ (پیش) پڑھنا اور مد کرنا کہ لفظ واؤ پیدا ہو جائے (تحریف ہے)۔

سیدی حضرت علی بن میمون رحمۃ اللہ علیہ شیخ سیدی محمد بن عراق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ تمام لحن عجمی اور رومی فقراء نے اختیار کیا جب کہ سنت محمدیہ اور پہلے بزرگوں کے راستے کی اتباع مطلوب ہے۔

سید یوسف عجمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صوفیا کرام نے آداب کے سلسلے میں جو کچھ ذکر کیا اس کا محل وہ ذاکر ہے جو یاد رکھنے والا مختار ہو اور جس کا اختیار باقی نہ رہا۔ اس پر اسرار (راز) وارد ہوتے ہیں اور اس کی زبان پر اس طرح جاری ہوتا ہے "اللہ اللہ اللہ اللہ" یا "ھو ھو ھو" یا "لا لا لا" یا "آہ آہ آہ" یا "آآآ" یا "ہ ہ ہ" یا "ھا ھا ھا" یا کسی حرف یا حرکت کے بغیر آواز جاری ہوتی ہے۔ اس وقت اس کا ادب یہ ہے کہ جو کیفیت طاری ہو رہی ہے اسے تسلیم کرے جب وہ آنے والی کیفیت ختم ہو جائے تو کوئی بات کئے بغیر سکون اختیار کرنا اس کا ادب ہے۔

یہ حضرات فرماتے ہیں زبان سے ذکر کرنے والے پر یہ آداب لازم ہیں' لیکن دل سے ذکر کرنے والے پر کچھ بھی لازم نہیں۔

ذکر کے بعد کے آداب

جو آداب ذکر کے بعد ہیں وہ تین ہیں:

1 سکون اور خشوع کے بعد خاموش ہو جائے اور دل کے ساتھ حاضر ہو کر ذکر کے بعد وارد ہونے والی تجلیات کا منتظر رہے ہو سکتا ہے اس وقت ایسی کیفیت وارد ہو جو اسی وقت اس کے وجود کو تیس (30) سال کے مجاہدہ اور ریاضت سے زیادہ آباد کر دے۔

بعض اوقات اس پر زہد کا وارد آتا ہے تو وہ زاہد بن جاتا ہے یا مخلوق کی طرف سے اذیت برداشت کرنے کی قوت وارد ہوتی ہے تو وہ صابر بن جاتا ہے یا اللہ کی طرف سے خوف کا وارد آتا ہے تو وہ ڈرنے والا بن جاتا ہے۔

2 حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس سکتہ (خاموشی) کے کچھ آداب ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ بندہ اس بات کو پیش نظر رکھے کہ اللہ تعالیٰ اس پر مطلع ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے۔

دوسرا ادب یہ ہے کہ اپنے حواس کو جمع رکھے اس طرح کہ اس سے کوئی بال بھی حرکت نہ کرے جس طرح چوہے پر حملہ کرتے وقت بلی کی حالت ہوتی ہے۔

تیسرا ادب یہ ہے کہ دل کے اندر پیدا ہونے والے تمام خیالات (خواطر) کی نفی کرے اور دل پر "اللہ اللہ" کا معنیٰ جاری کرے وہ فرماتے ہیں ذاکر کیلئے مراقبہ کا نتیجہ ان آداب کی صورت میں پیدا ہوتا ہے۔

تین سانس سے سات سانس کی مقدار یا اس سے زیادہ اپنے نفس کی مذمت کرے تاکہ وارد ہونے والی کیفیت اس کے اندر مکمل طور پر گردش کرے اور اس کی بصیرت روشن ہو جائے اور اس سے نفس و شیطان کے خیالات ختم ہو جائیں اور پردہ اٹھ جائے۔ یہ اس بات کی طرح ہے جس پر سب کا اتفاق ہو۔

3 ذکر کے بعد ٹھنڈا پانی پینا منع ہے کیونکہ ذکر سے جلن' حرکت اور اس چیز کا شوق جنم لیتا ہے جو ذکر کا مطلوب اعظم ہے اور پانی پینے سے یہ حرارت ختم ہو جاتی ہے۔ پس ذکر کرنے والے کو ان تینوں' آداب کی حرص ہونی چاہئے کیونکہ ان کے ذریعے ذکر کا نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔

☆ تلقین کا فائدہ

جان لو! تلقین کا فائدہ عام بھی ہے اور خاص بھی اور ہر ایک سے تعلق رکھنے والے لوگ الگ ہیں عام فائدہ یہ ہے کہ تلقین کے ذریعے وہ صوفیا کے سلسلہ میں داخل ہو جاتا ہے گویا وہ زنجیر کے حلقوں میں سے ایک حلقہ ہے جب وہ کسی معاملے میں حرکت کرتا ہے تو اس کے ساتھ پوری زنجیر حرکت کرتی ہے کیونکہ اس کے اور رسول اکرم ﷺ کے درمیان جتنے ولی ہیں گویا وہ زنجیر کے حلقوں میں سے ایک حلقہ ہے بخلاف اس کے جو تلقین حاصل نہیں کرتا اس کا حکم اس حلقہ کی طرح ہے جو زنجیر سے الگ ہو گیا جب وہ کسی

ناگہانی آفت میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کے ساتھ کوئی بھی حرکت میں نہیں آتا کیونکہ اس کا کسی سے رابطہ نہیں ہے۔

میں نے اپنے سردار علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے:

مرشد کا مرید کو تلقین کرنا اس طرح ہے جس طرح گٹھلی کو خشک زمین میں گاڑھنے کے بعد اس کا مالک بارش کا منتظر رہتا ہے۔ پس اس گٹھلی کی مراد اس کی مدد اس کا چارہ کی شکل اختیار کرنا اور پتوں کا نکلنا اس زیادہ اور کم سیرابی سے تعلق رکھتا ہے شیخ کے گاڑنے سے نہیں۔ شیخ بیج ڈالتا ہے اور اللہ تعالیٰ اگاتا ہے' بعض اوقات شیخ مرید کی ذات میں (طریقت کا) پودا لگانے کے بعد فوت ہو جاتا ہے اور پھل کسی دوسرے شیخ کے ہاتھوں نکلتا ہے یا تو اس لئے کہ مرید کی ہمت میں کمزوری ہوتی ہے یا ذکر کے معانی اس کے دل اور زبان پر مسلسل وارد نہیں ہوتے۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں تلقینِ ذکر کے بعد مسلسل ذکر کرنا اس طرح ہے جس طرح گٹھلی کو گاڑھنے کے بعد اس پر مسلسل بارش ہوتی ہے کیونکہ اس میں کشف اور نتیجہ بہت تیزی سے آتا ہے۔

معلوم ہوا کہ تلقین کے بعد مرید کیلئے صبح وشام فقراء کی مجالس اختیار کرنا کافی نہیں جس طرح اس زمانے کے اکثر مریدین کا طریقہ ہے بے شک اس ذکر کا فائدہ اور نتیجہ اس طرح ہے جیسے گٹھلی پر پانی کا ایک قطرہ صبح اور ایک قطرہ شام کو گرے' حالانکہ ان دونوں کے درمیان سورج اور ہوا بھی حائل ہوتی ہے (یعنی وہ قطرے ختم ہو جاتے ہیں) اور اتنی مقدار گٹھلی کی زمین کو بھی تر نہیں کرتی بلکہ بعض اوقات گٹھلی تک اس کی رطوبت نہیں پہنچتی' لہٰذا اس کا منہ کھلنے میں طویل وقت لگتا ہے۔

بعض اوقات وہ فوت ہو جاتا ہے اور اس پر کچھ بھی منکشف نہیں ہوتا اور کبھی مرید اس تلقین پر اپنے شیخ کو ملامت کرتا ہے اور وہ کہتا ہے چاہے دل ہی میں کہے کہ مجھے اس تلقین کی حاجت نہیں کیونکہ مجھے اس سے فائدہ حاصل نہیں ہوا۔ اور اس سے یہ حقیقت غائب ہو جاتی ہے کہ شیخ کا کام گٹھلی گاڑھنا تھا اور مرید پر ذکر اور پسندیدہ اعمال کی کثرت لازم ہے۔ پھر اگر مرید پر کشف میں تاخیر ہو جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس میں مرشد کا کوئی عمل دخل نہیں۔

اس کم ہمت مرید کا حکم وہی ہے جو اس روئی کا ہے جس میں چقماق سے آگ نکالی جاتی ہے اگر وہ خشک ہو تو شعلہ اس سے متعلق ہو جاتا ہے ورنہ ہر شعلہ جو اس میں آگ کی چنگاری سے اترتا ہے وہ بجھ جاتا ہے۔

دوبارہ تلقین

پھر جب مرید کو تلقین حاصل ہو جائے اور اس سے کوئی گناہ یا بے ادبی سرزد ہو تو اس پر دوبارہ تلقین واجب ہے تاکہ شیطان اس کے جسم اور دل کے شہر سے نکل جائے کیونکہ تلقین شیطان کو نکالتی اور بے ادبی اسے داخل کرتی ہے۔

میں نے سیدی محمد الشناوی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے تلقین کے بعد جب مرید سے بے ادبی کا ارتکاب ہو جائے تو وہ اس دانے کی طرح ہے جس میں کیڑے پڑ جاتے ہیں اور وہ گل سڑ کر گندگی کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اس کے بعد اس (دانے) سے اگنے اور پتے نکلنے کی امید نہیں ہوتی چہ جائیکہ اس سے پھل کی توقع کی جائے بلکہ شیخ نے جو بیج بویا ہے وہ مکمل طور پر ضائع ہو جاتا ہے۔

(حضرت امام شعرانی ﷫ فرماتے ہیں) اس زمانے کے مریدوں میں یہ بات بکثرت پائی جاتی ہے اس میں سے کوئی بھی اپنے شیخ سے تلقین کی تجدید نہیں کرتا پس وہ نفع سے محروم ہو گئے اور ایسے جسم بن گئے جو روح سے خالی ہیں گویا وہ دیوار سے لگائی ہوئی لکڑیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی نیکی کرنے اور برائی سے روکنے کی طاقت عطا کرتا ہے۔

تلقین خاصہ کا نتیجہ

صوفیا کرام کے سلسلے میں داخل ہونے کے بعد ''تلقین سلوک'' جو ''تلقین خاصہ'' کہلاتی ہے کا نتیجہ یوں ہوتا ہے کہ شیخ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا اور پھر مرید سے کہتے ہوئے کہ ''لا الہ الا اللہ'' پڑھو، شریعت مطہرہ کے تمام علوم جو اس کیلئے مقدر ہوئے' مرید پر انڈیل دے۔ اس تلقین کے بعد مرتے دم تک کتب شریعت کے مطالعہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

حضرت شیخ ابوالقاسم جنید ﷫ فرماتے تھے: جب میرے شیخ سری سقطی ﷫ نے مجھے تلقین کی تو وہ تمام علوم دینیہ جو ان کے پاس تھے میرے دامن میں ڈال دیئے۔ اور وہ فرماتے تھے آسمان سے جو علم بھی نازل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے مخلوق کیلئے اس تک پہنچنے کا راستہ بنایا اس میں (میرا) حصہ رکھا ہے۔

وہ فرماتے تھے: جو شخص وعدہ لینے' ذکر کی تلقین کرنے اور مریدین کی راہنمائی کرنے کے درپے ہوتا ہے وہ علوم شریعت میں سمندر کی طرح ہونے کا محتاج ہوتا ہے' کیونکہ اس کی حرکت میزان شریعت کے مطابق ہونی چاہئے۔ جن خودساختہ مشائخ نے آج کے زمانے میں کہا کہ تلقین میں یہ بات شرط نہیں ہے کیونکہ اس پر قدرت حاصل نہیں۔ تو ہم ان کو جواب دیتے ہیں تم نے اسلاف مشائخ کو جہالت کی طرف منسوب کیا ہے۔

بہت سے لوگ جو ناحق طور پر شیخ بنے ہوئے ہیں وہ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں جب وہ کسی مقام کی شرط دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں یہ شرط نہیں ہے۔ انہیں اس بات کا ڈر ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان ذلیل ہوں گے اور اگر وہ تربیت یافتہ ہوتا تو کہتا کہ ہم اس بات پر قادر نہیں پھر وہ کسی شہر میں اپنے لئے کسی شیخ کو تلاش کرتا تا کہ وہ اسے اس تک پہنچا دے جس طرح سچے لوگوں نے اس تک رسائی حاصل کی۔

☆ ذکر کے فوائد اور کیفیت و ترغیبات

اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے یہ بات جان لو کہ ذکر کے فوائد محدود نہیں ہیں کیونکہ ذکر کرنے والا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے وہ اپنے اور اپنے رب کے درمیان کوئی واسطہ نہیں دیکھتا اور کسی شخص کو علم نہیں کہ جب وہ ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے علوم اور اسرار کا کس قدر تحفہ عطا کرتا ہے کیونکہ حاضری ایسی ہے کہ جس کو حاصل ہوتی ہے وہ کسی مدد کے بغیر جدا نہیں ہوتا جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ وہ اپنے رب کا ذکر کرتے ہوئے قلبی طور پر بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوتا ہے تو اس سے پوچھا جاتا ہے اس مجلس میں تجھے کیا تحفہ اور کیا عطیہ دیا گیا؟ اگر وہ کہے اللہ تعالیٰ نے مجھے کچھ نہیں دیا۔ تو ہم اس سے کہیں گے تو پیچھے رہنے والا ہے جس کے پاس کچھ نہیں لہٰذا ایسا شیخ حاصل کر جو ان رکاوٹوں کو دور کر دے جو بارگاہ خداوندی کی حاضری میں رکاوٹ ہیں۔ اگر وہ اپنے لئے کسی شیخ کو اختیار نہ کرے تو

ہم اس سے کہیں گے کثرت سے ذکر کرو اگر چہ حضوری کے بغیر ہو۔

صاحب حکم نے اسی طرح کہا ہے کہ اگر ذکر کے ساتھ بارگاہ خداوندی کی حاضری نہ بھی ہو تو ذکر کو ترک نہ کرو کیونکہ تمہارا اس کے ذکر سے غافل ہونا اس کے ذکر کے دوران غافل ہونے سے زیادہ سخت (نقصان دہ) ہے کیونکہ ہو سکتا ہے وہ غفلت کے ساتھ ذکر سے تجھے ایسے ذکر کی طرف ترقی دے جو بیداری کے ساتھ ہو اور وہاں سے حضوری ذکر تک اور حضوری ذکر سے اس ذکر کی طرف ترقی دے جو مذکور (اللہ تعالیٰ) کے علاوہ سے غائب کردے اور یہ کام اللہ تعالیٰ کیلئے مشکل نہیں ہے۔

صوفیاء کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ ذکر غیب کی چابی، خیر کی مقناطیس، وحشت زدہ کا انیس (انس پیدا کرنے والا) اور ولایت کا منشور ہے لہٰذا اسے چھوڑنا مناسب نہیں اگر چہ غفلت کے ساتھ ہو۔

اگر ذکر کی کوئی اور فضیلت نہ بھی ہوتی اور صرف یہی فضیلت ہوتی کہ اس کیلئے کوئی وقت مقرر نہیں تو یہ بھی کافی تھی ارشاد خداوندی ہے:

﴿اَلَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ﴾

جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے۔[1]

صوفیاء کرام فرماتے ہیں فتح ذکر کا فوری ملنے والا فائدہ یہ ہے کہ ذاکر کو دلجمعی اور سکون حاصل ہو جاتا ہے اور جب ذکر، ذاکر پر غالب آجائے تو ذاکر کی روح کے ساتھ مذکور (اللہ تعالیٰ) کے اسم کی محبت مل جاتی ہے حتیٰ کہ ایک ذاکر کے سر پر پتھر لگا اور خون جاری ہوا جس سے زمین پر "الله ، الله" لکھا گیا۔

اے بھائی! جان لو کہ ذکر کا انس اسے حاصل ہوتا ہے جو غفلت کی وحشت کا مزہ چکھتا ہے اور جو ہر وقت اس میں مصروف ہو اس کو انس اور وحشت کا پتہ نہیں چلتا اور وہ کسی درندے یا سانپ سے نہیں ڈرتا۔

فضیلت ذکر

ذکر کے فوائد سے متعلق کچھ باتیں ذکر کرنے کے بعد ہم فضیلت ذکر سے متعلق بیان کرتے ہیں کیونکہ دلیل پر اطلاع کے بعد دل کو قوت حاصل ہوتی ہے۔ امام بخاری، امام مسلم اور دیگر محدثین کرام رحمہم اللہ نے روایت کیا: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

((اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ وَاَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ، وَاَرْفَعِهَا فِيْ دَرَجَاتِكُمْ، وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ، وَخَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوْا اَعْنَاقَكُمْ؟))

کیا میں تمہیں ایسے عمل کے بارے میں نہ بتاؤں جو سب سے بہتر ہے اور تمہارے مالک کے ہاں بہت پاکیزہ ہے۔ تمہارے درجات کو بہت بلند کرنے اور تمہارے لئے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے زیادہ بہتر ہے اور اس سے بھی بہتر ہے کہ تم اپنے دشمن سے مقابلہ کے وقت ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں؟

---

[1] سورہ آل عمران آیت 191۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا (بلٰی یا رسول اللہ) ہاں کیوں نہیں یارسول ﷺ۔

آپ نے فرمایا: ((ذِکْرُ اللہ)) اللہ کا ذکر کرنا۔ ①

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہی مرفوع حدیث ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "بندہ مجھے اسی طرح پاتا ہے جس طرح وہ مجھے خیال کرتا ہے اور جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں"۔ ②

ایک اور روایت ہے

میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے اور میرے (ذکر کے) ساتھ اس کے ہونٹ ہلتے ہیں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: میں رسول اکرم ﷺ سے جس آخری کلام کے ساتھ جدا ہوا وہ یہ تھا کہ میں نے عرض کیا: (اَیُّ الْاَعْمَالُ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی) اللہ تعالیٰ کے ہاں کون سا عمل زیادہ پسندیدہ ہے؟

آپ نے فرمایا: ((وان تموت ولسانك رطب من ذكر الله))

تمہیں اس حالت میں موت آئے کہ تمہاری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ تر ہو۔

صحیح بخاری میں مرفوع حدیث ہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اَلَا لِکُلِّ شَیْءٍ صَقَالَۃٌ وَصَقَالَۃُ الْقُلُوْبِ ذِکْرُ اللّٰہِ وَمَا مِنْ شَیْءٍ اَنْجٰی مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ))

سنو! ہر چیز کا زنگ دور کرنے والی چیز ہے اور دلوں کا زنگ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دور ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اس کے ذکر سے بڑھ کر کوئی چیز نجات دینے والی نہیں ہے۔ ③

صحابہ کرام نے پوچھا (وَلَا الْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ؟) جہاد بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا:

((وَلَا اَنْ یَضْرِبَ بِسیفه حَتّٰی یَنْقَطِعَ)) تلوار سے لڑنا حتیٰ کہ وہ ٹوٹ جائے' یہ بھی نہیں۔

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں مرفوع حدیث ذکر کی ہے (رسول اکرم ﷺ نے فرمایا)

((لَیَذْکُرَنَّ اللّٰہَ قَوْمٌ فِی الدُّنْیَا عَلَی الْفُرُشِ الْمُمَھَّدَۃِ یُدْخِلُھُمُ اللّٰہُ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰی))

دنیا میں ایک جماعت فرش پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو بلند درجات عطا فرماتا ہے۔ ④

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے اپنی صحیحین میں روایت کیا ہے

(مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ اللّٰہَ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ اللّٰہَ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ)

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔ ⑤

---

① صحیح ابن حبان، کتاب الرقاق، باب ذکر اخبار عمایجب......الخ، رقم الحدیث 634، صفحہ 282، مطبوعہ: دار المعرفۃ، بیروت۔

② صحیح ابن حبان، کتاب الرقاق، باب ذکر الاستحباب للمرء......الخ، رقم الحدیث 814، جلد 3، صفحہ 97، مطبوعہ: مؤسسۃ الرسالہ، بیروت۔

③ دعوات الکبیر للبیہقی، رقم الحدیث 19 جلد 1 صفحہ 80 مطبوعہ غراس للنشر والتوزیع، الکویت۔

④ صحیح ابن حبان، رقم الحدیث 398 مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ، بیروت۔

⑤ صحیح بخاری، رقم الحدیث 6407 مطبوعہ دار طوق النجاہ۔ (نوٹ: یہاں لفظ "اللہ" کی جگہ "ربّہٗ" ہے۔ ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

حضرت امام احمد اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ (اَیُّ الْمُجَاهِدِیْنَ اَعْظَمُ اَجْرًا) کس مجاہد کا اجر سب سے زیادہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ((اَكْثَرُهُمْ ذِكْرًا لِلّٰه))۔

جو اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے زیادہ کرتا ہے

اس کے بعد نماز، زکوٰۃ، حج اور صدقہ کا ذکر کیا تو ہر مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا: ((اَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ ذِكْرًا)) جو سب سے زیادہ ذکر کرتا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: (يَا اَبَا حَفْصٍ، ذَهَبَ الذَّاكِرُوْنَ بِكُلِّ خَيْرٍ) اے ابو حفص (رضی اللہ عنہ) ذکر کرنے والے تمام بھلائی لے گئے۔

تو رسول ﷺ نے فرمایا: ((اَجَلْ)) ہاں۔[1]

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے مرفوع حدیث ذکر کی ہے (کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا)

((لَيْسَ يَتَحَسَّرُ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَّا عَلٰى سَاعَةٍ مَرَّتْ بِهِمْ لَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْهَا))

جنتی صرف اس وقت کے بارے میں افسوس کا اظہار کریں گے جو ان سے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر گزر گیا۔[2]

طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہی مرفوعاً روایت کیا ہے۔

(مَنْ لَّمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ فَقَدْ بَرِئَ مِنَ الْاِيْمَانِ)

جس شخص نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا ایمان سے اس کا تعلق ختم ہو گیا۔[3]

حضرت شیخ ابو المواہب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (مَنْ نَسِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى فَقَدْ كَفَرَ بِهٖ)

جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا اس نے اس کا انکار کیا۔

طبرانی کی حدیث ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے

(يَا ابْنَ آدَمَ اَنْتَ اِذَا ذَكَرْتَنِيْ شَكَرْتَنِيْ وَاِذَا نَسِيْتَنِيْ كَفَرْتَنِيْ)

اے ابن آدم جب تم میرا ذکر کرتے ہو تو میرا شکر ادا کرتے ہو اور جب مجھے بھول جاتے ہو تو میری ناشکری کرتے ہو۔[4]

فرماتے ہیں اس نسیان (بھولنے) کا اطلاق اللہ تعالیٰ سے لاعلمی اور اس کے ساتھ شریک ٹھہرانے سے غفلت کے نسیان پر ہوتا ہے نیز حق تعالیٰ سے منہ پھیرنے والی غفلت نسیان ہے اور یہ قابل مذمت راستہ ہے۔

---

[1] المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث 407 مطبوعہ دار النشر مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ۔

[2] مجمع الزوائد، کتاب الاذکار، باب فضل ذکر اللہ...... الخ، جلد 2، صفحہ 77 مطبوعہ مؤسسۃ المعارف، بیروت۔

[3] مجمع الزوائد، کتاب الاذکار، باب فضل ذکر اللہ...... الخ، جلد 2، صفحہ 77 مطبوعہ مؤسسۃ المعارف، بیروت۔

[4] المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث 7265، مطبوعہ دار الحرمین القاہرہ۔ (اس میں انت کی جگہ اِنَّکَ کے الفاظ ہیں۔ ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

زیادہ نفع بخش ذکر انفرادی انفرادی ہے یا اجتماعی؟

اگر کہا جائے کہ اکیلے ذکر کرنا زیادہ نفع بخش ہے یا جماعت کی صورت میں؟ تو جواب یہ ہے کہ خلوت والوں کیلئے تنہائی میں ذکر کرنا زیادہ نفع بخش ہے اور جو خلوت نشین نہیں ہیں ان کیلئے جماعت کے ساتھ ذکر زیادہ نفع بخش ہے۔

جہری ذکر زیادہ نفع بخش ہے یا سرّی؟

اگر تم پوچھو کہ جہری ذکر زیادہ نفع بخش ہے یا سرّی؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ جن لوگوں نے ابھی آغاز کیا ہے اور ان پر (دل کی) سختی غالب ہے ان کیلئے جہری ذکر کا نفع زیادہ ہے اور جن اصحاب سلوک کے دل مطمئن ہیں ان کیلئے سرّی ذکر زیادہ نفع بخش ہے۔

ذکر کیلئے جمع ہونا افضل یا بدعت؟

اگر تم سوال کرو کہ ذکر کیلئے جمع ہونا افضل ہے یا بدعت ہے جس طرح بعض لوگوں کا خیال ہے ہم کہتے ہیں اجتماع مستحب ہے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند ہے اور اس عبادت سے زیادہ افضل کون سی عبادت ہے جس میں لوگ جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں اور ذکر کی مجلس منعقد کریں۔

اجتماعی ذکر کی افضلیت کی دلیل کیا ہے؟

اگر تم کہو کہ ذکر کیلئے جمع ہونے کی افضلیت کی دلیل کیا ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ اس کی دلیل صحیح مسلم اور جامع ترمذی کی مرفوع حدیث ہے (رسول اکرم ﷺ نے فرمایا)

((لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ))

جو قوم بیٹھ کر (جمع ہو کر) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے فرشتے ان کو اپنے پروں میں لے لیتے ہیں، رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے ان پر سکون نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان میں ان کا ذکر کرتا ہے جو اس کے پاس ہیں (یعنی فرشتے)۔ ①

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرفوع حدیث روایت کی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

((إِنَّ اللّٰهَ مَلَائِكَةً يَطُوفُوْنَ فِي الطَّرِيْقِ يَلْتَمِسُوْنَ أَهْلَ الذِّكْرِ، فَإِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عزوجل، تَنَادَوْا: هَلُمُّوْا إِلٰى حَاجَتِكُمْ)) اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو راستوں میں چکر کاٹتے ہیں اور اہل ذکر کو تلاش کرتے ہیں جب وہ ایسی جماعت کو پاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو وہ (دوسرے فرشتوں کو) آواز دیتے ہیں آؤ اپنے مطلوب کی طرف، آپ نے فرمایا: ((فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا)) وہ ان کو آسمان دنیا تک اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ ②

---

① صحیح مسلم، رقم الحدیث 29/2700، باب فضل الاجماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

② صحیح ابن حبان، کتاب الرقاق، باب ذکر البیان من جالس... الخ، رقم الحدیث 857، جلد 3، صفحہ 139، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت۔

حضرت امام احمد ؒ نے عمدہ سند (سندحسن) کے ساتھ مرفوع حدیث نقل کی ہے (کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا):

((مَا مِنْ قَوْمٍ اجْتَمَعُوا يَذْكُرُونَ اللهِ ﷻ لَا يُرِيدُونَ بِذَلِكَ إِلَّا وَجْهَهُ إِلَّا نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَنْ قُومُوا مَغْفُورًا لَكُمْ، فَقَدْ بُدِّلَتْ سَيِّئَاتِكُمْ حَسَنَاتٍ))

جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے ذکر کیلئے جمع ہوتی ہے اور وہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں تو آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ (تم اس مجلس سے اس طرح) اٹھو کہ تمہارے گناہ نیکیوں میں بدل دیئے جائیں گے۔ ①

حضرت امام ترمذی ؒ نے حسن سند کے ساتھ مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ (رسول اکرم ﷺ نے فرمایا)

جب کچھ لوگ اکٹھے ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور ان کا مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہوتا ہے تو آسمان سے ایک فرشتہ ندا کرتا کہ جب تم جنت کے باغوں سے گزرو تو ان سے نفع حاصل کرو۔ صحابہ کرام ؓ نے پوچھا: (وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ يَا رَسُولَ اللهِ؟) یارسول اللہ ﷺ! جنت کے باغات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا (حِلَقُ الذِّكْرِ) ''ذکر کے حلقے''۔ ②

ابن حبان ؒ نے اپنی صحیح میں مرفوع حدیث ذکر کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عنقریب اہل کرم میں سے جمع ہونے والے جان لیں گے۔ پوچھا گیا (مَنْ أَهْلُ الْكَرَمِ يَا رَسُولَ اللهِ؟) یارسول اللہ! اہل کرم کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: ((أَهْلُ مَجَالِسِ الذِّكْرِ فِي الْمَسَاجِدِ، فَاذْكُرَ اللهَ حَتَّى يَقُولُوا مَجْنُونٌ)) مساجد میں ذکر کرنے والے پس تم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو حتیٰ کہ لوگ کہیں یہ مجنون (پاگل) ہیں۔ ③

(لَأَنْ أَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللهَ تَعَالَى مِنْ صَلَاةِ الْغَدِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتِقَ أَرْبَعَةً مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَلَأَنْ أَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللهَ تَعَالَى مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَعْتِقَ أَرْبَعَةً)

امام ابوداؤد ؒ نے مرفوع حدیث ذکر کی ہے (کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا) میں ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ جاؤں جو صبح کی نماز کے بعد سورج کے طلوع ہونے تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو مجھے یہ بات حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار غلاموں کو آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے اور نماز عصر سے سورج کے غروب ہونے تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والی جماعت کے ساتھ بیٹھنا مجھے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ ④

ہمارے علماء کرام فرماتے ہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے غلاموں کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک غلام دوسرے بارہ غلاموں کے برابر ہے۔

---

① جامع الترمذی، کتاب الدعوات، باب ماجاء فی القوم......الخ، رقم الحدیث: 3379، مطبوعہ: دارالسلام، ریاض۔

② صحیح ابن حبان، کتاب الرقاق، باب ذکر ما یکرم اللہ ﷻ......الخ، رقم الحدیث: 816، مطبوعہ: دارالمعرفہ، بیروت۔

③ سنن ابوداؤد، کتاب العلم، باب فی القصص، رقم الحدیث: 3667، مطبوعہ: دارالسلام، ریاض۔

④ سنن ابوداؤد، کتاب العلم، باب فی القصص، رقم الحدیث: 3667، مطبوعہ: دارالسلام، ریاض۔

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے سندِ حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں (یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا غَنِیْمَۃُ مُجَالِسِ الذِّکْرِ؟)

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجالس ذکر کی غنیمت کیا ہے؟

آپ نے فرمایا ((غَنِیْمَۃُ مُجَالِسِ الذِّکْرِ الْجَنَّۃُ)) مجالس ذکر کی غنیمت جنت ہے۔ ①

حضرت شیخ عز الدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث اور اس قسم کی دیگر احادیث امر (حکم) کے درجہ میں ہیں۔ کیونکہ شارح (علیہ السلام) نے جس فعل کی تعریف فرمائی یا اس کے کرنے والے کی تعریف فرمائی یا اس پر فوری یا بعد میں ملنے والی بھلائی (ثواب) کا وعدہ فرمایا وہ کام مامور بہ ہے (گویا اس کا حکم دیا گیا)۔ البتہ حضرت شیخ عز الدین بن عبدالسلام رضی اللہ عنہ نے اس کے واجب یا مستحب ہونے میں تردد کیا (کوئی حتمی فیصلہ نہ فرمایا)۔

اس سلسلہ میں (یعنی اجتماعی ذکر کی فضیلت میں) بے شمار احادیث مبارکہ ہیں۔

پہلے اور پچھلے علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مساجد وغیرہ میں اجتماعی ذکر مستحب ہے اور اس بات کا کسی نے انکار نہیں کیا البتہ اس ذکر سے کسی سوئے ہوئے یا نماز پڑھنے والے یا قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے کو پریشانی نہ ہو جس طرح کتب فقہ میں مذکور ہے۔ ②

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ مثال

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی شخص کے تنہا ذکر کرنے اور جماعت کے ذکر کو اکیلے آدمی کی اذان اور ایک جماعت کی اذان سے تشبیہ دی ہے وہ فرماتے ہیں جس طرح معوذنین کی جماعت کی آوازیں ایک موذن کی آواز کے مقابلے میں ہوا کے پردوں کو زیادہ پھاڑتی ہیں اسی طرح جماعت کا ذکر کسی شخص کے پردوں کو اٹھانے میں اس کے دل پر ایک آدمی کے ذکر سے زیادہ مؤثر ہوتا ہے جہاں تک ثواب کا تعلق ہے تو ہر ایک کو اپنے ذکر کا ثواب بھی حاصل ہوتا ہے اور اپنے ساتھی کے سننے کا ثواب بھی ملتا ہے۔ جماعت کے ذکر میں کشف، پردوں کو دور کرنے کی زیادہ تاثیر اس لئے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دلوں کو پتھروں سے تشبیہ دی ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ بڑا پتھر اجتماعی قوت سے ہی ٹوٹتا ہے کیونکہ جماعت کی قوت ایک شخص کی قوت سے زیادہ ہوتی ہے۔

اس لئے صوفیاء کرام نے ذکر کیلئے یہ شرط رکھی ہے کہ پوری قوت کے ساتھ کیا جائے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی سے استدلال کیا ہے۔

﴿ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُکُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِکَ فَهِیَ کَالْحِجَارَۃِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَۃً﴾ ③

---

① مجمع الزوائد، کتاب الاذکار، باب ماجاء فی مجالس الذکر، جلد 2، صفحہ 81، مطبوعہ: دار السلام، ریاض۔

② یہاں یہ بات یاد رہے کہ اگر ذکر پہلے سے ہو رہا ہے تو اب نماز پڑھنے والا، سونے والا یا قرأت کرنے والا آئے تو ذکر والوں کو منع نہ کیا جائے گا۔

(ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

③ سورہ بقرہ 74۔

پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے تو وہ پتھروں کی شکل ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت۔

تو جس طرح پتھر قوت کے بغیر نہیں ٹوٹتا اس طرح ذکر دل کے بکھرے ہوئے معاملات کو جمع کرنے میں اسی وقت اثر کرتا ہے جب اس میں قوت پائی جائے۔

کون سا ذکر افضل ہے؟

اگر پوچھا جائے کہ صرف "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کا ذکر افضل ہے یا اس کے ساتھ "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کا اضافہ بھی کیا جائے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ سالکین کے ذکر میں "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کے کلمات کے بغیر صرف "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" پڑھنا افضل ہے تا کہ ان کے دلوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اطمینان حاصل ہو جب یہ بات حاصل ہو جائے پھر اس کے ساتھ "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" بھی پڑھنا افضل ہے۔

اس کی تشریح یوں ہے کہ "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" اقرار ہے اور اقرار زندگی میں ایک بار بھی کافی ہے اور توحید کے تکرار سے نفسوں کے پردوں کو زیادہ سے زیادہ دور کر کے روشنی حاصل کرنا ہے۔

علاوہ ازیں "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" پڑھنا رسول اکرم ﷺ کے حکم کی تعمیل ہے، کیونکہ آپ نے فرمایا: ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)) اور یہ عین اثبات رسالت ہے۔

اسی لئے بعض روایات میں "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" پر اکتفا کیا گیا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ((اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْهَا فَقَدْ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ))

مجھے حکم دیا گیا کہ میں لوگوں سے لڑوں حتیٰ کہ وہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہیں جب وہ یہ کلمہ کہہ دیں تو انہوں نے مجھ سے اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو محفوظ کر لیا۔ البتہ اسلام کا حق باقی ہے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔[1] اس روایت میں "وان محمد رسول الله" کا ذکر نہیں فرمایا کیونکہ یہ شہادت (توحید کی شہادت) رسالت کی شہادت کو شامل ہے۔

ذکر افضل ہے یا تلاوت قرآن مجید؟

اگر پوچھا جائے کہ ذکر افضل ہے یا قرآن مجید کی تلاوت، کیونکہ وہ ذکر بھی ہے اور تلاوت بھی۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرید کیلئے ذکر افضل ہے اور کامل شخص جسے اللہ تعالیٰ کی عظمت کی پہچان حاصل ہو گئی اس کیلئے تلاوت قرآن افضل ہے۔

اور ذکر اور تلاوت سے ہماری مراد وہ ہے جس کو شارع (اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ) نے کسی وقت کے ساتھ خاص نہیں کیا اور وقت مقرر ہو تو ذکر اپنی جگہ اور تلاوت اپنی جگہ افضل ہے۔

---

[1] یعنی کلمہ پڑھنے سے ان کی جان، مال، عزت کو تحفظ حاصل ہو جاتا ہے لیکن اگر وہ شرعی احکامات کی خلاف ورزی کریں تو اللہ تعالیٰ کے ہاں جواب دینا ہوگا۔ ۱۲ ہزاروی

حضرت شیخ عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کبھی قرآن مجید کی تلاوت افضل ہوتی ہے اور کبھی ذکر افضل ہوتا ہے۔

اَللّٰہ اَللّٰہ کرنا افضل ہے یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھنا؟

اس بات میں علماء کے درمیان اختلاف ہے کہ "اللہ اللہ اللہ" افضل ہے یا "لا الہ الا اللہ"؟

صوفیا کرام کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ مبتدی (ابتداء کرنے والے) کے لئے اسم جلالت (لا الہ الا اللہ) افضل ہے لیکن جمہور صوفیاء فقہاء اور محدثین کے نزدیک "لا الہ الا اللہ" مبتدی اور منتہی دونوں کیلئے افضل ہے۔

جب کہ ایک جماعت کے نزدیک "لا الہ الا اللہ" مبتدی کا ذکر ہے اور "اللہ اللہ" منتہی کا ذکر ہے۔

ان تینوں مذاہب والوں کے پاس دلائل ہیں۔

مریدین کو خرقہ پہنانے کے سلسلہ میں ان کی سند

جہاں تک مرید کو خرقہ پہنانے کے سلسلے میں صوفیا کی سند کا تعلق ہے تو ہم نے حضرت حافظ ضیاء الدین مقدسی، حافظ ابن بیدی، حافظ العصر شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت حسن بصری اور حضرت اویس رحمۃ اللہ علیہما اپنے مریدین کو خرقہ پہناتے تھے۔

اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بتاتے تھے کہ انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دست مبارک سے خرقہ پہنا۔ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دست مبارک سے خرقہ پہنا، ان دونوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے خرقہ پہنا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کے حکم سے حضرت جبریل علیہ السلام کے ہاتھوں خرقہ پہنا۔

اے بھائی! جان لو کہ بعض محدثین مسلسل خرقہ پوشی کی سند کے صحیح ہونے پر طعن کرتے رہے کہ ہر دور میں اس سند کو اتصال حاصل نہیں ہے۔ حتیٰ کہ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو انہوں نے "حفاظ حدیث" کی ایک جماعت کی اتباع میں اس کی سند کے طریق کو صحیح قرار دیا نیز حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سماع کو بھی درست قرار دیا جس طرح صوفیاء کے تلقین ذکر کی سند کے بیان میں گزر چکا ہے حتیٰ کہ شیخ کامل راسخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرید کو خرقہ پہناتے اور فرماتے تھے (هٰذَا بِسَبَبِ التَّبَرُّكِ بِفِعْلِ السَّلَفِ وَلَمْ اَجِدُ فِيْ ذٰلِكَ دَلِيْلًا) یہ کام بزرگوں کے عمل سے تبرک حاصل کرنے کی خاطر ہے اور میں نے اس سلسلے میں کوئی دلیل نہیں پائی۔

وہ "الفتوحات" کے پچیسویں باب میں فرماتے ہیں: صوفیاء جو خرقہ پوشی کرتے ہیں میں اس کا قائل نہیں تھا اور میں صرف

صحبت اور آداب کو خرقہ سمجھتا تھا۔

فرماتے ہیں اس لئے کہ اس کے پہنانے کی سند رسول اکرم ﷺ تک متصل نہیں ہے لیکن جب میں نے مکہ مکرمہ میں حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اولیاء کرام کو پہنا رہے ہیں تو میں اس وقت سے اس کا قائل ہو گیا اور میں نے حجر اسود کے سامنے ان (حضرت خضر علیہ السلام) کے ہاتھ سے خرقہ پہنا اور اس کے بعد میں نے لوگوں کو پہنانا شروع کر دیا۔ اسی طرح بعض مواقع پر میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے خرقہ پہنا۔

حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خرقہ پوشی کی حکمت اور راز یہ ہے کہ جب شیخ کسی فقیر کو کامل بنانا چاہتا ہے اور شیخ پر جب حال کا غلبہ ہوتا ہے تو وہ اس کپڑے کو جو اس نے پہنا ہوا ہوتا ہے اتار کر اس مرید کو پہنا دیتا ہے جس کی تکمیل کا وہ ارادہ کرتا ہے پس وہ حال اس مین جاری ہو جاتا ہے اس وقت اخلاق میں اس کا حال مکمل ہو جاتا ہے۔

یہ لباس عارفین میں معروف ہے جس طرح بادشاہ خلعت (قیمتی جوڑا) پہناتا ہے اور جو حال کے بغیر پہناتا ہے تو یہ صرف مشابہت اور تبرک ہے اور کچھ نہیں۔

خرقہ پہنانے والے کی ذمہ داری

حضرت شیخ مرسی ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ جو شخص مریدین کو سلوک کے طریق کا خرقہ پہنائے اس پر لازم ہے کہ اس کی سند کے راویوں کا تعین کرے کیونکہ اس وقت وہ ایک روایت ہے اور روایت کے راویوں کا تعین ضروری ہوتا ہے۔ لیکن جو لوگ جذبات الٰہیہ والے ہیں ان پر مشائخ کی تعیین ضروری نہیں اگر وہ مرید کو خرقہ پہنائیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف (براہ راست) ہدایت ہے اور بغیر واسطہ کے ان پر احسانات کا دروازہ کھلتا ہے۔

مصنف کتاب کا خرقہ مبارک

جب تم نے یہ بات جان لی تو میں نے خرقہ مبارک اپنے سردار اور مولا شیخ الاسلام زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ سے پہنا جو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے کے سامنے شیخ نجم الدین خوشانی رحمۃ اللہ علیہ کھڑکی میں مدفون ہیں۔[1] انہوں نے میرے لئے شملہ لٹکایا یہ واقعہ ۹۱۴ھ کا ہے۔

انہوں نے یہ خرقہ سیدی شیخ محمد غمری رحمۃ اللہ علیہ سے پہنا جو محلہ کبری (قاہرہ) میں مدفون ہیں انہوں نے سیدی احمد زاہد سے پہنا، انہوں نے سیدی حسن تستری سے پہنا' انہوں نے سیدی یوسف عجمی سے پہنا' انہوں نے سیدی شیخ محمود اصفہانی کے ہاتھ سے پہنا' انہوں نے شیخ عبد الصمد العطری سے پہنا' انہوں نے حضرت شیخ نجیب الدین علی بن برغوش کے ہاتھ سے پہنا' انہوں نے شیخ شہاب الدین سہروردی کے دست مبارک سے پہنا' انہوں نے اپنے چچا نجیب سہروردی سے پہنا' انہوں نے اپنے چچا قاضی وجیہ

---

[1] حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک قاہرہ (مصر) میں ہے۔ الحمد للہ! راقم (محمد صدیق ہزاروی) کو 2005ء میں وہاں حاضری اور فاتحہ خوانی کی سعادت حاصل ہوئی۔ ۱۲ ہزاروی

الدین کے ہاتھ سے پہنا' انہوں نے اپنے والد محمد المعروف عمویہ کے دست مبارک سے پہنا' انہوں نے شیخ احمد دینوری سے پہنا' انہوں نے حضرت ابوالقاسم جنید (بغدادی) کے مبارک ہاتھ سے پہنا۔ انہوں نے حضرت ابوجعفر الحداد کے دست مبارک سے پہنا' انہوں نے ابوعمرو الاصطخری کے دست مبارک سے پہنا' انہوں نے حضرت شقیق بلخی کے دست مبارک سے پہنا' انہوں نے حضرت ابراہیم بن ادھم کے مبارک ہاتھوں سے پہنا' انہوں نے حضرت موسیٰ بن یزید الراعی کے دست مبارک سے پہنا' انہوں نے حضرت اویس قرنی کے دست مبارک سے پہنا (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) اور انہوں نے حضرت عمر فاروق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے دست مبارک سے پہنا۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کا حکم فرمایا۔

حضرت امام عمر فاروق اور حضرت امام علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے پہنا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کے ہاتھ سے پہنا جس طرح شروع میں گزر چکا ہے۔ اور حضرت جبریل علیہ السلام کو اللہ عزوجل کی طرف سے پہنایا گیا' جس طرح میں نے حضرت ابوعبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد حضرت شیخ عبدالرحمٰن القوصی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ میں دیکھا وہ ایسی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہے۔

کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج ایک نورانی صندوق دیکھا' حضرت جبریل علیہ السلام نے اسے کھولا تو اس میں سرخ' سبز اور سیاہ خرقے تھے' آپ نے پوچھا: ((یَا جِبْرِیْلُ مَا ھٰذَا؟)) اے جبریل! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: (ھٰذِہٖ خِرَقٌ تَکُوْنُ لِخَوَاصِ اُمَّتِكَ) یہ خرقے ہیں' جو آپ کی امت کے خاص لوگوں کیلئے ہیں۔

یہ کلام ختم ہوا اور میں نے کسی دوسری جگہ اسے نہیں دیکھا۔ پس تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

مقدمہ ختم ہو گیا۔ اب ہم کتاب کے ابواب کا آغاز کرتے ہیں اور کہتے ہیں:

⊙⊙⊙

پہلا باب

آداب مرید کے بیان میں

آداب مرید اور اس سلسلے میں جو کچھ مشائخ نے فرمایا ان میں سے کچھ کا ذکر

☆ محبت شیخ میں سچا ہونا

اے بھائی! جان لو! مرید کے تمام آداب کو تفصیلی طور پر شمار کرنا مشکل کام ہے' البتہ ہم ایک مناسب حصہ ذکر کرتے ہیں۔

شیخ کی ذمہ داری ہے کہ اس کی پوشیدہ صلاحیتوں کو باہر نکالے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر روح میں اس شخص سے متعلق تمام خوبیاں اور خامیاں پھیلا دی ہیں۔ پس شیخ اسے جس کام کا حکم دیتا ہے یا جس کام سے روکتا ہے وہ اس کی روح میں پوشیدہ ہوتا ہے شیخ کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی جو خارج سے اسے دیتا ہے۔ ابتداء میں مرید کی مثال اس گٹھلی کی طرح ہوتی ہے جس میں درخت چھپا ہوتا ہے جو اس جگہ طریقت میں صدق اور کذب (جھوٹ) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اگر وہ سچا ہے تو اس کی سچائی پھل آور ہوتی ہے اور اس قدر پھل دیتی ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں (ساتھیوں) سے زیادہ معزز ہو جاتا ہے اور وہ اس کے پھل سے نفع اندوز ہوتے ہیں بلکہ وہ اس کے تمام شہر اور ملک میں پھیل جاتا ہے اور وہ اس سے نفع اٹھاتے ہیں اور یوں اس کی سچائی اور صالحیت عام وخاص پر ظاہر ہو جاتی ہے' حتیٰ کہ اگر وہ دینی نیکوکاری کو ان سے چھپانا چاہے تو چھپا نہیں سکتا اور اگر طریقت کی محبت میں مرید جھوٹا ہو تو اس کے جھوٹ کے درخت کی شاخیں پھیل جاتی ہیں اور اس کی منافقت عام ہو جاتی ہے اور وہ اس سلسلے میں اپنے ساتھیوں سے آگے بڑھ جاتا ہے اور پورے شہر بلکہ ملک میں اس کی تشہیر ہوتی ہے اور ان کے سامنے اس کی منافقت اور ریاکاری ظاہر ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اگر وہ سچے آدمی کی صورت میں ظاہر ہونا چاہے تو اس پر قادر نہیں ہوتا کیونکہ اس کے گھٹیا کام اس کو جھٹلاتے ہیں اور طریقت اسے ذلیل ورسوا کرتی اور چھوڑ دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنے کی سزا کے طور پر وہ عام لوگوں میں شمار ہوتا ہے۔

بعض اوقات اللہ تعالیٰ اسے سچائی کی خوشبو عطا کر کے واپس لے لیتا ہے اور اس کے بارے میں تمام لوگ کہتے ہیں۔ فلاں شخص کا نام فقراء کی فہرست سے نکال دیا گیا اور اس میں ان لوگوں کی خوشبو میں سے کچھ بھی باقی نہیں اب اس کی حالت یہ ہوتی

ہے کہ وہ شملہ لٹکاتا ہے، بالوں کو بڑھاتا ہے، اونی لباس پہنتا ہے اور فقراء کا ٹاٹ (والا) لباس زیب تن کرتا ہے' لیکن لوگ اسے ادب سے ننگا دیکھتے ہیں اور اس سے فقر کا سلب کسی شخص پر پوشیدہ نہیں ہوتا۔

تو اے بھائی! اللہ والوں کے راستے کی طلب میں اپنے معاملے کو صدق پر استوار کر، ورنہ طریقت تجھے چھوڑ دے گی اگرچہ زیادہ وقت گزر چکا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہی تجھے ہدایت عطا کرنے والا ہے۔

جب تم نے یہ بات جان لی تو میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں کہ مرید کو شیخ کی محبت میں سچا ہونا چاہئے کیونکہ راہ سلوک میں پوشیدگی کے وقت وہی اس کا رہنما ہے جس طرح تاریک راتوں میں حاجیوں کیلئے کوئی رہنما ہوتا ہے۔ محبت کو اطاعت لازم ہے جب کہ عدم محبت کو مخالفت لازم ہوتی ہے اور جو شخص اپنی دلیل (رہنما) کی مخالفت کرے وہ بھٹک جاتا ہے اس کا سفر ٹوٹ جاتا ہے اور وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

شیخ کی محبت میں سچائی کا معیار یہ ہے کہ کوئی پھیرنے والی چیز اسے شیخ سے نہ پھیرے نہ تلواریں اور نہ ہی بناوٹی محبت۔

ایک مرید کا دعویٰ

ایک شخص نے اپنے شیخ اور برادران طریقت کی محبت میں سچا ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ اسے پھیرنے والی چیز پھیر نہیں سکتی اگرچہ وہ لوگ اسے ناحق طور پر چھوڑ دیں۔ اس کی یہ بات عام اور خاص لوگوں میں پھیل گئی چنانچہ ایک دن وہ کھڑا ہوا اور فقراء کے سامنے پڑھنے لگا۔

لَوْ عَذَّبُوْنِیْ کُلَّ یَوْمٍ وَلَیْلَۃٍ ...... عَلٰی غَیْرِ ذَنْبٍ سَرَّنِیْ وَرَضِیْتُ

اگر وہ مجھے ہر دن اور رات میں عذاب دیں اور میرا کوئی گناہ بھی نہ ہو تو مجھے خوشی ہو گی اور میں اس بات پر راضی ہوں گا۔

تجربہ کار مریدین میں سے ایک شخص نے اس سے کہا تو جھوٹ بولتا ہے پس وہ تشویش میں پڑ گیا اور بیٹھ گیا اور اس بات کا اثر اس کے چہرے سے ظاہر ہو رہا تھا۔ چنانچہ فقراء نے بالاتفاق اسے جھوٹا قرار دیا اور اس سے کہنے لگے تو یہ بات کس طرح کہتا ہے جبکہ کسی شخص کے یہ کہنے سے تو پریشان ہو گیا ہے کہ تو جھوٹ بولتا ہے جب تو ایک نکتہ برداشت نہیں کر سکا تو دن رات کسی گناہ کے بغیر عذاب کیسے برداشت کرے گا۔ چنانچہ اس دعویٰ کرنے والے نے بخشش مانگی اور اپنے جھوٹ کا اعتراف کیا۔

اے بھائی! محبت شیخ میں سچائی اختیار کر ہر بھلائی حاصل کرے گا اور اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا مالک ہے۔

☆ گناہوں سے توبہ کرنا

مرید کی شان سے یہ ہے کہ شیخ کے عہد (بیعت) میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک تمام ظاہری اور باطنی گناہوں مثلاً غیبت، شراب نوشی، حسد، کینہ وغیرہ سے توبہ نہ کرے۔[1] جس طرح اسے چاہیے کہ عزت اور مال کے حوالے سے تمام مخالفین کو

---

[1] ان گناہوں کی معرفت اور ان سے بچنے کے لیے کتاب ''باطنی گناہ اور ان کا علاج'' کا مطالعہ ضرور فرمائیں جو مکتبہ اعلیٰ حضرت نے ہی شائع کی ہے۔
(ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

راضی کرے کیونکہ طریقت کی حاضری، اللہ ﷻ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے اور جو شخص تمام ظاہری اور باطنی گناہوں سے توبہ نہ کرلے اس کیلئے طریقت میں داخلہ درست نہیں۔ اس کا حکم اس شخص کی طرح ہے جو نماز شروع کرے اور اس کے بدن اور لباس پر اس قدر نجاست ہو جو معاف نہیں ہے یا اس کو پانی نہ پہنچایا (نہ دھویا) تو اس کی نماز باطل ہے۔

اور اگر اس کا شیخ بڑے اولیاء کرام سے ہو تو جب تک اپنے آپ کو پاک نہ کرلے اس کے ساتھ ایک قدم چلنے پر بھی قادر نہ ہوگا۔ اکثر لوگ اس بات سے غافل ہیں وہ مرید سے عہد و پیمان لیتے ہیں حالانکہ اس پر ظاہری اور باطنی گناہ ہوتے ہیں۔ بندوں کے مال اور عزت کے حوالے سے حقوق تو ایک طرف رہے ایسا شخص طریقت میں کوئی فائدہ حاصل نہیں کرسکتا۔

میں نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے ہیں "اللہ والوں کا طریق جنت میں داخل ہونے کی طرح ہے پس جس طرح ان میں سے کوئی شخص جنت میں داخل نہیں ہوسکتا جب تک اس پر کسی انسان کا حق ہو جس طرح حدیث شریف میں آیا ہے پس اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کیلئے (طریقت) کا بھی حکم ہے۔

توبہ کا مطلب یہ ہے کہ جو عمل شریعت میں مذموم ہے اس سے اس عمل کی طرف رجوع کرنا ہے جو شریعت میں محمود ہے۔

اور ہر توبہ کرنے والا اپنے مرتبہ کے اعتبار سے توبہ کرتا ہے بعض اوقات کسی کام پر ایک شخص کی تعریف کی جاتی ہے اور دوسرا شخص اسی کام سے بخشش مانگتا ہے اور یہ "حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ" (نیک لوگوں کی نیکیاں مقربین کے گناہ ہوتے ہیں) کی صورت ہے۔

جو شخص شریعت کی مخالفت، خواہش کے مطابق کھانے اور حرام کاموں کے ارتکاب پر ڈٹ جائے اور بار بار اس کا ارتکاب کرے اس کے اور طریقت کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے اور یہ بات واضح ہے کہ نفس کا کام جھوٹے دعوے کرنا ہے۔ بعض اوقات وہ توبہ میں سچا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے حالانکہ وہ جھوٹا ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ جس مقام پر توبہ کا دعویٰ کرے وہاں اس کی سچائی کو شیخ کی گواہی سے قبول کیا جائے حتیٰ کہ وہ ایسے مقام تک پہنچ جائے کہ جب بھی وہ پلک جھپکنے کے برابر اپنے رب سے غافل ہو تو توبہ کرے پھر وہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں ہمیشہ ترقی پذیر ہوگا اور تعظیم کے سلسلے میں کسی مقام پر نہیں رکے گا اور نہ اسے قرار آئے گا۔

مشائخ نے توبہ کے بارے میں (مندرجہ بالا) ارشاد فرمایا ہے، توبہ کبیرہ گناہوں سے توبہ ہے پھر صغیرہ گناہوں، پھر مکروہات اور پھر خلاف اولیٰ کاموں سے اور اس کے بعد نیکیوں پر گھمنڈ کرنے سے توبہ کرے پھر اس بات سے توبہ کرے کہ وہ اپنے آپ کو زمانے کے فقراء سے شمار کرے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

☆ نفس کے ساتھ مجاہدہ کرنا

مرید کی شان میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے نفس سے ہمیشہ لڑتا رہے (مجاہدہ کرے) اور اس کے ساتھ کبھی بھی صلح نہ کرے۔

حضرت شیخ ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

''جو شخص اپنے ظاہر کو مجاہدہ کے ساتھ مزین کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے باطن کو مشاہدہ کے ساتھ مزین کرتا ہے اور جو شخص ابتدائی مراحل (سلوک کی ابتدا ہی) میں اپنے نفس کے ساتھ مجاہدہ نہیں کرتا وہ طریقت کی بو بھی نہیں پا سکتا''۔

کیونکہ اللہ والوں کے راستے کے خصائص میں سے یہ بات ہے کہ بندہ جب تک اپنے آپ کو مکمل طور پر طریقت کے سپرد نہیں کرتا طریقت اسے اپنے بعض بھی نہیں دیتی۔

حضرت ابو عثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جو شخص یہ خیال کرے کہ مجاہدہ کے بغیر اس پر اس طریق (طریقت) میں سے کوئی بات منکشف ہوگی اس نے محال کا قصد کیا۔

حضرت ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

''جو شخص ابتداء میں کھڑا نہیں ہوتا وہ انتہا میں بیٹھ نہیں سکتا''۔

حضرت حسن عرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

صوفیاء کے طریقہ کی بنیاد تین چیزیں ہیں:

1 مرید اس وقت کھائے جب فاقہ کی حالت ہو

2 اس وقت سوئے جب نیند کا غلبہ ہو

3 جب ضرورت شرعیہ ہو تو گفتگو کرے

حضرت سید ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

کوئی شخص صالحین کا درجہ اس وقت حاصل نہیں کر سکتا جب تک اس میں چھ خصلتیں نہ ہوں۔

1۔ نفس سے مجاہدہ' 2۔ نفس کو ذلیل کرنا' 3۔ شب بیداری' 4۔ دنیا سے کم حاصل کرنے کی چاہت' 5۔ دنیا کے چلے جانے پر خوش ہونا' 6۔ امید کم رکھنا۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا مجاہدہ

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو جب نیند آتی تو اپنے آپ کو خیزران (درخت) کی شاخوں کے ساتھ مارتے تھے حتیٰ کہ بعض اوقات صبح ہونے سے پہلے لکڑیاں ختم ہو جاتیں۔

اور اکثر آپ نمک کا سرمہ لگاتے تا کہ آپ کو نیند نہ آئے اور اکثر آپ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو دیوار پر مارتے جب آپ کو کوئی ایسی چیز نہ ملتی جس کے ساتھ اپنے آپ کو ماریں اور فرماتے تھے: ''مَا هَالَنِيْ شَيْءٌ اِلَّا وَرَكِبْتُهٗ'' جو چیز مجھے پریشان کرتی ہے میں اس پر سوار ہو جاتا ہوں۔

میں کہتا ہوں کہ ایسے کام کرنے والوں پر کسی کو اعتراض نہیں کرنا چاہے کیونکہ ان کے نزدیک یہ کام کرنا دو خرابیوں میں سے کم درجہ کی خرابی کو اختیار کرنا ہے اور یہ لوگ سخت تکلیف برداشت کرنے کو نیند یا کسی اور وجہ سے اللہ تعالیٰ سے غفلت اختیار کرنے کے مقابلے میں ہلکا سمجھتے تھے جبکہ دوسرے لوگوں کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

☆ بوقت ضرورت ہی کلام کرنا

مرید کی شان سے یہ ہے کہ وہ کسی ضرورت یا شرعی حاجت کے بغیر نہ تو کلام کرے اور نہ خاموش رہے اور فضول گفتگو کا دروازہ بالکل بند کرے۔

فقہاء کرام نے قلت کلام کو ریاضت کے ارکان مین سے ایک رکن شمار کیا ہے حضرت بشیر بن حارث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

(اِذَا اَعْجَبَكَ الْكَلَامُ فَاسْكُتْ وَاِذَا اَعْجَبَكَ السُّكُوْتُ فَتَكَلَّمْ)

جب تمہیں گفتگو کرنا اچھا لگے تو خاموش رہو اور جب تمہیں خاموشی اچھی لگے تو گفتگو کرو

(یعنی نفس کی خواہش کو پورا نہ ہونے دو) کیونکہ کلام میں نفس کی خواہش شامل ہوتی ہے اور مدح کی صفات ظاہر ہوتی ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اکثر اپنے منہ میں پتھر رکھتے تھے تا کہ کلام کم ہو پس جب آپ بے مقصد کلام کا ارادہ فرماتے تو پتھر کی وجہ سے یاد آجاتا۔

کہا گیا ہے کہ انہوں نے سنت کے مطابق اپنے منہ میں پتھر رکھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

((هَلْ يَكِبُّ النَّاسُ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اَوْ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ))[1]

لوگوں کو ان کے منہ کے بل جہنم میں ان کی زبانوں کا کاٹا ہوا گرائے گا۔

☆ شریعت کے مطابق بھوکا رہنا

مرید کا کام شرعی طور پر زیادہ سے زیادہ بھوکا رہنا ہے اور یہ طریقت کے بڑے ارکان میں سے ہے، جس طرح شریعت نے میدان عرفات کے وقوف کو حج کا سب سے بڑا رکن قرار دیا ہے اسی طرح اولیاء کرام نے بھوک کو طریقت قرار دیا ہے۔

ارکان طریقت چار باتیں ہیں:

(1) بھوک، (2) گوشہ نشینی، (3) شب بیداری، (4) کم گفتگو کرنا۔ جب مرید بھوکا ہوتا ہے تو باقی تین ارکان اس کی خصوصیت کے طور پر اس کے تابع ہوتے ہیں کیونکہ بھوکا آدمی گفتگو کم کرتا ہے، بیدار زیادہ رہتا اور لوگوں سے الگ رہنے کو پسند کرتا ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے یہ اشعار پڑھے ہیں:

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء فی حرمۃ الصلوۃ، جلد 5، صفحہ 12 مطبوعہ مولفی البابی الحلبی، مصر۔

بَيْتُ الْوِلَايَةِ قُسِمَتْ أَرْكَانُهُ سَادَاتُنَا فِيْهِ مِنَ الْأَبْدَالِ
مَا بَيْنَ صُمْتٍ وَاعْتِزَالٍ دَائِمًا وَالْجُوْعُ وَالسَّهَرُ النَّزِيْهُ الْغَالِيْ

ہمارے مشائخ جن میں ابدال بھی تھے ولایت نے ولایت کے گھرانے کو چار ارکان میں تقسیم کیا ہے خاموشی عزلت نشینی بھوک اور انتہائی پاکیزہ قیمتی بیداری

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

حضرت ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(اِنَّمَا اَسَاسُ بَابِ الطَّرِيْقِ الْجُوْعُ لِاَنَّهُمْ لَمْ يَجِدُوْا يَنَابِيْعَ الْحِكْمَةِ تَحْصِلُ لَهُمْ اِلَّا بِهٖ)

طریقت کی بنیاد بھوک ہے، کیونکہ ان لوگوں (صوفیاء کرام) نے حکمت کے چشمے اسی کے ذریعے حاصل کئے ہیں۔

یہ لوگ آہستہ آہستہ اپنا کھانا کم کرتے تھے حتیٰ کہ وہ دن رات میں ایک لقمہ تک پہنچ گئے اور ان میں سے بعض ایک کھجور یا ایک بادام یا منقہ تک پہنچے۔ حضرت ابو عثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ ہر چھ ماہ میں ایک لقمہ تناول فرماتے تھے۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ "فتوحات مکیہ" میں فرماتے ہیں

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے نفس کو پیدا فرمایا تو اس سے پوچھا (مَنْ اَنَا؟) میں کون ہوں؟ نفس نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا (فَمَنْ اَنَا؟) میں کون ہوں؟ تو اللہ تعالیٰ نے اسے چار ہزار سال بھوک کے سمندر میں ڈالا پھر فرمایا میں کون ہوں تو نفس نے کہا (اَنْتَ رَبِّیْ) تو میرا رب ہے۔

حضرت عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کا حال

حضرت سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ پندرہ دن کے بعد کھاتے تھے اور جب ماہ رمضان آتا تو شوال کا چاند دیکھنے تک نہ کھاتے اور ماہ رمضان کی ہر رات صرف پانی سے روزہ افطار کرتے تاکہ صوم وصال سے نکل جائیں اور آپ فرماتے تھے:

(لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الدُّنْيَا جَعَلَ فِي الْجُوْعِ الْعِلْمَ وَالْحِكْمَةَ وَجَعَلَ فِي الشِّبَعِ الْجَهْلَ وَالْمَعْصِيَةَ)

اللہ تعالیٰ نے جب دنیا کو پیدا فرمایا تو بھوک میں علم و حکمت کو اور شکم سیری میں جہالت اور گناہ کو رکھا۔

اور آپ رحمۃ اللہ علیہ جب بھوکے ہوتے تو مضبوط ہو جاتے اور جب سیر ہو کر کھاتے تو کمزور پڑ جاتے۔

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

(مِفْتَاحُ الدُّنْيَا الشِّبَعُ وَمِفْتَاحُ الْاٰخِرَةِ الْجُوْعُ)

دنیا کی چابی شکم پروری ہے اور آخرت کی چابی بھوک ہے ان کی مراد دنیوی اور اخروی اعمال ہیں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(اَلشِّبَعُ نَارٌ وَالشَّهْوَةُ مِثْلُ الْحَطَبِ يَتَوَلَّدُ مِنْهُ الْاِحْرَاقُ وَلَا يَنْطَفِيْ نَارُهٗ حَتّٰى يُحَرِّقَ صَاحِبَهَا)

شکم سیری آگ ہے اور خواہش لکڑیوں کی طرح ہے اس سے جلانا پیدا ہوتا اور اس کی آگ اس وقت تک نہیں بجھتی جب تک اس شخص کو جلا نہ دے۔

حضرت سھل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّاْکُلَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ مَرَّتَیْنِ فَلْیَبْنِ لَہٗ مَعْلَفًا)

جو شخص دن میں دو مرتبہ کھانا چاہتا ہے وہ اپنے لئے کھرلی بنالے (جس میں جانوروں کے آگے چارہ ڈالتے ہیں)۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(مَنْ اَرَادَ اَنْ یفر الشَّیْطَانَ مِنْ ظِلِّہٖ فَلْیَعْصِرْ شَھْوَتَہٗ) جو شخص چاہتا ہے کہ شیطان اس کے سامنے سے بھاگے وہ اپنی شہوت (خواہش) پر غالب آجائے۔

اس سلسلے میں اسلاف (بزرگان دین) کے اقوال بہت زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

☆ مرید کا کام ادب کا خیال رکھنا

مرید کے لیے اللہ تعالیٰ، اولیاء کرام اور اپنے بھائیوں کے ساتھ ہمیشہ ادب کا طریقہ اختیار کرنا ضروری ہے اور اپنے نفس کو کبھی بے ادبی کیلئے چشم پوشی کا شکار نہ بنائے۔

حضرت ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بندہ اپنی عبادت کے ذریعے جنت تک پہنچ جاتا ہے لیکن جب تک عبادت میں ادب نہ ہو اپنے رب کی بارگاہ تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا اور جو شخص اپنی عبادت میں ادب کا خیال نہیں رکھتا وہ اپنے رب سے ستر پردوں میں رہتا ہے۔ اور آپ کسی چیز تکیہ یا دیوار وغیرہ کا سہارا نہیں لیتے تھے البتہ ضرورت کے وقت سہارا لیتے آپ فرماتے تھے یہ بے ادبی ہے۔

حضرت عبداللہ بن جلاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

(مَنْ لَّا اَدَبَ لَہٗ فَلَا شَرِیْعَۃَ لَہٗ وَلَا اِیْمَانَ وَلَا تَوْحِیْدَ)

جس شخص کو ادب حاصل نہیں اس کا شریعت اور ایمان کے ساتھ (کامل) تعلق نہیں۔

حضرت ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے مرید اس وقت تک باادب نہیں ہوسکتا جب تک اللہ تعالیٰ سے اس طرح حیاء نہ کرے کہ صبح وشام اس کے سامنے اپنے پاؤں نہ پھیلائے۔

حضرت حریزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: (مَا مَدَدْتُ رِجْلِیْ فِی الْخَلْوَۃِ مُنْذُ عِشْرِیْنَ سِنَۃً) میں نے بیس سال سے تنہائی میں اپنے پاؤں نہیں پھیلائے۔

اور آپ مزید فرماتے تھے:

اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہر معاملے میں شرعی ادب اختیار کرنا ہر عقل مند کیلئے زیادہ مناسب ہے۔

اور شریعت میں کسی خاص معاملے میں ادب کا خاص طریقہ واضح الفاظ میں بیان نہیں ہوا اور آپ فرماتے تھے:
جب کوئی شخص دنیوی بادشاہوں کے ساتھ بے ادبی کا معاملہ کرتا ہے وہ اپنے نفس کو قتل کیلئے پیش کرتا ہے تو جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے ادبی اختیار کرتا اور اور اللہ کے حرام کردہ کاموں پر جرأت کرتا ہے اس کا کیا حال ہوگا اور آپ فرماتے تھے:
ادب کو چھوڑنا دھتکارے جانے کا سبب ہے جو شخص بچھونے پر بے ادبی اختیار کرتا ہے اسے دروازے تک دھکیل دیا جاتا ہے اور جو آدمی دروازے پر بے ادبی کرے وہ جانوروں کی نگرانی پر مامور کیا جاتا ہے۔

ادب کے بارے اقوال

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا: اے محمد! (حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا نام ہے)
(اِجْعَلْ عِلْمَكَ مِلْحًا وَّ اَدَبَكَ دَقِيْقًا)
اپنے علم کو نمک اور اپنے ادب کو آٹا بناؤ (یعنی علم کم اور ادب زیادہ ہو۔)
حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:
میں بیس سال حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہا ان میں سے اٹھارہ سال میں نے علم کے سیکھنے میں گزارے اور دو سال علم حاصل کرنے میں صرف کئے کاش میں پورے بیس سال ادب سیکھنے میں لگا لیتا۔
حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:
بارگاہ خداوندی کے مقربین کی ایک علامت یہ ہے کہ ان میں کوئی ایک مذاق میں بھی بے ادبی نہیں کرتا تھا تو انہیں ظاہر اور باطنی طور پر فیض خداوندی حاصل ہوتا کیونکہ بارگاہ خداوندی کی حاضری ادب، خاموشی، جلال اور خوف کی حاضری ہے لہٰذا اس میں خوش طبعی مناسب نہیں کیونکہ جنس مختلف ہے۔ بلکہ اگر کسی ولی کیلئے حضرت نوح علیہ السلام کی عمر فرض کی جائے تو زمانے کے گزرنے کے ساتھ ہیبت میں اضافہ ہوگا کیونکہ تجلیات خداوندی میں تکرار نہیں ہوتا پس بندے پر جو تجلی وارد ہوتی ہے وہ اس لائق ہے کہ اس بارگاہ میں حاضر شخص کو ادب اور ہیبت کے بغیر نہ دی جائے۔ یہ بات سمجھو۔
حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:
(مَنْ لَّمْ يَتَأَدَّبْ لِلْوَقْتِ فَهُوَ مَقْتٌ)
جو شخص وقت کا ادب نہیں کرتا وہ غضب کا مستحق ہوتا ہے۔
حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:
(مَنْ تَرَخَّصَ بِتَرْكِ الْاَدَبِ رَجَعَ مِنْ حَيْثُ جَاءَ)
اور جو شخص ادب چھوڑنے کی رخصت حاصل کرتا ہے وہ جہاں سے آیا وہاں لوٹ جاتا ہے۔
میرے آقا محمد شناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

مرید جب طریقت کو اختیار کرتا ہے تو اس کا حکم جدید عمدہ والا حکم ہوتا ہے اس کے بعد جب وہ سوئے ادب کا شکار ہوتا ہے تو اس کا حکم کلی کے اس پانی کی طرح ہوتا ہے جسے پھینکا جاتا ہے اور اسے کوئی بھی قبول نہیں کرتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

☆ خواہشاتِ نفس کی مخالفت کرنا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ خواہشات نفس کی مخالفت کرے اور وہ جو کچھ (خلاف شریعت) چاہتا ہے اس کی موافقت بالکل نہ کرے، جو شخص نفس کی خواہشات میں اس کی لگام کو ڈھیلا چھوڑتا ہے وہ اس کو ہلاک کرتا ہے۔

حضرت ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جو شخص حالات کے دوام پر اپنے نفس کو تہمت زدہ نہیں کرتا اور اس کی تمام خواہشات کی مخالفت نہیں کرتا اور نفس کو تمام اوقات اس کی ناپسندیدہ باتوں کی طرف نہیں لے جاتا وہ تمام حالات میں معذور ہے۔

حضرت ابوبکر طمستانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

"تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان سب سے بڑا حجاب (رکاوٹ) تمہارا اپنے نفس کی موافقت کرنا ہے۔

حضرت ابن عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جو شخص عبادت پر اپنے رب سے بدلہ طلب کرتا ہے وہ دھتکارے جانے اور ناراضگی کا مستحق ہے۔

ایک خواہش اور سو کوڑے

حضرت ابن شیبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جو شخص خواہش کے مطابق کھاتا ہے وہ اپنے رب کے ہاں حاضری سے پردے میں ہوتا ہے (محروم ہوتا ہے)۔

وہ فرماتے تھے:

میں بیس سال تک مسور کا لقمہ کھانے کی خواہش کرتا رہا لیکن اسے کھانے کا اتفاق نہ ہوا، پھر میں نے کھایا اور باہر نکلا تو مجھے بادشاہ کے کارندے پکڑ کر لے گئے اور کہنے لگے کہ اس شخص نے گزشتہ رات بادشاہ کے کارندوں سے شراب کے گھڑے توڑے تھے انہوں نے مجھے سو کوڑے مارے۔

پھر میرے استاذ ابوعثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ میرے پاس سے گزرے اور پوچھا: (مَا ذَا صَنَعْتَ حَتّٰى وَقَعَ لَكَ هٰذَا؟) کہ تم نے کیا کام کیا ہے کہ تمہیں یہ سزا ملی؟ میں نے کہا میں نے خواہش کے مطابق کھایا۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو پس انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور مجھ سے فرمایا: تم مفت میں چھوٹ گئے۔

ابن شیبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے فرماتے تھے:

چالیس سال سے زیادہ ہو گئے ہیں میرا نفس مجھ سے مطالبہ کر رہا ہے کہ میں گوشت کھجور کے تشترے میں ڈبو کر کھاؤں، لیکن میں نے اسے نہیں کھلایا۔

اور آپ فرماتے تھے: (مَنْ صَدَقَ فِي تَرْكِ شَهْوَةٍ كَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَؤْنَتَهَا)
جو شخص خواہش کو چھوڑنے میں سچا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ موت کے وقت اس کو کفایت کرتا ہے (یعنی اسے اچھی موت آتی ہے)
اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی:
اے داؤد! اپنی قوم کو خواہشات کے مطابق کھانے سے بچاؤ (اور ڈراؤ) کیونکہ جو دل دنیوی خواہشات سے تعلق پیدا کرتے ہیں وہ مجھ سے پردے میں ہوتے ہیں اور ایک روایت میں ہے
اے داؤد! جب میرا بندہ میری اطاعت پر اپنی خواہش کو ترجیح دیتا ہے تو میں اس سے ہلکا ترین سلوک یہ کرتا ہوں کہ اسے اپنی مناجات کی لذت سے محروم کر دیتا ہوں۔
حضرت ابراہیم الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:
خواہش کی اتباع سے یہ بات بھی ہے کہ بندہ اپنے رب کی عبادت ثواب کی طلب یا عذاب کے خوف سے کرے تو جوں جوں زمانہ گزرتا ہے اس ارادے والا شخص پستی کی طرف جاتا ہے اور بعض آسمانی کتب میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
(وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ عَبَدَنِيْ لِجَنَّةٍ اَوْ نَارٍ لَوْ لَمْ اَخْلُقْ اَلَمْ اَكُنْ اَهْلًا لِاَنْ اُطَاعَ؟)
"اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو میری عبادت جنت یا جہنم کی وجہ سے کرتا ہے۔ اگر میں (جنت و دوزخ کو) پیدا نہ کرتا تو کیا میں اس بات کا اہل نہ تھا کہ میری فرماں برداری کی جائے؟

غلبہ نیند کے بغیر سونا

(مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں:
خواہش کی اتباع میں سے یہ بات بھی ہے کہ کوئی شخص سردیوں کی راتوں میں نیند کو رات کے قیام پر ترجیح دے اور یہ بات اس کی دلیل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت نہیں کرتا اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت نہ کرے وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی (يَا دَاوُدُ كَذَبَ مَنْ ادعى مَحَبَّتِيْ فَاِذَا جَنَّةُ اللَّيْلِ نَامَ عَنِّيْ) اے داؤد (علیہ السلام) وہ شخص میری محبت میں جھوٹا ہے جو رات چھا جانے کے بعد مجھے (میری عبادت کو) چھوڑ کر سو جاتا ہے۔
تو اللہ تعالیٰ نے اس بات کی گواہی دی کہ جو شخص غلبہ نیند کے بغیر سو جائے وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں جھوٹا ہے۔
حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:
گناہ سے بندے کی سچی توبہ کی علامت یہ ہے کہ اس کے بعد اس کے دل میں ایسی لذت پیدا ہو جس کا اندازہ نہ لگا سکے پس جو شخص اس (توبہ) کے بعد اپنے دل میں لذت نہ پائے وہ گناہ کے چھوڑنے کے بارے میں جھوٹا ہے اور ہو سکتا ہے وہ عنقریب گناہ کی طرف لوٹ جائے۔

☆طریقت کی پابندی کرنا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ شریعت کے ارکان اور شرائط میں خلل نہ ڈالے کیونکہ ایک رکن یا شرط ختم ہو جائے تو باقی بھی اس کے پیچھے جاتے ہیں اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ ارکان طریقت چار ہیں۔ بھوک، تنہائی، خاموشی اور شب بیداری۔ ان چار سے جو باتیں زائد ہیں وہ ان کے تابع ہیں۔

صوفیا کرام فرماتے ہیں جو شخص اصول کو ضائع کرتا ہے وہ وصول سے محروم رہتا ہے۔

☆مرید، مرشد کا انتخاب کیسے کرے؟

مرید کی شان (اور ذمہ داری) سے یہ بات ہے کہ ایسے شیخ کی شاگردی حاصل کرے جو علوم شرعیہ سے وافر حصہ پائے تاکہ وہ اسے کسی دوسرے کے پاس جانے سے کفایت کرے۔

ہمارے شیخ، شیخ محمد شناوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے خبر دی کہ انہوں نے ایک دن شیخ سیدی محمد سروی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میں فلاں شیخ کی زیارت کرنا چاہتا ہوں اس سے حضرت شیخ کے چہرے پر کلی آ گئے اور فرمایا:

(اِذَا کُنْتُ لَا اَکْفِیْكَ فَکَیْفَ اَتَّخِذُتَنِیْ شَیْخًا لَكَ؟)

اے محمد! جب میں تجھے کافی نہیں تو تم نے مجھے کس طرح اپنا مرشد بنایا؟

وہ فرماتے ہیں میں نے اس دن کے بعد سے ان کے علاوہ کسی کی زیارت نہیں کی حتیٰ کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص تقدیر کی وجہ سے ایسے شیخ کا مرید بنے جس کو علوم شرعیہ سے سیرابی حاصل نہیں اس کیلئے کسی دوسرے کے پاس جانے میں کوئی حرج نہیں جس طرح اس دور کے اکثر مشائخ کا حال ہے۔

حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کا یہی مطلب ہے انہوں نے فرمایا "مرید کے لیے یہ بات نہایت بری ہے کہ وہ اپنے شیخ کے علاوہ کسی دوسرے کے مذہب کی طرف منسوب ہو بلکہ صرف اپنے شیخ کی تقلید کرے"

یقینی طور پر آپ کے اس قول کا یہی مطلب ہے کہ جب اس کا شیخ علوم شرعیہ میں سمندر کی طرح ہو (اگر یہ صورت نہ ہو تو) مرید کے دوسرے شیخ کی طرف نسبت میں کوئی حرج نہیں بلکہ واجب ہے۔

صوفی فقیہ ہوتا ہے

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ باوجود عظمت شان کے جب کسی مسئلہ میں توقف ہوتا تو حضرت ابو حمزہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھتے کہ: (مَا تَقُوْلُ فِیْ هٰذِهِ الْمَسْأَلَةِ یَا صُوْفِیْ؟)

اے صوفی! آپ اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں؟ تو بعض اوقات وہ فرماتے: میرا اس پر اعتماد ہے۔

مشائخ صوفیاء کی تعریف کیلئے اتنی بات ہی کافی ہے۔

اسی طرح ہمیں قاضی احمد بن شریح رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ بات پہنچی ہے کہ آپ حضرت ابوالقاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت کا

اعتراف کرتے اور ان کے حلقہ میں بیٹھتے تھے اور جب ان سے ان (حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ) کے کلام کے بارے میں پوچھا جاتا تو فرماتے: (اِنِّی لَمْ اَفْهَمْ مِنْهُ شَیْئًا وَلٰکِنْ صَوْلَةُ الْکَلَامِ لَیْسَتْ بِصَوْلَةِ مُبْطِلٍ) مجھے اس کی کچھ سمجھ نہیں آتی' لیکن کلام کا دبدبہ بتاتا ہے کہ یہ کسی باطل کلام والے کا دبدبہ نہیں ہے۔

حضرت شیخ ابوالقاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

"اگر مجھے علم ہوتا کہ آسمان کے نیچے اللہ تعالیٰ کا ایسا علم بھی ہے جو ان صوفیاء کے علم سے زیادہ شرف والا ہے تو میں اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا" اور آپ یہ بھی فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے جو علم اتارا ہے اور مخلوق کو اس تک رسائی عطا فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے اس میں میرا حصہ رکھا ہے۔

حضرت امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

تمام مشائخ طریقت نے اس بات پر اتفاق کیا کہ ان میں سے کوئی ایک بھی طریقت کی راہ پر نہیں چلا مگر اس کے بعد جب وہ علوم شریعت میں سمندر کی طرح ہوگیا اور کشف کے اس مقام تک پہنچ گیا جس کے بعد استدلال کی ضرورت نہیں۔

اگر مرید ان صوفیاء کو چھوڑ کر کسی اور کے پاس پڑھتا ہے تو وہ ان کے مقام سے جاہل ہونے کی وجہ سے ایسا کرتا ہے کیونکہ صوفیاء کے دلائل دوسروں کے دلائل سے زیادہ ظاہر ہیں کیونکہ ان کو کشف کی تائید حاصل ہوتی ہے اور ہر زمانے میں اس زمانے کے علماء ان کے سامنے تواضع کرتے اور ان کے اشارے پر عمل کرتے ہیں۔

اور سخت مشکلات میں اپنی مشکلات کے حل کیلئے ان کی خدمت میں گزارش کرتے ہیں اور اگر صوفی علماء سے کچھ ایسی باتیں ظاہر نہ ہوتیں جو ان کے مقام کی بلندی کی خبر دیتی ہیں تو معاملہ اس کے برعکس ہوتا۔

ہم نے (قَوَاعِدُ الصُّوْفِیَةِ الْکُبْرٰی) (کتاب) میں اس مسئلہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

☆ صرف ایک مرشد سے وابستہ ہونا

مرشد کی شان میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ صرف ایک شیخ کے دامن سے وابستہ ہو اور ہرگز دو شیخ نہ اپنائے کیونکہ صوفیاء کا طریقہ خالص توحید پر مبنی ہے۔

حضرت شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے "الفتوحات المکیہ" کے باب 181 میں فرمایا:

"جان لو! مرید کیلئے صرف ایک شیخ کو اختیار کرنا جائز ہے کیونکہ اس سے طریقت میں زیادہ مدد ملتی ہے اور ہم نے دو بزرگوں کے مرید کو کبھی کامیاب نہیں دیکھا' تو جس طرح اس عالم کا وجود دو خداؤں کے درمیان، ایک مکلف دو رسولوں کے درمیان، اور ایک عورت دو خاوندوں کے درمیان (مشترک) نہیں اسی طرح ایک مرید کا تعلق دو بزرگوں (مرشدوں) کے ساتھ نہیں ہوتا۔

یہ تمام باتیں اس مرید کے بارے میں ہیں جو کسی شیخ سے اس لئے وابستہ ہوتا ہے کہ وہ طریقت کی راہ پر چلے۔ (سلوک کی منازل طے کرے) لیکن جس مرید کا یہ مقصد نہ ہو وہ اپنے شیخ سے محض برکت حاصل کرتا ہے اس کیلئے مختلف شیوخ کے پاس جانا

ممنوع نہیں۔

(حضرت شیخ سرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) میرے آقا علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جو شخص دو یا زیادہ شیوخ کے ساتھ تعلق کی آزمائش میں ہو تو وہ رسول اکرم ﷺ سے محبت کی وجہ سے اپنے شیخ کو دل کے اندر جگہ دے کیونکہ وہ شیخ رسول اکرم ﷺ کی امت کی خیر خواہی اور ان کو راہ ہدایت کی طرف بلانے میں رسول اکرم ﷺ کا نائب ہے۔

حضرت ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جس کا ایک استاذ (مرشد) نہ ہو تو وہ طریقت میں مشرک ہے اور مشرک شیخ شیطان ہوتا ہے۔

حضرت ابو علی الدقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

کوئی شخص شیخ کے بغیر صوفیاء کے راستے پر چلنے کی طاقت نہیں رکھتا کیونکہ یہ غیب یا غیب الغیب میں سلوک کا راستہ ہے اور درخت جب کسی اُگانے والے کے بغیر خود بخود آئے اس سے کسی کو نفع حاصل نہیں ہوتا اگرچہ اس کے پتے نکل آئیں بلکہ بعض اوقات وہ کبھی بھی پھل نہیں دیتا۔

اور اے بھائی! رسول اکرم ﷺ کو دیکھو جو تمام رسولوں کے سردار ہیں کہ کس طرح حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان وحی کیلئے واسطہ تھے تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ شیخ کا اختیار کرنا واجب ہے۔ مرید اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں نے طریقت اپنے شیخ سے اس طرح حاصل کی کہ صرف میں اور آپ دونوں موجود تھے (کوئی تیسرا نہ تھا) پھر یہ بات بھی پوشیدہ نہیں کہ ہمارے اسلاف صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین ایک شیخ کے پابند نہ تھے بلکہ ان مین سے ایک شخص ایک سو مشائخ سے طریقت حاصل کرتا کیونکہ وہ لوگ دل کی میل اور تکبر سے پاک تھے پس ان میں سے ہر ایک کامل تھا' وہ سلوک میں کسی دوسرے کا محتاج نہیں تھا۔

پس جب بیماریاں زیادہ ہو گئیں اور وہ لوگ علاج کے محتاج ہو گئے تو مشائخ نے ان کو ایک شیخ کا پابند ہونے کا حکم دیا تاکہ مرید کا حال بکھر نہ جائے اور طریقت طویل دنیا سے قطع تعلق نہ ہو جائے اور اس پر طریقت کا راستہ لمبا نہ ہو جائے۔

☆ دنیاوی تعلق کو چھوڑنا

تو اس بات کو جان لے! مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ دنیوی تعلق کو چھوڑنا اپنی پونجی قرار دے کیونکہ جس شخص کا دنیا سے (قلبی) تعلق ہوتا ہے وہ بہت کم کامیابی حاصل کرتا ہے' کیونکہ تعلق اسے پیچھے کی طرف لے جاتا ہے۔

اسی وجہ سے صوفیاء کرام فرماتے ہیں: توبہ کرنے والے کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ برے لوگوں سے دور رہے یعنی ان لوگوں سے جو توبہ کرنے سے پہلے گناہوں میں اس کے ساتھ شریک تھے کیونکہ ان کا قرب بعض اوقات اسے اس کام کی طرف لے جاتا ہے جس سے اس نے توبہ کی تھی۔

حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

مرید پر واجب ہے کہ وہ مشاغل سے دل کو ہمیشہ فارغ رکھے اور ان میں سے سب سے بڑا عمل یہ ہے کہ اس کے پاس جو مال ہے اسے (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ کرے کیونکہ وہ اپنی کمزوری کی وجہ سے اس (مال) کے ذریعے استقامت کے راستے سے دوسری طرف مائل ہو جائے گا۔ لہٰذا جب تک وہ طریقت میں کمال حاصل نہ کرے اس کیلئے جائز نہیں کہ مال اپنے پاس روک رکھے۔

وہ فرماتے ہیں: مشائخ کرام اس مرید کو اپنے ساتھ چلانے سے عاجز ہو گئے جس کا دل دنیا سے معلق تھا۔ ان کی ایسے مرید کو چلانے میں کمزوری اور بعض اوقات زندگی ختم ہو جاتی اور وہ اسے اس کمال تک نہ پہنچا سکتے جس کا وہ ارادہ کرتا۔

دین کی سمجھ طریقت کی چابی ہے

اسی وجہ سے مشائخ مرید سے کہتے ہیں پہلے اپنے دین کی سمجھ اختیار کرو پھر آ کر طریقت میں داخل ہو یہ اس لئے کہ طریقت کے غیر کی طرف اس کی توجہ کم ہو۔ مثلاً بعض اوقات وہ مجلس ذکر میں شروع ہوتا ہے تو اس کا درس اس کو مطالعہ اور طلبہ کے ساتھ حاضری کی دعوت دیتا ہے نیز وہ "مجادلہ" (ومباحثہ) کی کثرت اختیار کرتا ہے اور اس طرح اس بات سے اس کی توجہ ہٹ جاتی ہے جو طریقت سے مقصود ہوتی ہے اور وہ مسلسل اللہ وحدہٗ کی طرف توجہ (مراقبہ) ہے۔ علاوہ ازیں علوم کی غالب باریک باتیں نفس کی خواہشات میں شامل ہو جاتی ہیں جبکہ طریقت کا دارومدار مکمل طور پر نفس کی مخالفت پر ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

☆ مرید کے حال کا گواہی دینا

مرید کی شان میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ جس مقام کا دعویٰ کرے یا اس کا غلبہ ظاہر کرے اس پر اس کے حال کی گواہی موجود ہو اگر وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ کرے تو اس کا رنگ زردی مائل ہوگا اگر دنیا سے بے رغبتی (زہد) کا دعویٰ کرے تو برے لوگوں سے کنارہ کش ہوگا اگر وہ بھوک کا دعویٰ کرے تو اس کا جسم پتلا ہونے کی طرف مائل ہوگا۔

حضرت شریف احمدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہم فقراء کے مقام اجتماع "تربۃ البھنا" (ایک جگہ کا نام) میں صالحین کی زیارت کرتے تھے تو ہماری طرف ایک نوجوان آیا جس نے اپنے جسم کو دبلا پتلا کر رکھا تھا اس کا رنگ زرد تھا اور اس پر نیکوکاری کی چمک تھی تو فقراء میں سے ایک نے اس کو دیکھ کر پڑھا:

مِنَ الشَّوْقِ مُضْنًى مَا يَزَالُ مُسْقِمًا ...... لَهُ عِنْدَ تَغْرِيْبَ النُّجُوْمِ اَنِيْنٌ

وہ شدت شوق سے لاغر اور مسلسل بیمار ہے ستارے ڈوبنے کے وقت اس کی ہچکیاں بندھتی ہیں

یہ سن کر نوجوان چیخا اور اس نے اپنا ہاتھ ستون پر مارا اور اس کو توڑ دیا اور وہاں جتنے لوگ تھے ان کے شوق کو حرکت دی۔

پس معلوم ہوا کہ جو فقیر بھوک اور مجاہدہ کی مدد حاصل نہیں کرتا اس پر جمود اور حجاب کی کثافت لازم ہو جاتی ہے اگر وہ قرآن

مجید سنے تو اپنے حجاب کے سخت ہونے کی وجہ سے اس (قرآن) کی جھڑک سے بھی نصیحت حاصل نہیں کرتا۔ واللہ اعلم

☆ احتیاط کی راہ اختیار کرنا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے دین میں زیادہ محتاط بات کو اختیار کرے اور جس قدر ممکن ہو علماء کے اختلاف سے نکل کران کے اتفاق اور اجماع کی طرف جائے۔ وہ اس بات کی جلدی کرے کہ اس کی عبادات تمام یا اکثر مذاہب کے مطابق صحیح ہو جائیں۔

شریعت کی رخصتیں کمزور، ضرورت مند اور مشغول لوگوں کیلئے ہیں، لیکن صوفیاء کی مشغولیت یہی ہے کہ وہ اپنے نفسوں کو عزیمت کے ساتھ پکڑیں اسی لئے وہ فرماتے ہیں۔

جب فقیر حقیقت کے درجہ سے شریعت کی رخصتوں کی طرف اتر آئے تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ توڑ دیا (شریعت کی آسانیاں مراد ہیں)۔

☆ اپنے احوال کو مخفی رکھنا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے احوال کو پوشیدہ رکھے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان ہیں تا کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی رعایت میں مضبوط ہو جائے اس کی مخلوق میں سے کسی کو خیال میں نہ لائے۔ پس اس مقام کو زیادہ مخفی رکھنے کی وجہ سے کسی شخص کو سچے فقیر کے مقام کا پتہ نہیں چلتا اور نہ اس کے حال کی پہچان حاصل ہوتی ہے۔

ایک فقیر سیدی محمدی الشربینی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور اس نے پڑھا

كَمْ مِنْ فَتًى يَرْمِي مَرَامِي بَعِيْدَةً ...... وَهُوَ بَيْنَ أَطْنَابِ الْخِيَامِ مُقِيْمٌ

کتنے ہی نوجوان ہیں جو دور کے نشانہ پر تیر پھینکتے ہیں اور وہ خیموں کی طنابوں طنابوں میں مقیم ہیں۔

(یہ سن کر) شیخ چلائے اور اٹھ کر اس شعر پڑھنے والے کو پکڑا اور پوچھنے لگے تمہیں یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی؟

اس بات پر اہل طریقت کا اجماع ہے کہ اگر مرید اپنے اعمال کی ترغیب دینے والی باتوں میں اللہ تعالیٰ کو پیش نظر نہ رکھے تو اس سے کوئی بات (کمالات وغیرہ) ظاہر نہیں ہوتی اور اس بات پر بھی اجماع ہے کہ اگر مرید اس بات کو پسند کرے کہ اس کے کمالات ظاہر ہوں اور لوگ اس پر مطلع ہوں تو وہ اس سے ختم ہو جاتے ہیں خاص طور پر اگر لوگ اس سے برکت حاصل کریں تو یہ بات اسے بالکل ہلاک کر دے گی (یعنی تکبر پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے)۔

☆ نفس کو مشقت کا عادی بنانا

مرید کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ طریقت کے سلسلے میں اپنے نفس کو مشقت برداشت کرنے کا عادی بنائے اور جب اسے بیماریاں، تکالیف، فاقے اور مسلسل آزمائشیں پہنچیں تو وہ نفس کو ان سے دوسری طرف سے نہ پھیرے اور فاقوں اور ضرورتوں کے وقت کبھی بھی رخصت کی طرف نہ جائے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب مرید صوفیاء کرام کا طریقہ اختیار کرتا ہے تو لوگ

اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور بہتان اور جھوٹ کے ذریعے اس کی عزت پر حملہ کرتے ہیں تو اس وقت شیطان اس کے پاس آ کر کہتا ہے: "تجھے اس طریقت کی کیا ضرورت تھی تو کتنے ہی سال لوگوں سے راحت و سکون میں رہا وہ تیرا ذکر بھلائی کے ساتھ کرتے تھے اور تیرے سبب سے گناہ میں نہیں پڑتے تھے"۔ تو اس وقت مرید اپنے عہد توڑ کر طریقت سے پھر جاتا ہے اور وہ ٹوٹ پھوٹ جاتا ہے چنانچہ نہ وہ طریقت کے قابل رہتا ہے اور نہ کسی اور کام کے۔

پس مرید کو طریقت پر ثابت قدم رہنا چاہئے اور راہ حق میں پہنچنے والی آزمائشوں کی وجہ سے اس کے قدموں میں لغزش نہیں آنی چاہئے کیونکہ یہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

☆ شیخ طریقت سے کامل وابستگی

مرید کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ اگر اس کا شیخ موجود ہے تو اس سے وابستہ رہے اور کوشش کرے کہ شیخ کے دروازے کے سامنے خلوت نشینی اختیار کرے تاکہ جب بھی وہ باہر آئے یہ اس کی زیارت کرے یہ اس کی نیک بختی کی دلیل ہے۔

بعض اوقات شیخ کی کوئی نظر اسے خالص سونا بنا دیتی ہے تو وہ مجاہدہ سے بے نیاز ہو جاتا ہے جس طرح میرے آقا یوسف عجمی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن اپنی خلوت سے نکلے تو فقراء میں سے کسی کو نہ پایا جس پر ان کی نگاہ پڑتی تو مسجد کے دروازے پر موجود کتے پر ان کی نگاہ پڑ گئی تو مصر کے تمام کتے اس کے سامنے جھک گئے اور اس کے ساتھ چلنے لگے وہ جہاں بھی جاتا اور جہاں ٹھہرتا وہاں ٹھہر جاتے اور لوگ گانے وغیرہ ان کتوں کی نذر کرنے لگے۔

چنانچہ حضرت یوسف عجمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتے کے پیچھے کسی کو بھیجا اور فرمایا دور ہو جا تو اسی وقت باقی کتے اس سے دور ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: (لَوْ اَنَّ تِلْكَ النَّظْرَةُ وَقَعَتْ عَلٰى آدَمِی لَصَارَ اِمَامًا يُقْتَدٰى بِهٖ) اگر یہ نظر کسی آدمی پر پڑتی تو وہ ایسا امام بن جاتا کہ لوگ اس کی اقتدا کرتے۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ جب تک طریقت اس مرید کو قبول نہ کرے وہ سفر نہ کرے کیونکہ مرید کیلئے سفر زہر قاتل ہے۔

حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

"جب اللہ تعالیٰ کسی مرید کیلئے خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اس کے مقام ارادت میں ثابت رکھتا ہے اور اسے ہمیشہ مجاہدات کی راہ میں قائم رکھتا ہے اور اگر اس کیلئے دوسرا ارادہ کرے تو اس کو توبہ سے پہلے والی حالت کی طرف لوٹا دیتا ہے اور اس کو اس منصب سے ہٹا کر دنیا میں مشغول کر دیتا ہے۔ وہ یہ بھی فرماتے تھے:

"تمام کی تمام بھلائی شیخ کی چوکھٹ پر جھک جانے میں ہے اور جب اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ دوسرا ارادہ کرتا ہے تو اسے دور دراز کے مقامات ہلاکت میں منتشر کر دیتا ہے اس سے پہلے کہ وہ اپنے رب کے امور پر قادر اور پختہ ہو جائے۔"

خلاصہ یہ ہے کہ مرید کی سیاحت میں ایسا حجاب ہے جو اسے حاصل ہوتا ہے اور وہ ان آداب سے خالی ہوتا ہے جو اس کو مطلوب ہوتے ہیں یا وہ متعدد مقامات کی طرف جاتا ہے یا متعدد شیوخ سے ملاقات کرتا ہے اور ان میں سے کسی سے تربیت حاصل

کرنے کا پابند نہیں ہوتا۔اس قسم کا آدمی اپنے آپ کو طریقت کے اطوار کا مکلف نہیں بناتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بلند مرتبہ اولیاء کرام تک ترقی عطا کرنے کا ارادہ نہیں فرمایا' کیونکہ اگر اس نے یہ ادارہ فرمایا ہوتا تو وہ اسے کسی ایک شیخ کا پابند بناتا جو اس سے خوشی اور تکلیف دونوں صورتوں میں بات سننے اور ماننے پر بیعت لیتا۔

☆ دائمی ذکر کے ساتھ نفس کا علاج کرنا

مرید کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ دائمی ذکر کے ساتھ قلبی خیالات، مکر اور اخلاق کا علاج کرے اور دل سے غفلت کو دور کرے اس کیلئے یا تو قرآن مجید کی تلاوت بکثرت کی جاتی ہے اور نماز زیادہ پڑھی جاتی ہے' لیکن مرید صادق اس کی طرف نہیں پھرتا کیونکہ یہ کمال حاصل کرنے کا ورد ہے اور یہی حکم (نفل) نماز کا ہے۔

مرید کا کام یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے ظاہر اور باطن کو ان کاموں سے پاک رکھے جو بارگاہ خداوندی میں حاضری کے راستے میں رکاوٹ بنتے ہیں جس طرح غصہ، نفس کو غالب رکھنا' تکبر' خود پسندی اور حسد وغیرہ جب مرید ان بری عادات سے پاک ہو جائے تو اس وقت وہ تلاوت قرآن مجید اور بارگاہ خداوندی میں حاضری اور نماز میں اس کے سامنے کھڑا ہونے کا مستحق ہو جاتا ہے' صالحین اسلاف کا یہی طریقہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر دل کو منور کرتا ہے

میں نے اپنے سردار علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے مشائخ عاجز آ گئے اور انہوں نے مرید کے دل کو جلا بخشنے (روشن کرنے) کیلئے اللہ تعالیٰ کے دائمی ذکر سے بڑھ کر کوئی دوا نہ پائی۔

ذکر کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو زنگ آلود تانبے کو ریت کے ذریعے صاف کرتا ہے اور ذکر کے علاوہ باقی عبادات کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو تانبے کو صابن کے ساتھ صاف کرتا ہے اگرچہ وہ بھی صابن کے ذریعے اس کو چمکانے کی کوشش کرتا ہے' لیکن وہ (اس مقصد کے حصول کیلئے) طویل زمانے کا محتاج ہوتا ہے' سیدی عمر رحمۃ اللہ علیہ نے کلمہ توحید کے بارے میں یہ شعر پڑھے

تَهَذَّبَ اَخْلَاقُ النَّدَامٰى فَيَهْتَدِىْ ــــ بِهَا لِطَرِيْقِ الْعَزْمِ مَنْ لَا عَزْمَ لَهٗ

وَيَكْرُمُ مَنْ لَمْ يَعْرِفِ الْجُوْدَ كَفُّهٗ ــــ وَيَحْلِمُ عِنْدَ الْغَيْظِ مَنْ لَا لَهٗ حِلْمٌ

پشیمان ہونے والوں کے اخلاق سے مہذب بن اس سے پختہ ارادے کا راستہ اختیار کرتا ہے وہ جس کا کوئی عزم نہیں اور سخاوت کرتا ہے وہ جس کی ہتھیلی سخاوت سے آشنا نہ تھی اور وہ شخص غصے کے وقت بردباری کرتا ہے جو بردبار نہیں تھا۔

☆ خندہ پیشانی سے پیش آنا

مرید کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب وہ گھر کے کسی کونے یا بازار میں ہو تو وہ قیمتی پونجی برداشت اور درگزر کو بنائے جو شخص اس سے ناگواری کے ساتھ ملاقات کرے وہ اس سے خوش دلی کے ساتھ ملاقات کرے اور جو بھی کسی کونے یا بازار والا

اس سے ملے یہ اس کے ساتھ رضا اور تسلیم کے ساتھ ملاقات کرے۔

اگر یہ بات ممکن نہ ہو تو صبر کرے اس سے نیچے نہ آئے اگر وہ اپنے بھائیوں کی زیادتی برداشت نہیں کرسکتا تو وہ طریقت کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اسے چاہئے کہ وہ عام لوگوں کی طرف نکل جائے اور صوفیاء کے طریقے کو چھوڑ دے۔

میں نے اپنے سردار حضرت علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ اس جگہ کھڑے ہوتے جہاں لوگ ان پر اعتراض کرتے ان کو اذیت پہنچاتے اور حقیر قرار دیتے تاکہ ان کے نفس کو اس کی مشق ہو جائے اور جب وہ ان کی تعظیم کرتے اور ان کا شکریہ ادا کرتے تو وہ ان کے ساتھ میل جول سے بھاگ جاتے۔ شاید یہ ان کے ابتدائی دور کی بات ہے۔

☆ادب سیکھنے کیلئے ہجرت کرنا

مرید کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ اگر وہ اپنے شہر میں کسی شیخ کو نہ پائے جس سے ادب سیکھے تو اپنے شہر سے اس شیخ کے پاس چلا جائے جو اس زمانے میں مریدین کی ہدایت کیلئے مقرر ہے اگرچہ ان دونوں کے درمیان ایک سال یا اس سے زیادہ مدت کی مسافت ہو خاص طور پر جب وہ کسی نوجوان یا عورت یا جاہ و مرتبہ کی محبت میں مبتلا ہو تو اس پر سفر کرنا قطعی طور پر واجب ہے تاکہ وہ اس بھنور سے نکل جائے کیونکہ جو چیز واجب تک پہنچاتی ہے وہ بھی واجب ہوتی ہے۔

کیا مرید پہلے شیخ کے وصال کے بعد دوسرا شیخ اختیار کرسکتا ہے؟

مرید پر واجب ہے کہ جب پہلا شیخ انتقال کر جائے تو وہ دوسرے شیخ کے دامن سے وابستہ ہو جائے تاکہ وہ اس کی تربیت پہلے شیخ کی تربیت سے بڑھ کر کرے کیونکہ طریقت کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہوتا۔

اور جب حضرت شیخ محمد سروی رحمۃ اللہ علیہ جو میرے شیخ محمد شناوی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ تھے' انتقال فرما گئے اور ان کے شیخ نے ان کو مریدین کی ہدایت اور ان کو تلقین کرنے کی اجازت دی تھی تو وہ سیدی علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا کر تلقین حاصل کرتے۔

حضرت سیدی علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا:

''الحمد للہ! آپ مردوں (صوفیاء کرام) کے مقام تک پہنچ گئے ہیں لہٰذا آپ کو تلقین کی ضرورت نہیں' انہوں نے جواب دیا میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ میں ایک گھڑی بھی استاذ کے بغیر رہوں اس کے باوجود کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جن کو تلقین حاصل ہو گئی اور مجھے ہدایت دینے کی اجازت مل گئی ہے۔

انہوں نے پھر مجھ سے فرمایا:

''اے میرے بیٹے! تم دوبارہ اپنے شیخ کے شیخ سے تلقین حاصل کرو تاکہ تم اور میں حضرت علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے ہو جائیں'' پس میں نے اسی طرح کیا۔

اور یہ بات وہی لوگ کہہ سکتے ہیں جو طریقت میں سچے ہوں' لیکن جو لوگ سچے نہیں ہیں ان کے نفس ان کو اپنے شیوخ سے تلقین حاصل کرنے کے بعد کسی دوسرے شیخ کے پاس نہیں جانے دیتے۔ اور یہ ذلت کی بڑی علامات میں سے ایک علامت ہے

اور یہ اس بات کی سب سے پہلی دلیل ہے کہ ان کے شیخ نے ان کو اجازت دینے میں ان سے دھوکہ کیا جس فقیر کی اجازت درست ہوتی ہے اس کی نفسانی خواہشات نہیں ہوتیں اور نہ وہ ان خواہشات کی موافقت کرتے ہیں وہ لوگوں کی تربیت کرتے اور ان کو ہدایت دیتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے اپنے آپ کو ان لوگوں سے کم سمجھتے ہیں۔

☆مرید کا امتحان لیا جائے تو صبر کرے

مرید کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب وہ اپنے شیخ کی طرف طریقت کی تعلیم حاصل کرنے جائے اور شیخ اس کے ساتھ سختی کا سلوک کرے اور اس کے چہرے پر بل ہوں تو (مرید) صبر کرے اور اس کے پاؤں میں لغزش نہ آئے بلکہ اپنے آپ کو اس کے دروازے پر ڈالتے ہوئے بیٹھ جائے حتیٰ کہ شیخ کو اس پر رحم آجائے اور اگرچہ اس کی یہ سختی سال بھر یا اس سے زیادہ بھی جاری رہے تب بھی وہ وہاں سے نہ ہٹے۔

کیونکہ اہل طریقت کے نزدیک طریقت عزیز ہے وہ ہر اس شخص کو جو اُن کے پاس آئے اجازت نہیں دیتے' بلکہ اسے قبول کرنے سے پہلے ایک سال یا اس سے زیادہ عرصہ اس کا امتحان لیتے ہیں وہ فرماتے ہیں:

جس مرید کا شیخ اس کو مرید بنانے سے پہلے اس کا امتحان نہ لے وہ عام طور پر کامیاب نہیں ہوتا کیونکہ وہ ادب اور تعظیم کے بغیر طریقت کو اختیار کرتا ہے پس طریقت اسے چھوڑ دیتی ہے اگرچہ ایک طویل عرصہ کے بعد ہو۔ بخلاف اس کے جو اس میں تعظیم اور شدید شوق کے ساتھ داخل ہوتا ہے (اس کو فائدہ حاصل ہوتا ہے)۔

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ﴾ [1]

اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں کفرستان سے اپنا گھر بار چھوڑ کر آئیں تو ان کا امتحان کرو اللہ ان کے ایمان کا حال بہتر جانتا ہے۔

اور مرید بھی جب طریقت کی طلب میں مہاجر بن کر آتا ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ ان دونوں کا مقصود طلب ہدایت ہے۔ ہمارے شیخ محمد الشناوی الاحمدی رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی ہے کہ جب انہوں نے طریقت طلب کی تو وہ مغربی شہروں سے فارس کی طرف تشریف لے گئے تا کہ شیخ ابو الحمائل رحمۃ اللہ علیہ سے طریقت کی تعلیم حاصل کریں، لیکن شیخ نے ان کی طرف توجہ نہ کی اور نہ ہی کشادہ روئی اختیار کی، لیکن جب شیخ نے ان کی شدت رغبت کو دیکھا تو ان کو اپنے قریب کیا اور فرمایا:

اے محمد! میں تمہارے لئے اور دوسروں کیلئے بھلائی کو پسند کرتا ہوں میں اس بات میں تمہاری آزمائش کر رہا تھا جس میں تم داخل ہو رہے ہو تا کہ تم طریقت میں اس طرح داخل ہو کہ طریقت اور اہل طریقت کی تعظیم کرو اور ہمارے شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

(وَاللّٰهِ لَوْ زَادَ الشَّيْخُ فِي الْجَفَاءِ سِنِيْنَ عَدِيْدَةً لَصَبَرْتُ لَهٗ وَلَمْ اَبْرَحْ عَنْ بَابِهٖ)

---

[1] سورۃ ممتحنہ آیت 10۔

اللہ کی قسم! اگر میرے شیخ کئی سال تک سختی کا برتاؤ کرتے تو میں صبر کرتا اور ان کے دروازے سے نہ ہٹتا۔

حضرت شیخ ابوالحمائل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے دس ہزار کے قریب لوگوں کو ذکر کی تلقین کی، لیکن حضرت ابن شناوی (رحمۃ اللہ علیہ) کے علاوہ کسی نے مجھے نہ پہچانا اور نہ میرے ساتھ اس کی وابستگی درست ہوئی۔

پس اے بھائی سچے لوگوں کا عمل دیکھو اور ان کی اقتدا کرو اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت عطا فرمائے۔

☆ دنیوی چیزوں کی طرف متوجہ نہ ہو

مرید کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ طریقت کی راہ پر گامزن ہونے کے بعد جن دنیوی امور کو وہ چھوڑ چکا ہے اس کا دل ان کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ اس پر لازم ہے کہ تمام دنیا کو ایک تھیلی میں بند کر کے ناامیدی کے سمندر میں ڈال دے اور ترجیح نہ دینے اور مائل نہ ہونے کے حوالے سے اس کے نزدیک سونا اور مٹی برابر ہونی چاہئے۔

یہ اس لئے ضروری ہے کہ اس مردار (دنیوی مال) پر اس کا دنیاداروں سے ٹکراؤ نہ ہو پس جو شخص ان سے (اس پر) باہم مقابل ہوگا تو دنیا کے کتے اسے کاٹتے اور نوچتے ہوئے اور اس پر بھونکتے ہوئے اسے ناپاک کر دیں گے اور اس کی فکر کو اس طرف مشغول کرتے ہوئے اس کے وقت کو گدلا کر دیں گے اور یوں (اللہ تعالیٰ کی طرف) اس کا سفر ٹوٹ جائے گا۔

حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جس مرید کے دل میں دنیوی سامان کی طرف میلان اور خواہش باقی ہو اس کیلئے ارادت کا لفظ مجازی طور پر ہے حقیقی نہیں۔

یہ بات مرید کیلئے بہت بری ہے کہ وہ اپنے دین میں کسی فتنے سے نکلنے کے بعد پھر دوبارہ اس کی طرف لوٹے اور وہ درہم دینار (روپیہ پیسے) یا مکان یا کسی وظیفہ کا قیدی بن جائے بلکہ مرید پر واجب ہے کہ اس کے نزدیک دنیا کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہو اور اس کی صورت یہ ہے کہ وہ کسی کو تنگی میں نہ ڈالے حتیٰ کہ کسی مجوسی کو بھی۔

اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کیلئے جو رزق اس کی قسمت میں لکھا ہے بندہ اس کو کھانے یا پینے یا پہننے سے جانتا ہے اس سے پہلے اس کو اس کا علم نہیں ہوتا حتیٰ کہ وہ اس پر مزاحمت کرے (کسی سے جھگڑے) اور فرض کریں کہ اسے اس بات کا علم ہے کہ یہ اس کا رزق ہے تو اس صورت میں بھی اس کیلئے کسی سے لڑنا مناسب نہیں کیونکہ کوئی شخص اس سے لینے پر قادر نہیں اور نہ ہی کوئی اس کا لقمہ لے سکتا ہے۔ علاوہ ازیں دنیا کیلئے لڑنے والے یہ کام شدید حرص کی بنیاد پر کرتے ہیں اور حریص آدمی اس بات کی حرص رکھتا ہے کہ ہر چیز اس کیلئے ہو کسی دوسرے کیلئے نہ ہو اور یہ بات کسی فقیر کیلئے مناسب نہیں۔

یہ کام تو دنیادار لوگ کرتے ہیں وہ اندھوں کی طرح ہوتے ہیں جو دیواروں سے ٹکراتا ہے وہ جس چیز کو دیکھتا ہے اس پر قبضہ کر لیتا ہے اور جس آدمی کی یہ حالت ہو وہ طریقت کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

تو اے بھائی! دنیا کی ہر اس چیز کی طرف توجہ کرنے سے بچو جو تمہیں اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے والی ہے پھر اگر تو صوفیاء کرام کی قوم سے ہونے کی طلب رکھتا ہے تو تجھے اس سے بچنا چاہئے۔

☆ خوبصورت لوگوں کو دیکھنے سے بچنا

مرید کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ جس طرح ممکن ہو خوبصورت لوگوں کو دیکھنے سے بچے کیونکہ ان کو دیکھنا دل میں پیوست ہونے والا تیر ہے وہ اسے ہلاک کر دے گا خاص طور پر جب شہوت کے ساتھ دیکھے کیونکہ یہ زہریلا تیر ہے جو ایک لمحہ میں انسانی جسم کو پگھلا کر رکھ دیتا ہے۔

حضرت امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

مرید پر جن کاموں کو چھوڑنا لازم ہے ان بڑے امور میں سے نوخیز لڑکوں اور عورتوں کی صحبت اختیار کرنا اور دل کے میلان کے ساتھ ان کے ذریعے سکون حاصل کرنا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جس شخص کو اس میں مبتلا کرے تو اس بات پر صوفیاء کرام کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو ذلیل و رسوا کرتا ہے بلکہ اس کو نفس کے سنوارنے میں مشغول کرتا ہے اگر چہ اس کو ہزاروں کرامتوں کا اہل بنائے۔ اور اگر وہ اپنے دل کو مخلوق میں ہی مشغول رکھے تو اس نے اپنے دل میں شیطان کو داخل کیا اور دل کو حق تعالیٰ کی محبت سے محروم کر دیا۔ وہ فرماتے ہیں: اس سے بھی زیادہ بری بات یہ ہے کہ وہ اپنے دل میں اس عمل کو معمولی سمجھے۔

یہ حضرت واسطی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو فرماتے ہیں:

"جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو ذلیل کرنا چاہتا ہے تو وہ اسے ان بدبودار اور مردار چیزوں میں مبتلا کر دیتا ہے"۔

اس سے ان کی مراد بے ریش نوجوان ہیں جن کی طرف گمراہ نفس مائل ہوتے ہیں۔

حضرت فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

"میں نے تیس مشائخ کی صحبت اختیار کی وہ سب ابدال میں شمار کئے جاتے تھے میں جب ان سے الگ ہوا تو ہر ایک نے مجھے وصیت کی کہ (اِتَّقِ مُعَاشَرَةَ الْاَحْدَاثِ) نوعمر لڑکوں سے دور رہنا"۔

حضرت قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مریدین میں سے جو حالت فسق سے ترقی کر جائے اور انہوں نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ یہ محبت ارواح کے باب سے ہے نہ کہ جسموں کی کیفیت سے۔ ہم نے کہا یہ نفسوں اور شیطانوں کے مکر و فریب سے ہے بعض اوقات شیطان ان میں سے کسی ایک کے دل میں خیال ڈالتا ہے کہ اس سے کوئی نقصان نہیں ہوتا اور جو شخص اپنے وجود میں حسن رکھتا ہے تو وہ حق تعالیٰ کے جمال سے ہے۔

ہم اس سے کہتے ہیں کہ "تم نے جس کے جمال کو دیکھنے کا دعویٰ کیا اسی نے اس جمال کو دیکھنا حرام کیا ہے"۔

خوبصورت نوجوانوں کو دیکھنا

میرے سردار شیخ علی المواز ینی رحمۃ اللہ علیہ سے خوبصورت نوخیز کی طرف دیکھنے کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا سالک کے لئے یہ جائز ہے؟

انہوں نے فرمایا:

جب تک انسان خوبصورت اور غیر خوبصورت میں فرق کرسکتا ہے وہ طبیعت کے ہوش اور شہوت میں ہے لہٰذا شریعت نے جن خوبصورت شکلوں کو دیکھنا حرام کیا ہے ان کو دیکھنا جائز نہیں۔

جب اس کی یہ حالت ہو کہ وہ گھریلا (جانور) اور مینڈک کے حسن کو نہایت حسین انسانی صورتوں کی طرح خیال کرے اور برابر سمجھے تو جس کا ہم نے ذکر کیا ہے اسے دیکھنے میں حرج نہیں کیونکہ وہ امتیاز کرنے کی حالت سے گزر کر اپنے خالق کے استغراق میں ہے، مخلوق سے تعلق نہیں رہا۔

اس زمانے کے مریدین میں یہ بات بہت کم پائی جاتی ہے پس ہر عقلمند کیلئے بچنا زیادہ بہتر ہے میں نے اپنے سردار حضرت محمد شناوی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے: کسی مرید کیلئے مناسب نہیں کہ وہ کسی خوبصورت نوخیز لڑکے کے پاس بیٹھے اور جس طرح ممکن ہو وہ دونوں اکٹھے کسی علیحدہ جگہ میں نہ ٹھہریں پس عقلمند آدمی کو چاہئے کہ وہ نوعمر لڑکوں کی مجلس سے بچے البتہ محفل ذکر یا محفل درس میں شیخ (واستاذ) یا صالحین برادران طریقت کے سامنے اس کے ساتھ بیٹھ سکتا ہے لیکن نگاہیں جھکا کر رکھے۔ وہ فرماتے ہیں:

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ گزشتہ زمانے کے فقراء کو نوعمر لڑکے کی داڑھی نکلنے کا علم دوسرے لوگوں کے بتانے سے ہوتا تھا۔

اور میرے سردار حضرت محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ کا شیخ مازن رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ یہی معاملہ ہوا وہ فرماتے تھے:

میں نے دس سال تک اپنے شیخ کی خدمت کی میری داڑھی نکل کر کامل ہو گئی لیکن ان کو پتہ نہ چلا حتیٰ کہ لوگوں نے ان کو بتایا تو اس وقت انہوں نے میرے چہرے کی طرف دیکھا۔

عورتوں کی بیعت؟

میرے آقا محمد الغمری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب لکھی جس کا نام "تَحْرِیْمُ مُعَاشَرَۃِ الشَّبَابِ وَالنِّسْوَانَ"[1] (نوجوان لڑکوں اور عورتوں کے ساتھ میل جول کا حرام ہونا) ہے انہوں نے اس میں اس مسئلہ کی اہمیت پر خوب زور دیا ہے۔ اسی طرح "فقراء احمدیہ" کی سخت مذمت کی ہے جو عورتوں سے بیعت لیتے ہیں اور ان میں سے ایک عورتوں کے خاوندوں کی عدم موجودگی میں ان سے تنہا ملاقات کرتا ہے وہ اسے "اے میرے باپ" کہہ کر پکارتی ہے اور وہ اسے "اے میری بیٹی" کہتا ہے اور یہ بات شریعت کے اصولوں کے خلاف ہے اور جو شخص اس عمل کو جائز قرار دے وہ غلطی پر ہے۔[2]

انہوں نے (حضرت محمد الغمری رحمۃ اللہ علیہ نے) قرآن مجید کے اس ارشاد گرامی سے استدلال کیا جو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو رسول اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات کے بارے میں فرمایا۔

---

① اگر کوئی صاحب علم اس کتاب کا ترجمہ فرمائیں تو ادارہ اس کو شائع کرے گا۔

② مصنف کتاب کتنا عرصہ قبل اس کو منع کر رہے ہیں جبکہ میں ایسے شخص کو جانتا ہوں جس کی مریدنیاں اس کو "اباجی" کہتیں اور بے پردہ سامنے بیٹھتی ہیں۔

(ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّؕ﴾[1]

اور جب تم ان سے کسی چیز کا سوال کرو تو پردے کے پیچھے سے سوال کرو یہ تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کو خوب پاک رکھنے والا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کس طرح کوئی جاہل مرد اور عورت یہ دعویٰ کرتے ہیں جب کہ ان کے نفس حرام کی محبت پر اس طرح منڈلاتے ہیں جس طرح شہد پر مکھی ہوتی ہے کہ اس قسم کا عمل ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتا اور صحابہ کرام کیلئے باعث ضرر ہے۔

پس فقیر کو اس سے بچنا چاہئے اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

☆اہل طریقت کے مقامات کی پہچان حاصل کرنا

مرید کے آداب میں سے ہے کہ وہ صوفیاء کرام کی حکایات پر اکتفا نہ کرے بلکہ ان کے مقامات و مرتبہ کو بھی بیان کرے اگر وہ ان مقامات کی حکایات اس طرح کرے گویا وہ ان میں اتر رہا تو یہ بات مرید کا راستہ کھوٹا کرنے میں بہت بڑا کردار ادا کرتی ہے اور طریقت کے سلسلے میں منافقت اور خیانت ہے۔

پھر فرض کرلیں اس نے "رسالہ قشیریہ"[2] یا "عوارف المعارف" کو دل سے حفظ کرلیا تو وہ صاحب علم ہوگا صاحب سلوک نہیں۔ اب اگر وہ مرشد کے منصب پر فائز ہوتا ہے تو اس کے ہاتھ سے کسی کو فیض حاصل نہ ہوگا۔

ہمارے زمانے میں بہت سی جماعتیں اس کا شکار ہیں اور اکثر لوگوں پر ان کا معاملہ مشتبہ ہوگیا اور چونکہ عام لوگ اہل طریقت کے مراتب سے واقف نہیں ہیں اس لئے وہ ان کو اہل طریقت میں شمار کرتے ہیں میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں جو کہ کچھ عرصہ پہلے میرے پاس آیا اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی طلب کرنے لگا۔ میں نے اسے واپس کردیا۔ اس نے کہا میں نے استخارہ کیا ہے اور میرے لئے میرا سینہ صرف اس بات پر کھلا کہ میں آپ سے طریقت کا علم حاصل کروں۔

لیکن میں نے اس کی بات کو قبول نہ کیا کیونکہ مجھے قرائن اور علامات کے ذریعے معلوم ہوا کہ اس کو میرے ہاتھ سے روحانی فتوحات حاصل نہ ہوں گی۔

وہ مجھ سے جدا ہوگیا اور اس نے دعویٰ کیا کہ گزشتہ دور کے ایک شیخ میرے خواب میں آئے انہوں نے مجھے تلقین کی اور مجھے اس بات کی اجازت دی کہ میں لوگوں کی رہنمائی کروں چنانچہ وہ سچے مشائخ کی جگہ بیٹھ گیا اور اس کے ارد گرد لوگ جمع ہوئے وہاں اکٹھے ہونے والوں میں سے ایک نے کہا کہ اس شہر میں ہمارے شیخ کے علاوہ کوئی شیخ نہیں حالانکہ اس نے مقامات طریقت سے کچھ نہ سیکھا تھا اسے کئی مرتبہ کہا کہ تم نے کسی سے طریقت اختیار نہیں کی لیکن اس نے ایک نہ سنی[3] اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمائے۔ آمین۔

---

[1] سورۃ احزاب آیت 53۔

[2] یہ تصوف کی بنیادی کتب سے ہے اس کا انتہائی خوبصورت ترجمہ مکتبہ اعلیٰ حضرت نے شائع کیا ہے، ضرور مطالعہ فرمائیں۔ (ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

[3] فی زمانہ ایسے ڈبہ پیر بہت مل جاتے ہیں۔ (ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

☆ مرید کب مرشد بن سکتا ہے؟

مرید کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ علم ظاہر اور علم باطن کا درس اس وقت تک نہ شروع کرے جب تک اس کا شیخ اس کے اخلاص کی گواہی نہ دے۔ اسی طرح وہ اپنا مرید بھی نہ بنائے اگر تمام مریدین بشریت کی آگ بجھنے اور شیخ کی اجازت حاصل ہونے سے پہلے درس دینے یا طریقت کی تعلیم کے درپے ہو جائیں تو ان کا سلسلہ ختم ہو گیا وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور انہوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ ایسے مرید سے حقائق پردے میں ہوتے ہیں اور اس سے مخلوق کا فائدہ معدوم ہو جاتا ہے۔

یہ اس لئے کہ مقام و مرتبہ کی محبت اور اچھی شہرت نے اس کو گمراہ کر دیا' پس اس کے آئینہ کا نور مٹ گیا اور وہ حق و باطل میں امتیاز نہیں کر سکتا اور نہ اسے طریقت کے احوال کی حقیقت کا ادراک ہوتا ہے۔ اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو اندھیری کوٹھڑی میں بیٹھ جائے اور اس ساز و سامان کے بارے میں غور و فکر کرے جو اس میں موجود ہے یقینی طور پر وہ اس سامان کی حقیقت جاننے سے عاجز ہے۔ پس جب چراغ اندر لایا جاتا ہے تو کسی غور و فکر کے بغیر اسے ان کی پہچان حاصل ہو جاتی ہے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ جو مرشد اپنے مرید کو واعظ یا امام یا مدرس بناتا ہے وہ اس سے دھوکہ کرتا ہے البتہ یہ کہ اس کی اپنی حالت اس قدر مضبوط ہو جو آفات سے مرید کی حفاظت کر سکے۔

اس زمانے کے فقراء میں یہ بات ''نادر الوجود'' ہے بعض اوقات مرشد دیکھتا ہے کہ یہ مرید طریقت کے میدان میں کچھ نہیں کر سکے گا تو وہ اسے اور مباح کاموں میں اس کی خواہش کو (اس کی حالت پر) چھوڑ دیتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ادب کا لحاظ رکھتا ہے کہ اس نے اس شخص کا اہل طریقت میں سے ہونا تقدیر میں نہیں لکھا یہ بات نہیں کہ مرشد اس مرید کو دھوکہ دے رہا ہے۔

☆ شریعت اور حقیقت سیکھے

مرید کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ آداب شریعت کی حفاظت کرے اور جس قدر ممکن ہو اس کے ظاہر پر عمل کرے کیونکہ تمام ترقی کا دار و مدار شارع علیہ السلام کے حکم کی تعمیل میں ہے۔

جہاں تک علم حقیقت کا تعلق ہے تو اس کا حکم اس شخص کی طرح ہے جو کہتا ہے:

''آسمان ہمارے اوپر ہے زمین ہمارے نیچے ہے آگ گرم ہے اور برف ٹھنڈی ہے'' لیکن اس پر لازم ہے کہ شریعت کو نہ چھوڑے جو اس کے احوال میں سے کسی چیز میں رکاوٹ بنے اور یہ بات وہ ہے جس سے اس زمانے کے ان لوگوں کی اکثریت غافل ہے جنہوں نے توحید کی خوشبو سونگھی ہے۔

یہ شخص اپنے کھانے یا لباس' کلام اور عمل میں اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرتا ہے اور کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں میرے لئے پیدا کی ہیں۔

اور بعض نے تو تمام گناہوں سے توبہ کو چھوڑ دیا اور کہا کہ میں نے کون سا ایسا کام کیا ہے جس سے توبہ کروں اور وہ ہلاک

ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہوگیا اور اسے پتہ بھی نہ چلا۔[1] اور ان میں کوئی شخص حرام کھانے لگا اور جو ٹیکس لینے والوں کے گھروں میں ماہ رمضان میں کھانا کھاتا ہے اور کہتا ہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اس کے ساتھ کوئی دوسرا مالک نہیں اور میں اس کا بندہ ہوں اور بندہ (غلام) اپنے آقا کے مال سے کھاتا ہے۔

یہ تمام باتیں بے دینی ہیں کیونکہ اس میں احکام شرع کو چھوڑا جاتا ہے اگر وہ ان احکام شریعت پر ایمان رکھتا ہے تو ایسے عمل کی جرأت نہ کرتا۔

حکمرانوں کی دعوت ہلاکت کا باعث ہے

میرے سردار حضرت ابراہیم متولی رحمۃ اللہ علیہ اپنی جماعت کے کسی ایک آدمی کے ساتھ کبھی بھی کسی حکمران کے ولیمہ میں تشریف نہیں لے گئے۔ وہ فرماتے تھے: (اِرْجِعُوْا لَا تُهْلِكُوْا مِثْلِيْ) واپس جاؤ اور میرے جیسے آدمی کو ہلاک نہ کرو۔

اسی طرح میں نے شیوخ طریقت کی ایک جماعت کو پایا وہ ٹیکس لینے میں پرواہ نہ رکھنے والوں کے کھانے سے پرہیز کرتے تھے اور جس شخص کو اس قسم کا کھانا کھاتے دیکھتے اس پر اعتراض کرتے (منع کرتے)۔

خصوصاً میرے آقائے نعمت شیخ علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ کسی کو بھیج کر اس فقیر کو جھڑکتے جو کسی امیر کے ہاں کھانا کھاتا۔ آپ کے زمانے میں طریقت اور اہل طریقت کی عزت کی جاتی تھی جب آپ کا انتقال ہوا تو طریقت کا دستہ کھل گیا اور مصر اور اس کی بستیوں میں طریقت کے قواعد مٹ گئے اور بعض مشائخ اور علم کی طرف منسوب لوگ ظالم لوگوں، ٹیکس لینے والوں (بھتہ لینے والوں) چغل خور مشائخ......؟ اور ان کے مددگاروں کے دستر خوانوں پر بیٹھتے تھے ان میں سے بعض کا تانا بانا ان (امراء وغیرہ) کے کھانے اور لباس سے تھا اسی طرح ان کی اولاد اور اہلخانہ کا حال تھا۔

اگر ایسے شخص کو وہ لوگ اس کے مطالبہ کے مطابق نہ دیتے تو وہ ان پر غضب ناک ہو جاتا اور مجالس کے اندر ان کی عزت دری کرتا۔

اگر ان لوگوں نے طریقت کی تھوڑی سی خوشبو بھی سونگھی ہوتی تو وہ ضرورت کے اوقات میں بھی ان لوگوں کے مال سے تل کے برابر اپنے لئے حلال نہ سمجھتے چہ جائیکہ جب وہ مجبور نہ ہوں اور ان کو چوپایوں کے گلہ بخششیں (یا تجارت) یا زراعت وغیرہ سے رزق کی کشادگی حاصل ہو۔

میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کی شادی ہو رہی تھی اور وہ اپنے قاصد کو حکمرانوں کے پاس بھیج رہا تھا کہ وہ شہد، چاول اور اجرت کے ذریعے اس کی مدد کریں اور جو شخص اسے نہ دیتا وہ اس پر غضبناک ہو جاتا حالانکہ اس نے رومی عمامہ پہنا ہوا تھا۔

---

[1] فی زمانہ ایسے لوگوں کی کمی نہیں پائی جاتی کہ نہ نماز، روزہ کا اہتمام نہ دیگر شرعی امور کی بجا آوری اور پھر کسی آزمائش میں مبتلا ہوتے ہیں تو بڑے آرام سے کہتے ہیں ''نہ جانے کونسی خطا، غلطی ہوگئی کہ یہ سزا مل رہی ہے'' ایسے لوگوں کو یہ بات سمجھنا چاہئے۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

☆ تربیت نفس کرتا رہے

مرید کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ خواہشات کو چھوڑنے کے سلسلے میں ہمیشہ اپنے نفس سے لڑتا رہے۔ (مجاہدہ کرے)۔

یہ حضرات فرماتے ہیں: جو شخص اپنی خواہشات کی موافقت کرتا ہے اس کی قلبی طہارت معدوم ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی (اور فرمایا) اے داؤد (علیہ السلام) اپنی قوم کو خواہش کے مطابق کھانے سے ڈرائیں کیونکہ اہل خواہشات کے دل مجھ سے پردے میں ہوتے ہیں یعنی یہ حجاب ان ہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

البتہ یہ کہ بندہ انتہا تک اپنے نفس سے مجاہدہ کرتا ہے بے شک حق تعالیٰ کبھی کبھی اس پر فضل فرماتے ہوئے اس سے حجاب میں نہیں ہوتا حالانکہ مباح نعمتیں خواہش کی وجہ سے کھاتا ہے جبکہ وہ اس کی آخرت کیلئے رکھی گئی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اس کی اخروی نعمتوں میں کمی نہیں آتی۔

اس صورت میں یہ اللہ تعالیٰ کے صدقات میں سے صدقہ ہوتا ہے جو لوگ دنیا اور اس کی خواہشات میں کشادگی اختیار کرتے ہیں حالانکہ وہ اپنے حال میں کامل ہوتے ہیں تو صوفیاء کرام ان کی اس حالت کو عارفین کا فسق قرار دیتے ہیں کیونکہ اس وجہ سے ان کی اتباع کرنے والے گمراہ ہو جاتے ہیں اور اس کا گناہ ان پر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

☆ عہد شکنی کا انجام

مرید کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ ہر گناہ سے توبہ کو لازم پکڑتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کئے گئے وعدہ کی حفاظت کرے کیونکہ وعدہ توڑنا بہت بڑا گناہ ہے اور یہ دین کے کچھ حصے سے پھر جانے (مرتد ہو جانے) میں شمار ہوتا ہے تو قریب ہے کہ وہ مکمل دین سے مرتد ہو جائے۔ حدیث شریف میں ہے:

(اَلْعَاصِیْ بُرِیْدُ الْکُفْرِ) [1] گناہ کفر کا مقدمہ ہیں (یعنی کفر سے پہلے گناہ ہوتے ہیں) (اور کفر کی طرف لے جاتے ہیں بریدا لیچی، قاصد کو کہتے ہیں)۔

ایک اور حدیث میں ہے:

قیامت کے دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے کچھ لوگوں کو دیکھیں گے کہ ان کو بائیں طرف سے پکڑا گیا ہے آپ عرض کریں گے ((یَارَبِّ اُمَّتِیْ)) اے رب! میری امت کو چھوڑ دے تو کہا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں انہوں نے آپ کے (وصال کے) بعد کیا کیا؟ یہ اسلام سے الٹے پاؤں پھر گئے۔ آپ فرمائیں گے ((سُحْقًا سُحْقًا)) دور ہو جاؤ دور ہو جاؤ۔ [2]

بعض علماء کرام فرماتے ہیں یہ لوگ اصل دین سے نہیں پھرے تھے یہ دین کے فروع پر عمل سے پھرے تھے اس کی دلیل

---

① شعب الایمان للبیہقی، جلد 5، صفحہ 447، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

② صحیح بخاری، جلد 5، صفحہ 447، رقم الحدیث: 6212۔ صحیح مسلم، رقم الحدیث: 2290، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا غضب کم ہو جائے گا اور دونوں میں موافقت ہو جائے گی تو رسول اکرم ﷺ ان کی شفاعت فرمائیں گے۔

حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مرید کیلئے مناسب نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس عمل کا اس کو مکلف نہیں بنایا وہ اس پر اللہ تعالیٰ سے عہد و پیمان کرے کیونکہ جو کام شریعت میں مکروہ ہیں ان میں سے بعض کام اس سے بے نیاز کرتے ہیں۔

پھر جب وہ کسی کام کا اپنے رب سے وعدہ کرتا ہے تو اس کی مدد نہیں کی جاتی کیونکہ وہ کام شریعت کے اصل امور میں داخل نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ اس کام کی مدد کی ضمانت دیتا ہے جن کا حکم اس نے اپنے رسولوں کی زبان سے دیا ہے اور قرآن مجید میں ہے۔

﴿وَرَهْبَانِيَّةَ ۨ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا﴾ [1]

اور وہ راہب بنا تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضاء چاہنے کو پیدا کی پھر اسے بنایا جیسا اس کے بنانے کا حق تھا۔

پس بھلائی مکمل طور پر شریعت کی اتباع میں ہے اور بدعات میں برائی ہے۔

☆ امید کو کم رکھے

مرید کے آداب سے یہ بات بھی ہے کہ وہ امید کم رکھے اس طرح وہ عبادات میں کوشش کرے گا اور شریعت کے خلاف کاموں سے بچے گا کیونکہ جو شخص لمبی امید رکھتا ہے وہ نیکی کے کاموں میں ٹال مٹول کرتا ہے اور مخالف شریعت کاموں میں مصروف رہتا ہے اور اس کا نفس اس سے کہتا ہے کہ جب تمہاری موت کا وقت قریب آئے گا تو گزشتہ تمام گناہوں سے توبہ کر لینا گویا تم نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں کیونکہ گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہوتا ہے جس کا کوئی گناہ نہیں۔ یہ نفس کا سب سے بڑا دھوکہ ہے اور بے شمار لوگ اس دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔

اسی وجہ سے صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ فقیر ''ابن الوقت'' ہوتا ہے یعنی نہ وہ ماضی کو دیکھتا ہے اور نہ مستقبل کو کیونکہ ان دونوں وقتوں کی طرف نظر کرنا موجودہ وقت کو فوت کرتا ہے۔

اور صوفیاء کرام نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اپنے عمل کو مستقبل پر چھوڑتا ہے وہ اپنی زندگی کو نقصان پہنچاتا ہے اور اس (کے عمل) کی کھیتی ضائع ہو جاتی ہے چنانچہ وہ دنیا اور آخرت میں نقصان اٹھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

☆ مجاہدہ نفس اختیار کرے

مرید کے لوازمات میں سے یہ بات بھی ہے کہ اس کی توجہ معلوم وظیفہ (تنخواہ وغیرہ) یا رزق کے خراج' یا گھر کی اجرت وغیرہ کی طرف نہ ہو۔ اور نہ ہی اس کا دل ان کاموں میں سے کسی کے ساتھ معلق ہو' طریقت میں اس پر مجاہدہ لازم ہے حتیٰ کہ اس کی توجہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسری چیز کی طرف نہ ہو اور جو شخص اس کی طرف اپنے نفس سے مجاہدہ نہ کرے اسے طریقت میں کچھ حاصل نہیں ہوتا کیونکہ اس کی توجہ ترقی کے خلاف باتوں کی طرف ہوتی ہے۔

---

[1] سورۃ الحدید آیت 27۔

سیدی احمد الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں ہے:

(مُلْتَفِتٌ لَایَصِلُ وَ مُتَسَلِّلٌ لَا یُفْلِحُ وَ مَنْ یَرٰی فِیْ نَفْسِہِ النُّقْصَانَ فَکُلُّ اَوْقَاتِہٖ نُقْصَانٌ)

ادھر ادھر توجہ کرنے والا (منزل تک) نہیں پہنچتا کھسک جانے والا کامیابی نہیں پاتا اور جو اپنے اندر نقصان دیکھتا ہے اس کے تمام اوقات نقصان میں ہوتے ہیں۔

حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

''معلوم (وظیفہ) کی طرف جھکاؤ کی تاریکی وقت کی روشنی مٹا دیتی ہے''۔

میں نے اپنے آقا حضرت علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، فرماتے تھے جو شخص زاویہ (فقراء کے بیٹھنے کی جگہ، کونہ) میں فقراء کے درمیان بیٹھتا ہے اور دنیوی وظیفہ کی طرف توجہ کرتا ہے وہ (اللہ تعالیٰ کی طرف) سیر سے رک جاتا ہے اور زاویہ کے کمزور فقراء کو خراب کرتا ہے اور اس کا گناہ اس پر ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اس زاویہ سے باہر چلا جائے، کیونکہ وقف یا جو ہدیہ وہاں بھیجا جاتا ہے اصل میں ان لوگوں کیلئے ہے جو دنیا کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔

کیونکہ وقف کرنے والا یا تحفے دینے والا اللہ تعالیٰ کی محبت میں وقف کرتا یا تحفہ دیتا ہے حتیٰ کہ وہ اس مقصد کے علاوہ کسی دوسری بات کیلئے فقیر کی طرف توجہ نہیں کرتا۔

اور جو فقیر اللہ تعالیٰ کی ذات میں مشغول ہوئے بغیر اس سے کھاتا ہے وہ وقف کرنے والے کی شرط کے مطابق حرام کھاتا ہے کیونکہ اگر وہ اسے دیکھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں مشغول نہیں تو وہ اس کیلئے وقف نہ کرے بلکہ وہ اس سے کہے باہر نکلو اور بازار والوں کے ساتھ کوئی کام کاج کرو۔

☆ شرف ہمت رکھتا ہو

مرید کے آداب سے یہ بات بھی ہے کہ وہ کسی خاتون یا بڑی عمر کے آدمی سے کوئی وقف قبول نہ کرے جو کوئی پیشہ اختیار کئے ہوئے ہے، اگرچہ یہ لوگ اسے مانگنے کے بغیر دیں کیونکہ طریقت کی شرط میں سے یہ بات بھی ہے کہ اس سے اسی شخص کی وابستگی درست ہے جو بلند ہمت ہو۔

اور جو شخص کسی عورت یا کمانے سے عاجز شخص کا احسان مند ہوتا ہے وہ بہت کم ہمت ہے اور اس کا مرتبہ اس عورت یا اس عاجز شخص کے مرتبہ سے کم ہے اور وہ طریقت سے دور ہے۔

میں نے اپنے آقا علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے:

''اگر تم کسی مرید کو دیکھو کہ وہ (اجرت لے کر) قبروں پر قرآن خوانی کرتا ہے اور عورتوں سے وظیفہ لیتا ہے اس سے اپنے ہاتھوں کو جھاڑ لو اور جو شخص کسی حاجت کے بغیر اس سلسلے میں شریعت کی جانب سے حاصل رخصت (اجازت) پر عمل کرنے وہ دنیاداروں میں سے ہے اور دنیاداروں کو آخرت کے راستے میں کامیابی حاصل نہیں ہوتی''۔

انہوں نے مزید فرمایا:

کسی بزرگ کیلئے مناسب نہیں کہ ایسے شخص کو مرید بنائے اور اسے ذکر کی تلقین کرے اگر وہ ایسا کرے گا تو یہ طریقت کے ساتھ مذاق ہوگا۔

حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اطراف واکناف کے تمام مشائخ نے اپنے مریدین کو بے شمار مرتبہ وصیت کی کہ وہ عورتوں سے وقف (عطیات) نہ لیں اس میں پائی جانے والی خرابیاں پوشیدہ نہیں ہیں کم از کم خرابی یہ ہے کہ مرید طبعی طور پر اور خواہش کے تحت اس بات کی طرف مائل ہو جاتا ہے جو اسے زیادہ پسند ہو پس اس کا دل مکمل طور پر اس طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

☆ غافل لوگوں کی ہم نشینی اختیار نہ کرنا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ دنیاداروں یعنی تاجروں اور دنیا میں مصروف لوگوں وغیرہ سے دور رہے بے شک ان کی ہم نشینی مرید کیلئے زہر قاتل ہے کیونکہ وہ کمزور ہے اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے بہت غافل ہیں نیز وہ دنیوی امور یعنی کھانے لباس اور نکاح وغیرہ میں مشغول ہوتے ہیں۔

پس مرید کی فطرت ان لوگوں سے دنیوی تعلقات چوری چھپے حاصل کرے گی حالانکہ مرید کا عمل ان دنیوی تعلقات کو ترک کرنا ہے اگرچہ فرض کیا جائے کہ وہ لوگ فقیر سے نفع حاصل کرتے ہیں پھر یہ (ہم نشینی) اس کیلئے (روحانی اعتبار سے) نقصان کا باعث ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا﴾ [1]

اور اس کا کہنا مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا۔

ہم نے جس مرید کو دنیاداروں سے تعلق قائم کرنے والا دیکھا اس کا دل مر گیا اور وہ ذکر اور خیر کی مجالس کی طرف میلان نہیں رکھتا نہ وہ شب بیدار رہتا ہے اور نہ ہی اس کے اندر ان کاموں کی تڑپ پیدا ہوتی ہے۔

میرے مرشد گرامی محمد غمری رحمۃ اللہ علیہ جب کسی مرید کو دیکھتے کہ وہ مسجد کے دروازے پر دنیاداروں کے ساتھ زیادہ بیٹھتا ہے تو اسے اپنے زاویہ (تربیت گاہ) سے نکال دیتے اور فرماتے زاویہ عبادت کیلئے نیز خواہشات کو دیکھنے سے آنکھوں کو بند کرنے کے لئے بنایا گیا ہے پس جو شخص زاویہ کے دروازے پر بیٹھتا ہے اس میں اور بازار میں بیٹھنے والے کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

اللہ کی قسم! میں جب فقیر کو دیکھتا ہوں کہ وہ مجالس خیر سے اپنے تعلق کو توڑ چکا ہے تو اس (نعمت) کے فوت ہونے پر وہ اتنا متاثر نہیں ہوتا جس قدر میں متاثر ہوتا ہوں اور جب فقیر زاویہ (حجرۂ عبادت) کے دروازے پر بیٹھتا ہے تو میں پریشان ہو جاتا ہوں

---

[1] سورۃ کہف آیت 28۔

کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اس کی وجہ سے قلبی اطمینان ختم ہو جاتا ہے اور دل مر جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی مغفرت فرمائے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش دے جو ہماری نصیحت کو قبول نہیں کرتے۔ بے شک وہ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔

☆ مرید طالب علم ہو تو؟

اگر مرید مجاور ہو تو اس کے آداب میں سے یہ بات ہے کہ وہ روٹی اور شہد وغیرہ کو دوسرے ساتھیوں کو چھوڑ کر اپنے ساتھ خاص نہ کرے اگرچہ فرض کر لیا جائے کہ نگران نے اسے دوسرے ساتھیوں سے الگ کوئی زائد چیز دی ہے ادب کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اسے رد کر دے تاکہ وہ دوسرے ساتھیوں سے ممتاز نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی عزت و کرامت میں داخل ہو جائے۔

اس سے یہ بات بدرجہ اولیٰ معلوم ہوئی کہ جب اس کے پاس روٹی یا شہد وغیرہ (پہلے سے) موجود ہو تو مزید حاصل کرنے کیلئے دوسرے فقراء کے ساتھ شریک ہونا اس کیلئے جائز نہیں بلکہ اختیار ہے یا تو وہ ان کو چھوڑ کر صرف اپنے لئے کسی چیز کو خاص نہ کرے (یعنی اس میں ان کو شریک کرے) یا وہ چیز جو صرف اسے حاصل ہے اسے کھائے حتیٰ کہ فارغ ہو جائے جب فارغ ہو جائے تو پھر دوسرے فقراء کے ساتھ شریک ہو جائے۔

پس اے بھائی! شریف النفس اور بلند ہمت بن جاؤ کیونکہ اپنے آپ کو دوسروں سے خاص اور ممتاز کرنا اصل کے اعتبار سے کمینگی کی علامت اور کم ہمتی ہے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

☆ دلوں کی آفات سے بچے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ ہر اس کام سے دور رہے جو دل کو مار دیتا ہے جیسے بہت زیادہ لغو باتیں کرنا اور غافل رہنا' اس بات کا تجربہ کیا گیا ہے کہ اس سے دل کی موت واقع ہوتی ہے۔ اور فقیر کے ہر عمل کیلئے اس کے دل کا زندہ ہونا ضروری ہے اور یہ زندگی ہر اس چیز سے دوری کے ذریعے ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ سے غافل کرتی ہے کیونکہ انسان کا دل پن چکی کی کلی کی طرح ہے جب وہ خراب ہو جائے تو پن چکی خراب ہو جاتی ہے اور جب دو کلیاں ہوں تو وہ پھر نہیں سکتی۔

☆ نماز فجر سے پہلے وظیفہ کرے

جو فقراء زاویہ میں ہوتے ہیں (یعنی تربیت گاہ میں ہوتے ہیں) میں نے ان کیلئے ہر دن نماز فجر سے پہلے چالیس مرتبہ یہ وظیفہ ترتیب دیا ہے (یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ) (اے خود زندہ دوسروں کو زندہ رکھنے والے تیرے سوا کوئی معبود نہیں) کیونکہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت ابو محمد کتانی رحمۃ اللہ علیہ جو مشائخ طریقت میں سے ایک تھے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا: (یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ لِیْ اَنْ لَا یُمِیْتَ قَلْبِیْ) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرے دل کو موت نہ دے۔ آپ نے فرمایا: (یَا اَبُوْ مُحَمَّد قُلْ کُلَّ یَوْمٍ اَرْبَعِیْنَ مَرَّةً یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ یُحْیِیْ قَلْبِیْ) اے ابو محمد! ہر دن چالیس مرتبہ پڑھو (یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ) تمہارا دل زندہ رہے گا۔

☆ مشاہدہ کے بعد ذکر نہیں

مرید کے آداب میں سے یہ بات ہے کہ جب وہ تنہا مجلس ذکر شروع کرے تو خاموش نہ ہو حتیٰ کہ وہ تمام مخلوق سے پوشیدہ ہو جائے کیونکہ ذکر اس لئے رکھا گیا ہے کہ حق تعالیٰ کا مشاہدہ حاصل ہو اور مرید جب تک کائنات کا مشاہدہ کرتا ہے وہ بارگاہ خداوندی میں حاضر نہیں ہو سکتا پھر جب بارگاہ حق میں حاضر ہو جائے اور اس کا دل حق تعالیٰ کے ساتھ موجود (حاضر) رہے اس وقت خاموش ہو جائے کیونکہ مشاہدہ حق کے وقت لفظی ذکر کا کوئی مقصد نہیں۔

بلکہ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہونے والا اپنی زبان سے ذکر کرنے کا ارادہ کرے تو وہ بولنے پر قادر نہیں ہوتا کیونکہ یہ ہیبت اور جلال کے ساتھ حاضری ہے اس صورت میں وہ مبہوت اور گونگا ہو جاتا ہے۔ بعض حضرات نے اپنے اس قول میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا

اَلَا بِذِكْرِ اللهِ تَزْدَادُ الذُّنُوْبُ .... وَتَنْطَمِسُ الْبَصَائِرُ وَالْقُلُوْبُ

سنو! (مشاہدہ کے وقت) اللہ تعالیٰ کے ذکر سے گناہ بڑھتے ہیں اور بصیرتیں اور دل مٹ جاتے ہیں۔

مقصد یہ ہے کہ اہل مشاہدہ کے آداب میں سے یہ بات ہے کہ زبانی عبادتوں سے خاموشی اختیار کی جائے پس جو شخص خاموشی اختیار نہیں کرتا وہ بے ادبی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

"مواقف المصری" (کتاب) میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"جب تم مجھے نہ دیکھو تو میرے نام (میرے ذکر) کو لازم پکڑو اور جب مجھے دیکھو تو خاموش رہو کیونکہ میں نے تمہارے لئے اپنے نام کا ذکر اس لئے جائز قرار دیا کہ وہ میرے ہاں تمہاری حاضری کا وسیلہ ہے۔ بے شک میرا نام مجھ سے جدا نہیں ہوتا۔"

میں (مصنف) نے اپنے آقائے نعمت حضرت علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے:

اللہ تعالیٰ کی عنایات میں سے کوئی چیز مرید کیلئے ظاہر نہیں ہوتی جب تک اس کے ذہن میں کائنات میں سے کوئی چیز ہو کیونکہ عنایات کا دروازہ اسی کیلئے کھلتا ہے جو دل میں بارگاہ حق میں حاضر ہو اور اس کے سوا سے غائب ہو۔

پس معلوم ہوا کہ مرید کیلئے مجلس ذکر کو ختم کرنا مناسب نہیں جب تک وہ کائنات سے غائب نہ ہو جائے کیونکہ اس غائب ہونے سے پہلے جو ذکر کرنا چھوڑ دیتا ہے گویا اس نے نتیجہ کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کا کچھ ذکر بھی نہیں کیا اور نتیجہ ترقی ہے اگرچہ اس کیلئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں اسی لئے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: (مَنْ ذَكَرَ اللهَ عَلَى الْحَقِيْقَةِ نَسِيَ فِيْ جَنْبِهٖ كُلَّ شَيْءٍ)

جو شخص حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے وہ اپنے پہلو میں موجود ہر چیز کو بھول جاتا ہے۔

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

(مَنْ شَهِدَ الْخَلْقَ لَمْ يَرَ الْحَقَّ وَمَنْ شَهِدَ الْحَقَّ لَمْ يَرَ الْخَلْقَ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُكَمَّلِ)

جو شخص مخلوق کے ساتھ حاضر ہوتا ہے وہ حق کو نہیں دیکھتا اور جو حق کا مشاہدہ کرتا ہے وہ مخلوق کو نہیں دیکھتا مگر یہ کہ وہ کامل

لوگوں میں سے ہو (وہ سب کچھ دیکھتا ہے)۔

حضرت الزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

(كُلُّ ذِكْرٍ لَا يمتد زَمَانُهُ فَهُوَ كَالطَّعَامِ الَّذِي لَا يسد جُوْعَةُ الْآكل)

جس ذکر کا زمانہ طویل نہ ہو وہ اس کھانے کی طرح ہے جو کھانے والے کی بھوک کو ختم نہیں کرتا۔

اور آپ فرماتے تھے:

یہ بات (ذکر کے) ادب سے ہے کہ ذاکر کو جب تک ذکر سے لذت حاصل ہوتی رہے وہ ذکر سے خاموش نہ رہے اور جب وہ تھک جائے تو ادب کا تقاضا خاموش ہو جانا ہے۔

جس طرح سیر ہونے کے بعد کھانا ناپسندیدہ ہے جو سیری خشوع کو زائل کرنے والی ہو اس کے بعد نماز پڑھنا مکروہ ہے البتہ جب وہ کثرت ذکر سے ہضم ہو جائے کیونکہ (اس طرح) اس کے اعضاء اللہ تعالیٰ کی طرف کامل توجہ سے نافرمانی کرنے والے ہوتے ہیں یہ اس طرح ہے جس طرح کسی سے زبردستی عبادت کروائی جائے پس جس طرح ذمی (کافر) سے زبردستی کا اسلام قبول نہیں اسی طرح مجبوراً عبادت کرنے والے کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

کیا مرید کے وضائف مختلف اقسام کے ہونے چاہئیں؟

اسی وجہ سے شارع (رسول اللہ) صلی اللہ علیہ وسلم نے بندے کیلئے مختلف قسم کے وظائف مقرر کئے ہیں پس جو شخص کسی ایک وظیفہ سے اکتا جائے وہ دوسرے وظیفہ کی طرف منتقل ہو جائے اگر چہ اس وظیفہ کی فضیلت پہلے وظیفہ سے کم ہو اور اگر بندہ اکتاہٹ محسوس نہ کرے تو وہ مختلف وظائف اختیار نہ کرے بلکہ حضور علیہ السلام ایسے شخص کو ہمیشہ ایک ہی ذکر کرنے کا حکم دیتے تھے جس طرح فرشتوں کا معاملہ ہے پس سمجھ لو۔

مرید کو مقامات طریقت کب دیئے جاتے ہیں؟

میرے سردار حضرت علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جب مرید اپنے رب کو بہت زیادہ اور پختہ ارادے کے ساتھ یاد کرتا ہے تو اس کیلئے کسی تاخیر کے بغیر نہایت جلدی سے مقامات لپیٹے جاتے ہیں (عطا کئے جاتے ہیں)۔ بعض اوقات وہ ایک گھڑی میں اتنے سفر طے کرتا ہے کہ اس کا غیر ایک مہینے یا اس سے زیادہ میں اتنا سفر طے نہیں کرتا۔

آپ فرماتے تھے:

جو شخص ذکر کے طریقے پر سلوک کی منزلیں طے کرتا ہے وہ اس پرندہ کی طرح ہے جو قرب کے مقامات کی طرف کوشش کرتا ہے اور جو ذکر کے طریقے پر یہ منزل طے نہیں کرتا وہ اس ضعیف شل آدمی کی طرح ہے جو کبھی چلتا ہے اور کبھی ٹھہر جاتا ہے پھر وہ مقصد سے دور رہتا ہے بعض اوقات وہ اس قسم کی مسافت عمر بھر طے کرتا ہے لیکن مقصود تک نہیں پہنچتا۔

جب کوئی فقیر حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے لئے دعا کا سوال کرتا تو آپ فرماتے:

"اے بھائی! میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ سب سے قریب راستے کی طرف تیری رہنمائی کرے"

اور یہ اس طرح کہ اس سے دوری اور جفا کی آگ بجھ جائے اور اسے بارگاہ خداوندی میں حاضری کی مہلت مل جائے اگرچہ موت سے ایک لمحہ پہلے ہی ہو۔

حضرت سیدی علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جب کوئی جماعت اپنے شیخ کے ساتھ ذکر کرے تو ان کے آداب میں سے یہ بات ہے کہ وہ اس کے اشارہ سے تجاوز نہ کریں جب وہ ان کو خاموش رہنے کا اشارہ کرے۔ اور یہ بات بھی ادب سے ہے کہ ان میں کوئی انگڑائی نہ لے جب تک اس کا احساس باقی ہو۔ اور اگر وہ حاضرین کی موجودگی میں انگڑائی لے تو اس کا ذکر منافقت ہے اور وہ بے ادبی میں غوطہ زن ہے۔ کیونکہ شیخ انہیں اسی وقت خاموشی کا حکم دیتا ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس طریقے کے مطابق اجازت لیتا ہے جو صوفیاء میں معروف ہے اور اللہ تعالیٰ کی اجازت کی مخالفت ادب سے خارج ہونا اور تھکاوٹ کا موجب ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

☆ ظاہر کو سنوارنے سے اجتناب کرنا

مرید کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ ظاہر کے اہتمام مثلاً لباس وغیرہ کی طرف صرف ضرورت کے مطابق توجہ دے جو شخص اپنے ظاہر کو دیکھتا ہے وہ (اللہ تعالیٰ کی طرف) سیر سے کٹ جاتا ہے۔

میرے سردار حضرت احمد بن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک فقیر کو دیکھا جس نے خوبصورت کپڑے پہنے ہوئے تھے اور اپنے عمامہ کو مناسب طریقے سے باندھا ہوا تھا آپ نے فرمایا: (يَا وَلَدِيْ هٰذَا خُرُوْجٌ عَنْ طَرِيْقِ الْاِرَادَةِ)

اے بیٹے! یہ ارادت کے طریقے سے نکلنا ہے۔ (مطلب یہ کہ حالت ارادت میں اپنے آپ کو مٹانا ہے ظاہری آرائش و زیبائش مناسب نہیں۔ ۱۲ ہزاروی)

ان صوفیاء کرام کے کلام سے یہ شعر ہے:

اِذَا رَاَيْتُمُ الْمُرِيْدَ فِيْ زيه لبق .... فَاعْلَمُوْا اَنَّهٗ عَنِ الْاِسْتِقَامَةِ زلق

جب تم مرید کو ملائم لباس میں دیکھو تو جان لو وہ استقامت سے پھسل گیا (یعنی عیاش ہو گیا ہے)

مستحب یہ ہے کہ اس کی قمیص ٹخنوں سے نیچے نہ جائے وہ پاک ہو اور آستین درمیانے انداز میں کشادہ ہوں وہ یا تو سادہ ہوں یا مکمل رنگی ہوئی ہو سبز یا نیلگوں یا سیاہ یا کسی دوسرے رنگ میں ہو سفید لباس صرف جمعہ کے دن پہننا مناسب ہے خاص طور پر جب وہ گھر میں یا زاویہ میں اپنا کام کاج کرے یا کسی دوسرے کی خدمت کرے کیونکہ مرید پر واجب ہے کہ اس کا دنیا سے بہت کم تعلق ہو اور دنیا کی طرف توجہ بھی کم ہو دنیوی لباس سے زینت کم اختیار کرے اور سفید لباس تھوڑی مدت میں صابن وغیرہ سے دھونے کی حاجت ہوتی ہے۔ اور اس کیلئے پیسوں کی ضرورت ہوگی جن سے صابن خرید لے اور پیسوں کے حصول کیلئے کوئی پیشہ اور

کام اختیار کرنا پڑے گا یا زبان حال یا زبان قال سے لوگوں سے سوال کرنا پڑے گا اس طرح وہ اپنے دین کے بدلے میں کھائے گا گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کی جس کے ذریعے اس نے کھایا یا پہنا کیونکہ اگر اس کی وہ عبادت نہ ہوتی جسے لوگ دیکھتے ہیں تو وہ اس کی عزت نہ کرتے۔ اور یہ تمام باتیں (اللہ تعالیٰ کی طرف) سیر میں رکاوٹ ہیں اور دنیا کی طرف توجہ کا دروازہ کھولتی ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مرید کا نفس جس چیز کی خواہش رکھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے اس کا تعلق توڑ دیتی ہے پس مرید پر لازم ہے کہ وہ لباس کے میلا ہونے اور پھٹ جانے پر صبر کرے حتیٰ کہ اس کے دل کی میل زائل ہو جائے جب وہ زائل ہو جائے گی تو اس وقت اس کو کپڑوں کو صاف اور سفید رکھنے کا حکم دیا جائے گا تا کہ اس طرح اس کا باطن نعمت کے بیان کرنے کی طرح ہو جائے نفسانی غرض نہ ہو۔

بیش قیمت اونی اور اس کے علاوہ لباس طریقت کے سلسلے میں کامیابی کا باعث نہیں اگرچہ اس کا شیخ اکابر اولیاء کرام سے ہو۔ اللہ کی قسم! میں ابتدائی دور میں پیوند لگے ہوئے کپڑے اور معمولی لباس پہنتا تھا رسیوں اور نئے جوتوں کے کاٹے ہوئے چمڑے کا عمامہ باندھتا اور لوگ میرے پاس عمدہ کپڑے اور لذیذ کھانے لے کر آتے تھے لیکن میں ان کو رد کر دیتا تا کہ وہ مجھے اللہ تعالیٰ سے غافل نہ کر دیں تو اس مرید کا کیا حال ہے جو ان چیزوں کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

پسندیدہ لباس جلا دیتے ہیں

ہمیں حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بات پہنچی ہے کہ جب آپ کو کوئی لباس اچھا لگتا تو آپ تنور کی طرف جاتے اور اسے جلا ڈالتے آپ سے کہا جاتا کہ (هَلَّا تَصَدَّقْتَ بِهٖ) آپ نے اسے صدقہ کیوں نہیں کیا؟ فرماتے: (مَا اشْغَلَ قَلْبِىْ فَهُوَ كَذٰلِكَ يَشْغِلُ قَلْبُ غَيْرِىْ) جو چیز میرے دل کو غافل کرتی ہے وہ دوسرے آدمی کے دل کو بھی غافل کرے گی۔

حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس صورتحال کا جواب یوں دیا کہ یہ عمل صوفیا کرام کے نزدیک دو فساد پیدا کرنے والی باتوں میں سے ہلکی ترین بات کو اختیار کرنا ہے کیونکہ ان لوگوں کے نزدیک پوری دنیا کا ختم ہو جانا اللہ تعالیٰ سے غافل ہونے کے مقابل میں زیادہ آسان ہے جس طرح لقمہ پھنس جائے اور اسے اتارنے کیلئے کوئی چیز نہ پائے تو جسم کو ہلاکت سے بچانے کیلئے شراب کے ذریعے اسے نگل لے۔

اسی طرح جس شخص کو اپنے دین کے ہلاک ہونے کا ڈر ہو وہ اپنی دنیا کی ہلاکت سے اسے مقدم کرے (یعنی دنیا کی ہلاکت برداشت کرے دین کو ہلاک نہ ہونے دے) مشائخ عظام فرماتے ہیں اگر عمدہ لباس پہننا ضروری ہو تو وہ درمیانہ قسم کا لباس پہنے نہ تو اتنا پتلا ہو کہ جسم واضح نظر آتا ہو اور نہ ہی سوتی کھردرے کپڑے کی طرح موٹا ہو اسی طرح متکبر لوگوں کا لباس پہننا بھی مناسب نہیں جن میں زرد یا سرخ یا سبز رنگ کی لکیریں ہیں اس سلسلے میں اپنے (زمانے کے) عرف کے مطابق عمل کرے۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں: اس قسم کا لباس حلال مال سے حاصل نہیں ہوتا اور حرام مال مرید کے (روحانی) سفر میں رکاوٹ

ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے زرد اور سرخ رنگ کی دھاری دار چادریں بیان جواز کیلئے زیب تن فرمائی ہیں اور بالاتفاق وہ حلال مال سے تھیں۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

لباس میں مرید کی فقراء کے ساتھ موافقت میں حکمت یہ ہے کہ ان سے مشابہت اختیار کی جائے کیونکہ جب وہ اس قوم (صوفیاء کرام) سے مشابہت اختیار کرے گا تو طریقت میں مضبوطی حاصل ہوگی وہ فرماتے ہیں جو شخص ظاہری احوال میں ان لوگوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے اس کیلئے امید ہے کہ اسے باطنی احوال میں بھی ان لوگوں سے مشابہت حاصل ہو حتیٰ کہ (سچا مرید صوفیاء کرام کی تمام صفات تھوڑی مدت میں چوری کر لیتا ہے یعنی حاصل کر لیتا ہے)۔

بزرگوں کا لباس

حضرت شیخ نجم الدین الکبریٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

پہلے بزرگ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ ان میں سے کسی ایک (یعنی سب) کی قمیص گریبان والی ہو اور وہ کشادہ پائینچوں والی سلوار کو ناپسند کرتے تھے اس طرح کہ اگر وہ اس کو نیچے کی طرف سے لپیٹے تو رانیں نظر آنے لگیں اور گھٹنوں سے اوپر چلی جائے۔ اسی طرح وہ کپڑے پر کسی دوسرے رنگ کی کڑھائی کو ناپسند کرتے تھے جب شرعی ضرورت نہ ہو یعنی وہ پھٹ جائے اور اس رنگ کے کپڑے کا ٹکڑا نہ ملے اور بزرگوں نے ضرورت کے بغیر کپڑوں پر پیوند نہیں لگائے کیونکہ انہیں حلال مال سے مکمل لباس شاذ و نادر ہی میسر ہوتا تھا اس لئے ان میں سے ایک حلال شرامیط [1] سے پیوند لگاتا اور ان کا لباس مختلف رنگوں پر مشتمل ہو جاتا۔ پیوند لگے کپڑوں کے اسباب میں سے ایک سبب یہ تھا۔ واللہ اعلم

☆لباس کی شکل بدل دینا

مرید کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب وہ صوفیاء کے راستے کو اختیار کرے تو اپنا لباس جو صوفیاء کرام کے لباس کے خلاف طریقت پر ہے اسے بدل دے۔ مثلاً کاشتکاروں کا لباس، فوجیوں کا لباس یا کام کاج کرنے والوں کا لباس۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں مرید کیلئے تین باتیں ضروری ہیں:

(1)۔ خَلَاسٌ یعنی لباس کو تبدیل کرنا، (2)۔ جَلَاسٌ کو بدل دینا یعنی وہ جو اسے اللہ تعالیٰ سے غافل کر دیں، (3)۔ اِنْفَاسٌ کا خیال رکھنا یعنی وہ اس طرح ہو جائے کہ اپنے سانسوں میں (اوقات میں) کسی ایک گھڑی کو بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کے علاوہ میں خرچ کر کے ضائع نہ کرے۔

ایک اور روایت میں ہے "لَا تَعْبَاسٌ" بھی ہے وہ یہ کہ جو شخص اس کو اس کے رب سے غافل کرے اس سے تیوری چڑھائے حتیٰ کہ لوگ اس کی مجلس سے نفرت کرنے لگیں۔

کچھ حضرات نے مرید کو اس بات کی ترغیب دی ہے کہ وہ صوفیاء کرام کی ظاہری رسموں کی مشابہت اختیار کرے تاکہ ان

---

[1] معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد کپڑوں کے مختلف ٹکڑے/اجزاء جیسا کہ چند صفحات پہلے حاشیہ میں ذکر کیا گیا کہ شرامیط کا لفظ لغت سے مل نہیں سکا۔ ۱۲ ہزاروی

کی باطنی رسموں کی طرف منتقل ہو جائے۔

علماء کرام کے کلام میں یہ بات ہے کہ مروت (جوانمردی) یہ ہے کہ اپنے زمانے کے اور اپنے جیسے لوگوں کے اخلاق کو اپنائے ان حضرات نے اپنی شکل کو بدلنا جوانمردی کے خلاف قرار دیا ہے۔ مثلاً قاضی کا شتکار کے لباس اور عمامہ جیسا لباس اور عمامہ باندھے ایک ضرب المثل ہے کہ

(کُلْ کُلَّ مَا تَشْتَهِیْ نَفْسُکَ - یَعْنِیْ مِنَ الْحَلَالِ - وَالْبِسْ مَا یَلْبَسُہٗ اَبْنَاءُ جِنْسِکَ)

جو کچھ تمہارا دل چاہے کھاؤ یعنی حلال سے اور وہ لباس پہنو جو تمہاری جنس کے لوگ پہنتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

☆ خود کو سستی میں مبتلا نہ کرے

مرید کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ ہمیشہ چاک و چوبند رہے اور کسی بھی وقت اپنے آپ کو سستی میں مبتلا نہ کرے جب کھڑا ہو کر پڑھ سکتا ہے تو نفل نماز بیٹھ کر نہ پڑھے یا کوئی کام بیٹھ کر کرے (حالانکہ کھڑا ہو کر سکتا ہے) یا گھٹنوں (یا سرین) کے بل چلے حتیٰ کہ اس تک پہنچے جب وہ اس کے قریب ہو یا اس کا مرشد اسے کسی کام کیلئے بازار بھیجے تو کہے دیکھیں کوئی اور کام بھی ہے تا کہ میں ایک ہی بار بازار جاؤں اس طرح کی باتیں سستی کی وجہ سے کہتا ہے باہر جانے کے فتنہ کے خوف سے نہیں پس جو شخص ان کاموں میں سے کوئی کام کرے جن کا ہم نے ذکر کیا ہے تو وہ عاجز ہے طریقت کے لائق نہیں ہے۔

اس کی سستی میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب اس کا مرشد اسے کسی کام کیلئے بھیجے تو وہ سواری تلاش کرے تا کہ سوار ہو کر جائے حالانکہ وہ اس کی طرف پیدل جا سکتا ہے اور عام طور پر وہ چیز پیٹھ پر اٹھا کر یا ہاتھ میں رکھ کر لائی جاتی ہے۔

بلکہ جب وہ فقراء کی خدمت کرے اور ان کے کام کرنے میں تھک جائے تو اسے اپنے لئے باعث شرف سمجھے پس مرشد کو چاہئے کہ جب وہ اپنے مرید کو رخصتوں اور آرام کی طرف مائل دیکھے تو اس کیلئے اپنے آپ کو نہ تھکائے۔[1] اور اسے کسی کام کاج کا حکم دے کیونکہ ہر شخص کیلئے وہ کام آسان کر دیا گیا ہے جس کیلئے اسے پیدا کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

☆ سر جھکائے رکھنا

مرید کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اکثر زمین کی طرف نظریں جھکائے رکھے جب بیٹھے یا چلے ادھر ادھر بہت کم توجہ کرے اور فضول نظر سے بچے اور اگر اپنی چادر ہمیشہ چہرے پر اس طرح ڈالے کہ فقط قدم کی جگہ نظر آئے تو یہ عمل زیادہ مددگار ہوگا۔[2]

صوفیاء کرام فرماتے ہیں مرید کا یہی طریقہ ہونا چاہئے جب تک کچھ سیکھنے کیلئے نہ دیکھے جب اس نظر سے دیکھے تو اب

---

① شرعی حیاء برائی سے روکنا ہے اور یہ پسندیدہ ہے جب کہ طبعی اور فطری حیاء جسے جھجک کہتے ہیں درست نہیں کیونکہ اس کی وجہ سے کئی اچھے کاموں میں رکاوٹ ہوتی ہے۔ ۱۲ ہزاروی۔

② عموماً علماء و مشائخ جو چہرے پر رومال لیتے ہیں غالباً وہ اسی وجہ و سبب سے لیتے ہیں۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

صرف اللہ تعالیٰ سے حیاء کی خاطر اسے نظریں جھکانے کا حکم دیا جائے گا اور دوسروں سے نہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ گرمیوں اور سردیوں میں ٹوپی نہیں اتارتے تھے آپ فرماتے تھے:

((اِنَّہٗ یَکُفُّ الْبَصَرَ عَنْ فُضُوْلِ النَّظْرِ)) یہ فضول نظر سے بچاتی ہے۔

ہمارے پہلے بزرگوں میں سے کسی ایک سے اس کے ہم نشیں کا وصف پوچھا جاتا تو اس کو پتہ نہ ہوتا تو اپنے شیخ کے وصف کا کیسے علم ہوگا۔

اس قسم کے ادب کو جس طرح ہندوستان اور عجم کے مشائخ نقشبندیہ نے قائم کیا ہے کسی دوسرے نے قائم نہیں کیا۔

مرید اپنے مرشد کو صرف اس وقت دیکھتا جب اس سے کچھ حاصل کرتا اس کے بعد مرتے دم تک اس کے چہرے کی طرف نہ دیکھتا اور اس میں پوشیدہ راز ہے وہ (راز) یہ ہے کہ بعض اوقات شیخ مرید کیلئے اس عظمت کی تجلی ظاہر کرتا ہے جو اس کے باطن میں اللہ عزوجل کیلئے ہوتی ہے اور مرید اس کی طاقت نہیں رکھتا لہٰذا مر جاتا ہے۔

پیر کی نگاہ نا قابل برداشت

جس طرح یہ بات حضرت ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کیلئے واقع ہوئی ان کا مرید کہا کرتا کہ میں اللہ عزوجل کو دیکھنا چاہتا ہوں ایک دن انہوں نے اس سے فرمایا: تو اللہ تعالیٰ کو اس وقت دیکھنے کی طاقت رکھے گا جب بیداری میں مجھے اس وقت دیکھ سکے جب میرے دل پر تجلی ہو۔ مرید نے کہا مجھے اس کی طاقت ہے ایک دن اس کی بے خبری میں حضرت ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اس کے پاس تشریف لائے تو مرید صرف ان کو دیکھ کر اسی وقت مر گیا۔ اس سلسلے میں آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا میرے دل میں جو عظمت خداوندی تھی میں نے اس کی تجلی اس پر ڈالی تو وہ بیہوش ہو گیا (اور مر گیا)۔

اسی طرح شیخ عبدالمجید شقیق سیدی عبدالعال رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ حضرت سیدی احمد البروی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوا۔ ایک دن عبدالمجید نے ان سے کہا اے میرے آقا! میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے چہرے سے نقاب اٹھائیں تاکہ میں آپ کا چہرہ دیکھوں، انہوں نے فرمایا: (یَا عَبْدَالْمَجِیْدِ کُلُّ نَظْرَۃٍ تَقْتُلُ) اے عبدالمجید نظر قتل کر دیتی ہے۔

انہوں نے کہا میرا دل اس کو بخوشی پسند کرے گا۔ حضرت عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ اسی وقت انتقال کر کے گر گئے۔

ہمارے شیخ حضرت شیخ محمد شناوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ ہمیں اس طرح سنایا ہے۔ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ شیخ ابوالیعزی المغربی رحمۃ اللہ علیہ پر جس شخص کی نظر پڑتی وہ اسی وقت اندھا ہو جاتا ہے۔

وہ فرماتے ہیں: ان کو دیکھ کو اندھا ہونے والوں میں شیخ ابومدین رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے اور یہ ابوالیعزی رحمۃ اللہ علیہ بڑے ورثاء میں سے تھے۔ (طریقت کے وارث) پھر جب ابومدین نابینا ہوئے تو حضرت ابوالیعزی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اپنی آنکھوں کو اپنے کپڑے کے کچھ حصے کے ساتھ ملیں۔ حضرت شیخ ابومدین رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی لوٹا دی۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

میں حضرت سری (سقطی) ؒ کی وفات تک ان کی صحبت میں رہا ((فَمَا عَرَفْتُ هَلْ لِحْيَتُهٗ بَيْضَاءُ أَمْ سَوْدَاءُ)) لیکن مجھے معلوم نہ ہوسکا کہ ان کی ڈاڑھی سفید ہے یا سیاہ۔

حضرت شیخ شہاب الدین المعروف مازن الازھری ؒ نے مجھے بتایا کہ انہوں نے سیدی محمد بن عنان ؒ کی کئی سال تک خدمت کی لیکن ان کا چہرہ نہ دیکھا۔

اسی طرح شیخ مازن ؒ کی داڑھی آنے کا علم بھی ان کو لوگوں سے حاصل ہوا جس طرح پہلے گزر گیا ہے۔ واللہ اعلم

☆ طریقت شرکت کو قبول نہیں کرتی

مرید کے آداب سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے تمام اوقات میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کو عادت بنائے جو اس کو اس سے غیر کی طرف پھیرنا چاہے اس کو جواب نہ دے البتہ شرعی طریقے پر جواب دے سکتا ہے کیونکہ طریقت اپنے ساتھ شرکت کو قبول نہیں کرتی اور جس شخص کو مکمل عطا نہ ہوا سے بعض عطا بھی نہیں ہوتی، پس مرید کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہنا چاہئے حتیٰ کہ اسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دائمی حضوری حاصل ہو جائے اس وقت وہ قلبی حاضری کی وجہ سے زبانی ذکر سے بے نیاز ہو جائے گا اور جب تک اسے دائمی حضوری حاصل نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کا پابند ہے۔ یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ زنگ آلود دل کو چمکانے اور روشن کرنے میں ذکر کا وہی کردار ہے جو زنگ آلود تانبے کیلئے کنکریوں (ریت وغیرہ) کا عمل ہے۔

اور ذکر کے علاوہ باقی عبادات اس طرح ہیں جس طرح تانبے کیلئے صابن ہوتا ہے تو طویل تھکاوٹ والے اور اے بہت دوری والے! خلاصہ یہ ہے کہ مرید جس بات کو ذکر میں شریک کرے گا وہ اسے (روحانی) سیر میں جلدی سے روک دے گی اور جس قدر وہ بات پائی جائے کم یا زیادہ اسی قدر فتوحات کا دروازہ کھلنے میں تاخیر ہوگی۔

☆ نماز پڑھانا اور اذان دینا

مرید کے آداب اور اعمال سے یہ بات بھی ہے کہ جب وہ (مسجد میں) پہنچے اور اس کے ساتھی مطالبہ کریں تو وہ امامت کرائے اور اذان کہے اور حیاء کا بہانہ نہ بنائے کیونکہ یہ طبعی حیاء ہے شرعی نہیں۔ [1]

ساتھیوں کے کپڑے دھونا

اسی طرح اس کے اعمال میں سے اپنے ساتھیوں کے کپڑے دھونا بھی ہے جب وہ میلے ہو جائیں اور اس سلسلے میں اپنے مرشد سے اجازت لے، جس طرح تیسرے باب میں آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

☆ کچھ دیگر آداب

اسی طرح مرید کے آداب سے یہ بات بھی ہے کہ چراغ (لائٹ) کو درست کرے اور بچھونوں کو پاک رکھے اپنے اور

---

[1] مطلب یہ کہ اگر تم وقت اچھے کاموں میں استعمال نہیں کرو گے تو وہ گزر جائے گا اور تم نقصان اٹھاؤ گے۔ ۱۲ ہزاروی

دیگر بھائیوں کے وضو کیلئے پانی مہیا کرے۔

اسی طرح اس کے آداب میں سے کنگھی، قینچی، مسواک، خلال، سوئی پیٹھ اور سر کو کھجلانے والی چیز، مصلیٰ، وضو کے بعد اعضاء کو پونچھنے کیلئے کپڑا بھی اپنے پاس رکھے تا کہ جب پاک جگہ نہ ملے تو ان پر نماز پڑھ سکے اور جس کام کو رسول اکرم ﷺ نے مستحب قرار دیا اس کے اسباب تیار رکھنا سنت سے ہے۔ [1]

اسی طرح اس کے آداب سے یہ بات بھی ہے کہ کھانا چبانے کیلئے دائیں طرف کے تالو کو استعمال کرے اور بائیں طرف کے تالو کو ضرورت کے بغیر استعمال نہ کرے، بغلوں میں خوشبو استعمال کرے اور کھانا دستر خوان پر رکھے، زمین پر نہ رکھے۔ اس میں نعمت کی تعظیم بھی ہے اور روٹی کے ریزے زمین پر گرنے کے خوف سے بھی بچ سکتا ہے۔

☆ بیت الخلاء میں ہلکے پھلکے لباس کے ساتھ داخل ہونا

مرید کے آداب سے یہ بات ہے کہ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت کپڑے ہلکے پھلکے ہوں [2] اور استنجاء سے پہلے بائیں آستین کو چڑھائے دوسرے کئی کاموں کیلئے بھی آستین چڑھائی جاتی ہے جس طرح دستر خوان بچھانا یا اسے اٹھانا یا پاک چیز کا استعمال دائیں آستین کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور شلوار اس وقت اتارے جب بیٹھنے کے قریب ہو جائے اور ایسی حالت میں ہو کہ اسے کوئی دیکھتا نہ ہو اور اسے بائیں بغل کے نیچے قمیص کے نیچے کرے۔ (اگر وہاں لٹکانے کیلئے کوئی کھونٹی (ہینگر) وغیرہ نہ ہو) اور جب بیت الخلاء میں جانے کا ارادہ کرے تو اپنا پاؤں زمین پر مارے یا دیوار پر تین بار ہاتھ مارے یہاں تک کہ کھانسے اس کا مقصد یہ معلوم کرنا ہے کہ وہاں کوئی دوسرا آدمی تو نہیں ہے۔

اگر اندر کوئی شخص ہو تو وہ کھانسنے کے بذریعے مطلع کرے اور غفلت کے ساتھ دروازہ نہ کھٹکھٹائے کیونکہ بعض اوقات دروازہ کھل جاتا ہے اور وہاں بیٹھے ہوئے آدمی کی شرم گاہ ظاہر ہو جاتی ہے اگر صحراء میں قضائے حاجت کرے تو اسے چاہئے کہ اسے دبا دے ایسا نہ ہو کہ اس پر پھرے یا سجدہ کرے اور اس طرح ناپاک ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

☆ تشہیر سے اجتناب کرے

مرید کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ اپنی شان کو ظاہر کرنے اور مختلف شہروں میں شہرت حاصل کرنے کا اہتمام نہ کرے جس طرح اس کے شیخ کی شہرت ہے جو شخص ذکر اور عبادت کے ذریعے اس بات کا ارادہ کرے اس کا بدلہ یوں ملتا ہے کہ اس کا ذکر مٹ جاتا ہے اور لوگوں کو اس سے بہت کم نفع حاصل ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جو اپنے آپ کو چھپاتا ہے اس کا صلہ یہ ہے کہ وہ زبردستی مشہور ہو جاتا ہے تا کہ وہ لوگوں کو نفع پہنچائے۔

---

[1] میرے پیر و مرشد امیر اہل سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی انہی اشیاء کو ساتھ رکھنے کی ترغیب دلاتے ہیں۔ دعوت اسلامی کی اصطلاح میں اسے سنت بکس کا نام دیا گیا ہے۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

[2] لہٰذا چادر، کوٹ وغیرہ زائد لباس اتار کر واش روم میں جانا چاہئے تا کہ قضائے حاجت میں آسانی ہو نیز لباس ناپاک ہونے سے بچ جائے۔ ۱۲ ہزاروی

میرے سردار حضرت علی بن وفا رحمہ اللہ فرماتے تھے:

اے اللہ کا ارادہ کرنے والے! اپنی شان کو ظاہر کرنے کا اس طرح اہتمام نہ کر کہ وہ تجھے مخلوق سے مدد حاصل کرنے پر مجبور کردے اگر تو نور اور حق پر ہے تو عنقریب اللہ تعالیٰ تجھے ظاہر کردے گا اور اللہ تعالیٰ بطور کارساز کافی ہے اور وہ کافی مددگار ہے۔

اور اگر تم ظلمت (تاریکی) اور باطل پر ہو تو اپنی شان کو ظاہر کرنے اور اپنی نیکوکاری کو مشہور کرنے کیلئے سبب نہ ڈھونڈو۔ اس سے تجھے صرف تھوڑا سا فائدہ ہوگا پھر اللہ تعالیٰ کا عذاب اور سزا بہت سخت ہے۔ اس بات کو جان لو۔

☆ دوسرے ساتھیوں کو ترجیح دینا

مرید کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی تمام خواہشات پر اپنے ساتھیوں کو ترجیح دے مشائخ کا اس بات پر اجماع ہے کہ جب مرید کی شان ایثار کرنا اور اذیت برداشت کرنا ہو تو ضرور بضرور اسے ہم عصر لوگوں پر سربلندی حاصل ہوتی ہے یا دنیا میں یا آخرت میں یا دونوں میں۔

میرے سردار حضرت علی بن وفا رحمہ اللہ فرماتے تھے:

کوئی شخص اپنے ہم عصر لوگوں پر ابھی وقت سیادت (سرداری) حاصل کرتا ہے جب وہ ان کو اپنے اوپر ترجیح دیتا ہے اور وہ ان کے ساتھ کسی چیز میں شریک نہیں ہوتا جس چیز کی طرف وہ نگاہیں اٹھاتے ہیں (تمنا کرتے ہیں)۔

وہ فرماتے تھے کہ مرید کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ اگر کوئی دنیوی چیز اس سے چھوٹ جائے تو اس سے متاثر نہ ہو (غمگین نہ ہو) جب اس کے گھر میں چور داخل ہوں اور گھر کا تمام سامان لے جائیں اور اس سے اس کے بال پر بھی اثر ہو تو وہ طریقت کے سلسلے میں جھوٹا ہے کیونکہ جو سچا ہوتا ہے وہ دنیا کی کسی چیز کے چلے جانے پر خوش ہوتا ہے چہ جائیکہ متاثر ہو (غمگین ہو) اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

☆ بے عمل سے دوری رکھے

مرید کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ جس شخص کو دیکھے کہ وہ اس کے عمل اور علم کے مطابق عمل نہیں کرتا تو اس سے دور رہے تا کہ اس کی طبیعت اس کی مثل نہ ہو جائے وہ اس طرح ہلاک ہو جائے گا کیونکہ برا ہم نشین اپنے ہم نشین کو شیطان سے بھی زیادہ ضرر دیتا ہے کیونکہ جب ابلیس مومن کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے تو مومن کو پتہ چل جاتا ہے کہ وہ واضح طور پر گمراہ کرنے والا شخص ہے اور جب وہ اس کے وسوسہ کی اطاعت کرتا ہے تو اسے پتہ چل جاتا ہے کہ وہ اپنے رب کی نافرمانی کر رہا ہے پس وہ اپنے گناہ سے توبہ کرنے لگتا ہے اور اس سے بکثرت بخشش طلب کرتا ہے لیکن برے دوست ایسے نہیں ہوتے کیونکہ وہ اپنی خواہش اور غرض کی موافقت میں حق کو باطل سے ملاتے ہیں اور وہ گناہ سے عذر پیش کرنے کے قریب نہیں جاتے اور بعض اوقات ایسے لوگ قضا اور قدر کے خلاف حجت بازی کرتے اور باطل کا سہارا لیتے ہیں اور جو شخص ایسے لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اس کی کوشش رائیگاں جاتی ہے۔

صوفیا کرام فرماتے ہیں

(سِتُّوْن مِنْ مردہ الشَّیْطَانِ لَا یُفْسِدُوْنَ مَا یُفْسَدَہٗ قَرِیْنَ السُّوْءِ فِیْ لَحْظَۃٍ)

ساٹھ سرکش شیطان اس قدر فساد برپا نہیں کرتے جس قدر براساتھی ایک گھڑی میں خرابی پیدا کر دیتا ہے۔

پس اے بھائی! سمجھ داری اختیار کر اور صرف ان لوگوں کی مجلس اختیار کر جن کو اپنے علم پر عمل کرتے ہوئے دیکھے اور جو فقراء اس بات کا خیال نہیں رکھتے ان سے دھوکہ نہ کھانا۔

میرے آقا حضرت ابراہیم متبولی رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت گاہ (زاویہ) سے جب کوئی مرید "جامعہ ازہر" میں تعلیم حاصل کرنے کے ارادے سے نکلتا تو آپ اس سے فرماتے: جب تم جامعہ میں جاؤ تو وہاں کے علماء کے بارے میں پوچھو لوگ جس کے تقویٰ اور زہد کی تعریف کریں اور بتائیں کہ وہ امراء کے پاس کم جاتا ہے تو اس سے پڑھو۔ اور اس استاذ سے علم حاصل کرنے سے بچو جو اپنے کھانے اور لباس میں پرہیز گاری اختیار نہیں کرتا ورنہ تم ہمیشہ کیلئے اس کی طرح ہو جاؤ گے اور جب تم علم حاصل کر لو تو اس پر عمل کا طریقہ صوفیاء کرام سے معلوم کرو وہ اس طریقہ کو تمہارے قریب کر دیں گے اور اس کے بعد جب کوئی فقیہ تم سے پوچھے کہ تم نے ہمارے بعد صوفیاء کی صحبت سے کیا فائدہ حاصل کیا تو تم کہو میں نے تم سے جو علم حاصل کیا اس پر حسن عمل کا طریقہ ان سے سیکھا۔

اہل علم بھی صوفیاء کے محتاج

اگر علماء کرام اپنے علم پر عمل کے اہتمام کی عادت اسی طرح اختیار کریں جس طرح صوفیاء کرام اہتمام کرتے ہیں تو وہی صوفی ہو جائیں اور ان کو کسی دوسرے سے طلب کی حاجت نہ رہے جس طرح ہمارے پہلے نیک علماء کرتے تھے کیونکہ حقیقتاً صوفی وہ عالم ہے جو اخلاص کے ساتھ اپنے علم پر عمل کرتا ہے کوئی دوسرا نہیں۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی جلالت علمی کے باوجود صوفیاء کرام کے پاس بیٹھتے تھے ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو ان لوگوں کی ہم نشینی سے کیا فائدہ حاصل ہوا؟

انہوں نے فرمایا: میں نے ان سے دو باتوں کا فائدہ حاصل کیا۔ ایک ان کا یہ قول

(اَلْوَقْتُ سَیْفٌ اِنْ لَمْ تَقْطَعْہُ قَطَعَکَ)

وقت ایک تلوار ہے اگر تم اس کو نہیں کاٹو گے تو وہ تمہیں کاٹے گی۔

دوسرا ان کا یہ قول

(اِنْ لَمْ تَشْتَغِلْ نَفْسَکَ بِالْخَیْرِ شَغَلَتْکَ بِالشَّرِّ)

اگر تم اپنے نفس کو نیکی میں مشغول نہیں رکھو گے تو وہ تمہیں برائی میں مشغول کر دے گا۔ [1]

اسی طرح حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابوحمزہ بغدادی صوفی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بیٹھتے تھے اور جب ان کو کسی مسئلہ میں مشکل پیدا آتی تو فرماتے (مَا تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا یَا صُوْفِیْ؟) اے صوفی! اس سلسلے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

یہ بات اس قوم (صوفیاء کرام) کی منقبت کیلئے کافی ہے اگر ان لوگوں کو یہ فضیلت حاصل نہ ہوتی تو حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] نفس کو نیکی کے کاموں میں لگائے رکھنا چاہئے ورنہ نفس خود اپنے لیے برائی کا راستہ منتخب کرے گا۔ ۱۲ ہزاروی

جیسی شخصیت ان کی حاجت مند نہ ہوتی۔

ابن ایمن رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ "الامام احمد" میں نقل کیا کہ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو صوفیاء کرام کے پاس جانے سے منع کرتے تھے اور فرماتے تھے جو کچھ ہمارے پاس ہے کیا ان لوگوں کے پاس اس سے زائد کوئی چیز ہے؟ حتیٰ کہ ایک رات ان (صوفیاء کرام) کی ایک جماعت آپ کے دروازے پر آئی اور انہوں نے آپ سے کچھ شرعی مسائل کے بارے میں دریافت کیا اور آپ کو عاجز کر دیا پھر ہوا میں اڑ گئے اور آپ سے فرمایا آپ بھی ہمارے ساتھ اڑیں لیکن آپ نہ اڑ سکے۔

اس دن سے آپ لوگوں کو صوفیاء کرام کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی ترغیب دینے لگے اور آپ فرماتے

(اِنَّھُمْ زَادُوْا عَلَیْنَا فِی الْعَمَلِ بِمَا عَلِمُوْا)

یہ لوگ اپنے علم پر عمل کی وجہ سے ہم پر برتری حاصل کر گئے۔

☆ مال کی طرف عدم توجہ رکھے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ ان کے طریقت میں آنے سے پہلے ان کا جو مال چلا گیا وہ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ نہ وہ اپنے گھر کی طرف توجہ کرتے ہیں نہ زمین کی طرف اور نہ ہی اسباب دنیا میں سے کسی دوسرے سبب کی طرف کیونکہ اس کی طرف توجہ کمزور مرید کو بہت زیادہ نقصان پہنچاتی ہے۔ اور بعض اوقات وہ طریقت میں داخل ہونے سے پہلے والی حالت سے بھی نہایت بری حالت کی طرف پھر جاتا ہے۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: اگر کوئی شخص سچے دل سے ایک ہزار سال اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو پھر ایک لحظہ کیلئے بھی اس سے پھر جائے تو ایک لحظہ (گھڑی) میں جو کچھ کھوتا ہے وہ اس سے زیادہ ہوتا ہے جو اس نے پہلے پایا۔

اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ ہر لحظہ اور گھڑی پہلی امداد کو شامل ہوتی ہے اور اس پر وقت کی مدد زائد ہوتی ہے کیونکہ حق تعالیٰ کا جود و سخاء ہمیشہ کیلئے فیض رسانی کرتا رہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

☆ اطاعت خداوندی میں بھرپور کوشش کرے

اور مرید کی شان اور آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور فرماں برداری میں بھرپور کوشش کرتا ہے بالخصوص جب اس کے سلوک کا آغاز ہو۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں

(مَنْ لَمْ یَکُنْ مُجْتَھِدًا فِیْ بِدَایَتِہٖ لَا یُفْلِحُ لَہٗ مُرِیْدٌ فِیْ نِھَایَتِہٖ)

جو شخص اپنے ابتدائی دور میں کوشش کرنے والا نہیں ہوتا انتہا میں اس مرید کو کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ سوئے گا تو اس کا مرید بھی سو جائے گا عام طور پر اسی طرح ہوتا ہے اور جب وہ روزہ رکھے تو اس کا مرید بھی اسی طرح روزہ رکھے گا۔ جب وہ خواہشات کی تکمیل کرے تو اس کا مرید بھی اسی طرح خواہشات کی تکمیل کرے گا۔ تمام اخلاق میں یہی کیفیت ہوگی۔

اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ مرید صادق اپنے شیخ سے ہی مدد حاصل کرتا ہے پس شیخ جس حالت میں ہوگا مرید اسی حالت سے مدد حاصل کرے گا حتیٰ کہ اگر شیخ اپنے رب سے غافل ہو جائے تو لازمی طور پر اس کی غفلت مرید کی غفلت کا باعث ہوگی۔

پس جو شخص اپنے آپ کو اپنے مریدوں کا امام بناتا ہے اس سے زیادہ کوئی بھی شخص اپنے دل اور بدن کو نہیں تھکاتا۔

لیکن عام طور پر اس طرح ہوتا ہے کوئی قاعدہ کلیہ نہیں بعض اوقات مرید اپنے رب سے غافل ہوتا ہے حالانکہ اس کا شیخ اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے۔

میرے سردار حضرت ابراہیم الدسوقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے

مرید کیلئے ضروری ہے کہ وہ اخلاص کے ساتھ مجاہدہ کرے کیونکہ جب وہ باطنی طور پر اپنے رب کے ساتھ اپنے معاملہ میں سچا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی بارگاہ قدس میں داخل کردے گا۔

اور آپ فرماتے تھے:

جو شخص اپنے پیچھے کی طرف خالص نظر رکھے وہ خلوص کے اندر اوندھا ہونے سے بچ جاتا ہے۔

اور آپ فرماتے تھے:

جو شخص پاکدامن، پاکیزہ اور شریف نہ ہو وہ میری اولاد سے نہیں اگرچہ وہ میری نسبی اولاد ہی کیوں نہ ہو۔

اور جو شخص طریقت، دیانت، سیانت، زہد، تقویٰ اور قلت طمع کو اختیار کرے وہ میری اولاد سے ہے اگرچہ وہ دور دراز کے علاقہ میں رہتا ہو۔

اور آپ یہ بھی فرماتے تھے:

کمزور حال والے مرید پر لازم ہے کہ وہ صرف اس قدر علم حاصل کرے جو فرائض اور نوافل کی ادائیگی کیلئے اس پر واجب ہے اس کیلئے مناسب نہیں کہ اس سے زائد فصاحت و بلاغت وغیرہ میں سے کسی چیز میں مشغول ہوتا کہ اس کی سیر مکمل ہو اور وہ اپنے رب کی معرفت حاصل کرے۔ اب اس کی یہ حالت ہوگی کہ کوئی بات اسے اپنے رب سے ہٹا کر دوسری طرف مشغول نہیں کرے گی۔ اب اگر وہ علم نحو پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوگا یا علم کلام میں مشغول ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوگا یا علم الاحکام حاصل کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوگا یعنی اسے کشف اور حاضری نصیب ہوگی بخلاف اس شخص کے جو اپنی سیر کے ذریعے اس تک نہ پہنچا پس ہر وہ چیز جس کے وجود میں وہ مشغول ہوتا ہے بعض اوقات وہ اسے اللہ تعالیٰ سے دور کر دیتی ہے حتیٰ کہ جائز کلام بھی۔

آپ فرماتے تھے:

مرید کیلئے جو چیز سب سے زیادہ ضروری ہے وہ اس کا مطالعہ ہے کیونکہ اس میں صالحین کے مناقب اور ان کے علمی اور عملی آثار ہیں نیز رات اور دن میں کثرت سے ذکر کرتا رہے کیونکہ یہ کام اسے ان لوگوں کے ساتھ ملانے کیلئے کھینچتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

☆بخیل نہ ہو

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ کسی سے بخل نہ کرے اور شریعت اور حقیقت میں کسی سے جھگڑا نہ کرے اور کسی دوسرے کے اعمال کو صحیح کرنے میں بھی مشغول نہ ہو کیونکہ یہ بزرگوں کے وظیفہ (طریقہ) سے ہے اگر مرید اس میں مشغول ہو گیا تو اس کی اللہ تعالیٰ کی طرف سیر ختم ہو جائے گی اور اس وقت اس میں سرداری اور خود پسندی آ جائے گی اور وہ غیر شعوری طور پر ہلاک ہو جائے گا بلکہ اس پر لازم ہے کہ وہ ترقی کے راستے پر اچھی طرح عمل کرنے والا ہو اور سستی کرتے ہوئے دن یا رات میں اس سے اکتاہٹ محسوس نہ کرے۔

جھگڑا کرنے والے لوگ اور ہیں اور ماننے والے لوگ اور ہیں۔ میرے سردار حضرت ابراہیم دسوقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: سچے مرید کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کی تمام خواہشات سے باہر رہے حال، مرتبہ یا اپنے آپ کو نیک کہلانے وغیرہ کی کسی کوشش کی طرف توجہ نہ کرے، وہ ضائع ہو جانے اور تنگی پر راضی ہو اور گوشہ نشینی اور عدم شہرت پر خوش ہو۔ جس طرح سچے لوگوں کی شان ہے کیونکہ فلاح اور کامیابی صرف اسی شخص کو حاصل ہوتی ہے جو نفسانی خواہشات کو ترک کر دیتا ہے اور ایذا رسانی کا بدلہ احسان کے ساتھ اور برائی کا بدلہ برداشت کے ذریعے دیتا ہے۔

☆کوئی گھٹیا فعل نہ کرے

آپ فرماتے تھے:

مرید کی شان یہ ہے کہ اس کا کوئی فعل گھٹیا قسم کا نہ ہو اور کوئی بات اسے صوفیاء کے راستے سے پھیر نہ سکے اور نہ کوئی تلوار اور نہ کسی چیز کی الفت اسے اس راستے سے ہٹا سکے۔

آپ فرماتے تھے: مرید کی شرط سے یہ بات بھی ہے کہ وہ سچا دعویٰ بھی نہ کرے جھوٹا دعویٰ تو در کنار اس کے اور نوجوان لڑکوں اور عورتوں جو اجنبی ہوں کے درمیان دوستی اور بھائی چارہ نہ ہو یہ عمل بزرگوں کیلئے جائز ہے (کیونکہ وہاں شہوت کا خطرہ نہیں ہوتا)۔

آپ فرماتے تھے کہ مرید کی شان ہے کہ وہ اپنے بدن اور دل کے ساتھ خوب عمل کرنے والا ہو وہ راستے میں آواز بلند نہ کرے اور نہ ہی وہ طریقت کے بارے میں کلام کرے اگرچہ وہ طریقت کے اخلاق سے متصف ہو جائے، یہاں تک کہ اس کا شیخ (مرشد) اسے اجازت دے۔ فرماتے ہیں: ہمارے اس زمانے میں میرے اکثر مریدین طریقت کے چند کلمات پر قناعت کر بیٹھے ہیں جو انہوں نے کتب سے اور اپنے بزرگوں سے حاصل کئے جو ان سے سنتا ہے ان کو صوفیاء میں سے خیال کرتا ہے۔

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

☆حلال لقمہ کی چھان بین کرے

مرید کے آداب اور شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ لقمہ کے حلال ہونے کی تحقیق کرے، نیز لباس کے بارے میں بھی تفتیش کرے جب تک اس کی زبان حرام اور شبہات والی چیزیں چکھتی رہے گی اسے اعمال کا نور نصیب نہیں ہو سکتا کیونکہ اس لقمہ میں

تاریکی ہے۔

اور یہ بات معلوم ہے کہ مرید ہمیشہ وہ عمل کرے جس سے اس کا دل روشن ہو، تا کہ وہ ہدایت اور گمراہی میں فرق کر سکے۔

میرے آقا حضرت ابراہیم الدسوقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

سچے مرید کی شان سے یہ بات ہے کہ اس کا دل اس طرف متوجہ نہ ہو کہ لوگ اس کا تزکیہ بیان کریں بلکہ اس پر لازم ہے کہ لوگ جو اس کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں اس میں اپنے نفس کی چھان بین کرے بعض اوقات شیخ اپنے مرید کو ایام استقامت کی اجازت لکھ کر دیتا ہے پھر مرید اس میں تبدیلی کر دیتا ہے تو وہ اجازت اسے کیا فائدہ دے گی جبکہ اس نے اہل طریقت کے احوال کو بدل دیا۔

اسی طرح کہ اگر وہ اجازت کے بعد کی اپنی لغزشیں مرشد کے سامنے پیش کرے تو وہ اپنی اجازت سے رجوع کر لے اور اس سلسلے میں اپنے آپ کو خطاوار قرار دے لہٰذا مرید اجازت ملنے کے بعد اپنے نفس کا جائزہ لیتا رہے اور محض اس تحریر پر جو اس کے پاس ہے قناعت نہ کرے کیونکہ دھوکہ ہے۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ اگر مرید کلام کے اعراب اور اسے غلطیوں سے محفوظ رکھنے میں مشغول ہو جائے تو وہ طریقت سے دور ہو گیا اسے چاہئے کہ وہ اعمال صالحہ میں اعراب اور استقامت اختیار کرے البتہ اس قدر علم نحو حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں جو اسے قرآن و حدیث میں غلطی سے محفوظ رکھے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

☆ بے خوابی، بھوک اور لوگوں سے دوری اختیار کرنا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ بے خوابی' بھوک اور بدن اور دل کے ساتھ لوگوں سے الگ تھلک رہنے پر بہت صبر کرے۔

میرے شیخ حضرت ابراہیم الدسوقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اللہ تعالیٰ کی طرف جانا جسم کو فنا و جگر کو ٹکڑے ٹکڑے اور جسم کو کمزور کر دیتا ہے نیند کو اڑا دیتا ہے دل کو بیمار کر دیتا ہے اور دل کو پگھلا دیتا ہے۔

اور آپ فرماتے تھے: سب سے بڑی بات جس سے مرید کو امن حاصل ہوتا ہے وہ شیخ سے محبت کرنا اور اس کے حکم کے سامنے گردن جھکا دینا ہے' نیز دشمنی اور مخالفت کی لاٹھی کو پھینک دینا اور شیخ کی مراد اور اس کے حکم کے تحت سکون پانا ہے۔

جب ہر روز شیخ کی محبت اور اطاعت میں اضافہ ہو گا وہ قطع تعلق سے محفوظ رہے گا۔

طریقت کے عوارض اور دوسری طرف توجہ اور ارادے امداد کو ختم کر دیتے ہیں اور مرید حجاب میں ہو جاتا ہے۔

☆ صوفیاء پر بہتان باندھنے والوں سے دور رہے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ جو لوگ اہل طریقت پر جھوٹ اور بہتان باندھتے ہیں ان پر ریا کاری اور منافقت کا

الزام لگاتے ہیں ان سے دور بھاگے۔ بے شک جو شخص اہل طریقت پر جرأت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے نفرت کرتا اور اسے ناپسند کرتا ہے بلکہ اس کے بعد وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا اگر چہ وہ اس کام کے علاوہ دونوں مخلوقوں (جنوں اور انسانوں) کے برابر عبادت کرتا ہو۔

سوال: ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے فلاں بندے سے محبت کرتا ہے؟

جواب: ہمیں اللہ تعالیٰ کی اس سے محبت کی معرفت اس طرح حاصل ہوتی ہے کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت اور کثرت نوافل کے ذریعے اس کا قرب حاصل کرتا ہے۔ جب ہم اسے یہ عمل کرتا دیکھیں تو ہم پر اس سے محبت کرنا لازم ہے اور اس سے نفرت کرنا حرام ہے۔ ہمیں اس بات کا حق نہیں پہنچتا کہ ہم اس کا دل پھاڑ کر دیکھیں تاکہ ہمیں پتہ چلے کہ وہ مخلص ہے یا ریاکار کیونکہ یہ کام اللہ تعالیٰ کا ہے ہمارا نہیں۔

میرے آقا حضرت ابراہیم الدسوقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جب کوئی مرید دعویٰ کرے کہ وہ اپنے رب کی محبت میں بالکل سچا ہے تو اس کے جھوٹا ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ سحری کے وقت سویا رہے قرب کے مٹکے سے (شراب محبت) نہ پیئے اور (محبت خداوندی کا) نشہ دینے والی شراب نہ پیئے۔

آپ مزید فرماتے تھے:

جو شخص بارگاہ خداوندی کے قرب کا ارادہ کرتا ہے وہ اس کے سوا ہر مقام اور درجات نیز خلاف عادت کاموں اور کرامات کو چھوڑ دے۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے:

ہر وہ مرید جو شیطان کا یہ فتویٰ قبول کرے کہ اللہ تعالیٰ سنتوں اور وظائف کو چھوڑنے پر گرفت نہیں فرمائے گا وہ ہلاک ہو گیا اور اوندھے منہ گر گیا اور اس سے مراد چھوٹ گئی کیونکہ شیطان مرید کو یہ حکم دیتا ہے کہ شریعت کی رخصتوں پر عمل کرے (یعنی فرائض واجبات کے علاوہ کاموں کو چھوڑ دے) وہ اسے آہستہ آہستہ سرکشی اور گمراہی کی طرف لے جاتا ہے۔

مرید عزیموں پر عمل کرنے کے بعد جب رخصتوں پر عمل کرنا شروع کر دے تو اس کے بعد وہ اسے ان کاموں کی طرف منتقل کر دے گا جن سے شریعت نے روکا ہے اور وہ کہے گا کہ یہ کام تیری تخلیق سے پہلے تیری تقدیر میں لکھے گئے تھے۔ تو تو کیا چیز تھا وہ اس کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ تو خالص موحدین میں سے ہو گیا ہے تو تو کوئی فعل اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہیں دیکھتا پس وہ ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہو جاتا ہے کیونکہ نہ تو وہ توبہ کرتا ہے اور نہ گناہ سے طلب مغفرت کرتا ہے۔

آپ فرماتے تھے:

مرید کی شرائط میں سے ہے کہ وہ سب لوگوں سے بڑھ کر گناہوں سے دور رہنے والا ہو زیادہ وقت بیداری اور قیام میں گزارے جب وہ اپنے آقا کی خدمت زیادہ کرے گا اس کا قرب اور احسان زیادہ حاصل ہو گا۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے:

اے مرید! اللہ تعالیٰ کی محبت میں کامل ہونے کا دعویٰ کرنے پھر اپنے رب کی نافرمانی کرنے سے دور رہ جب تو اس کی نافرمانی کرے گا تو بعض اوقات اس کی بارگاہ سے تجھے کہا جائے گا تجھ پر افسوس کیا تو مجھ سے حیا نہیں کرتا؟ میرے قرب کی طلب میں سچا ہونے کا تیرا دعویٰ کہاں ہے؟ میری مجلس کیلئے تیرا اپنے میلے کپڑوں کو دھونا کہاں ہے؟ تو گناہوں کی طرف کتنے قدم اٹھاتا ہے؟ تو کس قدر سوتا ہے؟ جب کہ میرے دوستوں کے قدم صف بستہ ہیں مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! تو جھوٹا دعویٰ دار ہے۔ والسلام

آپ یہ بھی فرماتے تھے:

اللہ تعالیٰ ہر اس مرید کا دشمن ہے جو اپنے آپ کو ہمارے طریقہ پر مشہور کرتا ہے اور اس کا حق ادا نہیں کرتا اور اس کا مذاق اڑاتا ہے۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے:

جو خیانت کرتا ہے وہ ناقص ہے اور جو ہمارے کلام سے نصیحت حاصل نہیں کرتا وہ ہمارے قافلے میں نہ چلے اور نہ ہماری جماعت میں رہے بے شک ہم اپنی اولاد سے صرف سمجھدار اور اچھے اخلاق والے کو پسند کرتے ہیں تا کہ اس کا دل ہمارے راز کا مقام بننے کیلئے ٹھیک ہو۔

پس اے میری اولاد! اگر تم ارادت میں سچے ہو تو میرے طریقے کو گدلا نہ کرو اور میری تحقیق میں کھیل کود کو اختیار نہ کرو اور اپنے نفسوں کی سچائی میں دھوکہ نہ دو، اخلاص اختیار کرو نجات پاؤ گے۔ جس طرح ہم نے تمہاری تربیت اور خیر خواہی میں وفا اختیار کی تم غور سے سننے اور نصیحت حاصل کرنے میں ہم سے وفا کرو۔ اور میں تمہیں صرف اسی بات کا حکم دیتا ہوں جس بات کا تمہیں تمہارے رب اور تمہارے نبی علیہ السلام نے حکم دیا۔

دعویٰ کرنے سے بچو

آپ فرماتے تھے: سچے مرید کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ کبھی یہ نہ کہے کہ میں فلاں فلاں بڑی بڑی عبادات کرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ دعویٰ کرنے والوں کو عاجز کر دیتا ہے اگر چہ وہ دو بھاری مخلوق (انسانوں اور جنوں) کے اعمال پر اتریں اور وہ خالی ہاتھ رہ جاتے ہیں۔

آپ فرماتے تھے: جب مرید اپنے نفس کے ساتھ جھگڑنے اور اس کے ریاکاری اور منافقت پر ابھارنے سے غافل ہو جائے تو وہ ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہو جاتا ہے تو جھوٹے مرید کا کیا حال ہوگا؟

آپ فرماتے تھے سچے مرید کی ایک علامت یہ ہے کہ اس کیلئے طریقت کے وہ مقامات لپیٹ دیئے جائیں جو ان کے غیر کیلئے دور ہیں اور اس کی وجہ سے اس کے عزم کی پختگی ہے کیونکہ اپنے رب کی بارگاہ کے قریب ہونے کی مٹھاس طویل تھکاوٹ کو بھلا دیتی ہے۔

وہ فرماتے تھے:

سچے مرید کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ مخالفتوں سے پھر جائے وہ یوں ہو جائے کہ صالحین میں میں جو شخص اسے گالی دے وہ اس سے محبت کرے جو اس سے قطع تعلق کرے وہ اس سے تعلق جوڑتا رہے اور جو شخص اس کا خواہش مند نہ ہو یہ اس کی بھی تعریف کرے اور منافقین کی دشمنی کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا کیونکہ وہ تو انبیاء کرام اور رُسل عظام (علیہم السلام) کے بھی دشمن ہیں۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

وظائف میں طریقت کا راز

مرید کا کام یہ ہے کہ اس کے شیخ نے اسے جن اوراد و وظائف کا حکم دیا ہے وہ ان کو چھوڑ کر دوسرے طریقوں کو اختیار نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر شیخ کے ان اوراد میں جن کا وہ اپنے مرید کو حکم دیتا ہے اپنی خاص مدد یا راز اور اس کی طریقت کا راز رکھا ہے۔ پس جو شخص اس کے (بتائے ہوئے) ورد کو چھوڑ دیتا ہے وہ اپنے شیخ کے عہد و پیمان کو توڑتا ہے۔ اس بات پر صوفیاء کرام کا اتفاق ہے کہ جب وہ اپنے ورد کو چھوڑتا ہے اس دن اس سے امداد ختم ہو جاتی ہے۔

اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ صوفیاء کا طریق تصدیق و تحقیق جہد و عمل، آنکھوں کو جھکانا، دل، ہاتھ، شرم گاہ اور زبان کی طہارت ہے پس جو شخص طریقت کے ان افعال میں سے کسی بھی بات کی مخالفت کرتا ہے طریقت اسے ناپسند کرتے ہوئے چھوڑ دیتی ہے۔

طریقت کا راستہ مشکل ہے

میرے روحانی آقا حضرت ابراہیم دسوقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

مرید پر لازم ہے کہ وہ پختہ ارادے پر اپنی ہمت کو جمع رکھے تا کہ وہ طریقت کو ذوق کے ساتھ پہچان سکے وصف اور قلم کے ساتھ نہیں۔

آپ اپنے مرید سے فرمایا کرتے تھے:

اے بیٹے! اگر تم سچے ہو تو اپنے جسم سے اپنے دل تک مجرد (خالی) ہو جاؤ اور ہر اس بحث مباحثہ میں مشغولیت سے خاموشی اختیار کرو جس میں فائدہ کوئی نہیں من گھڑت باتوں سے باز رہو اور اپنے ارادے کو پختہ کرو اور طریقت کے عمدہ گھوڑے پر سوار ہو جاؤ۔

پھر فرماتے: آہ آہ آہ یہ راستہ کس قدر میٹھا ہے، کس قدر آسان ہے، کس قدر کڑوا ہے، کس قدر ہلاکت میں ڈالنے والا اور کس قدر زندہ رکھنے والا ہے، کس قدر میٹھا ہے، کس قدر مشکل ہے، کس قدر بڑا ہے، اس کا شکار ہونے والے کتنے زیادہ ہیں، اس کی مدد کتنی زیادہ ہے، اس پر وارد ہونے والی چیز کس قدر عجیب ہے، اس کا سمندر کتنا گہرا ہے، اس کے درندے اور وحشی جانور کتنے زیادہ ہیں، اس کے بچھو اور اس کے سانپ کتنے زیادہ ہیں؟

آپ فرماتے تھے:

تم میں سے کوئی ایک میری رات کی محبت کا دعویٰ کیسے کرتا ہے حالانکہ وہ رات دن اس کی ملامت میں ہے۔ نیز اپنی جہالت

کی وجہ سے اہل طریقت پر اعتراض کرنے والے موجود ہیں' نیز اپنے وعدوں میں خیانت کے مرتکب لوگ بھی موجود ہیں' میری رات اس کیلئے ظاہر ہوتی ہے جو اس کی محبت میں ذلت ورسوائی برداشت کرتا ہے اور اہل طریقت کے منکرین کی بات نہیں سنتا۔

بے شک میری رات اس سے محبت نہیں کرتی جو اس کے غیر سے اس کی اجازت کے بغیر محبت کرے بلکہ وہ اس سے بھی محبت نہیں کرتی جس کے دل میں اس کے غیر کی محبت کا خیال بھی ہو وہ اس سے محبت کرتی ہے جو اس کی محبت کے نشے میں دھت ہو اس کی شراب سے مدہوش ہو' حیران پریشان ہو' سب کچھ بھول چکا ہو' پسینہ میں شرابور ہو' بدمست ہو اور دیوانہ ہو اگر تمام جن اور انسان اس کے دل کو اس سے پھیرنے پر متفق ہو جائیں یا اس کے عہد کی گرہ کھولیں تو وہ ایسا نہیں کر سکتے۔

آپ مزید فرماتے تھے:

سچے مرید کی شان یہ ہے کہ وہ اہل باطل' من گھڑت باتیں کرنے والے اور زبان کو حرکت میں رکھنے والوں کی مجلس زیادہ اختیار نہ کرے اس کی مجلس اختیار کرے جو طریقت کی آغوش میں ہے اور توڑ پھوڑ نے اسے کوٹ کر رکھ دیا اس سے ہر دوست جدا ہو گیا طریقت کی کڑواہٹ نے اس کے دل اور جسم کو پگھلا کر رکھ دیا۔

پھر فرماتے:

جس شخص کو میرے اس قول میں شک ہو کہ ان لوگوں کی صحبت سے دل مر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مانوس ہو کر اپنے دل کا امتحان لے جب وہ مجلس ذکر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور جب وہ احکام شریعت سے متعلق کوئی چیز پڑھے یا نحو وغیرہ کوئی علم پڑھے اور اس کا دل اللہ کی یاد سے غافل ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں اس انس سے زیادہ پائے گا جو انس ذکر الٰہی کے بغیر حاصل ہوتا ہے اور جس کام میں اللہ تعالیٰ کا اُنس زیادہ ہو اس میں بارگاہ خداوندی کی حاضری زیادہ ہوتی ہے' کیونکہ اُنس قرب اور رضا کی علامت سے ہے اور اس کو چھوڑنا دوری کی علامت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

☆نفس کی خبر لینا

مرید کی شان یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کو جھڑکے اور جب وہ کسی لذت کے حصول کے بعد رک جائے تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سیر کی ترغیب دے اور ہر عمل سے پہلے آلائشوں کو دور کرے۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

جو شخص ایک درہم اپنے پاس بطور خزانہ رکھتا ہے اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جو اپنے پاؤں کو ٹوٹنے والے دھاگے سے باندھتا ہے۔ جو شخص نصف درہم رکھتا ہے اس کی مثال اس کی طرح جو دھوبی کی رسی سے اپنے آپ کو باندھ رکھتا ہے۔ جو شخص ایک دینار رکھتا ہے اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو اپنے آپکو کنویں کی رسی سے باندھتا ہے۔ جو شخص دنیوی مال میں اضافہ کرتا ہے وہ رسیوں میں اضافہ کرتا ہے۔

مرید جب عبادت سے تھک جائے تو اپنے آپ سے کہے:

(اِصْبِرِیْ فَاِنَّ الرَّاحَةَ اَمَامَكِ وَاِنَّمَا اُرِیْدُ بتعبك اِكْرَامَكِ)

صبر کر آرام آگے ہے میں تجھے تھکانے کے ذریعے عزت دینا چاہتا ہوں۔

☆ طریقت کا سفر جاری رکھنا

میرے روحانی آقا حضرت ابراہیم دسوقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

سچے مرید کیلئے شرط ہے کہ (تصوف کے) مقامات کی سیر رات اور دن صبح اور شام جاری رکھے۔ اس کیلئے نہ کوئی لوٹنے کی جگہ ہے اور نہ کوئی وطن، اس کا گھوڑا لگاموں سے فارغ ہو گیا اور شجاعت اور عزم و ارادہ سے بھر گیا رات کو چلنے کی وجہ سے اس کا پیٹ پھٹ گیا اور گرد و غبار نے اسے بیمار کر دیا۔ کوئی کمزور کرنے والا اسے کمزور نہیں کر سکتا اور نہ کوئی ہلاکت میں ڈالنے والا اسے خوف زدہ کر سکتا ہے۔ کاٹنے والی تلوار کی ضربیں اسے واپس نہیں کر سکتیں، سرکش شیطان اسے بزدل نہیں بنا سکتا حتیٰ کہ جب کوئی اس کے محبوب کے بارے میں اس سے جھگڑتا ہے وہ اس طرح لوٹتا ہے کہ اس سے جھگڑا کیا جاتا ہے (اس کو منہ توڑ جواب دیا جاتا ہے)۔

نہ آگے بڑھتا ہے اور نہ سوتا ہے، نہ اس کیلئے چاشت وقت ہے بلکہ اس کے نزدیک تمام زمانہ برابر ہے حتیٰ کہ وہ میری رات کے خیموں میں داخل ہوتا ہے اور ان خیموں کی رسیوں کو اپنے رخسار پر رکھتا ہے اور خطاب سنتا ہے۔ اس وقت وہ اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور اس کے دل کو خوشی حاصل ہوتی ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ اے میرے صحراؤں، چٹیل میدانوں، پہاڑوں، سمندروں، اندھیروں اور آگ کا طویل سفر کرنے والے اب آرام کر! اے وہ شخص جس نے بہت زیادہ تھکاوٹ حاصل کی اور غائب رہا۔ اے وہ شخص جس کے غیر نے طریقت سے واپسی اختیار کی اور تم آ گئے پس اللہ تعالیٰ نے تمہارا ٹھکانہ معزز بنایا اور تیری سعی میں نامرادی نہیں۔

آج تم ہمارے پاس ٹھہرنے والے امن والے مہمان ہو اور ہمارے ہاں کی مہمانی کبھی ختم نہیں ہوتی بلکہ وہ ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے گی اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

☆ مرید کو کیسا ہونا چاہئے؟

مرید کی شان سے یہ بات ہے کہ وہ حسد، غیرت، سرکشی، دھوکہ بازی، ہٹ دھرمی، بناوٹ، چاپلوسی، جھوٹ، تزئین و آرائش، تکبر، خود پسندی، عیاشی، فخر و غرور، زیادہ اور بے مقصد گفتگو نیز نفسانی خواہشات سے بچے مجالس میں صدر نشین نہ بنے، کسی مسلمان کے مقابلے میں اپنے آپ کو برتر خیال نہ کرے،، جھگڑا نہ کرے، کسی کا امتحان نہ کرے، اہل طریقت میں سے کسی کی توہین نہ کرے۔

جو شخص ارادت میں سچائی کا دعویٰ کرے اور اس میں ان مذکورہ بالا خصلتوں میں سے کوئی خصلت پائی جائے تو وہ شخص سچا نہیں ہے اور طریقت میں اس سے کچھ بھی نہیں بن پڑے گا کیونکہ یہ صفات طریقت والے کو اس کی سیر سے روک دیتی ہیں بلکہ وہ اسے بارگاہ خداوندی سے شیطان کی طرف پھینک دیتی ہیں، کیونکہ یہ شیطانوں کی صفات ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

☆ مخلوق کی تعظیم کا دروازہ بند کرنا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ مخلوق میں سے کسی کی تعظیم کا خیال نہیں کرتا اور وہ مخلوق میں سے کسی کی طرف توجہ نہیں

---

① وہ لوگ جو صفات خداوندی کے منکر ہیں ان کے عقیدے کو "تعطیل" کہا جاتا ہے۔ ۱۲ ہزاروی

② اس عبارت کا مطلب واضح نہیں اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی مراد کیا ہے۔ ۱۲ ہزاروی

کرتا وہ اس کی طرف آئے یا اس سے پیٹھ پھیرے البتہ شرعی طریقے سے توجہ کر سکتا ہے۔

کیونکہ سچے مرید کی شرائط میں سے یہ شرط بھی ہے کہ وہ لوگوں سے علیحدہ رہے اور ان میں سے کسی کے ہاں اپنے لئے مقام و مرتبہ تلاش نہ کرے اس کا ان سے کیا تعلق ہے۔ پس اس کیلئے مناسب نہیں کہ ان مجالس میں حاضر ہو جن میں فضول باتیں یا فضول کام ہوں' منافقت یا جھگڑا یا خود پسندی یا ریا کاری ہو' اگرچہ وہ مجلس علم ہو۔

علم کے طلبہ میں ان امور سے سلامتی بہت کم پائی جاتی ہے لہٰذا اے بھائی! نماز با جماعت کے علاوہ تمہیں تنہائی اختیار کرنی چاہئے نیز ان علمی مجالس میں بھی جا سکتے ہو جو ان مذکورہ باتوں سے محفوظ ہوں۔

میرے آقائے نعمت حضرت ابراہیم الدسوقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اے بیٹے! اپنے آپ کو ان علمی مجالس سے دور رکھو جن کے بارے میں غالب گمان یہ ہو کہ اس مجلس والے مخلص نہیں ہیں۔ ایسی مجالس تمہارے دل میں تاریکی پیدا کر دیں گی جب تمہیں ان باتوں کی پہچان حاصل ہو جائے جن کی تعلیم کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے تو اس کے بعد تم پر گوشہ نشینی لازم ہے۔

اے میرے بیٹے! تم ساتویں ہجری میں عجیب و غریب باتیں دیکھ رہے ہو اس صدی کے اکثر لوگ ارباب طریقت کے راستے کو شریعت سے خارج قرار دے رہے ہیں اور طریقت میں حقیقت محبت کا دعویٰ کرتے ہیں' یہ لوگ اہل طریقت کی بری حالت سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ اس قوم پر (اللہ تعالیٰ کی) عطا کا دروازہ بند ہو گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر بند ہو گیا ہے۔ ان کی اس سوچ کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں کو صوفیاء کرام کے دن رات کے مجاہدات کا علم نہیں حتیٰ کہ ان مجاہدات کی طلب میں ان ارباب طریقت کے جگر کٹ گئے اور ان مجاہدات سے تھکاوٹ کی وجہ سے ان کے جسم پھٹ گئے۔ اگر ان (معترضین) میں سے کوئی ایک ان صوفیاء کرام کے حال کا ذائقہ چکھ لیتا تو ان کی چیخ و پکار اور کپڑوں کو پھاڑنے میں ان کو معذور خیال کرتا۔

آپ فرماتے تھے: اللہ کی قسم! سچے مرید کا مطلوب صرف یہی ہے یعنی معرفت میں اضافہ کرنا ورنہ حق تعالیٰ تمام مخلوق کیلئے معروف ہے اور ان کو اس کے وجود کا علم ہے۔

حضرت سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں یہ بات بھی ہے (فرماتے ہیں):

"کسی شخص کیلئے حق کی طلب درست نہیں' کیونکہ طلب (تلاش) گم شدہ چیز کی ہوتی ہے جب کہ تمام گروہوں کے نزدیک حتیٰ کہ جو لوگ تعطیل کا عقیدہ رکھتے ہیں ان کے نزدیک بھی حق تعالیٰ موجود ہے۔

کیونکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے وجود کو معطل نہیں مانتے بلکہ اس کی صفات میں سے کسی صفت کا انکار کرتے ہیں مثلاً وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا اسم "حیی" سے مراد اس کا وہ نام ہے جو اس کے باقی رہنے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ "حیی" وہ ہے جس کی حیات کیلئے فنا نہ ہو۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح فرمایا لیکن حق یہ ہے کہ وہاں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ وہاں زمین کے اطراف

جن کو دور کیا جائے اور زمین کو نگل لیا جائے (طے کیا جائے) کے علاوہ کچھ نہیں۔

حضرت سیدی ابراہیم الدسوقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

سچے مرید کی شرائط میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے تمام احوال میں کمی دیکھنے سے نہ تھکے کیونکہ کمی کا تصور اس کیلئے درجات کے اضافہ کا دروازہ کھولتا ہے بعض اوقات مولیٰ کمی والے کو وہ کچھ عطا کرتا ہے جو بڑے لوگوں کو عطا نہیں کرتا۔

☆ مرید، شریعت میں استاذ کا انتخاب کیسے کرے؟

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ علم شریعت اس شخص سے حاصل کرے جو زہد اور تقویٰ میں معروف ہو اگر استاذ اسے اجازت دے کہ وہ اس کے سامنے پڑھے تو یہ اس کیلئے زیادہ مددگار اور اس کی غرض کو زیادہ قریب کرنے والا ہوگا۔

میرے آقا حضرت ابراہیم دسوقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

"اگر مرید طریقت کی طرف علم و عمل میں اخلاص کے ذریعے آئے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے شرعی احکام بجالائے ثواب وغیرہ مقصود نہ ہو جس طرح پہلے بزرگوں کا طریقہ تھا تو اسے کسی کی حاجت نہ ہوگی لیکن جب دیگر مقاصد اور اپنے علم و عمل میں آفات کے ذریعے طریقت کی راہ پر چلے گا تو بارگاہ خداوندی کی حاضری پر وہ قادر نہیں ہوگا۔ اسی لئے وہ کسی (روحانی) حکیم کا محتاج ہوتا ہے جو اس کی خرابیوں اور (روحانی) بیماریوں کو دور کر کے بارگاہ خداوندی میں حاضری کا اہل بنادے کیونکہ وہ بارگاہ ہے جس میں محض دعویٰ کرنے والوں اور متکبرین کا داخلہ ممنوع ہے۔

حضرت ابراہیم دسوقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اگر مرید احوال و افعال میں رسول اکرم ﷺ کی اتباع پر قادر نہ ہو تو اپنے شیخ کی اتباع کرے اس سے نیچے نہ اترے اگر وہ اپنے شیخ کی سیرت پر نہیں چلے گا تو ہلاک ہو جائے گا۔ اور جو شخص طریقت اور اہل طریقت کا مذاق اڑاتا ہے طریقت اس کا مذاق اڑاتی اور اسے چھوڑ دیتی ہے۔ طریقت کا مذاق اڑانے کا مطلب یہ ہے کہ طریقت والوں کے قواعد اور اصول پر نہ چلے۔

حضرت ابراہیم دسوقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

ابتداء میں مرید کی خوراک بھوک ہے اس کی بارش آنسو ہیں اس کا مقصود رجوع (الی اللہ) ہے وہ روزہ رکھے حتیٰ کہ دبلا پتلا ہو جائے اور اس کے دل میں نرمی پیدا ہو جائے جو شخص سیر ہو کر کھاتا ہے سو جاتا ہے اور لغو کلام کرتا ہے اور رخصت (آسانی) تلاش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ایسا کرنے والے پر کوئی ملامت نہیں تو اس سے کوئی کام نہیں ہو سکتا (یعنی وہ صحیح مرید بھی نہیں بن سکتا مرشد تو بعد کی بات ہے) اور تم سب پر سلامتی ہو۔

حضرت ابراہیم دسوقی رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے تھے:

مریدین کے راستے کی بنیاد جوش مارنے والے سمندر کی لہروں، آگ، جوش مارنے والے سمندر، بھوک اور رنگ کی زردی پر رکھی گئی ہے۔ شیخی بگھارنا، خون بڑھانا (موٹا تازہ ہونا) طریقت نہیں ہے۔

پھر فرماتے تھے: افسوس! افسوس! افسوس میں اپنی اولاد میں سے کسی ایک کو نہیں دیکھتا جوان مردوں (صوفیاء کرام) کے نقش قدم پر چلتا ہو اور نہ اس میں اسرار و رموز کا محل بننے کی صلاحیت ہے۔

آپ فرماتے تھے: مرید کی گوشہ نشینی اس کا سجادہ (مصلیٰ) ہے اور اس کا راز اور پوشیدہ باتیں اس کی گوشہ نشینی ہے۔

آپ فرماتے تھے: سچے مرید کی شرائط میں سے ہے کہ وہ کسی کو اذیت نہ دے' بے مقصد باتیں نہ کرے اور مخالف کی مصیبت پر خوش نہ ہو' جب کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو صبر کرے اور جب بدلہ لینے پر قادر ہو تو معاف کرے' ذہن کو اپنے جسم اور آسمان کو اپنے دل سے بھر دے۔

مرید کا طریقہ غصہ پی جانا' مال خرچ کرنا اور ایثار کرنا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

☆ مرید کا کم سونا

مرید کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ کم سوئے جس قدر بھی ممکن ہو بالخصوص سحری کے وقت' کیونکہ نیند میں بنیادی طور پر دنیوی یا اخروی فائدہ نہیں ہے اس کی کثرت میں گھاٹا ہے کیونکہ یہ موت کی ساتھی ہے۔

میرے آقا حضرت ابراہیم دسوقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جو مرید طریقت کی محبت میں سچا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے جب کہ وہ غنیموں کے وقت خزانوں کے دروازے کھلنے کے وقت' علوم کی اشاعت کے وقت' پوشیدہ باتوں کو ظاہر کرنے کے وقت سو جاتا ہے۔ کیا اس جھوٹے دعویٰ دار کو حیا نہیں آتی اس کی ہمت سوئی ہوئی ہے اس کا ارادہ بجھا بجھا ہے اور وہ اس کے باوجود سچائی کا دعویٰ کرتا ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا:

اللہ کی قسم! مرید طریقت کی محبت میں اسی وقت سچا ہوتا ہے جب اس کے دل سے حکمت کے چشمے پھوٹ نکلتے ہیں اور جب وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مادرزاد اندھوں اور کوڑھ کے مرض میں مبتلا لوگوں کو ٹھیک کر دیتا ہے اور مردوں کو زندہ کر دیتا ہے۔

☆ طلب طریقت میں ثابت قدم رہے

سچے مرید کی شرائط و آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ طلب طریقت میں ثابت قدم رہے تاکہ اس (طریقت) کی شاخیں پھوٹیں اس وقت اسے اس سے واپسی کا ڈر نہیں ہوگا۔

آپ فرماتے تھے اے میرے قلبی بیٹے! (روحانی بیٹے) اگر تم میرے ساتھ سچائی کے طالب ہو تو ان لوگوں کے ساتھ رہنے سے بچو جو علم کے بغیر جھگڑتے ہیں تم ان میں سے کسی ایک کو دوست نہ بناؤ وہ تمہیں باعمل علماء کے راستے روک دے گا۔

تم اس عالم کو اپنا دوست بناؤ جو اپنے علم کے مطابق اپنے نفس سے عمل کا مطالبہ کرتا ہے پھر بھی اپنے آپ کو علماء میں شمار نہ کرو اس قسم کے آدمی کے دل میں حکمت ڈالی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

☆اذیت برداشت کرنا

سچے مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ (دوسروں کی طرف سے پہنچنے والی) اذیت کو خوب برداشت کرے اور دن رات عبادت اور اطاعت میں مشغول رہے کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہو حتیٰ کہ اسے محبت الٰہی سے سکون حاصل ہو جب اس کی محبت سے سکون حاصل ہوگا تو وہ دونوں جہانوں میں اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر اس کے غیر کی طرف متوجہ نہیں ہوگا۔

میرے آقا حضرت ابراہیم الدسوقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اے میرے بیٹے! اگر تو سچا مرید ہے تیرا معاملہ صاف اور تیرا باطن پاک ہے تو تم یہ دعویٰ کرنے سے بچو کہ تم نے طریقت کی بو سونگھی ہے اور اپنے نفس کو مفلس گناہ گار سمجھو کتنی مرتبہ مرید نفس کے غرور کی وجہ سے اپنا نقصان کر بیٹھتا ہے۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے:

اے میرے بیٹے! اگر تم میرے سچے مرید بننا چاہتے ہو تو ہمیشہ قیام کرو اور مجاہدہ کو لازم پکڑو نہ اکتاہٹ محسوس کرو اور نہ پیٹھ پھیرو اور نہ ہی عاجزی کا بہانہ بنا کر کسی وقت عبادت کو چھوڑنے میں نفس کو رخصت تلاش کرنے دو کیونکہ پرکھنے والا بصیرت والا ہوتا ہے۔

حضرت ابراہیم دسوقی رحمۃ اللہ علیہ جب ایسے شخص کو دیکھتے جو صوفیاء کرام کا لباس پہنتا ہے لیکن اخلاق میں ان کی مخالفت کرتا ہے تو آپ اس بات پر اسے تنبیہ کرتے اور فرماتے: کسی قوم کا لباس پہننے والا ہر شخص ان کے راستے کی طلب میں سچا نہیں ہوتا کیونکہ لباس ظاہری صورت ہے اور صوفیاء کا عمل قلبی اور باطنی ہے اور ہم نے کبھی بھی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو سفید جبہ پہنے دستار کا کنارہ لٹکائے اور اسے اجازت بھی دی گئی ہو تو وہ صرف اس وجہ سے شیخ بن گیا ہو۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے: اگر مرید کا دل شفاف نہ ہو یعنی کدورتوں سے صاف نہ ہو تو اس کے دل کے چراغ کی روشنی ظاہر نہیں ہوتی اگرچہ وہ تمام صالحین کے اعمال جیسا عمل کرے اسی وجہ سے بزرگوں نے مرید کے لئے تمام لغزشوں سے توبہ کو شرط قرار دیا ہے تاکہ اس کا دل روشن ہو جائے۔ پھر جب وہ روشن ہو جائے اور اس کا نور خاص و عام کیلئے ظاہر ہو جائے تو ادب کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کو پوشیدہ رکھے اور اس نور کو لوگوں پر ظاہر نہ کرے تاکہ دنیا سے کامل پونجی کے ساتھ کسی نقصان کے بغیر رخصت ہو۔

آپ فرماتے تھے: جس مرید کا باطن گناہوں میں ملوث ہو وہ اس وجہ سے دنیا اور آخرت میں ذلیل ہوتا ہے اگر اس کو انکشاف ہو جائے وہ طریقت کے سلسلے میں کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتا۔

اے اس شخص کی ذلت جو فقراء کا لباس پہنتا ہے اور ان کے راستے کی مخالفت کرتا ہے۔

آپ فرماتے تھے: اے میرے بیٹے! اگر تم سچے مرید بننا چاہتے ہو تو فقراء کی پاکیزہ، شرف والی خوبصورت قمیص پہنو۔

یہ معاملہ کپڑے پہننے، خانقاہوں وغیرہ میں رہنے چغہ اور پیوند لگے کپڑے نیز زرق برق لباس پہننے مونچھیں منڈوانے اور اونی لباس اور چمڑے کا جوتا پہننے سے حاصل نہیں ہوتا۔

☆ نامہ اعمال لغزشوں سے پاک ہو

حضرت ابراہیم الدسوقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: مرید کی شان یہ ہے کہ اس کے نامہ اعمال میں کوئی لغزش نہ ہو بلکہ ہر دن اپنے نامہ اعمال کو اس طرح لپیٹے کہ وہ اعمال صالحہ کی خوشبو سے معطر و معنبر ہو اور اس میں پسندیدہ خوشبو والے اعمال ہوں۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ اس کے اعمال شریعت مطہرہ کے مطابق ہوں یا تو وہ نص (قرآنی آیات واحادیث) کے مطابق ہوں یا ایسا اجتہاد ہو جو خواہشات پر مبنی اقوال سے محفوظ ہو کیونکہ شریعت ہی ان اعمال کی حفاظت کیلئے کاٹنے والی دھار اور چمکدار تلوار ہے۔ بخلاف اس کے جس کے بارے میں دعویٰ کیا جائے کہ وہ شریعت کا باطن ہے اور یہ ان امور سے ہے جو کتاب و سنت سے استنباط کی وجہ سے علماء پر مخفی ہیں کیونکہ وہ محفوظ نہیں ہے۔

میرے سردار حضرت ابراہیم الدسوقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جو شخص اپنی ارادت اور اپنے تمام اعمال اور اقوال میں سچائی کو پسند کرتا ہے وہ اپنے نفس کو شریعت کے برتن میں روک لے اور اس پر حقیقت کی مہر لگادے نفس کو مجاہدہ کی تلوار سے قتل کرے اور کڑوی گھونٹ بھرتا رہے۔

جس دن میں نے کتاب کا یہ مقام لکھنا تھا مجھے نبوت کی خبروں میں سے بالمشافہ ایک علم حاصل ہوا کہ عمل اور شریعت کی وجہ سے مرید کی ہمت بڑھتی اور ایمان مضبوط ہوتا ہے پس میں نے اس بات کو یہاں لکھنا پسند کیا۔

وہ یوں کہ ایک شخص میرے پاس بکری کے بچے کا سر لایا اس نے اسے بھونا اور اس کا چمڑا کھا گیا اس نے اس کے دونوں ابروؤں اور ناک کے درمیان قدرتی تحریر کے ساتھ لکھا ہوا یہ کلام دیکھا

(لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ اَرْسَلَہٗ بِالْھُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ یَھْدِیْ بِہٖ مَنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ)

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا جس کے ذریعے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔

میں نے دیکھا کہ "من یشاء" کے الفاظ کتابت الٰہیہ میں بار بار لکھے ہوئے تھے اور اس میں کوئی نہ کوئی حکمت تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ بھولتا نہیں اگر فرض کیا جائے کہ ہمارے پاس شریعت محمدیہ (صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) اور آپ کی رسالت کے صحیح ہونے نیز اس کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت ہونے پر اس کتابت الٰہیہ کے علاوہ کوئی دلیل نہیں جو اس (جانور) کے سر پر چمڑے کے نیچے لکھی ہوئی تھی تو رسول اکرم ﷺ کی شریعت کی درستگی پر ہمارے لئے صرف یہی دلیل کافی ہے۔

کتابت کے حروف ہونٹوں سے نکلنے والے مؤنث و مذکر (کے صیغوں) سے خالی تھی۔ روشنائی کے ساتھ کتابت کی طرح بھی نہیں تھی اور ہڈی میں سفید اور سیاہ رگوں کی طرح بھی نہیں پس اللہ تعالیٰ برکت والا ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ ہم نے اس تحریر کی زیارت 12 جمادی الآخرۃ 961ھ میں کی جس شخص کو رسول اکرم ﷺ کی رسالت میں شک ہو اور وہ اس تحریر کو دیکھے تو اس کا

شک زائل ہوجائے گا سوائے ان لوگوں کے جن کے مقدر میں بدبختی لکھی گئی ہے۔

پس اے بھائی! رسول اکرم ﷺ کی سنت کو صحیح سمجھتے ہوئے اور ثواب کے وعدہ اور عذاب کی وعید کو بھی صحیح مانتے ہوئے اور اس پر یقین رکھتے ہوئے اس (سنت محمدیہ) کی اتباع کو لازم پکڑو۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

☆ بھوک برداشت کرنا

مرید کے آداب اور اس کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ بھوک پر صبر کرے بلکہ اپنے رب ﷻ (کے ذکر) میں مشغول ہوتے ہوئے بھوک کو بالکل بھول جائے۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

میں ابتدائے طریقت کے دنوں میں کئی دن کھانے پینے کے بغیر رہتا صرف جمعہ کے دن حضرت ابوالقاسم جنید (بغدادی) رحمۃ اللہ علیہ کے کھانے سے کھاتا تھا مجھے کھانا صرف اس وقت یاد آتا جب میں جمعہ کے دن ان کے ہاں حاضر ہوتا جب تک میں وہاں حاضر نہ ہوتا میرے دل میں کھانے کا خیال بھی نہ آتا۔

میرے آقا حضرت ابراہیم دسوقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

مرید کیلئے طریقت کا قاعدہ اس کی مضبوطی اور اس کی جلاء (روشنی) بھوک ہے کیونکہ بھوک جسم سے ابلیس کے مقامات کو دھو ڈالتی ہے پس جو شخص نیک بختی چاہتا ہے اس پر شرعی بھوک لازم ہے وہ صرف بھوک کے وقت کھائے جو شخص پرہیز کئے بغیر مشروب طلب کرتا ہے اس نے دواء کے طریقے سے خطا کی۔ اس سے پہلے یہ بات گزر چکی ہے کہ ابدال (اولیاء کا ایک درجہ) کے نزدیک بھوک ارکان طریقت میں سے ایک رکن ہے اور وہ چار ارکان یہ ہیں بھوک، شب بیداری، گوشہ نشینی اور خاموشی۔ جو شخص بھوکا رہتا ہے وہ دیگر تین ارکان کو بھی حاصل کر لیتا ہے بخلاف دوسرے تین ارکان کے، کیونکہ جو شخص بھوکا رہے گا اس کا سینہ لوگوں سے تنگ ہوگا پس وہ گوشہ نشینی کو پسند کرے گا اور بے مقصد کلام اس پر بوجھ بنے گا اور اس کی نیند بھی کم ہوگی اس کی دلیل یہ ہے کہ جب بیمار اپنی بیماری سے شفایاب ہوتا ہے تو کئی دن تک وہ اس حالت میں رہتا ہے کہ اسے نیند نہیں آتی حتیٰ کہ وہ اسے تر چیزوں سے نیند کی دوائی بنا کر دیتے ہیں کیونکہ وہ بیماری کے دنوں میں بھوکا رہا اور اس سے بدن کی رطوبتیں زائل ہوگئیں جو نیند کا باعث ہوتی ہیں۔ پس اس بات کو سمجھ لو۔

جو شخص سیر ہو کر کھاتا ہے اور خاموشی، شب بیداری یا اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے گوشہ نشینی اختیار کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ خیالات جو پوری توجہ میں رکاوٹ بنتے ہیں وہ نہ پائے جائیں تو وہ اس پر قادر نہیں ہوسکتا۔ اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

☆ مرید کی کتاب اس کا دل

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ صوفیاء اور ان کے علاوہ لوگوں کی کتابوں کا مطالعہ زیادہ نہ کرے بلکہ اپنے رب ﷻ کے ذکر میں مشغول رہے کیونکہ اس سے دل روشن ہوتا ہے۔

میرے آقا حضرت شیخ ابو السعود بن ابی العشائر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ

(كِتَابُ الْمُرِيْدِ هُوَ قَلْبُهُ) مرید کی کتاب اس کا دل ہے۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے:

مرید کے معاملہ کی بنیاد چار چیزیں ہیں

(1) زبان اور اللہ عزوجل کے ذکر میں مشغول ہونا اور اس کے ساتھ دل کا حاضر ہونا

(2) اللہ تعالیٰ کے مراقبہ کیلئے دل کو زبردستی متوجہ رکھنا۔ (دلجمعی اختیار کرنا)

(3) اللہ تعالیٰ کیلئے نفس اور خواہشات کی مخالفت کرنا

(4) اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے اپنے کھانے کو شبہ والی چیزوں سے پاک رکھنا اور یہ چوتھی بات قطب کا درجہ رکھتی ہے اسی کے ذریعے اعضاء پاک ہوتے ہیں اور دل صاف ہوتا ہے۔

پس سمجھ دار مرید کھانے کے سلسلے میں نفس کو اس کا شرعی حق دیتا ہے اور جو چیز اس کو سرکشی میں مبتلا کرے اس سے اسے بچاتا ہے بے شک نفس بندے کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اور زیادہ بھوک یا کسی وجہ سے اس پر ظلم کرنا دوسروں پر ظلم کرنے کی طرح ہے اور دونوں برابر ہیں بلکہ بعض بزرگوں کے نزدیک نفس پر ظلم زیادہ سخت ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک یہ بات صحیح ثابت ہے کہ جو شخص خودکشی کرتا ہے اس کو اس شخص کے مقابلے میں زیادہ عذاب ہوگا جو کسی دوسرے شخص کو قتل کرتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں: بندے کے کیچڑ سے بھرے چشمے کو خالص سونے میں بدلنے کیلئے اکسیر یہ ہے کہ وہ اخلاص کے ساتھ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔

میں (مصنف) کہتا ہوں اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کا قرب اسی شخص کو حاصل ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے اس طرح حیاء کرے جس طرح حیاء کا حق ہے اور اس طرح کا حیاء وہی کر سکتا ہے جسے کشف حاصل ہو اور پردے اٹھ جائیں اور کشف تب حاصل ہوگا جب ہمیشہ ذکر کو اختیار کرے۔ اس طریقے سے مرید بہت جلدی اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

☆ طریقت کا شوق رکھتا ہو

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ طریقت اور اہل طریقت کے حوالے سے باذوق ہو نہ اس سے تھکاوٹ محسوس کرے اور نہ اپنے دل کی روشنی کو بجھنے دے۔ میرے آقا حضرت علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

مرید کیلئے شرط ہے کہ اس کا باطن ہمیشہ اس گھر کی طرح ہو جس میں آگ جلتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: اس پر اطباء کا یہ قول گواہی دیتا ہے کہ رحم کی ٹھنڈک حمل نہ ہونے کا سبب ہوتی ہے۔

اسی طرح مرید جب تک مقصود تک پہنچنے کیلئے وجد کی محبت، طلب کی جلن اور مقصود کی مشقت نہ پائے اس وقت تک اس

میں استاذ کے فیض کی حرارت پیدا نہیں ہوتی جس سے کوئی نتیجہ نکلے۔ یہ ٹھنڈے ایندھن کی طرح ہے جس میں چنگاری سے صرف دھواں پیدا ہوتا ہے جس طرح دعوے اور تکبر جو اس نفس کو حاصل ہوتے ہیں جو صوفیاء کرام کے درمیان حق، جلن، شوق اور طلب وجد کے بغیر داخل ہوتا ہے کیونکہ یہ تر کاغذ کی طرح ہے جس پر تحریر باقی نہیں رہتی یا تر لکڑی کی طرح ہے جو جلتی نہیں اور نہ ہی اس میں چنگاری ہوتی ہے۔

پیر مرید کو پیر بنائے

حضرت علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

تمہارے ہم عصر لوگوں میں سے جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقابلے میں منتخب کیا اور ان کو اہل طریقت سے بنایا تمہیں نہیں بنایا، اور امراء اور اکابر ان کے سامنے جھکتے ہیں تمہارے سامنے نہیں ان سے حسد کرنے سے اجتناب کرو اور یہ بات کہنے سے بھی بچو کہ میں نے بھی تربیت حاصل کی اور اس شخص نے بھی اور ہم ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ اس قسم کی حالت سے بہت سے متکبر لوگ دوچار ہیں۔

بلکہ تم پر واجب ہے کہ تم ان کی شاگردی اختیار کرو اور ان سے برکت حاصل کرو جس طرح دوسرے لوگ ان سے برکت حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح تمہیں ان کے شرعی طریقہ پر چلنے میں مدد حاصل ہوگی جو شخص اس آدمی سے حسد کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس پر بلندی عطا کی ہے تو بعض اوقات اللہ تعالیٰ اس کی قلبی صورت کو مسخ کر دیتا ہے جس طرح ابلیس کی ملکی صورت (فرشتوں والی حالت) کو شیطانی صورت میں بدل دیا جب اس نے حضرت آدم علیہ السلام سے حسد کیا اور ان پر تکبر کیا اور کہا کہ میں ان سے بہتر ہوں۔

آپ فرماتے ہیں:

اس (واقعہ) میں اس شخص کو سخت ڈرانا ہے جو اپنے ہم عصر لوگوں میں سے ان لوگوں سے حسد کرتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اس پر بلندی عطا کی ہے وہ اس پر تکبر کرتا ہے نہ اس کے سامنے جھکتا ہے اور نہ ہی اس کی اقتداء کرتا ہے۔

اس بات پر مشائخ متفق ہیں کہ شیخ پر لازم ہے جب وہ اپنے مرید کو دیکھے کہ اسے اس پر فوقیت اور بلندی حاصل ہوگئی ہے تو وہ اس کا شاگرد بن جائے اور اس کے حکم کا پابند ہو جائے جس طرح پہلے گزر چکا ہے کیونکہ سچا آدمی لوگوں پر سرداری کا ارادہ نہیں کرتا بلکہ اس کا مقصود اللہ عزوجل کی بارگاہ کا قرب ہوتا ہے۔

پس جب وہ ایسے شخص کو دیکھے جسے بارگاہ خداوندی کا قرب اس کے مقابلے میں زیادہ حاصل ہے تو اس پر واجب ہے کہ اس کی شاگردی اختیار کرے۔ جس طرح میرے آقا حضرت یوسف عجمی اور ان کے علاوہ حضرات (رحمہم اللہ) کیلئے یہ بات پائی گئی۔ انہوں نے ایک جماعت کی تربیت کی لیکن وہ ان پر فوقیت لے گئے تو انہوں نے رجوع کیا اور ان سے تربیت حاصل۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو۔

کب انسان کب شیطان؟

حضرت سیدی شیخ ابوالسعود بن ابی العشائر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جس شخص میں سیادت (قیادت) ظاہر ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی اتباع کرنے والے پیدا کر دیتا ہے جو اس سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں کیونکہ اس کے پاس اس کی اتباع کرنے والوں کیلئے بھلائی اور تدبیر ہوتی ہے۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ اے مرید! جب تک تو اچھی صفات والا ہو گا تو تو انسان ہے اور اپنی اصل انسانیت پر باقی ہے نہ تو تیری انسانیت منسوخ ہوگی اور نہ اسے مٹایا جائے گا۔ اور اگر تیری اچھی خصلتیں بری خصلتوں میں بدل جائیں (اللہ تعالیٰ کی پناہ) تو تجھ سے تیری انسانی صفت شیطانی صورت میں بدل گئی اور تو ملعون شیطان بن گیا۔ اور اگر ملے جلے اخلاق ہوں تو تو خالص انسان نہیں ہو گا اور نہ ہی خالص شیطان ہو گا اس سلسلے میں لوگوں کے مختلف مراتب ہیں اور حکم زیادہ غالب صفات پر لگتا ہے۔

☆ دنیوی امور میں عدم مشغولیت

مرید کی شان سے یہ بات ہے کہ وہ کائنات کے کسی کام میں اپنے نفس کو مشغول نہ رکھے کیونکہ یہ بات رحمٰن سے حجاب کا ذریعہ ہے اور جو شخص اس طرح کرتا ہے وہ ذلیل و رسوا ہوتا ہے۔ جس طرح وہ شخص معزز ہوتا ہے جو اپنے دل کو رحمٰن کے ساتھ مشغول رکھتا ہے ایسے شخص کے سامنے لوگ جھکتے ہیں۔

تم اللہ تعالیٰ کے اس قول پر غور کرو (یہ قرآن مجید کی آیت نہیں ہے غالباً! کسی پہلی کتاب سے ہے):

(یَا عَبْدِیْ خَلَقْتُ کُلِّ شَیْءٍ مِنْ اَجْلِكَ وَخَلَقْتُ مِنْ اَجْلِیْ فَلَا تَشْتَغِلْ بِمَا خَلَقَ لَكَ عَمَّا خَلَقْتُكَ لَه)

اے میرے بندے میں نے ہر چیز کو تیرے لئے پیدا کیا اور تجھے اپنے لئے پیدا کیا پس جس کیلئے تجھے پیدا کیا گیا اس کو چھوڑ کر اس میں مشغول نہ ہو جسے تیرے لئے پیدا کیا گیا۔

اے بھائی! اس شخص کو دیکھو جو کسی عورت سے عشق کرتا ہے تو اس سے نکاح کر لیتا ہے یا کسی سواری سے مانوس ہوتا ہے تو اس پر سوار ہوتا ہے وہ اس کی خدمت کرتا ہے اور اس کی خدمت میں اپنے آپ کو رسوا کرتا ہے تو دل اپنی عقلوں سمیت کس طرح اس سے نفرت کرتے ہیں اگرچہ ظاہر میں اس میں رغبت کرتے ہوئے یا اس سے ڈرتے ہوئے اس کی تعظیم کریں اس عقلمند شخص کو دیکھو جب وہ اپنے دل کو اپنے رب کے ساتھ مشغول رکھتا ہے اور اس کی رضا میں اپنے نفس کو ذلت میں ڈالتا ہے تو عقلوں اور دلوں میں کس طرح اس کی عظمت اجاگر ہوتی ہے اگرچہ وہ ہنسی مذاق اور تکبر کے طور پر اس سے دور رہیں۔

اور میرے آقا حضرت علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اے مرید! اپنے آپ کو ان دنیاداروں کی صحبت کی طرف میلان سے بچاؤ جو تیرے شیخ کے راستے سے منہ پھیرتے ہیں بے شک جو مرید دنیاداروں کی صحبت سے جمال اختیار کرتا ہے گویا وہ اعلان کرتا ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے ہے جو اپنے رب کی توہین کرتے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی توہین کرے اس کی عزت کرنے والا کوئی نہیں قرآن مجید میں ہے۔

﴿فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی ۵ عَنْ ذِکْرِنَا وَلَمْ یُرِدْ اِلَّا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا﴾ ①

تو تم اس سے منہ پھیرو جو ہماری یاد سے پھرا اور اس نے نہ چاہی مگر دنیا کی زندگی

یعنی مکمل طور پر ہماری طرف اور ان لوگوں کی طرف متوجہ ہو جائیں جو ہمارا ارادہ کرتے ہیں تم سلامت رہو گے اور غنیمت پاؤ گے۔ واللہ اعلم

آپ یہ بھی فرماتے تھے:

جب تمہارا دل تمہارے رب سے غافل ہو جائے تو وہ تیرے رب کا دشمن ہے اس سے منہ پھیر لے اور اس سے بیزار ہو کر اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جا اور اپنے دل اور جسم کے ساتھ اپنے خالق کی طرف توجہ کر۔ تو بہت آہ کرنے والا، بردبار ہو جائے گا پس میں نے تمہیں جو کچھ کہا ہے اس میں غور کرو: (فَاِنَّ صَدِیْقَ الْعَدُوِّ عَدُوٌّ) بے شک دشمن کا دوست بھی دشمن ہی ہوتا ہے۔

☆اعمال اور عبادت پر اجرت طلب نہ کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنی ہمت کو اپنے اعمال اور عبادات پر اجرت طلب کرنے سے بلند رکھے۔

میرے آقائے نعمت حضرت علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جو شخص اپنے عمل پر اجر طلب کرتا ہے وہ عورت ہے اگرچہ اس کی ڈاڑھی ہو کیونکہ مرد بارگاہ قدس کے احسانات کیلئے ہیں اور خواتین ظاہری زینت کیلئے ہیں پس جو عورت اپنی ہمت (اور ارادہ) کو سنن قدسیہ سے متعلق کرے وہ مرد ہے اور جو مرد اپنی ہمت کو حسی (ظاہری) زینت سے متعلق کرے وہ عورت ہے (سنن قدسیہ سے مراد احسانات خداوندی ہے)۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے:

اے مرید جب تک تم اضداد (مخالف چیزیں) کے ساتھ ہو گے تو مغلوب رہو گے جب تو ان سے چھٹکارا پالے تو اس غلبہ سے تمہیں راحت حاصل ہوگی' آپ یہ بھی فرماتے تھے:

اے مرید! ثابت قدم رہو اس سے تم پروان چڑھو گے اس درخت کی شاخیں نہیں اگتیں جسے عمر بھر ایک جگہ سے اکھاڑ کر دوسری جگہ گاڑھنے کا عمل جاری رہے۔

اور آپ فرماتے تھے:

اے مرید! اپنے نفس کو اس کی گھٹیا صفات سے خالی کرنے کے ساتھ ہلاک کرو اللہ تعالیٰ اسے پاک نفس سے بدل دے گا۔ پھر اسی طرح اگر تم اس پاک نفس کو گمراہ کن دعوؤں سے خالی کرنے کے ساتھ زینت دو گے تو یہ بہترین پاکیزگی اور رحمت کے زیادہ قریب ہوگا۔

---

① سورہ نجم آیت نمبر 29۔

☆ آزمائشوں پر صبر کرنا

مرید کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ طریقت میں وہ جن آزمائشوں سے گزرے ان پر صبر کرے کیونکہ ہر سچے آدمی کو آزمائش سے گزرنا ہوتا ہے وہ چاہے یا نہ چاہے۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس وقت منتخب نہیں کرتا جب وہ اس کے علاوہ کسی کی طرف میلان رکھتا ہو۔ جب مخلوق اس پر اعتراض کرے اور اس کو جھوٹا قرار دے اس پر بہتان باندھے تو لازمی طور پر نفس ان سے نفرت کرتا ہے اور حق تعالیٰ کی محبت کیلئے خالص ہو جاتا ہے۔

میرے آقائے نعمت حضرت علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جب سچے مرید پر بہتان باندھا جائے حالانکہ شک سے اس کی برأت ظاہر ہو تو اس وقت وہ کہے ﴿وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ﴾ ''میں اپنے نفس کو بری الذمہ قرار نہیں دیتا'' تو بادشاہ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے اس کو میرے پاس لاؤ میں اسے اپنے نفس کیلئے خالص کر لوں اور جب جھوٹا مرید بہتان کے وقت کہے میں اس سے پاک ہوں اور وہ اپنے نفس کو پاک قرار دے تو اس سے کہا جاتا ہے تو بادشاہ کے قرب کی صلاحیت نہیں رکھتا تو جانور کی خدمت اور مختلف پیشوں کے عمل کی طرف چلا جا۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے:

(اِذَا قَبِلَ الْمُرِیْدُ النَّصِیْحَۃَ اَمِنَ مِنَ الْفَضِیْحَۃِ) جب مرید نصیحت قبول کرتا ہے تو وہ شرمندگی سے بچ جاتا ہے۔

وہ مزید فرماتے تھے: اے مرید! اپنے آپ کو ان لوگوں کے حجاب کے ساتھ ملانے سے باز رہو جو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہیں وہ مجھے بھی اپنے رب سے حجاب (پردے) میں کر دیں گے۔

آپ فرماتے تھے: (مُشَاھَدَۃُ الْغَافِلِیْنَ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی عُقُوْبَۃٌ) اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل لوگوں کا مشاہدہ ایک عذاب ہے۔

اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ مرید کو عذاب دیتا ہے اور جو دلوں کے طبیب ہدایت یافتہ ائمہ ہیں ان کیلئے یہ (مشاہدہ) عذاب نہیں ہے' کیونکہ ان کے دلوں کو دوسری زندگی حاصل چکی ہے۔

جنت میں بغیر بالوں کے داخل ہونے کی وجہ؟

علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اے مرید! اپنے دل کو فانی لذتوں میں مشغول رکھنے سے بچاؤ یہ دل میں اگنے والے بال کی طرح ہے جب کسی دل میں ایک بال بھی اگے اس دل والا اسی وقت مر جاتا ہے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بالوں کی جگہ انسانی جلد کے ظاہر کو بنایا اس کے باطن کو نہیں۔

یہاں سے تمہیں یہ بات سمجھ آجائے گی اگر تم سمجھنا چاہتے ہو کہ مومن کے جنت میں بالوں سے پاک جسم، سرمہ لگائے ہوئے، ایک شخص کے دل پر باہم مددگار داخل ہونے کی حکمت کیا ہے۔یعنی اگر (جنت میں) ان کے جسموں پر بال اگ جائیں تو وہ مر جائیں کیونکہ وہ سب جسمانی اور روحانی طور پر دل ہی ہوں گے ان کیلئے اپنے رب سے حجاب نہیں ہوگا۔اس بات کو سمجھو۔

آپ فرماتے تھے:

اے مرید! اس دنیا میں نفس کو ریاضت (مشقت) میں ڈالنے کے ذریعے مجاہدہ کرو بے شک یہ پل صراط پر تمہاری سواری ہوگا۔ اگر تم اس جگہ اس کو مشقت میں نہیں ڈالو گے تو تمہیں پل صراط پر اس بات کا سامنا کرنا پڑے گا جس کا سامنا وہ شخص کرتا ہے جو اکھڑ مزاج گھوڑے پر سوار ہوتا ہے جس کو وہ مارتا ہے تو وہ خوف زدہ ہو کر تجھے پیچھے رکھتا ہے اور تجھے دائیں بائیں جھکاتا ہے تو تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم پل صراط پر اس قسم کی سواری پر سوار ہو گے اور وہ پل صراط بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا۔

حضرت علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ بہت آہیں بھرتے اور فرماتے:

(لَمْ اَجِدْ اِلَی الْاٰنَ مُرِیْدًا صَادِقًا عَلٰی حُکْمِ الْمُطَابَقَۃِ وَلَوْ وَجَدْتُّہٗ لَکُنْتُ اَنَا ھُوَ)

"آہ آہ آہ" اس وقت تک مجھے کوئی ایسا مرید نہیں ملا جو (طریقت سے) مطابقت کے حکم میں سچا ہوا گر میں نے ایسا مرید پایا تو وہ میں ہی ہوں گا۔

☆ ظاہر و باطن کو پاک کرنے والا ہو

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ بلند ہمت ہو اور جلدی جلدی طہارت کے حصول میں ہلکا پھلکا ہو اور شرعی طور پر جن طہارتوں کا حکم ہے ان پر اضافہ نہ کرے کیونکہ یہ شیطان کے وسوسوں سے ہے۔

سیدی حضرت علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اے سچے مرید! اپنے کپڑوں کی صفائی میں مشغولیت سے بچتے رہو اس طرح تو دل کی طہارت کو بھول جائے گا جس طرح وسوسوں میں پڑنے والا گروہ کرتا ہے یہ عمل تجھے دل کی طہارت میں گہری نظر سے پھیر دے گا اور یوں تمہارا وقت ضائع ہو جائے گا اور تجھے (اللہ تعالیٰ کی) ناراضگی حاصل ہوگی تجھ پر حقیقی طہارت (قلبی طہارت) لازم ہے اور وہ اس طرح ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے ہاں پناہ حاصل کر اس کی بارگاہ میں آہ وزاری کر وہ اپنی پاک رحمتوں کے ذریعے تجھے پاک کر دے گا اپنے مبارک سلاموں کی ذریعے تیرے دل کو پاک کر دے گا تجھے موت کیلئے طیب و طاہر بنا دے گا اور تمہارے لئے موت اچھی ہو جائے گی اور وہ اس میں تمہارے دل اور روح کو آرام پہنچائے گا اپنی معرفت اور مشاہدہ کے ذریعے تجھے زندگی عطا کرے گا اور سنو! تم نے میٹھے صاف پانی کا وسیع سمندر پا لیا پس اس کے ذریعے پاکیزگی حاصل کرو اور اللہ تعالیٰ کے منتخب بندوں پر سلام ہو۔

وسوسوں کا علاج

میرے آقائے نعمت حضرت ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اے مرید! جب تو وسوسوں اور خیالات کی کثرت کا شکار ہو جائے تو اپنے دل کو اپنے شیخ کی طرف متوجہ کر دے اگر پھر بھی زائل نہ ہو تو اپنے رب کی طرف متوجہ ہو کر کہو:

(سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ اَنْ یَّشَاْءُ یُذْہِبْکُمْ وَیَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ وَّمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ)

میں پاک بادشاہ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور نئی مخلوق لے آئے اور یہ کام اللہ تعالیٰ کیلئے مشکل نہیں"۔

اور (یہ کلام پڑھتے ہوئے) اپنے وسوسوں کو خطاب کرے۔

آپ فرماتے تھے:

جب تمہاری زبان پر ذکر ثقیل ہو جائے اور تمہاری گفتگو میں لغو باتیں زیادہ ہو جائیں تو جان لو کہ یہ تمہارے، بہت بڑے بوجھوں سے ہے یا اس لئے کہ تمہارے دل میں نفاق ہے۔ پس تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کر اور اس کے دامن رحمت کو مضبوطی سے پکڑ لے وہ تیرے لئے کافی ہوگا اور تیری حالت کو درست کر دے گا۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے:

جب مرید اپنے نفس کی طرف داری کرے اور اس کی طرف سے جواب دے تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی بارگاہ کے مقربین میں سے بنانے کا ارادہ نہیں کیا۔

اور آپ فرماتے تھے:

جب تم مرید کو دیکھو کہ وہ تکبیر تحریمہ میں کوتاہی کرتا ہے تو جان لو کہ اس سے طریقت میں کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔

آپ مزید فرماتے تھے:

اے مرید! ایک وقت کی عبادت کو دوسرے وقت تک مؤخر نہ کرو۔ بعض اوقات اس عبادت کے فوت ہونے یا کسی اور عبادت کے فوت ہونے کی وجہ سے یا اس کی مثل کے فوت ہونے کی بنیاد پر تجھے سزا ملے گی کیونکہ اس وقت کی نعمت کی ناشکری کی گئی اس لئے کہ ہر وقت کیلئے اس بات کا حصہ ہے کہ بندہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کیونکہ وہ اس کا رب ہے۔

اور آپ فرماتے تھے:

جو شخص دونوں جہانوں کی عزت چاہتا ہے وہ دو دن ہمارے مذہب میں داخل ہو جائے کسی شخص نے آپ سے پوچھا یہ کس طرح ہوگا؟ آپ نے فرمایا پہلے دن اپنے دل سے قابل مذمت (جھوٹے) معبودوں کو نکال دے اور دوسرے دن دنیا سے اپنے بدن کو آرام دے پھر جس طرح چاہے ہو جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو مدد کے بغیر نہیں چھوڑے گا وہ اس کی مدد فرمائے گا اگرچہ اس کا کوئی مرشد نہ ہو۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے:

مرید کیلئے عزت کا حصول اس قدر ہوتا ہے جس قدر وہ اپنی خواہش کو چھوڑتا ہے پس جو شخص اپنی خواہشات کے نصف کو ترک کرتا ہے اسے نصف عزت حاصل ہوتی ہے اسی طرح تیسرے، چوتھے، پانچویں اور چھٹے حصے کا حکم ہے اور جو شخص کامل عزت چاہتا ہے وہ اپنی تمام خواہشات کو چھوڑ دے۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے:

سچے مرید کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے بلاوجہ پاؤں نہ پھیلائے البتہ تھکاوٹ کی وجہ سے آرام کی خاطر پھیلا سکتا ہے اس صورت میں اس کا مواخذہ نہیں ہوگا۔ان شاء اللہ تعالیٰ

☆مرشد کی اجازت سے نکاح یا طلاق دے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ اگر وہ طریقت میں داخل ہوتے وقت شادی شدہ تھا تو اپنے مرشد کی اجازت کے بغیر طلاق نہ دے اور اگر غیر شادی شدہ تھا تو مرشد کی اجازت کے بغیر شادی نہ کرے۔

اور یہ اس لئے کہ صوفیاء کا طریقہ رہبانیت نہیں ہے اور نہ ہی اس طریقت میں اَن چھنے جو (کی روٹی) کھانا ہے بلکہ صوفیاء کرام کا طریقہ مرید کا اپنے وقت کو لہو ولعب اور غفلت میں ضائع کرنے سے بچانا اور عبادات میں سستی نہ کرنا ہے۔بے شک اس قوم کا طریقہ جہاد (مجاہدہ) ہے جس میں کوئی صلح نہیں ہے۔

سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صوفیاء کرام ابتداء میں مرید کو یہ حکم نہیں دیتے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے یا اپنے پیشے یا وظیفہ کو چھوڑے کیونکہ (اس وقت) وہ دل کو نرم کرنے کے مقام میں ہوتا ہے اس لئے وہ اسے اس بات کا حکم نہیں دیتے جو عام طور پر نفس کو مشکل معلوم ہوتی ہے۔اور وہ ان دنیوی تعلقات کو تھوڑا تھوڑا کر کے چھوڑتا ہے حتیٰ کہ اس کا حجاب اٹھ جاتا ہے اور وہ کھلے دل کے ساتھ امور دنیا سے نکل آتا ہے کیونکہ وہ اس میں اپنے نفس کا حصہ اور بہتری پاتا ہے۔

☆اجرت کے بغیر عمل کرے

میرے آقا حضرت ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

مرید کی شان یہ ہے کہ وہ صدق اور اخلاص کے ساتھ اور عبادت پر اللہ تعالیٰ سے عوض نہ طلب کرتے ہوئے کثرت سے عمل کرے، کیونکہ جو اجرت کا بندہ ہے اس کا کوئی مقام نہیں اور اجرت دینے والا اپنی عدم موجودگی میں اسے اپنے حرم میں داخل ہونے نہیں دیتا۔

اور آپ فرماتے تھے:

. اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو کرامات عطا نہیں کرتا جو طلب کریں یا جن کے دل میں خیال بھی پیدا ہوا اور اگر یہ لوگ (صوفیا کرام) اپنی پہچان کرانا پسند کریں تو ان کی پہچان نہیں ہوتی اور آپ یہ بھی فرماتے تھے: جب مرید کمال کے درجات پر پہنچنے سے پہلے مخلوق سے مراعات حاصل کرنے کے ساتھ رک جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رعایت کی نگاہ سے گر جاتا ہے۔اور جب صرف لوگوں کی طرف سے تعریف کا خواہشمند ہو اور اس سے لذت حاصل کرے تو وہ ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہو جاتا ہے۔

اور آپ فرماتے تھے:

جب مرید ایک گھڑی بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو جائے تو شیطان اس کی صحبت اختیار کرتا ہے اور وہ اس کا ساتھی ہوتا ہے کیونکہ جو لوگ اللہ ﷻ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں شیطان ان کے گھات میں ہوتا ہے اور اس کے دل کے مقابل کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور جب دیکھتا ہے کہ وہ غفلت کا شکار ہو گیا ہے تو وہ اس کے دل میں داخل ہو جاتا ہے اور جب دیکھتا ہے کہ اس کے دل میں ذکر داخل ہوا ہے تو شیطان نکل جاتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر ہمیشہ نہیں کرتا وہ شیطان کا کھلونا ہوتا ہے اور جب شیطان مرید کے دل کو میلا اور ناپاک کر دیتا ہے جب کہ وہ دن میں ایک بار داخل ہوتا ہے تو اس دل کا کیا حال ہوگا جس میں شیطان انڈے دیتا ہے اور چوزے نکالتا ہے یا وہ ایسا مرید ہے کہ دن بھر شیطان اس میں داخل ہوتا اور نکلتا رہتا ہے چہ جائیکہ اور اس میں ٹھکانہ بنا لے۔

☆ استقامت اختیار کرنا

مرید کی شان سے یہ بھی ہے کہ طریقت میں داخل ہوتے وقت جو حالات اس کیلئے غیر معروف ہوتے ہیں ان سے اس کا دل پریشان نہ ہو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب مرید طریقت کو اختیار کرتا ہے تو دنیا اس سے پھر جاتی ہے اور بعض اوقات وہ کہتا ہے چاہے دل میں ہی کہے کہ مجھے فقراء کے راستے کی اتباع کی ضرورت نہیں تو اس طرح اس کا وعدہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس کے بعد اسے فلاح حاصل نہیں ہوتی۔

حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اے مرید! جب اللہ تعالیٰ تجھے تنگی میں مبتلا کرے اور تجھ پر رزق کے دروازے بند کرے اور تجھ پر اپنے بندوں کے دلوں کو سخت کر دے تو جان لو کہ تمہیں اپنا دوست بنانا چاہتا ہے پس ثابت قدم رہو اور تنگ دل نہ ہو جاؤ۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے:

(بَصِيرَةُ الْمُرِيدِ كَالْبَصَرِ أَدْنٰى شَيْءٍ يَقَعُ فِيهَا يُعَطِّلُ النَّظَرَ)

مرید کی بصیرت آنکھ کی طرح ہے اس میں چھوٹی سی چیز بھی داخل ہو تو وہ اس کو بیکار کر کے چھوڑ دیتی ہے۔

آپ فرماتے تھے:

جو مرید اپنی بصیرت کے کھلنے کا دعویٰ کرے اور اس کے ہاں ان چیزوں کے بارے میں معمولی سی لالچ بھی ہو جو چیزیں لوگوں کے پاس ہیں تو وہ شخص جھوٹا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جس شخص کی نگاہ بصیرت کو کھول دیتا ہے اس کیلئے درست نہیں کہ اس کے دل کا مخلوق کے ساتھ کوئی تعلق ہو کیونکہ وہ تمام مخلوق کو محتاج پاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کے مالک نہیں ہوتے۔

آپ فرماتے تھے:

مرید کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتا جب تک اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی محبت صحیح نہ ہو اور اللہ تعالیٰ اس سے محبت نہیں کرتا جب تک وہ دنیا اور دنیا داروں سے نفرت نہ کرے اور دونوں جہانوں کی نعمتوں سے اور ہر اس چیز سے بے رغبت نہ ہو جائے جو اس کو اس کے رب کے مشاہدہ سے دور رکھتی ہے۔

پس معلوم ہوا کہ ہر وہ مرید جو دنیا سے محبت کرتا ہے تو جس قدر وہ دنیا سے محبت کرتا ہے زیادہ ہو یا کم اسی قدر اللہ تعالیٰ اسے ناپسند کرتا ہے۔ اور جو شخص آخرت کی نعمتوں کو پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں حاضری اس کا مقصود نہیں ہوتا بلکہ اس کا دل صرف ان نعمتوں کے ساتھ لٹکا رہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے حجاب میں رہتا ہے کیونکہ آخرت کی انتہا تو صرف یہی ہے کہ اس میں کھانا' پینا' نکاح اور لباس وغیرہ ہیں تو درحقیقت یہ جانور کے چارے کی طرح ہیں تو بندے کو چاہئے کہ اپنے نفس کو جانور خیال کرے وہ اپنے مالک کو پاتا ہے اور وہ اسے نہیں بھولتا تو یہ بات اسے حاصل ہے اور حاصل چیز کی طلب وقت کو ضائع کرتا ہے۔ اس کا کام تو یہ ہے کہ دنیا اور آخرت میں اپنے رب کی مجلس طلب کرے' عارفین کے لئے دونوں جہانوں میں مطلوب نعمت یہی ہے۔

اگر صوفیاء کرام کو عبادات میں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ نہ ہوتا تو وہ عبادات کو پسند نہ کرتے اور اگر انہیں جنت میں اس کا مشاہدہ نہ ہو تو وہ اسے بھی پسند نہیں کریں گے۔ تو وہ جنت ان کو اس لئے محبوب ہوتی ہے کہ اس میں مشاہدہ ہوتا ہے کسی اور وجہ سے نہیں۔

مرید کب سچا ہوتا ہے؟

حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جو بندہ دونوں جہانوں کی کسی چیز کی طرف میلان رکھتا ہے اس کیلئے دنیا اور آخرت میں بارگاہ خداوندی کی مجلس درست نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی مجلس درست ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے جبکہ اس کا غیر کائنات میں سے کسی چیز سے محبت کر کے اس کی مجلس اختیار کرتا ہے وہ اس سے ترقی نہیں کرتا۔

آپ فرماتے تھے:

جب ہم دنیا کی نعمتوں کا مطلق ذکر کرتے ہیں (کسی چیز کا نام نہیں لیتے) تو اس سے مراد مال' کھانا' کلام اور نیند ہے۔ (فَالْمَالُ يُطْغِيْ) مال سرکش بناتا ہے، (وَالطَّعَامُ يُقْسِيْ) کھانا دل کو سخت کرتا ہے، (وَالْكَلَامُ يُلْهِيْ) کلام لہو ولعب میں مشغول کرتا ہے اور (وَالْمَنَامُ يُنْسِيْ) نیند نسیان پیدا کرتی ہے۔

آپ فرماتے تھے:

اے مرید! اپنے لئے دنیا میں سے اس چیز کو باقی رکھو جو تمہیں لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرنے اور صدقات کھانے سے بچائے دنیا کو بالکل چھوڑنے کے ذریعے حد سے نہ بڑھو ورنہ کسی وقت اس کا سایہ تمہیں ڈھانپ لے گا اور تمہارے اعضاء اس کے سامنے ٹوٹ جائیں گے کیونکہ وہ تم پر غالب آجائے گی پس تم اس سے مضائقہ کی طرف لوٹ جاؤ گے جب کہ تم اپنی ہمت یا فکر یا ارادے یا حرکت کے ساتھ اس سے نکل گئے تھے۔

آپ مزید ارشاد فرماتے تھے:

دو کام ایسے ہیں کہ جب بندہ ان پر عمل کرے تو وہ عنقریب امام بن جائے گا اور لوگ اس کی اقتداء کریں گے اور وہ (اَلْاِعْرَاضُ عَنِ الدُّنْيَا وَاحْتِمَالُ الْاَذٰى مِنَ الْاِخْوَانِ الْاِيْثَارِ)

دنیا سے منہ پھیرنا اور اپنے (مسلمان) بھائیوں کی طرف سے تکلیف برداشت کرنے کے ساتھ ایثار کرتا ہے۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے:

جو مرید کسی ایک گناہ کے ذریعے بھی ذلت ورسوائی اختیار کرتا ہے وہ طریقت میں کچھ بھی نہیں کرسکتا اور بعض اوقات وہ گناہ اسے اس مرتبہ سے بھی نیچے اتار دیتا ہے جو مرتبہ اسے طریقت میں شامل ہونے سے پہلے حاصل تھا۔

آپ فرماتے تھے:

مرید اس وقت تک سچا نہیں ہوسکتا جب تک تمام گناہوں کو بالتفصیل نہ چھوڑے نیز دنیا کی طرف صورت یا مثال کی شکل میں میلان کو بھی چھوڑ دے۔

آپ فرماتے تھے:

مرید کیلئے سب سے زیادہ نقصان دہ بات یہ ہے کہ وہ اچھے کام اس لئے زیادہ کرے کہ اس پر اس کی تعریف کی جائے۔ پس زیادہ عبادت کی وجہ سے اسے صرف اللہ تعالیٰ سے دوری اور ناراضگی میں اضافہ ہوگا۔ یہ بات اکثر مریدین کو معلوم نہیں۔

آپ فرماتے ہیں؛

اسی وجہ سے (اہل طریقت نے) اپنے مریدوں کی اصلاح کیلئے یہ بات لازم فرمائی ہے کہ جس قدر ممکن ہو وہ اپنے اعمال کو پوشیدہ رکھیں حتیٰ کہ وہ اس سلسلے میں مضبوط اور قوی ہوجائیں۔

آپ فرماتے تھے:

بعض اوقات مرید ایک کام کرتا ہے جس پر اس کی تعریف کی جاتی ہے لیکن اس کا ارادہ نہیں ہوتا اس کا خیال ہوتا ہے کہ وہ اس میں مخلص ہے لیکن حال یہ ہے کہ وہ دوسری وجہ سے ریاکار ہوتا ہے وہ اس طرح کہ مثال کے طور پر لوگ اسے کوئی چیز عطیہ دیتے ہیں لیکن وہ اپنے دامن بچانے کی خاطر اسے واپس کردیتا ہے۔ پس اس پر لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں اور وہ ان کی تعریف کو غور سے سنتا ہے تو یوں اس کا عمل ریاکاری کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ اگرچہ ابتداء میں اس کا ارادہ نہیں ہوتا۔

آپ فرماتے تھے:

جو شخص دعویٰ کرے کہ وہ عبادات پر تعریف کی چاہت سے خالی ہے تو وہ اپنے نفس کا اس طرح امتحان لے کہ اگر لوگ اس کی مذمت کریں تو اگر مذمت پر اس کے چہرے کا رنگ بدل جائے تو وہ تعریف کیلئے بدلا ہے۔

☆ اعتراض کرنے سے بچو

شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

سچے مرید کیلئے سب سے زیادہ نقصان دہ بات یہ ہے کہ وہ لوگوں (صوفیاء کرام) کے احوال پر اعتراض کرے اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ اس (گناہ) میں مبتلا کرتا ہے وہ اپنی موت سے پہلے تین موتیں مرتا ہے: (مَوْتُهُ الذِّلُّ وَمَوْتُهُ الْفَقْرُ وَمَوْتُهُ

بِالْحَاجَةِ اِلَی النَّاسِ ثُمَّ لَمْ یَجِدْ مَنْ تَرْحَمَہٗ مِنْھُمْ)

(1)۔ذلت کی موت'(2)۔فقر کی موت اور (3)۔لوگوں سے حجاب (دوری) کی موت پھر وہ کسی ایسے شخص کو نہیں پاتا جو اس پر ترس کھائے۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے:

جب سچا مرید' (اسلام کے) مطابق عمل کرتا ہے اور منافقت سے نہیں بچتا تو وہ جھوٹا ہے جو شریعت کے خلاف عمل کرتا ہے اس کی حالت کیا ہوگی۔

میرے آقا حضرت ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: مرید کی دنیا سے محبت کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ دنیاداروں کی مذمت سے ڈرتا ہے اور اگر وہ دنیا سے زاہد ہوتا (دنیا میں رغبت نہ رکھتا) تو وہ دنیاداروں کی مذمت سے متاثر نہ ہوتا۔

☆حرام سے بچنا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے کھانے' لباس' گفتگو' سننے' دیکھنے' ہاتھ' پاؤں' دل اور شرم گاہ کو حرام اور مشتبہ امور سے بچائے اور ان سب باتوں میں سے سب سے اہم (اور ضروری) بات لقمہ میں تقویٰ اختیار کرنا ہے کیونکہ بندے کے اعضاء سے اعمال' حرام اور حلال لقمہ سے پیدا ہوتے ہیں۔اگر حلال کھانے والا گناہ کا ارادہ کرے تو اس پر قادر نہیں ہوگا اور اگر حرام کھانے والا عبادت اور اطاعت کرنا چاہے تو اس پر قادر نہ ہوگا۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

پاک کھانا اختیار کرو اور اس کے بعد تم پر کوئی حرج نہیں اگر تم دن کو روزہ نہ رکھو اور رات کو قیام نہ کرو یعنی نفل عبادات نہ کرو مرید کو چاہئے کہ وہ دوسروں کو دکھانے اور سنانے کیلئے تقویٰ اختیار کرنے سے اجتناب کرے کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔

ہمارے آقا ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جھوٹے مرید کا تقویٰ مسلمانوں کے بارے میں بدگمانی سے پیدا ہوتا ہے اور سچے مرید کا تقویٰ اس نور سے پیدا ہوتا ہے جو اس کے دل میں ہے۔آپ یہ بھی فرماتے تھے:

اللہ کی قسم! میں نے مرید کو نہیں دیکھا مگر وہ اپنے ارادے کو اس چیز سے دور رکھتا ہے جو دوسروں کے پاس ہے۔

فرماتے ہیں: ایک دن میں نے ایک کتا دیکھا اس وقت میں مرید تھا اور میرے پاس روٹی کا ایک ٹکڑا تھا میں نے اس کے سامنے رکھا تو اس نے اس کی طرف توجہ نہ کی تو اچانک میں نے دیکھا کہ کسی کی طرف سے میرے دل میں یہ بات آئی کہ اس شخص پر افسوس جس سے کتا زیادہ زاہد ہے۔

غیبت سے پرہیز

حضرت ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اے مرید! تمہیں اپنے شیخ کے ہم عصر بزرگوں میں سے کسی کے بارے میں کوئی بات کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ اولیاء کی غیبت زہر ہے اگرچہ وہ تمہارا مواخذہ نہ کریں اور کسی کی پیٹھ پیچھے بھی اس کی غیبت کرنے [1] سے بچو جب وہ غیبت اس تک نہیں پہنچتی بلکہ اگر اس تک یہ بات پہنچے تو اس وقت جس قدر ڈرتے ہو اس سے زیادہ اس صورت میں ڈرو کیونکہ اس صورت میں اس کا مددگار اور محافظ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔

☆ گزشتہ خطاؤں کو بھول جاؤ

مرید کی شان میں سے یہ بات بھی ہے کہ طریقت میں داخل ہونے سے پہلے جو لغزشیں اس سے واقع ہوئی ہیں وہ ان کو نہ دیکھے اور نہ دل میں یہ بات سوچے کہ میرے جیسے لوگوں کیلئے یہ بات بعید ہے کہ اس پر (فیضان کے دروازے) کھل جائیں اور وہ نیک ہو جائے کیونکہ یہ بات انوار کو ختم کرنے والے امور میں سے سب سے بڑی بات ہے اور ابلیس کو زیادہ مدد پہنچاتی ہے۔

سیدی حضرت ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

مرید کیلئے مناسب نہیں کہ وہ اپنی سابقہ لغزشوں کو دیکھے اور (رحمت خداوندی کے دروازوں کے) کھلنے سے ناامید رہے بے شک بہت سے اہل طریقت لغزشوں میں مبتلا رہے پھر انہوں نے توبہ کی اور اولیاء کرام کی جماعت میں شامل ہو گئے۔

اور آپ فرماتے تھے:

جو شخص ٹوٹے ہوئے دل (یعنی عاجزی) کے ساتھ طریقت میں داخل ہوتا ہے اس پر فیضان خداوندی کے دروازے اس شخص کے مقابلے میں جلدی کھلتے ہیں جو اپنے سینے میں گزشتہ عبادتوں کو سجائے رکھتا ہے۔ اسی لیے امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے جب ان صوفیاء کرام کا ذکر کیا جو شریعت اور طریقت کے جامع تھے تو حضرت فضیل بن عیاض اور حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر پہلے کیا کیونکہ کچھ عرصہ تک ان کا رشتہ اللہ تعالیٰ سے منقطع رہا۔ [2] پھر جب وہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کی طرف متوجہ ہوئی۔

تو حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے ذکر سے ابتداء اس لئے کی کہ اس طرح ان مریدوں کو رحمت خداوندی کی امید اور اس کے حصول کی خوشی ہو گی جو پہلے اپنے رب سے دور اور لغزشوں کا شکار رہے۔

آپ فرماتے تھے:

---

① غیبت کے بارے تفصیلی معلومات جاننے کے لیے شیخ طریقت امیر اہل سنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کی کتاب ''غیبت کی تباہ کاریاں'' ضرور مطالعہ فرمائیں۔ (ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

② تفصیل کے لیے رسالہ قشیریہ مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور کا مطالعہ فرمائیں۔ (ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

اللہ تعالیٰ کے احسان کو پیش نظر رکھتے ہوئے مرید کا قلیل عمل اس کثیر عمل سے بہتر ہے جب اس کے پیش نظر کوئی اور ہو۔

آپ فرماتے تھے:

اے مرید! اپنے آپ کو علم شریعت اور اس کو ان علماء سے حاصل کرنے میں مصروف رکھو جو علم و عمل کے جامع ہیں۔ اور ان عبادت گزار اور زاہدین کی طرح نہ ہو جاؤ جو اس دنیا سے اس صورت میں نکلے کہ ان کے دل اپنے رب کی عبادت میں ادب سے حجاب میں تھے (یعنی ادب سے محروم تھے)۔

آپ فرماتے تھے:

وہ مرید جو مرنے سے پہلے علوم شریعت میں داخل نہیں ہوتا بعض اوقات وہ گناہ کبیرہ پر اصرار کے ساتھ فوت ہوتا ہے مثلاً باریک قسم کا تکبر، ریاکاری اور منافقت (وغیرہ) اور اسے پتہ بھی نہیں چلتا۔

محبت خدا میں موٹا ہو جانا

حضرت ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جس کو مرتا دیکھو اس پر اعتراض نہ کرو کیونکہ جب محبت بندے میں جاگزین ہو جاتی ہے تو وہ موٹا ہو جاتا ہے۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ بہت موٹے تھے اور جب ان سے اس کے بارے میں پوچھا جاتا تو فرماتے جب مجھے یہ بات یاد آتی ہے کہ کس میں کس کا بندہ ہوں تو میں موٹا ہو جاتا ہوں۔

ایک دفعہ ایک مرید ایک موٹے شیخ کے پاس گیا تو اسے اس حالت میں پایا کہ وہ مریدین کو دنیا سے بے رغبتی کی ترغیب دے رہا تھا اور وہ موٹاپے میں بچھو کی طرح تھا۔ اس شیخ کو کشف ہوا تو کہا مجھے اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم! مجھے کھانے نے موٹا نہیں کیا مجھے اللہ تعالیٰ کی محبت نے موٹا کیا ہے۔[1]

عبادت اور فتح چاہے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ فتح کو دور نہ سمجھے بلکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت خالص اس کی رضا جوئی کیلئے کرے چاہے اس کے دل کی آنکھ کھلے اور اس سے پردہ اٹھ جائے یا نہیں کیونکہ عبادت بندگی کی شرائط میں سے ہے۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

فتح کی علامت نہ دیکھنے کی صورت میں مجاہدہ ترک نہ کرو بلکہ مجاہدہ میں دوام اختیار کرو کیونکہ اس کے بعد فتح لازمی بات ہے اور وہ ضرور ہوگی۔ اعمال اسے طلب کرتے ہیں اور نفس اسے حاصل کرتے ہیں لیکن فتح کا ایک وقت ہے وہ اس سے آگے نہیں بڑھے گی۔ لہٰذا اپنے رب پر تہمت نہ باندھو کیونکہ تمہارے اعمال کا پھل ضرور حاصل ہوگا جب تم مخلص ہوا اپنے رب پر تہمت کو اپنے نفس سے مکمل طور پر اٹھا لو اور اہل تہمت میں سے ہونے سے بھاگو۔ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفتوحات" کے باب نمبر

---

① جو لوگ کھانے پینے میں مصروف رہتے ہیں اور موٹے ہو جاتے ہیں وہ الگ ہیں وہ ان میں شامل نہیں جن کا یہاں ذکر ہوا۔ ۱۲ ہزاروی

240 میں یہ بات ذکر کی ہے۔

حضرت شیخ داؤد بن باخلا رحمۃ اللہ علیہ جو میرے آقا حضرت محمد وفا رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ تھے وہ فرماتے تھے:

اے مرید! اس بات سے بچو کہ تم اپنے ذکر اور عبادت سے اجر وثواب کا ارادہ کرو یہ تو تمہیں ضرور بضرور حاصل ہوگا۔ تمہارا ارادہ تو یہ ہونا چاہئے کہ تم اللہ تعالیٰ کی مناجات سے لذت حاصل کرو اور جو شخص بادشاہ کی ہم نشینی کے ساتھ کامیابی حاصل کرنا چاہتا ہے تو جب تک وہ اس کی خدمت میں ہو اسے کھانے پینے کی اشیاء کا ارادہ نہیں کرنا چاہئے۔

اور آپ فرماتے تھے:

مرید کلمہ طیبہ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کے ساتھ ایک لحظہ بھی اپنے دل کے ساتھ متوجہ ہو جائے تو (خَيْرٌ لَهُ مِنْ مِلْءِ الْاَرْضِ عِبَادَةً مَعَ الْغَفْلَةِ عَنِ اللّٰهِ) اس کیلئے یہ عمل زمین بھر عبادت سے بہتر ہے جس میں غفلت ہو۔

اور آپ فرماتے تھے:

جب مرید دل (کی آنکھوں) سے دنیا کی طرف خواہش کی نظر سے دیکھے جبکہ اسے دنیا سے نکال دیا گیا تو اسے حجاب کی سزا دی جاتی ہے یا حساب یا عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے۔

اور آپ فرماتے تھے: اگر مریدین کے نفوس اس چیز کی قدر کو جان لیں جس کی طرف ان کو بلایا جاتا ہے تو وہ بلانے والے سے پہلے اس کی طرف چلے جائیں۔

اور آپ فرماتے تھے: ہر نئے وقت میں نئی مدد اترتی ہے جسے بلند ہمت مریدین حاصل کرتے ہیں۔

مراحل مرید

حضرت شیخ داؤد بن باخلا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

مرید کو پہلے سننا' پھر سمجھنا' پھر جاننا' پھر گواہی دینا (کا مقام ملتا ہے) اور پھر اس کو معرفت حاصل ہوتی ہے۔

اور آپ مرید سے فرماتے تھے:

اے بیٹے! اگر تجھے پہنچنے کیلئے نیت ہے تو تیرے اندر کوئی اختلاف باقی نہیں رہے گا۔

اور آپ فرماتے تھے:

مرید کا باطنی جوہر اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب اس کا امتحان پایا جائے۔

اور آپ فرماتے تھے:

سچے مرید کی شرط یہ ہے کہ وہ کبھی بھی اپنا قدم اپنے نفس کے حصوں (خواہشات) کیلئے نہ اٹھائے اگر اس کا ارادہ درست ہوا تو دل سے ہر قسم کی خواہش نکل جائے گی۔

اور آپ فرماتے تھے:

سچے مرید کی سیر باطنی ہوتی ہے اس کا ظاہر اتباع کرتا ہے۔
اور عابد کی سیر ظاہر کے ساتھ ہوتی ہے اور اس کا باطن اس کے تابع ہوتا ہے۔
آپ یہ بھی فرماتے تھے:
جب مرید گناہ کے سلسلے میں شیطان کے سامنے جھک جائے اور پھر اس پر اصرار نہ کرے بلکہ توبہ کر کے (گناہ سے) رجوع کر لے تو گویا وہ شیطان کا مطیع نہیں ہے۔
آپ فرماتے تھے:
اے مرید! اس بات سے بچو کہ تم مخلوق میں سے کسی ایک سے یہ مطالبہ کرو کہ وہ تمہیں اذیت نہ پہنچائے اگر اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کی پردہ پوشی کا ارادہ نہ کرتا تو ان پر ان لوگوں کو مسلط نہ کرتا جو ان کو اذیت پہنچاتے اور مجالس میں ان کے نقائص بیان کرتے اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ پھر بے شک اللہ تعالیٰ ضرور اپنے اولیاء کی مدد فرماتا اور ان لوگوں سے انتقام لیتا جو ان کو اذیت پہنچاتے ہیں اگر چہ وہ خود اللہ تعالیٰ سے اس بات کا مطالبہ نہ کریں۔
آپ فرماتے تھے:
مرید کی اصل پونجی یہ ہے کہ وہ صوفیاء کرام کے افعال کی طرف متوجہ ہو
مرید کا اپنے دل کو روشن کرنے والا عمل، کثرتِ عمل سے بہتر ہے۔
اگر صریح حقائق سچے مرید کے دل سے مل جائیں تو اس میں کائنات کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔
سب سے زیادہ اچھا نور وہ ہے جو مرید کے دل پر اس طرح وارد ہو جس میں دعویٰ کی تاریکی کی میل نہ ہو۔
مریدین میں سے جو مرید ارادہ کرے کہ وہ قیامت کے دن صور پھونکنے سے گھبراہٹ کا شکار نہ ہو تو وہ اپنی راتیں عبادت میں گزار دے۔ [1]

قوم (صوفیاء کرام) کا طریقہ کتنا معزز ہے، اس کو تلاش کرنے والا کتنا عزت دار ہے اور جس کو اس سلسلے میں رہنمائی کرنے والا مل جائے وہ کس قدر معزز ہے اور جو اس (طریق) پر ثابت قدم رہتے ہوئے مردوں (اولیاء کرام) کے مقام تک پہنچ جائے وہ بھی کس قدر عزت والا ہے۔
اور آپ فرماتے تھے:
اے مرید! عمل کر اور جس قدر طاقت رکھتا ہے اپنے نفس کی مخالفت میں عمل کر حتیٰ کہ تو اس پر سوار ہو جائے جبکہ پہلے وہ تجھ پر سوار ہوتا تھا کیونکہ جب نفس سچے مرید کے راستے میں رکاوٹ بنتا ہے تو وہ اسے مزید اذکار اور عبادات کے حصول سے روک لیتا ہے تو جھوٹے مرید کیلئے اس کی رکاوٹ کا کیا عالم ہوگا؟

---

① حسن اتفاق ہے کہ اس کتاب کے ان صفحات کا پہلا پروف جب پڑھا تھا تو وقت تقریباً رات کے تین بجے کے قریب تھا اور جب دوسرا پروف پڑھا تو بھی رات کے تقریباً سوا دو بجے کا ٹائم ہے۔ دعا ہے اس کی برکت سے اللہ ﷻ صور پھونکنے کے دن گھبراہٹ سے نجات عطا فرمائے - آمین (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

☆ زہد کو لازم پکڑنا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ دنیا میں زہد کو لازم پکڑے کیونکہ یہ اس کی بنیاد ہے اس لئے کہ طریقت کے تمام احکامات اس پر مبنی ہیں کیونکہ دنیا میں رغبت رکھنے والے کیلئے آخرت کے اعمال نہیں کھلتے۔

طریقت کی بنیاد

سیدی احمد بن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

سچے مرید کیلئے طریقت کی پہلی بنیاد دنیا سے بے رغبتی (زہد) اختیار کرنا ہے کیونکہ جو شخص دنیا سے بے رغبتی (زہد) اختیار نہیں کرتا اس کے لئے اس کے بعد کسی عمل کی بنا (تعمیر) صحیح نہیں ہوتی۔

آپ فرماتے تھے:

مرید اس وقت تک سچا نہیں ہوتا جب تک وہ اللہ تعالیٰ سے دل کی پوری توجہ کا سوال نہ کرے اس طرح اللہ تعالیٰ اس سے ہر اس چیز کو پھیر دے جو اسے اللہ تعالیٰ سے غافل کرتی ہے وہ مال ہو یا اولاد اور جب وہ فقر کی طرف متوجہ ہوگا تو اس فقر پر خوش ہوگا۔

اور آپ فرماتے تھے:

کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ کی صفائی تک نہیں پہنچ سکتا حتیٰ کہ وہ دنیا اور آخرت کے حوالے سے نفس کی خواہشات کو چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل اور اس کے مشاہدہ کی محبت کیلئے اس کی عبادت کرے۔

اور آپ فرماتے تھے:

مرید کیلئے یہ بات بہت بری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے بارے میں گفتگو میں مشغول ہو جب وہ عارف ہو تو اس کا اس بات سے خاموش رہنا افضل ہوتا ہے تو مرید کیلئے اس میں مشغولیت کیسے درست ہوگی۔

آپ فرماتے تھے:

ادھر ادھر دیکھنے والا (منزل تک) نہیں پہنچتا اور کھسک جانے والا کامیابی حاصل نہیں کرتا اور جس شخص کو اپنے نفس کے نقصان کی پہچان نہ ہو اس کے تمام اوقات نقصان میں ہیں۔

آپ فرماتے تھے:

میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ مرید محض عیاشی کیلئے حمام میں داخل ہو، اور صاف ستھرے سفید کپڑے میں اس کیلئے بھوک، (غیر ضروری) لباس سے خالی ہونا، فقر اور عاجزی کو پسند کرتا ہوں۔

اور آپ فرماتے تھے:

مرید کیلئے مناسب نہیں کہ وہ اونی لباس پہنیں جب تک وہ اپنے اخلاق کی تہذیب سے فارغ نہ ہو جائے۔

اور آپ جب کسی مرید کو جبہ پہنے ہوئے دیکھتے تو اس سے فرماتے:

''اے بیٹے! اسے اتار دو حتیٰ کہ تم اپنے نفس کے ساتھ جہاد سے فارغ ہو جاؤ اور نفس کا تکبر ختم ہو جائے۔ بے شک اونی لباس انبیاء کرام کا لباس اور منتخب لوگوں (اولیاء کرام) کا زیور ہے۔

پس جو شخص ان کے اخلاق سے موصوف نہ ہو اس کیلئے جائز نہیں کہ ان کے لباس جیسا لباس پہنے اور نہ یہ کہ ان کی زینت جیسی زینت اختیار کرے۔ گویا یہ بات ان لوگوں کے ساتھ مذاق کرنا ہے جس طرح مذاق کرنے والے لوگ کرتے ہیں''۔

اور آپ فرماتے تھے:

جو مرید کسی فضول کام کیلئے بیٹھے اور اس کا بھائی اس سے کہے اس مجلس سے اٹھ جاؤ اور وہ اس کی بات نہ سنے تو جان لو کہ طریقت کے سلسلے میں اس سے کچھ بھی حاصل نہ ہو گا۔ آپ اپنے شاگردوں سے فرماتے تھے:

اے میری اولاد! رات کے آخری تہائی حصے کے شروع میں بیدار ہونا تم پر لازم ہے اور اس میں کوتاہی نہ کرنا کیونکہ سال کی ہر رات کے آخری تہائی میں آسمان سے نچھاور ہونے والی (رحمت) نازل ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی اس امداد پر مشتمل ہوتی ہے جس سے دل زندہ ہوتے ہیں اور وہ جاگنے والوں پر تقسیم کی جاتی ہے اور سونے والے لوگ اس سے محروم رہتے ہیں۔ [1]

آپ فرماتے تھے:

سچے مرید کی شرط یہ ہے کہ وہ اپنے برادرانِ طریقت کے عیبوں کو نہ دیکھے اور نہ ان کو تلاش کرے چہ جائیکہ وہ اس کے بارے میں معلومات حاصل کرے جو کسی لغزش کا شکار ہوا اور لوگ اس کی عزت کے درپے ہو کر گناہوں میں ملوث ہو گئے۔

آپ مرید سے فرماتے تھے:

اگر تمہارا کوئی بھائی تمہیں کچھ سکھائے تو اس کی بات کو قبول کرو یعنی اس کی نصیحت کو سنو اور اس کی مخالفت نہ کرو۔ اور اگر وہ تمہاری طرف اپنا ہاتھ نہ بڑھائے کہ تم اس کا بوسہ لو تو تم اس کے پاؤں کا بوسہ لو۔

اور جو ذکر میں تم سے آگے ہونا چاہئے تو تم خود اسے آگے کرو اور اس کے بارے میں اچھا گمان کرو کیونکہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ابتداء کرنے سے اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں جلدی کرنا ہوتا ہے، نفس کو خوش کرنا نہیں ہوتا۔

مرید پر اپنے بھائی کیلئے یہ گمان کرنا واجب ہے اور جان لو جب تک تم میں سے کوئی ایک مخلوق کے بارے میں بدگمانی کا شکار رہے گا تو یہ اس کے باطن کے ناپاک ہونے کی دلیل ہے۔

اور آپ فرماتے تھے:

اور مرید کی اصلاح کیلئے اس پر لازم ہے کہ اس کی جس نیکی پر اس کا بھائی آگاہ ہو وہ اس میں اپنے نفس کو گم کر دے۔

اور وہ کسی شخص کو نیکی کا حکم دینے سے پہلے خود اس نیکی کو اختیار کرے تا کہ اس میں سرداری ظاہر نہ ہو ورنہ ہلاک ہو جائے گا۔

آپ مریدین سے فرماتے تھے:

---

[1] اے کاش ان رحمتوں سے اس ناچیز کو حصہ مل جائے کہ رات آخری پہر میں ان صفحات کا پہلا اور دوسرا پروف پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔

(ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

مچھر، جوں اور بچھو کے کاٹنے پر صبر کرو تا کہ تم دوسروں کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف برداشت کرنے کے عادی ہو جاؤ یا قبر کے بچھوؤں کو برداشت کر سکو اگر مواخذہ ہو۔

آپ نے ایک مرتبہ ایک مرید کو دیکھا جو جوں یا مچھر کو مار رہا تھا تو آپ نے اس سے فرمایا: تم کس طرح اہل طریقت کا راستہ طلب کرتے ہو جب کہ تم اپنا غصہ نکال رہے ہو جوں کو مار رہے ہو اور اس کے کاٹنے کو برداشت نہیں کرتے۔

☆ مرشد کے حکم کی تعمیل کرنا

مرید کی شان میں سے یہ بات بھی ہے کہ اس کا مرشد اسے جس بات کا حکم دے اسے لازم پکڑے اور مرشد کے تمام افعال کی تقلید نہ کرے مگر جب وہ اسے اس بات کا حکم دے کیونکہ مرشد کے تمام مقامات کو مرید حاصل نہیں کر سکتا۔

پس مرید کو نماز با جماعت کیلئے یا مجلس ذکر کی طرف نہ جانے سے بچنا چاہئے جب اس کا مرشد اس کی طرف نہ جائے کیونکہ بعض اوقات مرشد اس لئے نہیں جاتا کہ اس پر وارد ہونے والی بات کا بوجھ ہوتا ہے جو اس کیلئے نکلنے اور چلنے میں رکاوٹ کا باعث بنتا ہے بخلاف مرید کے کہ بعض اوقات اس کا یہ عمل اس کی منافقت اور سستی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

اور اللہ کی قسم! میں صبح کی نماز کیلئے جانے کی خاطر تکلیف کرتا ہوں حتیٰ کہ میں اس طرح نکلتا ہوں کہ اپنے پاؤں کو گھسیٹ رہا ہوتا ہوں اور اس کی وجہ رات کے وقت وارد ہونے والے امور کا بوجھ ہوتا ہے لیکن میں نماز سے پیچھے نہیں رہتا مجھے یہ ڈر ہوتا ہے کہ میرا کوئی بھائی (مرید) اس سلسلے میں میری اقتداء کرے اور وہ بے خبری میں ہلاک ہو جائے۔

☆ اپنا اپنا وظیفہ اختیار کرنا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ مرشد نے کسی دوسرے مرید کو جس بات کا حکم دیا ہو یہ اس سلسلے میں اس کی اتباع نہ کرے کیونکہ ہر مرید کا عمل اس کے حال کے مناسب ہوتا ہے جب وہ اس کے خلاف چلتا ہے تو اس کی اللہ تعالیٰ کی طرف سیر (سلوک) کا معاملہ الٹ جاتا ہے۔

☆ خواہشات سے پرہیز کرنا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ خواہش کے مطابق کھانا اور پہننا چھوڑ دے حتیٰ کہ اس وقت تک نہ سوئے جب تک نیند کا غلبہ نہ ہو اور اس سلسلے میں رخصت پر عمل نہ کرے۔

سیدی حضرت عبدالقادر جیلی (جیلانی) رحمہ اللہ فرماتے تھے: سچے مرید کی شرائط میں سے یہ بات ہے کہ (اَنْ لَّا تَحْکُمُ عَلَیْهِ شَهْوَةٌ اِنَّمَا الشَّهْوَةُ لِلْعَوَامِ) شہوت (خواہش) اس پر غالب نہ ہو خواہش عام لوگوں کیلئے ہوتی ہے۔

آپ فرماتے تھے:

میں نے ابتداء میں سخت مشکلات برداشت کیں اور میں نے ہر خوفناک کام پر سواری کی میرا لباس اونی جبہ تھا اور میرے سر پر کپڑے کا چھوٹا سا ٹکڑا تھا اور میں کانٹوں وغیرہ میں ننگے پاؤں چلتا تھا اور میرا کھانا نہر کے کنارے سے حاصل ہونے والی سبزی

کی تھوڑی سی مقدار اور خس (سبزی) کے پتے ہوتے تھے اور میں اپنے نفس کو مسلسل مجاہدہ میں رکھتا تھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے وہ حال نصیب ہوا جو اس قوم (صوفیاء کرام) کو حاصل ہوتا ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

میں نے کئی مرتبہ اپنے آپ کو گونگا اور مجنوں ظاہر کیا تا کہ لوگ مجھ سے بھاگ جائیں اور مجھے میرے رب عزوجل سے غافل نہ کردیں مجھے کئی مرتبہ پاگلوں کے ہسپتال میں لے جایا گیا اور میں تقریباً پچیس سال بغداد اور عراق کے صحراء اور ویرانوں میں تنہا رہا اور چلتا رہا حتیٰ کہ میں مخلوق کو اور وہ مجھے نہیں پہچانتے تھے۔

آپ فرماتے تھے:

میں ایک سال اس حالت میں رہا کہ میں نہ کھاتا تھا نہ پیتا تھا اور نہ ہی سوتا تھا اور مجھے ایک رات میں چالیس مرتبہ احتلام ہوا اور وہ سرد رات تھی اور میں اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہوئے ہر بار غسل کرتا تھا۔

آپ فرماتے تھے:

بعض اوقات یہ بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے امتحان کے طور پر ہوتی تھی کہ آیا میں رخصت پر عمل کرتے ہوئے اس، کے سامنے حالت جنابت میں بیٹھتا ہوں یا اس کی بارگاہ کو اس سے عظیم سمجھتا ہوں بے شک مرید متعدد بار احتلام کے سلسلے میں کسی احتلام کے بعد غسل کرتا ہے کسی کے بعد نہیں اور وہ رخصت پر عمل کرتا ہے اور کہتا ہے (لَیْسَ ھٰذَا وَقْتُ الصَّلٰوۃ) یہ نماز کا وقت نہیں ہے۔

ظالموں کے بستر پر نہ بیٹھو

اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

(جُلُوْسُ الْاَشْیَاخِ عَلٰی بِسَاطِ الظَّلَمَۃِ یُطْفِیءُ نُوْرَ قُلُوْبِھِمْ فَکَیْفَ بِالْمُرِیْدِ)

مشائخ کا ظالم لوگوں کے بچھونوں پر بیٹھنا ان کے دلوں کے نور کو مٹا دیتا ہے تو مرید کا کیا حال ہوگا۔

ان میں سے ایک بزرگ ہر رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوتے پھر وہ کسی حکمران کے بچھونے پر بیٹھے تو زیارت کا سلسلہ ختم ہو گیا اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دور دیکھتے اور ایک زمانہ تک پیچھے چلتے رہے اور کہنے لگے: (یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَا ذَنْبِیْ؟) یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرا کیا گناہ ہے؟

آپ نے فرمایا: ((تَجْلِسُ عَلٰی بِسَاطِ الْغَافِلِیْنَ وَتَطْلُبُ الْاِجْتِمَاعَ لِیْ؟ ھٰذَا اَمْرٌ لَا یَکُوْنُ))

تو ظالم لوگوں کے بچھونوں پر بیٹھتا ہے اور میرے ساتھ بیٹھنے کی طلب بھی رکھتا ہے یہ نہیں ہوسکتا۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین سے فرماتے تھے:

مجلس ذکر میں اکٹھے رہو اور جدا جدا نہ ہو جاؤ اور تم میں کوئی ایک ذکر کے وقت نہ قرأت کرے نہ لکھے نہ پاؤں زور سے

مارے اور نہ زاویہ میں بیٹھ کر دنیوی کاموں میں مشغول ہو البتہ ضروری کام کر سکتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کسی فقیر کے کپڑے سینا اور اس طرح کے دوسرے کام کرنا کیونکہ فقراء سے مطلوب یہ ہے کہ ذکر کرنے والوں کی جماعت کو بڑھائیں اور ان کا کسی دوسرے کام کیلئے الگ ہو جانا ذکر کرنے والوں کے دلوں کو کمزور کر دیتا ہے اور ان کی ہمت پست ہو جاتی ہے۔

آپ اپنے مریدین سے فرماتے تھے:

(خَافُوْا وَلَا تَأْمَنُوْا وَفَتِّشُوْا فِی اللُّقْمَۃِ وَغَیْرِھَا مِنْ اَحْوَالِکُمْ وَلَا تَغْفُلُوْا)

ڈرو اور بے خوف نہ ہو جاؤ اور اپنے لقمہ اور دیگر حالتوں کے بارے میں تحقیق کیا کرو اور غافل نہ ہو جاؤ۔

اور آپ اپنے مریدین سے مزید فرماتے:

تمام لغزشوں سے پاک ہو جاؤ اگر تم ان لوگوں میں سے ہونا چاہتے ہو جو حق تعالیٰ کے ہاں حاضر ہوتے ہیں اور جو شخص اپنے گناہوں سے خالص توبہ کے ذریعے پاک نہ ہو اللہ تعالیٰ اسے مرنے سے پہلے بیماری کے ذریعے پاک کرتا ہے اگر وہ اس کا خیال رکھے ورنہ اسے آگ (جہنم) کے ذریعے پاک کرتا ہے۔

آپ فرماتے تھے:

جو شخص آخرت کا ارادہ کرتا ہے اسے آخرت کی نعمتوں سے بھی بے رغبت ہونا چاہئے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کے حکم کی تعمیل اور اس کی بارگاہ میں حاضری کی نیت سے کرے کوئی دوسرا مقصد نہ ہو۔

☆ رات کا انتظار عبادت کے لیے کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ رات کے آنے کا انتظار اس لئے کرے کہ اس میں عبادت کیلئے قیام کرے گا سونے کیلئے نہیں۔ حضرت شیخ ابو محمد شنبکی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں میں سے تھے وہ فرماتے ہیں: سچے مرید کی خواہش مشقت برداشت کرنا اور مجاہدہ ہے اور وہ کہتا ہے: (مَتٰی یَدْخُلُ اللَّیْلُ حَتّٰی اَسْھَرَ) رات کب داخل ہوگی تاکہ میں شب بیداری کروں۔

اور جھوٹے مرید کی خواہش نیند اور سستی ہوتی ہے۔

وہ فرماتے تھے:

اے مرید! اس شخص کا کھانا کھانے سے بچو جو صوفیاء کرام کے راستے سے ہٹ گیا اگرچہ تم بھوک کی وجہ سے کمزور ہو جاؤ جو شخص ایسے شخص کا کھانا کھاتا ہے چالیس دن تک اس کا دل سخت رہتا ہے۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے:

مرید کی سب سے بڑی آزمائش اللہ عزوجل سے غافل ہونا ہے لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو پسند کرتا ہے تو اسے غفلت اور نیند میں بھی اپنی بارگاہ کی طرف لے جاتا ہے لہٰذا اس کی وجہ سے اس کا اجر کم نہیں ہوتا۔

آپ فرماتے تھے:

جو مرید اللہ تعالیٰ سے غفلت کی وجہ سے سستی اختیار کرتا ہے اور وہ اسے تلواروں کی ضرب سے زیادہ سخت نہیں سمجھتا وہ ارادت کے راستے میں جھوٹا ہے اس سے کوئی عمل نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے بغیر اس راستے پر چلتا ہے پس کسی نتیجہ کے بغیر اس کی تھکاوٹ زیادہ ہوتی ہے پھر وہ اسی جگہ کی طرف لوٹ جاتا ہے جہاں سے آیا تھا۔

آپ فرماتے تھے:

جب مرید کا درجہ بلند ہوتا ہے تو اس کی طرف سزا بہت جلدی آتی ہے پس جس شخص سے لغزش ہو اور اسے اس پر سزا نہ ملے اس سے اپنے ہاتھوں کو جھاڑ لو تعلق ختم کر دو بے شک اللہ تعالیٰ اسے اپنی بارگاہ کا قرب عطا نہیں کرتا۔

آپ مزید فرماتے تھے:

مرید کا طریقہ محنت کو لازم پکڑنا ہے حتیٰ کہ سعادت مند ہو جائے یا تو اس کی آرزو اسے جوانی تک (روحانی جوانی تک) پہنچا دے گی یا آغاز ہی میں مر جائے گا۔

سچے مرید کی شرط

شیخ ابو محمد شنبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مرید کی جہالت یہ ہے کہ وہ برائی کا مرتکب ہو اور اللہ تعالیٰ اس سے امداد کو منقطع نہ کرے پس وہ اپنے دل میں کہے کہ اس کا مواخذہ نہیں ہوگا اور یہ استدراج ہے کیونکہ وہ اس گناہ کے زمانے میں اس شخص کے حکم میں ہوتا ہے جس پر غضب ہو اور اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر مرید سے لغزش کی صورت میں افسوس اور رونا دھونا نہ پایا جائے تو یہ ذلت و رسوائی کی علامات ہے۔

آپ فرماتے تھے:

سچے مرید کی شرط یہ ہے کہ اسے صرف اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا شوق ہو ملاقات دنیا اور عالم برزخ میں قلبی مشاہدہ کے ذریعے ہوتی ہے اور آخرت میں ظاہری آنکھ سے ہوگی۔

اور آپ فرماتے تھے:

کسی مرید کے جاہل ہونے کیلئے کافی ہے کہ وہ اپنے اعمال پر اترائے (فخر کرے) صوفیاء کرام فرماتے ہیں اس کا فخر کرنا جہالت کی وجہ سے ہوتا ہے کیونکہ وہ خود پسندی کے ذریعے اپنے نفس کے عیبوں پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے۔ حالانکہ ان عیبوں پر پردہ نہیں پڑتا۔

آپ فرماتے تھے:

مرید اپنی ارادت میں اس وقت تک صادق نہیں ہو سکتا جب تک اپنی تمام بری صفات سے نکل نہ جائے۔

اور آپ فرماتے تھے:

اے مریدو! اربابِ احوال (صوفیاء کرام) کے احوال بیان کرنے سے بچو جب تک تم اس قوم (صوفیاء کرام) کے قیام تک نہ پہنچو کیونکہ اس طرح تم اللہ تعالیٰ کے راستے میں سیر سے الگ ہو جاؤ گے کیونکہ اس طرح تم خیال کرو گے تم مشائخ کی مثل ہو

چکے ہو۔

آپ فرماتے تھے:

اے مرید تیرے خلط ہونے کی علامت یہ ہے کہ تو خلط ملط (غیر مخلص) لوگوں کی صحبت اختیار کرے اور تیرے باطل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ تو اہل باطل کی صحبت کرے۔

اور آپ فرماتے تھے:

صادق مرید کی علامت سے یہ بات ہے کہ وہ ہماری اصطلاح کے مطابق سنت اور فرض کو اختیار کرے: (فَالسُّنَّةُ تَرْكُ الدُّنْيَا وَالْفَرِيْضَةُ دوام ذكر الله تعالى)

پس سنت دنیا کو ترک کرنا اور فرض ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ہے۔

اور آپ فرماتے تھے:

جو مرید اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں میں سے کسی ایک کے بارے میں اپنی زبان چلاتا ہے (اِبْتَلاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِالْعِقَادِ لِسَانِهٖ عَنِ النُّطْقِ بِالشَّهَادَتَيْنِ عِنْدَ الْمَوْتِ)۔

اللہ تعالیٰ موت کے وقت اس کی زبان کو کلمہ شہادت کے پڑھنے سے رکاوٹ میں مبتلا کر دیتا ہے۔

اور آپ فرماتے تھے:

دو عادتیں ایسی ہیں کہ جب مرید میں پائی جائیں تو اس کیلئے (اللہ تعالیٰ تک) پہنچنا حرام ہو جاتا ہے۔

(سُوْءُ اللُّقْمَةِ وَاِيْذَاءُ الْخَلْقِ) برا لقمہ اور مخلوق کو ایذاء پہنچانا ہے۔

☆ انکساری اور عاجزی کرنا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ عاجزی اور انکساری کا اظہار کرے اور پرانے میلے کچیلے کپڑے پہنے یہ اس وقت ہے جب اس کے بھائی اسے چھوڑ دیں تا کہ اس پر نرمی اور بھلائی کا دروازہ کھل جائے اور جب مجلس ذکر میں حاضری ہو تو اس کے کنارے میں بیٹھے حلقہ میں داخل نہ ہو اور مجلس ذکر کو تقسیم نہ کرے اگرچہ ان لوگوں کے اس کو چھوڑنے سے پہلے اس کی یہ عادت ہو کیونکہ اس پر واجب ہے کہ کسر نفسی اختیار کرے۔

میں نے اپنے آقا حضرت علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے:

سچے مرید کی نشانی یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کی مخالفت کرتے ہوئے اپنے برادران طریقت کے ساتھ رہے اور جب وہ اس کو زیادہ دیر تک چھوڑے رکھیں یہ ان کی محبت میں اضافہ کرتا ہے کیونکہ اس صورت میں اپنے نفس کو مٹانے پر مدد حاصل ہوتی ہے۔

☆ عمل میں دوام اختیار کرے

مرید کی شان سے یہ بات ہے کہ وہ روحانی یا جسمانی اعتبار سے ہمیشہ خوب عمل کرے اور اس سلسلے میں کوتاہی نہ کرے۔

حضرت شیخ نجم الدین الکبریٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

مرید کی شان یہ ہے کہ اس کا سامان سفر تقویٰ اور اس کی جمع پونجی افلاس ہو اس کا سفر آخرت کی طرف ہو اس کے مراحل (پڑاؤ کے مقامات) انفاس (سانس) ہو اس کی منزل قبر اس کا ساتھی یقین اس کی تدبیر عجز اس کی حرکات سکون اس کا گھر خلوت اس کا لباس فقر اس کی نیند زندگی کا محاسبہ اس کی سواری اس کا مصلیٰ (سجادہ) اور اس کی سجدہ گاہ اس کی مجلس ہو۔

اگر درس دے تو علوم حکمت کا، غور کرے تو عبرت کے ساتھ اس کی رفیق توفیق اس کی سیرت اچھے اخلاق اس کا معلم قناعت اس کا روزہ خاموشی اس کی ہمت جہنم کا خوف اس کی خوشی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو جنت کے ساتھ نہیں اس کی صحت مخلوق سے مایوسی ہو جس طرح اس کی بیماری لوگوں سے طمع اور لالچ ہوتی ہے۔ اس کا واعظ موت قبرستان اور دن رات ہوں، اس پر غم کی بارش ہو کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے بغیر اپنی عمر کے اوقات کو ضائع کر دیا اس کی پختہ نیت یہ ہو کہ جب تک زندہ ہے دنیا کو ہمیشہ کیلئے ترک کر دے گا۔ اس کا ہتھیار وضو اس کی سواری پرہیز گاری، اس کا دشمن نفس اور شیطان، اس کا قید خانہ دنیا، اسے قید کرنے والی چیز خواہش اس کی رات آہ وزاری اور دن استغفار میں گزرے اس کا قلعہ اس کا دین اس کی علامت اس کی شریعت اس سے گفتگو کرنے والی اللہ تعالیٰ کی کتاب، اس کا اصل مال اپنے رب کے بارے میں حسن ظن ہو اس کا شغل بارگاہ نبوی میں کثرت سے ہدیہ درود شریف بھیجنا ہو وہ آقا ﷺ جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اسے ہدایت دی آپ ہی کی ذات اس کی اور تمام امت کی حقیقی مرشد ہے پس یہ شخص سچا مرید ہے۔

آپ فرماتے تھے:

سچے مرید کی شرائط میں سے یہ شرط ہے کہ وہ اپنے نیک اعمال کے رد ہونے سے ظاہری گناہوں کے مقابلے میں زیادہ خوف رکھے۔

آپ فرماتے تھے:

سچے مرید کی نشانی یہ ہے کہ ہر مرتبہ ذکر کے وقت اس کا دل اس کی زبان کے ساتھ برابر رہے کبھی بھی اس کا دل زبانی ذکر سے پیچھے نہ رہے اور اس کی تمام رگیں اللہ عزوجل کے ذکر کی محبت سے بھری رہیں اس کے باوجود وہ اپنے نفس کو کوئی وقعت نہ دے بلکہ وہ اسے یوں دیکھے کہ وہ اللہ عزوجل کی عبادت کی صلاحیت نہیں رکھتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کا اہل بنائے۔

آپ فرماتے تھے:

سچے مرید کی شرائط میں سے یہ شرط بھی ہے کہ اس کے اور دنیا داروں کے درمیان ضرورت شرعیہ سے زائد دوستی صحبت اور مجلس نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے راستے کی محبت اسے اس کے غیر کی طرف میلان کیلئے نہیں چھوڑتی۔

اور آپ فرماتے تھے:

جو سچا آدمی اللہ تعالیٰ کی راہ کو پسند کرتا ہے وہ اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ دنیا اور دنیا طلب کرنے والوں سے نفرت کرتا ہے کیونکہ یہ بات اللہ تعالیٰ سے حجاب کا ذریعہ بنتی ہے اور وہ موت کو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی خاطر پسند کرتا ہے۔

☆ مدح اور مذمت برابر ہوں

شیخ نجم الدین الکبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

سچے مرید کی شان یہ ہے کہ وہ لوگوں سے علیحدہ رہنے کو پسند کرے اور وہ جنگلوں اور ویرانوں میں بیٹھنے کے ذریعے ان سے بچے حتیٰ کہ اسے قوت حاصل ہو جائے اور وہ اس مقام کو پہنچ جائے کہ غیر خدا کے ساتھ ملاقات کی وجہ سے اس میں میلا پن نہ آئے۔

سچے مرید کی شان سے یہ ہے کہ وہ لوگوں کا اس کی تعریف اور مذمت کرنا برابر ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر اور شر کا پہنچنا برابر ہو وہ قضا پر راضی ہو جس چیز کا فیصلہ ہو اسی پر نہیں اسی طرح وہ اللہ تعالیٰ کے عطا کرنے اور روکنے دونوں پر برابر راضی ہو یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ مخلص ہونے اور کسی سبب کے بغیر رب کی عبادت کرنے کی دلیل ہے۔

آپ فرماتے تھے:

صادق مرید کی شرط یہ ہے کہ اس کی زبان پر صرف اللہ تعالیٰ کا اور موت کا ذکر رہے۔ نامہ اعمال کو دیکھنے کا خوف، جنت کے احوال اور دوزخ کے احوال کا ذکر رہے۔ اس کی امید وقت سے تجاوز کرنے کے قریب نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دنیوی اور اخروی امور کے ساتھ نہ ٹھہرے کیونکہ یہ سب راستے کے پڑاؤ (اور گھات) ہیں مطلوب ان کے بعد ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے کوئی اور چیز نہیں۔

دنیا کی خواہشات اور نجاستوں سے پوری طرح طہارت حاصل کرنے کی کوشش سے غافل نہ ہو اسی طرح تمام لغزشوں اور غفلتوں سے بھی غافل نہ رہے عمل، قول اور اعتقاد کے ذریعے شریعت کی حفاظت کرے اور پلک جھپکنے کے برابر بھی اس سے نہ ہٹے۔

اور آپ فرماتے تھے:

مرید لوگوں کی گزرگاہ اور خلوت نشینی کو پسند کرتا ہے جیسے بیماری سے آفاقہ پانے والا کمزور آدمی تنہائی چاہتا ہے اور وہ پسند کرتا ہے کہ وہ جگہ تنگ ہو حتیٰ کہ وہ اس میں پاؤں بھی نہ پھیلا سکے اور وہ پسند کرتا ہے کہ وہ جگہ تاریک ہو جس میں سورج کی روشنی داخل نہ ہو سکے اور اس کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنے آپ کو اس طرح رات گزارنے کا عادی بنائے کہ اس کے پاس کھانا یا نقدی ہو بلکہ وہ نماز عشاء تک صبر کرے اور اگر وہ ایسے شخص کو نہ پائے جو اس سے اس بات کو قبول کرے تو اسے اپنی خلوت سے نکال کر اس کو دے جسے پائے یہ اس کی استعداد اور روحانی فتوحات کیلئے زیادہ کامل صورت ہے۔

آپ فرماتے تھے:

مرید کی شرائط میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ ذکر میں کوتاہی نہ کرے حتیٰ کہ اسے قوت حاصل ہو اور اس کے سبب اسے ایک حال حاصل ہو جائے پس کبھی اپنی زبان کو دل سے اور کبھی دل کو زبان سے لے۔ اسے چاہئے کہ سنتوں، چاشت کی دو رکعتوں، وضو کی دو سنت رکعتوں (تحیۃ الوضو) کو پابندی سے ادا کرے۔ جس قدر ممکن ہو مجلس ذکر کیلئے خوشبو اور بخور (اگر بتی) استعمال کرے اور چربی کا استعمال مسلسل نہ کرے ورنہ اس کا دل تاریک ہو جائے گا بلکہ ہفتہ میں ایک دن یا تین دن کے بعد چربی استعمال کرے

اور اس میں تھوڑی سی کھائے اور جس قدر ممکن ہو نفس کے دھوکے سے بچے کیونکہ نفس کا کام یہ ہے کہ وہ برائی کو پسند کرتا اور بھلائی کو ناپسند کرتا ہے۔ نیز وہ عقل کی مخالفت اور خواہشات کی موافقت کرتا ہے۔

نفس کی مختلف صورتیں

شیخ نجم الدین الکبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

نفس کو جب بھوک لگتی ہے تو وہ کمزور بچے کی طرح ہو جاتا ہے اور جب وہ سیر ہو جاتا تو حملہ کرنے والے شیر کی طرح ہو جاتا ہے، جب اسے غصہ آتا ہے تو جابر حکمرانوں کی طرح ہوتا ہے، جب اسے کسی چیز کی خواہش ہوتی ہے تو وہ درندوں کی طرح ہوتا ہے جب وہ کسی چیز سے خوفزدہ ہوتا ہے تو وہ بلی کی طرح ہوتا ہے، جب وہ امن میں ہو تو وہ چیتے کی طرح ہوتا ہے، جب نافرمانی کرے تو شیطان کی طرح ہوتا ہے، جب وہ سکون میں ہو تو جمادات کی طرح ہوتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

مرید کو چاہئے کہ وہ لوگوں کے سامنے بطور تکلف نہ روئے تاکہ اس کی اصلاح ہو اور اسے بھلائی حاصل ہو کیونکہ یہ عمل منافقت ہے اور اس قسم کے تمام یا بعض کام شراب نوشی سے بھی زیادہ برے ہوتے ہیں۔ حشیش فروخت کرنے سے بھی بدتر ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں نفس کے شر سے ہمیشہ محفوظ رکھے جب تک ہم زندہ ہوں۔ آمین

آپ فرماتے تھے:

سچے مرید کی شرط یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کو اس طرح دیکھے گویا وہ ناپاکیوں کی جگہ ہے اور اس کا مقام ہمیشہ لوگوں کے قدموں کے نیچے ہوتا ہے۔

آپ فرماتے تھے:

مرید کا عظیم ترین خلق یہ ہے کہ وہ لوگوں کی طرف سے پہنچنے والی اذیتوں کو برداشت کرے اور جس قدر ممکن ہو غصہ پی جائے کیونکہ جو شخص غصہ نہیں پیتا وہ لازمی طور پر عذر پیش کرنے کی ذلت میں پڑتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی طرف دائمی توجہ

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ ہمیشہ صرف بارگاہ خداوندی کی طرف متوجہ رہے دنیا اور آخرت کی کسی چیز کی طرف متوجہ نہ ہو اور یہ بات معلوم ہے کہ اس مقام تک پوری ریاضت کے بعد ہی پہنچ سکتا ہے اس طرح کہ دنیا اور آخرت میں حاصل ہونے والی لذات میں سے کسی چیز کی طرف متوجہ نہ ہو۔

حضرت شیخ ابو مدین مغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

دلوں کا قبلہ ایک ہی ہے جب اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس کے غیر سے پردے میں ہو جاتا ہے اگر دنیا کی طرف توجہ کرے تو آخرت سے آڑ ہو جاتی ہے اگر آخرت کی طرف متوجہ ہو تو دنیا سے پردہ ہو جاتا ہے اور اگر بارگاہ خداوندی کی طرف توجہ ہو تو

دونوں جہانوں سے پردہ ہو جاتا ہے۔

آپ فرماتے تھے:

جو مرید عذر پیش کرنا نہیں چھوڑتا (یعنی غلط کام کر کے عذر پیش کرے) اس کیلئے پردے نہیں اٹھائے جاتے اور آپ فرماتے تھے:

مرید کیلئے سب سے زیادہ نقصان دہ چیز طریقت میں نو وارد لوگوں کی صحبت اختیار کرنا ہے وہ ان کے سامنے شیخ (بزرگ) کی صورت اختیار کرتا ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سیر سے رک جاتا ہے۔ بے شک مریدین کی تربیت وہ شیوخ کرتے ہیں جن کی بشریت مٹ چکی ہے اور ان کے مجاہدات مکمل ہو چکے ہوں۔

نو خیز لوگوں کی صحبت فساد کیلئے ہو تو یہ بات صوفیاء کرام کے طریق سے مکمل طور پر خارج ہے۔

اور آپ فرماتے تھے:

مرید کی شرط یہ بھی ہے کہ وہ اپنے درجہ میں اضافہ اور نقصان کو پہچانے یہ اس لئے ضروری ہے تا کہ وہ عمل میں کوشش کرے جب بھی سستی اسے دور کر دے۔

آپ فرماتے تھے:

مرید کا توبہ کے بغیر صوفیاء کے طریقہ کو طلب کرنا بہت بڑی جہالت ہے۔

آپ فرماتے تھے:

سچا مرید طریقت میں اپنے بھائیوں کے ساتھ گفتگو سے بھی اعراض کرتا ہے چہ جائیکہ وہ دنیاداروں کے ساتھ گفتگو میں مشغول ہو۔

آپ فرماتے تھے:

مرید کی شان سے یہ بات ہے کہ وہ اپنے لئے اور دوسروں کیلئے جب تک مناسب ہو بیدار رہے (ہوشیار رہے) اس کا بھائی اسے اللہ ﷻ سے غافل نہ کرے جو شخص اپنے رب سے غافل رہتا ہے وہ فوری طور پر غضب کا نشانہ بنتا ہے۔

مرید کیلئے بارگاہ خداوندی تک رسائی

حضرت شیخ ابو مدین مغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خصوصی حاضری کیلئے مرید کو سب سے زیادہ قریب کرنے والی سواری دائمی ذکر ہے۔

اس بات پر صوفیاء کا اجماع ہے کہ جو لوگ دائمی ذکر کرتے ہیں ان کا باطن صاف ہو جاتا ہے اور جس کا باطن صاف ہو اس کا ٹھکانہ بارگاہ خداوندی میں ہوتا ہے۔

اسی وجہ سے بعض حضرات فرماتے ہیں: (مُنْذُ ثَلَاثِيْنَ سَنَةً لَمْ اَخْرُجْ مِنْ حَضْرَةِ اللّٰهِ ﷻ) میں تیس سال سے بارگاہ

خداوندی سے باہر نہیں نکلا۔

☆اپنے اعمال صالحہ کو کم خیال کرنا

مرید کی شان سے یہ بات ہے کہ جب وہ نیکی کے حوالے سے اپنے احوال کو کم ہوتے دیکھے نیز یہ کہ طریقت کے سلسلے میں اس کی ہمت کمزور ہے تو وہ اپنے برادران طریقت سے الگ ہو جائے یا ان کو اپنی حالت سے ڈرائے اور اس پر حرام ہے کہ اپنے نفس کی طرف سے جواب دے کیونکہ اس طرح وہ ان کو ضائع کردے گا اور اس کا گناہ اس کی طرف لوٹے گا۔

شیخ ابوالحجاج الاقصریؒ رحمۃ اللہ علیہ کی مریدین کو نصیحت

آپ فرماتے تھے:

جب مرید طریقت کی طلب میں اپنے نفس کو سچا نہ پائے تو اس پر لازم ہے کہ فقراء کے درمیان سے نکل جائے اگر ان کے درمیان سے نہیں نکلے گا تو ان لوگوں کے عزم میں کمی کا گناہ اس پر ہوگا کیونکہ وہ اس کو دیکھتے ہیں اور بری طبیعتوں سے (ان کی خصلتیں) چوری ہوتی ہیں اور جو شخص یہ خیال کرے کہ اس کی طبیعت چوری نہیں ہوتی ہم اسے جھوٹا قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ بات اسی سے ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ سے غافل نہ ہو جیسے فرشتے ہیں۔

آپ فرماتے تھے:

جو مرید اپنے کسی بھائی سے حسد کرتا ہے اس کیلئے کبھی بھی ترقی کی امید نہ رکھو کیونکہ (اِذَا الْحَسُوْدُ لَا یَسُوْدُ) حسد کرنے والوں کو قیادت نہیں ملتی۔

پھر فرماتے: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اور میرا بھائی (طریقت میں بھائی) شیخ ابوالحسن بن صائغ رحمۃ اللہ علیہ سکندریہ میں اپنے شیخ کے پاس جاتے۔ میں دیکھتا کہ میرا مقام اس کے مقام سے بلند ہے تو میں کہتا یا اللہ! اس کے مقام کو میرے مقام سے بلند کردے اسی طرح وہ بھی میری عدم موجودگی میں یہی بات کہتے۔

اس قوم (صوفیاء کرام) کا یہی مقام ہے ان کے درمیان کوئی کھوٹ، حسد اور کینہ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو۔

آپ فرماتے تھے: (اَلْمُرِیْدُ الصَّادِقُ لَا یَرْجِعُ عَنِ الطَّرِیْقِ وَلَوْ قَاسٰی کُلَّ الْاَھْوَالِ)

سچا مرید، طریقت سے نہیں پھرتا اگرچہ اسے تمام مشکلات برداشت کرنا پڑیں۔

سات سو مرتبہ گرے

صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

جو کسی نفیس کو نکاح کا پیغام دیتا ہے وہ اس نفیس کے ساتھ اپنی جان کو خطرے میں ڈالتا ہے۔ شیخ الاقصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے مجھے ایک مرتبہ تو اللہ تعالیٰ نے ابوعمران کے ذریعے میری مدد فرمائی اس کی صورت یہ ہوئی کہ میں نے دیکھا وہ "منارۃ السراج" پر چڑھنے کی کوشش کر رہے تھے تاکہ آپ کے قریب ہو جائیں وہ مسلسل صبح تک پھسلتے اور گرتے رہے کیونکہ مینارہ ملائم تھا۔ میں نے

اس رات شمار کیا تو وہ سات سو مرتبہ گرے تھے لیکن انہوں نے اپنا عمل نہ چھوڑا۔ میں نے اپنے دل میں کہا یہ سات سو مرتبہ گرنے کے باوجود اپنے (مطلوب کی طلب) سے باز نہیں آتے اور تم اس سے کم کی وجہ سے واپس ہو رہے ہو۔ پھر میں صبح کی نماز کیلئے نکلا اور واپس آیا تو ان کو مینارہ کے اوپر چراغ کی طرف (رخ کئے ہوئے) بیٹھا دیکھا۔

اس سے میں نے وہ سبق حاصل کیا جو حاصل کیا تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری مدد تھی۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور اس کی حمد کرتا ہوں۔

بادشاہ کی بیٹی کا رشتہ؟

شیخ الاقصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے:

کسی مرید نے بادشاہ کی بیٹی کا رشتہ مانگا۔ بادشاہ نے کہا تو اس کا مہر ادا نہیں کر سکتا۔ اس نے پوچھا اس کا مہر کیا ہے؟ بادشاہ نے کہا ایک سو جواہر جن میں سے ہر جوہر کی قیمت ایک ہزار دینا ہے۔ اس نے پوچھا وہ جواہر کہاں ہیں؟

بادشاہ نے فقیر کو جواب دیا کہ وہ بحر ظلمات میں ہیں۔

مرید نے اپنا پیالہ لیا اور بحر ظلمات کے ساحل تک جا پہنچا۔

وہ پیالے سے پانی نکال نکال کر خشکی پر ڈالتا جاتا بادشاہ کو یہ بات پہنچی تو اس نے اس کے پیچھے کسی آدمی کو بھیجا اور اپنی بیٹی کا اس سے نکاح کر کے اپنی طرف سے مہر ادا کر دیا اور اس کی بلند ہمتی کی وجہ سے اسے اپنا وزیر بنا لیا۔

حضرت شیخ ابو الحجاج الاقصریٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اے مرید! اپنے اعمال کا صلہ طلب کرنے سے بچو کیونکہ صلہ ان اعمال کا ہوتا ہے جو ریاکاری اور تمام آفات سے محفوظ ہوں اور تمہارا کون سا عمل خالص ہے کہ تم اس کی جزا مانگ رہے ہو۔ محض بندگی کیلئے عمل کو اختیار کرو ورنہ وقت کا ادب اور اس کی مدد تمہیں حاصل نہ ہوگی آپ فرماتے تھے: سچا مرید اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی وجہ سے اپنی ذات میں نہیں پڑتا۔

آپ فرماتے تھے: جس مرید کو یہ کہتے ہوئے سنو کہ میری حقیقت اللہ ہے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی موجود نہیں تو ایسے شخص کو اس کے گناہ کی پہچان کراؤ اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو اسے قتل کر دو وہ زندیق ہے۔ (بے دین ہے)

آپ فرماتے تھے:

سچے مرید کی شرط سے یہ بات ہے کہ وہ اپنے برادران طریقت میں سے کسی ایک پر جلدی اعتراض کرنے میں اپنے نفس کو بالکل مشغول نہ کرے بلکہ اس کی شان یہ ہے کہ لوگوں کے اعمال کو اچھا گمان کرے۔ وہ جب تک کسی ایک میں نقصان دیکھے گا خود اس میں نقص ہوگا۔

لیکن مشائخ جب مرید میں کوئی کمی دیکھتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا ہے اور اس میں اس کی بھلائی ہوتی ہے کہ وہ اسے آفات سے بچاتے ہیں اور وہ کسی نافرمان شخص کی توہین نہیں کرتے کیونکہ اس بات پر ان کی نظر گہری ہوتی ہے کہ یہ

احکام مخلوق میں تقدیر کے مطابق جاری ہوتے ہیں اور برائی سے برأت کے سلسلے میں ان کی تیزی کی علامات ظاہر ہیں۔

میرے مرشد ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ کے رفیق حضرت شیخ ابوالحسن بن صائغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

مرید جب خوبصورت اور بے ریش ہو تو اسے مردوں کے پاس بیٹھنا نہیں چاہئے البتہ اپنے شیخ کے حلقہ میں بیٹھ سکتا ہے نہ وہ سیاہ سرمہ لگائے نہ خوشبو لگائے نہ بھڑکیلا لباس پہنے ادب کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ کھردار اور پیوند لگا ہوا لباس پہنے خصوصاً جب وہ چلہ گاہ میں ٹھہرے۔

آپ فرماتے تھے:

خوبصورت چیزیں دیکھنے کے معاملے کو آسان نہ سمجھو کیونکہ یہ نظر دل میں حسرت اور تاریکی پیدا کرتی ہے۔

آپ فرماتے تھے:

سچے مرید کی شان سے یہ بات ہے کہ وہ صرف ضرورت کے وقت کھانے کی طرف ہاتھ بڑھائے اگرچہ اس کے سامنے پہاڑ کی مثل کھانا رکھا ہو اور جب کھانا کھائے تو صرف سانس باقی رکھنے کی مقدار میں کھائے۔

آپ فرماتے تھے:

جو مرید حقیقت علم سے ظاہر علم کی طرف گر جائے اس کا اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا وعدہ ٹوٹ جاتا ہے۔

آپ فرماتے تھے:

جو مرید اپنی ارادت کے راستے سے واپس لوٹ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ایسا عذاب دیتا ہے جو عذاب تمام جہاں والوں میں سے کسی اور کو نہیں دیتا۔ اس کی وجہ اس چیز کی عظمت ہے، جس سے وہ واپس ہوا ہے، یہی وجہ ہے کہ جب کوئی کافر اسلام قبول کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ گناہ بخش دیتا ہے، کیونکہ اس نے اسلام قبول کرنے سے پہلے توجہ الی اللہ کے مقام کی لذت حاصل نہیں کی۔

آپ فرماتے تھے:

سچے مرید پر لازم ہے کہ دنیا کو دو مرتبہ چھوڑے، پہلی مرتبہ اس کے کھانے، نعمتیں اور تمام خواہشات کو چھوڑ دے اور دوسری بار اس کے مقام و مرتبہ اور لوگوں اور لوگوں کی طرف اپنی عزت افزائی کو چھوڑ دے تاکہ اس کی برکت حاصل ہو اور یہ اس لئے کہ جب وہ دنیا میں زہد کے ساتھ مصروف ہو جاتا ہے تو لازمی طور پر لوگ اور بادشاہ اس کی تعظیم کرتے ہیں پس اس مقصد کیلئے اس کا اس کو چھوڑنا پہلی بات کو چھوڑنے سے زیادہ عظیم ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سیر کی خاطر دنیا کو چھوڑنے کے بعد دنیا کو اختیار کرنا اسی شخص کیلئے ہو سکتا ہے، جس کی اتباع کرنے والا کوئی نہ ہو، لیکن جس کی اتباع کرنے والے ہوں تو بعض اوقات وہ اس کی اتباع کر کے ہلاک ہو جاتے ہیں۔

☆ مجلس ذکر سے نہ اکتانا

مرید کی شان سے یہ بات ہے کہ وہ مجلس ذکر کے طویل ہونے سے نہ اکتائے بلکہ اس کے نزدیک ذکر میں ایک دن ایک

لمحہ کے برابر ہو اور یہ اسی مرید کیلئے ہو سکتا ہے جو دنیا سے مکمل طور پر قطع تعلق کرے۔ لیکن جو بچوں کو پڑھاتا یا علم میں مشغول ہوتا ہے اس سے یہ بات بعید ہے کہ وہ مجلس ذکر کے طویل ہونے سے پریشان نہ ہو خاص طور پر جب یہ فقیر بچوں کی تربیت اس طرح کرے جس طرح مریدین کی تربیت کی جاتی ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سیر سے بالکل کٹ جاتا ہے۔

حضرت شیخ ابوالحسن بن صایغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جو مرید اپنا مرید بناتا ہے چاہے وہ اسے قرآن مجید حفظ کرائے وہ اس وجہ سے مقام تحقیق (حقیقت کو حاصل کرنے) سے کٹ جاتا ہے اور اس کا راستہ لمبا ہو جاتا ہے۔

صوفیاء کرام میں سے ایک صوفی بچوں کو پڑھاتا اور اس (بچے) کی ڈاڑھی آجاتی لیکن اسے لوگوں سے یہ بات معلوم ہوتی کیونکہ ان پر طریقت کا غلبہ ہوتا اس کے باوجود وہ بچوں کی طرف میلان سے خوف زدہ رہتے یہ بات ان کو بچے کے گھر والوں کی طرف سے نرمی کی وجہ سے ہوتی اور بعض اوقات فقیہ اپنے سے کم درجہ آدمی سے زیادہ نرمی کرتا ہے پس اس کا قرآن مجید کی تعلیم دینا طلب دنیا کیلئے ہو جاتا ہے۔

آپ فرماتے تھے: ہر وہ مرید جو کسب کی ذلت اور لوگوں کے سامنے حاجت پیش کرنے کی ذلت کا ذائقہ نہیں چکھتا اسے طریقت میں کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا کیونکہ جو شخص کماتا نہیں وہ دین کے بدلے میں کھاتا ہے اور جو شخص لوگوں سے سوال کرتے وقت ان کے رد سے متاثر نہیں ہوتا اس میں مروت نہیں ہوتی اور یہ دونوں باتیں طریقت میں درست نہیں نیز جو شخص کسب کی ذلت اور لوگوں کی طرف حاجب کی ذلت کو نہیں چکھتا وہ عزت تلاش کرتا ہے اور فقراء کی عزت سے بڑھ کر کوئی عزت نہیں کیونکہ بادشاہت بھی ان کے فرمانبردار ہوئے ہیں ان کے علاوہ لوگ تو ان کی عزت کرتے ہی ہیں پس ہمت کے ساتھ طریقت میں داخل ہوتا کہ اس عزت کو حاصل کر سکے اور اس کے ذریعے مخلوق سے بے نیاز ہو جائے۔

☆ دعویٰ نہ کرے

مرید کی شان سے یہ ہے کہ وہ اس بات کا دعویٰ نہ کرے کہ وہ طریقت کی طلب میں سچا ہے اگرچہ لوگ اس کی سچائی پر متفق ہوں۔

حضرت حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ سے طریقت میں صداقت کے بارے میں پوچھا گیا اس وقت وہ سولی چڑھائے گئے تھے اور ان کے اعضاء کاٹے گئے تھے۔

انہوں نے جواب میں فرمایا: اے بھائی! طریقت میں کم از کم صداقت وہ ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ ایک اور مرتبہ ان سے طریقت میں صداقت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: میں طریقت کے بارے میں تجھ سے کیا کہوں؟

سب سے پہلے نفسوں کو ذبح کرنا ہے پھر یہ آیت کریمہ تلاوت کی ﴿فَتُوبُوا إِلَىٰ بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ﴾ [1]

پس اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کرو اور اپنے نفسوں (خواہشات) کو قتل کرو۔

---

[1] سورۃ بقرہ آیت 54۔

اور آپ فرماتے تھے:

مرید کا اللہ تعالیٰ سے قطع تعلق کے خوف سے کانپ اٹھنا دو بڑی مخلوقوں (جنوں اور انسانوں) کی عبادت سے افضل ہے اگرچہ وہ اس کے سامنے جھک جائیں۔

دوسروں کی نیند کو اپنی عبادت سے افضل سمجھنا

منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

سچے مرید کی شان سے ہے کہ وہ دوسرے کی نیند کو اپنی عبادت سے افضل خیال کرے وہ فرماتے میں شروع شروع میں ہم کئی سال تک صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھتے رہے اور جب اتفاق سے ہم میں سے کوئی رات کے وقت سو جاتا تو ہم اسے اپنے آپ سے افضل سمجھتے۔

اور آپ (حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ) کا طریقہ تھا کہ اگر ان کو یہ اطلاع ملتی کہ ان کا کوئی مرید اپنی نفسانی خواہش کیلئے ایک قدم چلا ہے تو آپ اسے چھوڑ دیتے اور فرماتے (اِنَّمَا ذَالِکَ لِلْعَوَّامِ) یہ تو عوام کیلئے ہے۔

☆ رات دن کا ورد

مرید کی شان سے یہ بات ہے کہ دن رات میں یہ وظیفہ چالیس مرتبہ پڑھے "یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ" (اے خود زندہ دوسروں کو قائم رکھنے والے تیرے سوا کوئی معبود نہیں) یہ وظیفہ دل کی موت سے بچانے کیلئے مجرب ہے اور مرید کی قلبی حیات کیلئے یہ آسان ترین عمل ہے اور یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے ہے۔ حضرت ابو محمد کتانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خواب میں دیکھا اور آپ سے شکایت کی کہ میرا دل عبادت سے اچاٹ ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ کلمات سکھائے

وہ فرماتے تھے: (جَرَّبْتُهَا فَوَجَدْتُ بَرَكَتَهَا) میں نے اس کا تجربہ کیا اور اس کی برکت کو پایا۔

آپ فرماتے تھے:

مرید کا بحث و تمحیص کی مجالس میں بیٹھنا سزا ہے اور اس کا دنیا کے قریب ہونا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے اور اس کا دنیا داری کی طرف جھکاؤ ذلت کا باعث ہے۔ بعض صوفیاء کرام فرماتے ہیں۔ یہ سب کام اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔

آپ مزید فرماتے تھے:

جو مرید اپنے نفس پر اکڑتا ہے وہ آہستہ آہستہ عذاب کی طرف جا رہا ہے اور جو آدمی اپنے ردی کاموں کو اچھا سمجھتا ہے وہ دھوکے میں ہے۔

آپ فرماتے تھے:

اگر تم کسی مرید کو پاک کر دو حتیٰ کہ تم اسے بہت سچا (صدیق) بنا دو اور وہ قلبی طور پر دنیا کے ساتھ رہتا ہو تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ ان سے پوچھا گیا اگر وہ دل سے دنیا کو اس لئے پسند کرتا ہے کہ اسے اپنے بھائیوں پر خرچ کرے؟ آپ نے فرمایا

اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں اگر وہ اس سے دنیا چھوڑنے کا ارادہ کرے جس طرح عورت بچے کا دودھ چھڑوانے کیلئے اپنے پستانوں پر کڑوی چیز لگاتی ہے تاکہ دودھ کی طرف میلان کو چھوڑنا مستحکم ہو جائے اور وہ مکمل طور پر کھانے کی طرف متوجہ ہو جائے اسی طرح مرید جب تک دنیا سے اپنے نفس کو متنفر نہیں کرتا اگرچہ اس کا مقصد یہ ہو کہ وہ اس کے ذریعے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرے گا اس وقت تک وہ طریقت میں کامیابی نہیں پا سکتا۔

اور آپ فرماتے تھے:

اللہ تعالیٰ نے ہاتف کے ذریعے مریدین سے فرمایا: (غیبی آواز مراد ہے) (مَنْ صَبَرَ عَلَیْنَا وَصَلَ اِلَیْنَا) جو ہمارے راستے میں صبر کرتا ہے وہ ہم تک پہنچ جاتا ہے۔

اسی طرح آپ فرماتے تھے:

مرید پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اس سے ذکر کی حلاوت (مٹھاس) کو لے جائے اور کسی چاشنی اور مٹھاس کے بغیر اس کی زبان کو اس میں مشغول کر دے۔

آپ فرماتے تھے: (ذِکْرُ الْمُرِیْدِ بِلِسَانِہٖ یُوْرِثُ الدَّرَجَاتِ وَذِکْرُہٗ لِرَبِّہٖ بِقَلْبِہٖ یُوْرِثُ الْقُرُبَاتِ)

مرید کا زبان سے ذکر کرنا درجات کو پیدا کرتا ہے اور دل سے اپنے رب کا ذکر کرنا قربتیں پیدا کرتا ہے۔

اور آپ فرماتے تھے:

جب تم دیکھو کہ مرید، فقراء کی تعظیم امراء کی طرح کرتا ہے تو عنقریب اللہ تعالیٰ اسے ایسا امام بنا دے گا جس کی اقتداء کی جاتی ہے۔ کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کیلئے لوگوں کی تعظیم کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے درمیان باعظمت بنا دیتا ہے اور جو اس کے برخلاف ہو (امیروں کی تعظیم کرے) اس کا نتیجہ بھی برعکس ہوتا ہے۔ (یعنی لوگ اس کی تعظیم نہیں کرتے)۔

☆ گناہوں پر اصرار نہ کرے

مرید کی شان سے یہ بات ہے کہ وہ گناہ پر ڈٹ نہ جائے وہ اس طرح کہ گناہ کرے اور فوراً توبہ نہ کرے۔

بعض علماء نے فرمایا: اصرار (ڈٹ جانا) کی حد یہ ہے کہ وہ توبہ کو مؤخر کرے حتیٰ کہ اس پر پانچ نمازوں کا وقت گزر جائے۔

بعض مشائخ نے "اصرار" کی تعریف اس طرح بیان کی ہے

حضرت شیخ مظفر قرمیسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جو مرید گناہ کو اختیار کرتا ہے اور طلب مغفرت نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر توبہ اور انابت میں صداقت کو حرام کر دیتا ہے۔

اور جو مرید بزرگوں کی عزت کرنا چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جھوٹے دعووں میں مبتلا کر دیتا ہے حتیٰ کہ وہ عام اور خاص لوگوں کے سامنے رسوا ہوتا ہے۔

اور آپ فرماتے تھے:

مرید کے لئے نوخیز لڑکوں کی صحبت سے زیادہ نقصان دہ کوئی چیز نہیں اور جب وہ سلامتی کی شرط کے ساتھ نوخیز لڑکوں کی صحبت اختیار کرے تو اس کا انجام آزمائش تک پہنچتا ہے۔ تو جوان کی صحبت ان کی طرف طبعی میلان کے ساتھ اختیار کرے اس کا کیا حال ہوگا؟

اور یہ اس لئے کہ شیطان جب دیکھتا ہے کہ مریدین کو چلہ گاہ اور مساجد میں اجنبی عورتوں کے ساتھ میل ملاپ حاصل نہیں ہوتا تو وہ ان کے پاس نوخیز لڑکوں کو لاتا ہے اور ان کیلئے محبت کے طور پر بساط محبت بچھاتا ہے کہ وہ ان کو صرف خیر کی تعلیم دیں پس ابلیس مسلسل ان کے پاس چوری چھپے آتا ہے اور ان سے خیر کی محبت کو تھوڑا تھوڑا کر کے کم کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ مرید بے ریش لڑکے سے اللہ تعالیٰ کے غیر کیلئے محبت کرنے لگتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے غیر سے سکونِ قلبی حاصل نہ ہو

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ اس کا دل اللہ ﷻ کے غیر سے سکون حاصل نہ کرے۔

حضرت شیخ ابوالقاسم جنید (بغدادی) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جو مرید اللہ تعالیٰ کے غیر سے سکون حاصل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو مشقتوں میں مبتلا کرتا ہے اور اس کے دل سے اللہ تعالیٰ کا ذکر مٹ جاتا ہے اور نہ وہ ذکر اس کی زبان پر جاری ہوتا ہے۔ اگر وہ بیدار ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے تو اس سے مشقتیں دور ہو جاتی ہیں۔ اور اگر وہ مسلسل غیر خدا سے سکون حاصل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں سے اس کیلئے رحمت کا جذبہ نکال لیتا ہے اور اسے ان سے طمع اور لالچ کا لباس پہنا دیتا ہے۔ پس تم اسے دیکھو گے کہ ان لوگوں سے اس کا مطالبہ بڑھتا رہتا ہے اور تم دیکھو گے کہ ان کی طرف سے اس کے ساتھ سختی بڑھتی رہتی ہے اور یہ اس پر سخت ترین عذاب ہے۔

آپ فرماتے تھے: (اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ لِمُرِیْدٍ خَیْرًا اَوْقَعَہٗ فِیْ صُحْبَۃِ الصُّوْفِیَّۃِ وَمَنَعَہٗ مِنْ صُحْبَۃِ اَھْلِ الْغَفْلَۃِ عَنِ اللّٰہِ ﷻ)

جب اللہ تعالیٰ کسی مرید سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے صوفیاء کرام کی صحبت میں ڈال دیتا ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ سے غافل ہیں ان کی صحبت سے اس کو روک دیتا ہے۔

آپ مزید فرماتے ہیں:

جو مرید دنیا کی طرف تھوڑا سا میلان رکھتا ہو اللہ تعالیٰ اسے (اپنی طرف) سیر سے روک دیتا ہے اگرچہ اس کا مرشد اکابر اولیاء کرام میں سے ہو پس اسے چاہئے کہ وہ اپنے دل سے دنیا کی محبت کو مکمل طور پر زائل کرنے کی کوشش کرے۔

☆ اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے والی باتوں سے نفرت کرنا

مرید کی شان سے یہ بات ہے کہ جو چیز اسے اللہ تعالیٰ سے پھیرتی ہے اس سے نفرت کرے۔

حضرت شیخ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جب تم کسی مرید کو دیکھو کہ وہ اپنے شعبہ کے غیر لوگوں سے میل جول رکھتا ہے اس کیلئے بھلائی کی توقع بالکل نہ رکھو کیونکہ وہ

طریقت کے ساتھ کھیلتا ہے اسی طرح جس کو دیکھو کہ وہ کثرت سے قصیدے سنتا اور ان میں بہت زیادہ غوطہ زن ہے تو اس کیلئے بھی خیر کی توقع نہ رکھو کیونکہ پوری کی پوری طریقت سنجیدگی ہے۔

اور قصائد سے مراد وہ غزلیں ہیں جن میں مخلوق کی صفات بیان کی گئی ہوں۔

لیکن سیدی ''عمر بن فارض'' رحمۃ اللہ علیہ اور اس طرح کے دیگر شعراء کرام کا کلام پڑھنا منع نہیں بلکہ وہ مطلوب ہے کیونکہ وہ بارگاہ خداوندی کا شوق پیدا کرتا ہے۔ اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ اس قوم نے جب اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنے اقوال کا محل بنانے سے منزہ قرار دیا تو انہوں نے مخلوقات کی شان میں غزلیں کہیں مثلاً لیلیٰ، لبنیٰ، رباب، زیانب وغیرہ خواتین تاکہ مرید اس سے مفہوم مراد لے اور اللہ تعالیٰ کا ادب بھی باقی رہے کیونکہ اکابر کے ادب سے یہ بات ہے کہ جب وہ صفات میں سے کسی صفت کے ذریعے حق کی پہچان حاصل کریں تو اسے دوسروں سے چھپائیں۔

حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: (كُلُّ شَيْءٍ عُقُوبَةٌ وَعُقُوبَةُ الْمُرِيدِ انْقِطَاعُهُ عَنِ الذِّكْرِ)

ہر چیز کی سزا ہے اور مرید کی سزا اس کا ذکر سے الگ تھلگ ہو جانا ہے

اور آپ فرماتے تھے:

مرید اس وقت تک بھلائی کے ساتھ رہتا ہے جب تک وہ اپنے برادران طریقت سے مناقشہ کو پسند کرتا ہے (علمی بحث مباحثہ) جب وہ اسے ناپسند کرتا ہے تو خراب ہو جاتا ہے۔ اور آپ فرماتے تھے: جب میں شروع شروع میں طریقت میں داخل ہوا تو بعض اوقات پورا پورا سال میرے دل میں کھانے اور پینے کا خیال نہ آتا البتہ جب وہ حاضر ہو (تو خیال آتا) اور آپ فرماتے تھے: اپنے رب کو طلب کرنے والے مرید پر تعجب نہیں تعجب اس پر ہے جو اس سے غافل ہو۔

اور آپ فرماتے تھے:

جب تم مرید کو دیکھو کہ اس کے گھر میں دنیوی سامان جو کم تھا بڑھنے لگے تو وہ اس کی اپنے رب سے پیٹھ پھیرنے کی علامت ہے۔ پس اس (مرید) میں اپنے آپ کو نہ تھکاؤ، مثلاً جب وہ تمہاری صحبت میں آیا تو اس کی ایک بیوی تھی اب اس کی دو بیویاں ہوگئیں یا وہ سواری کے بغیر تھا اب اس کو سواری حاصل ہوگئی یا اس کے پاس خادم نہ تھا اب ہو گیا یا وہ ایک کپڑے والا تھا اب دو کپڑوں کا مالک ہو گیا اس پر دیگر چیزوں کو قیاس کرلو۔

اور آپ فرماتے تھے:

مرید کی آفت (مصیبت) تین چیزوں میں ہے:

(1)۔ نکاح کرنا' (2)۔ ان علوم کی کتابت جو شریعت سے تعلق نہیں رکھتے' (3)۔ مخالف لوگوں کے ساتھ زندگی گزارنا۔

اور آپ فرماتے تھے:

جب تک مرید اس حد تک تواضع اختیار نہیں کرتا کہ اس سے کوڑے کرکٹ کی جگہ صاف کرائی جائے اس وقت اس سے

طریقت میں کچھ حاصل نہ ہوگا۔

اور آپ فرماتے تھے:

میں نے ایک مرتبہ ایک لشکری کے لوٹے سے پانی پیا تو اس کی سختی تیس سال تک رہی۔

☆ باطنی طہارت کا خیال رکھے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ اس کا باطن تمام گناہوں سے پاک ہو اور جب تک اس کا باطن تمام عیبوں سے پاک نہیں ہوگا اور وہ لوگوں کے سامنے اس کے خلاف عمل ظاہر کرے گا اسے مستقبل میں پاکیزگی کے حصول سے محرومیت کی سزا دی جائے گی اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ باطنی گواہوں کی وجہ سے اکثر مریدین ہدایت حاصل نہیں کر سکتے اور بعض اوقات ان کی عبادات اس ترقی تک پہنچنے کیلئے کافی نہیں ہوتیں جس کو وہ گناہ کی وجہ سے ضائع کو چکا ہے۔ گویا ان لوگوں نے نہ تو عبادت کی اور نہ ترقی حاصل کی کیونکہ ترقی اسے حاصل ہوتی ہے جو تمام گناہوں کو چھوڑ دیتا ہے۔

حضرت ابوبکر وراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جو شخص اپنے باطن کے خلاف بات لوگوں کے سامنے ظاہر کرتا ہے وہ اپنے عیبوں میں اضافہ کرتا ہے۔

اور آپ مرید کے لئے اپنے گھر والوں کی طرف سفر اور دوسرے شہروں میں سیاحت کو ناپسند فرماتے تھے اور ارشاد فرماتے کہ ہر بھلائی کی چابی اپنے شیخ کے مقام پر ٹھہرنا ہے تاکہ وہ اس کی تربیت کر کے فارغ کر دے۔

اور آپ فرماتے تھے:

جس چلہ گاہ میں مرشد ہو اس سے دوسرے چلہ گاہ کی طرف زیادہ جانے والا کبھی کامیابی حاصل نہیں کرتا۔

اور آپ فرماتے تھے:

مرید کی صداقت کی ایک علامت یہ ہے کہ ذکر اس کی غذا اور مٹی اس کا بچھونا ہو۔

اور آپ فرماتے تھے:

میں اپنے ابتدائی مرحلہ میں جمعہ سے جمعہ تک کھانے اور پینے کی بجائے اپنے شیخ کی زیارت پر اکتفا کرتا تھا۔

آپ فرماتے تھے:

جس شخص کی ارادت کا آغاز صحیح نہ ہو وہ انتہاء میں لازمی طور پر تھک جاتا ہے، یعنی اسے ابتداء میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کی بزرگی اور اس کے اس حق کی ادائیگی کی وجہ سے کرنی چاہئے جو اس پر واجب ہے اس کی بارگاہ کا قرب مقصود نہ ہو کیونکہ یہ تو اجرت کے بدلے عمل کرنا ہے اور یہ اللہ والوں کی شان نہیں ہے اور یہ غفلت بہت پوشیدہ بیماریوں میں سے ہے۔ ایسا شخص بعض اوقات بارگاہ خداوندی تک ترقی کر جاتا ہے تو فرشتے اس سے کہتے ہیں تو واپس جا تو اس کے اہل نہیں اس منصب کے اہل وہ لوگ ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ (کی رضا) کا ارادہ کرتے ہیں۔ (اِرْجِعْ فَلَسْتَ مِنْ اَہْلِھَا اِنَّمَا اَہْلُھَا مَنْ لَمْ یُرِدْ اِلَّا اللّٰہ)

آپ فرماتے تھے:

جب مرید کا دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی مجالس کو چھوڑنے سے سکون حاصل کرتا ہے اللہ تعالیٰ آخرت سے پہلے دنیا میں اسے ذلت اور رسوائی کی سزا دیتا ہے اور جو شخص لغو کاموں میں مشغول ہونے کی وجہ سے مجلس ذکر کو چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے اس کے دل کو موت دیتا ہے اور لوگوں کے سامنے اس کا پردہ اٹھا دیتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

مرید پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی علامت یہ ہے کہ وہ ظاہر میں دنیا کی مذمت کرتا ہے اور پوشیدہ طور پر اسے گلے لگاتا ہے۔

آپ فرماتے تھے:

جب مرید کی طریقت کیلئے شوق کی آگ بجھ جائے تو اس پر واجب ہے کہ وہ ان لوگوں کی صحبت اختیار کرے جو اس کے شوق کو بڑھائیں ورنہ اللہ تعالیٰ اسے برص وجذام میں مبتلا کر دے گا۔

آپ فرماتے تھے: (اِذَا اَكَلَ شَيْئًا بِشَرَهِ نَفْسٍ اَعْمَى اللّٰهُ عَيْنَ بَصِيْرَتِهٖ)

جب مرید کوئی چیز حرص کے طور پر کھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی بصیرت کی آنکھ کو اندھا کر دیتا ہے۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

دنیوی تعلق کو ختم کرنے سے بھی آگے نہ بڑھو کیونکہ اگر میں اپنے نفس کی ہر خواہش کو پورا کروں جس کا وہ مجھ سے مطالبہ کرتا ہے تو مجھے ڈر ہے کہ میں پولیس والا یا ٹیکس وصول کرنے والا بن جاؤں (یعنی دولت کیلئے ظلم کروں یا حرام کھاؤں)۔

اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ مرید کے ساتھ دنیا کا ہر وہ تعلق جو اسے پیچھے کی طرف ڈال دیتا ہے تو سچا مرید ان تعلقات کو تھوڑا تھوڑا کر کے ختم کرتا ہے یہاں تک کہ اس کا دنیا سے کوئی ایسا تعلق باقی نہیں رہتا جو اس کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری سے روکے۔

آپ فرماتے تھے: (غَنِيْمَةُ الْمُرِيْدِ فِيْ هٰذَا الزَّمَانِ غَفْلَةُ النَّاسِ عَنْهُ فَاِنَّ لِقَاءَ الْمُرِيْدِ لِلنَّاسِ خُسْرَانٌ)

اس زمانے میں مرید کیلئے غنیمت یہ ہے کہ لوگ اس سے غافل رہیں کیونکہ مرید کی لوگوں سے ملاقات نقصان کا باعث ہے۔

اور آپ فرماتے تھے:

جب تم کسی مرید سے سنو کہ وہ کہتا ہے میں روٹی کس چیز کے ساتھ کھاؤں وہ جھوٹا ہے اس سے طریقت میں کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔

☆ کھانے میں احتیاط کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ جو شخص اپنے معاملات میں دھوکہ باز ہے اس کا کھانا کھانے یا اپنے دین کے بدلے کھانے کے معاملے میں سستی نہ کرے (یعنی نہ کھائے)۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: (كَيْفَ يَسْتَنِيرُ قَلْبُ الْمُرِيْدِ وَهُوَ يَأْكُلُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَجَدَهٗ لَا يَسْئَالُ عَنْهُ)
مرید کا دل کیسے روشن ہو جب کہ وہ ہر وہ چیز کھاتا ہے جو اسے مل جائے اور اس کے بارے میں پوچھتا نہیں۔
آپ فرماتے تھے:
جو مرید لوگوں کے عیبوں کو دیکھتا ہے اور ان کی غیبت اور ان سے مذاق کے سلسلے میں اپنی زبان کو چلاتا ہے میں نے اس سے بڑھ کر کوئی شخص نہیں دیکھا جس پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کے عمل کا ضیاع جلدی ہوتا ہو۔
آپ فرماتے تھے: (اِذَا اَنِسَ الْمُرِيْدُ بِرَبِّهٖ فِي الظَّلَامِ نَشَرَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْاِعْلَامِ)
جب مرید اندھیرے میں اپنے رب سے مانوس ہوتا ہے قیامت کے دن اس کے جھنڈے لہرائے جائیں گے۔
اور آپ فرماتے تھے:
ہمارے زمانے میں اکثر مریدین پر طریقت کا معاملہ مشکل ہو گیا۔ انہوں نے ارادت کے نام پر ہی قناعت اختیار کر لی اور انہوں نے اپنے نفسوں سے اس کے مرتبہ کا مطالبہ نہ کیا۔ پس وہ شب بیداری سے جدا ہو گئے اور رخصت کو بچھونا بنا لیا اور اپنے نفسوں کیلئے تاویلات کو تیار کر لیا۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ
حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:
سچے مرید کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو کھجور کا درخت لگاتا ہے اور اسے ڈر ہوتا ہے کہ کہیں اس پر کانٹے نہ لگ جائیں اور جھوٹے مرید کی مثال اس شخص جیسی ہے جو کانٹے دار درخت لگاتا ہے اور اس پر کھجور کا پھل لگنے کی خواہش کرتا ہے۔
اور آپ فرماتے تھے:
جو شخص اہل ریاست (بڑے لوگوں) میں سے ہونے کی خواہش رکھتا ہے وہ لوگوں کو اپنے اوپر ترجیح دے اور ان کی طرف سے اذیت برداشت کرے اور جو شخص ان دو طریقوں کے بغیر برتری چاہتا ہے اس کی کوشش نامراد ہوتی ہے۔
حضرت سھل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:
زمانے میں فساد کے وقت جو مرید اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کا امام بنا دیتا ہے جس کی اقتداء کی جاتی ہے۔
آپ فرماتے تھے:
سچے مرید کی ایک علامت یہ ہے کہ: (اِنْصِرَافُهٗ عَنِ النَّاسِ حَتّٰى لَا يَكَادُ يُوْجَدُ فِيْ مَجْلِسِ لَغْوٍ) وہ لوگوں سے الگ رہتا ہے حتیٰ کہ فضول مجلس میں نہیں پایا جاتا۔
آپ فرماتے تھے: (لَا يَنْبَغِيْ لِلْمُرِيْدِ اَنْ يَسْعٰى فِيْ نَظَافَةِ ثِيَابِهٖ وَنَسِيَ قَلْبَهٗ)
مرید کیلئے مناسب نہیں کہ وہ اپنے کپڑوں کی صفائی کیلئے کوشش کرے اور دل کی صفائی کو بھول جائے۔

گزشتہ زمانے میں جب لوگ اس سے کہتے کہ تمہارا لباس میلا ہو چکا ہے تو وہ ان سے کہتا: (لَیْتَ قَلْبِیْ فِی الْقُلُوْبِ مِثْلَ ثَوْبِیْ فِی الثِّیَابِ) کاش دلوں میں میرا دل اس طرح ہوتا جس طرح کپڑوں میں میرے کپڑے ہیں (یعنی دل صاف ہوتا)۔

آپ فرماتے تھے: (مَا تَرَکَ الْمُرِیْدُ الذِّکْرَ اِلَّا مَاتَ قَلْبُہٗ)

مرید اسی وقت ذکر کو چھوڑتا ہے جب اس کا دل مر چکا ہوتا ہے۔

آپ فرماتے تھے:

مرید کا دل اس وقت تک پھٹا ہوا رہتا ہے جب تک اس کا تعلق دنیا کی محبت سے ہوتا ہے۔

آپ فرماتے تھے:

جب مرید "توبۃ النصوح" پر قادر نہ ہو تو اپنے رب سے سوال کرے کہ وہ اپنے فضل واحسان سے اس کی مغفرت فرمادے۔

آپ فرماتے تھے:

اے مریدین! تم پر ذکر کرنے والوں کی مجالس لازم ہیں کیونکہ یہ لوگ بادشاہ کے دروازہ پر مستقل بیٹھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بعض الہامات میں آیا ہے جو مجھے نہ دیکھ سکے وہ میرے نام کے ورد کو جاری رکھے کیونکہ میرا نام مجھ سے جدا نہیں ہوتا۔

حضرت احمد بن ابی الحواری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جس مرید میں تین خصلتیں نہ ہوں وہ جھوٹا ہے (تَرْکُ الْمَالِ وَالطَّعَامُ وَالْمُقَامِ) (1)۔ مال کا ترک کرنا' (2)۔ کھانے کا ترک کرنا' (3)۔ مقام کا ترک۔

ان تین چیزوں میں سے ضرورت شرعیہ کے مطابق حاصل کرے اس وقت وہ ذکر خداوندی میں مجالس حق کی صلاحیت کا مالک ہوگا کیونکہ ہر ذکر کرنے والے کا مجلس میں موجود (شمار) نہیں ہوتا۔

آپ فرماتے ہیں:

دنیا کوڑے کرکٹ کا ڈھیر ہے اور کوڑے کا ڈھیر کتوں کا ٹھکانہ ہے پس جو اس کا ارادہ کرتا ہے اسے چاہئے کہ کتے کے کاٹنے پر صبر کرے اور بعض اوقات دنیا سے محبت کرنے والا کتے سے بھی زیادہ بری حالت میں ہوتا ہے کیونکہ کتا دنیا سے اپنی ضرورت اپنے پیٹ میں لیتا ہے اور باقی کو چھوڑ دیتا ہے اور دنیا سے محبت کرنے والا اسے بھی اٹھا لیتا ہے۔

آپ فرماتے تھے:

مرید کو چاہئے کہ جس قدر ممکن ہو اپنے اعمال کو چھپائے تا کہ اس کے دل کا نور قوی ہو جائے کیونکہ مریدین میں سے جو شخص اپنے عمل کو ظاہر کرتا ہے اس کا حکم اس شخص کی طرح ہے جس کے دل کا نور لے لیا گیا اور وہ اسے باہر سے لیتا ہے۔

اور اگر لوگ مشائخ کی اقتداء نہ کرتے تو مشائخ کیلئے بھی اپنے اعمال کو ظاہر کرنے کی گنجائش نہ ہوتی۔

اور آپ فرماتے تھے:

مرید کے اچھے عمل سے جو بات ظاہر ہوتی ہے وہ اس غفلت کی وجہ سے ہوتی ہے جو اس پر طاری ہوتی ہے کیونکہ وہ ان لوگوں میں سے نہیں جن کی اقتداء کی جائے۔

اور آپ فرماتے تھے:

مریدین کے اخلاق میں سے سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی عزتوں کی حفاظت کریں ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں کپڑوں' کھانے اور روپے پیسے کا ذخیرہ نہ بنائیں۔

اور آپ فرماتے تھے: (اِذَا رَأَیْتُمْ ضُوْءَ الْمُرِیْدِ فِیْ ثَوْبٍ فَلَا تَرْجُوْا خَیْرَہٗ)

جب تم مرید کی روشنی اور نور اس کے کپڑوں میں دیکھو تو اس کی بھلائی کی امید نہ رکھو۔

دلوں کے جاسوس

حضرت احمد بن ابی الحواری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اے مرید! تم فقراء میں سے کسی ایک کے پاس ادب کے بغیر بیٹھنے سے بچو' کیونکہ فقراء دل کے جاسوس ہوتے ہیں۔ بعض اوقات وہ تمہارے دل میں داخل ہو کر اندر کی معرفت حاصل کر کے نکلتے ہیں اور تمہیں پتہ بھی نہیں چلتا۔

☆ نفس کی مخالفت کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ جس قدر ممکن ہو اپنے نفس کی مخالفت کرے۔

حضرت شیخ ابوالمواہب الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جو شخص برے بھائیوں میں سے کسی ایک کو چھوڑنے کا ارادہ کرے تو اپنے نفس سے آغاز کرے اور اپنے نفس کی بری عادات کو چھوڑ دے کیونکہ ان لوگوں کی نسبت اس کا نفس اس کے زیادہ قریب ہے اور جو لوگ زیادہ قریبی ہوں وہ نیکی کے زیادہ مستحق ہوتے ہیں۔

آپ فرماتے تھے:

مرید کی ریاکاری کی ایک علامت یہ ہے کہ جب اس سے کہا جائے اے ریاکار! اے اپنے عمل پر اکڑنے والے! یا اے متکبر! یا اس طرح کے دیگر الفاظ کہے جائیں تو وہ اپنے نفس کی طرف سے جواب دے۔

یہ بات مشائخ کیلئے جائز ہے کیونکہ لوگ ان کی اتباع کرتے ہیں اور وہ اپنے مریدین کے دلوں کی تبدیلی سے ڈرتے ہیں کہ اس طرح وہ ان کے معتقد نہیں رہیں گے اور ان کی صحبت کی برکت سے محروم ہو جائیں گے۔

آپ فرماتے تھے:

اگر کوئی مرید لوگوں کی اصلاح کے ذریعے شہرت طلب کرتا ہے تو ان کی وجہ سے وہ ریاکار ہوگا اور وہ ناحق طور پر اسے ناپسند کریں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والے کام میں پڑ جائے گا۔

آپ فرماتے تھے:

اے مرید! ذکر اور نماز کے ذریعے اپنے رب کی بارگاہ میں حاضری کی طلب سے بچو جب تمہارے نفس کی خواہش کچھ نہ کچھ باقی ہو کیونکہ وہ پاک بادشاہ فیصلہ کر چکا ہے کہ اس کی بارگاہ میں ایسا شخص داخل نہیں ہوگا جو نفس کے پجاریوں میں سے ہے۔

آپ فرماتے تھے:

مرید کو سب سے پہلے جو رکاوٹ پیش آتی ہے وہ اس کا اپنے اعمال پر اعتماد کرنا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ وہم کا زیادہ شکار ہوتا ہے اور اس کی عقل کے شیشے میں خیالات کا ہجوم ہوتا ہے اور مرید اس بیماری سے تب ہی نکل سکتا ہے جب اسے نور کشف حاصل ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی اس کے اعمال کا خالق ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صرف عمل کا مکلف ہے۔

میں نے اپنے آقا علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے:

کوئی شخص اعمال میں اخلاص تک نہیں پہنچ سکتا حتیٰ کہ وہ اس مقام تک پہنچ جائے کہ دیوار کے پیچھے جو کچھ ہے اسے پہچان لے اور دوسرے شہروں میں لوگ اپنے گھروں کے اندر جو عمل کر رہے ہیں ان کو دیکھ سکے۔ اس وقت وہ یقینی طور پر اس کشف کے نور سے دیکھتا ہے کہ اس کے اعمال اس کیلئے نہیں وہ اعضاء سے اعمال کے ظہور کا محل ہے کیونکہ اعراض اجسام میں ظاہر ہوتے ہیں اور اعمال بھی اعراض ہیں۔ اس بات کو سمجھ لو۔ [1]

ترک دنیا کے سلسلے میں مرید کی صداقت کی ایک علامت یہ ہے کہ جب تک وہ زندہ رہے اس کیلئے ہمیشہ اسباب دنیا کا حصول مشکل رہے، اس کی وجہ اس کی ہمت ہے، جس کے ذریعے وہ ان کو دور کرتا ہے پس وہ صبح و شام اپنے رب کی بارگاہ میں فقیر ہوتا ہے۔

آپ فرماتے تھے:

اللہ تعالیٰ جب مرید پر معرفت کا دروازہ کھول دیتا ہے اس کے بعد وہ اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ عمل کم ہوں یا زیادہ۔

آپ فرماتے تھے:

اللہ تعالیٰ جب مرید پر معرفت کا دروازہ کھول دیتا ہے اس کے بعد وہ اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ عمل کم ہوں یا زیادہ۔

آپ فرماتے تھے:

جب اللہ والوں کو اس بات کا علم ہوتا ہے کہ جو سبزی یا پھل اگتا ہے جب اسے زمین کے نیچے رکھا جائے اور اس کے اوپر جوتے چڑھتے ہوں تو ان حضرات نے اپنے نفسوں کو جوتوں کے نیچے کر دیا تا کہ وہ نتیجہ خیز اور ثمر آور ہوں اس لئے وہ بندوں کے سامنے اسی وقت ظاہر ہوتے ہیں جب وہ محبت حق میں مضبوط ہو جاتے ہیں۔

آپ نے فرمایا:

اے مرید! جب ذکر وغیرہ میں تجھ پر کوئی چیز وارد ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبول کر اس کے عشق میں مبتلا نہ ہو جا

---

[1] جو چیز خود قائم نہ ہو بلکہ دوسروں کے ساتھ قائم اسے عرض (جمع اعراض) کہتے ہیں کیونکہ عمل خود بخود قائم نہیں ہوتا بلکہ عامل کے ساتھ قائم ہوتا ہے اس لیے اعمال کو اعراض کہتے ہیں۔ ۱۲ ہزاروی

اس طرح اپنے رب سے حجاب میں ہو جائے گا اور تیری ترقی رک جائے گی۔

آپ فرماتے تھے:

اے مرید! اپنے وظیفہ کو بھولنے سے محفوظ رکھو بعض اوقات جب تم مردوں (صوفیاء کرام) کے مقام تک پہنچتے ہو اور مریدین کی تربیت کرتے ہو تو تمہیں اس کی حاجت ہوتی ہے۔ بعض مشائخ نے اسے چھوڑ دیا تو وہ مریدین کی تربیت کیلئے اس کے محتاج ہوئے لیکن ان کو پتہ نہ چلا کہ ترتیب کیسے کرنا ہے۔

اور آپ فرماتے تھے:

یہ بات محال ہے کہ مرید کے دل کیلئے عالم ملکوت منکشف ہو جائے جب کہ اس کے دل میں خواہشات میں سے کوئی خواہش باقی ہو۔

آپ فرماتے تھے:

اگر کشف کا نور دلوں میں داخل ہو کر تمام خواہشات کو ختم نہ کرے تو وہ اللہ تعالیٰ سے پردے میں ہے۔ جب وہ خواہشات کو جلا دے تو دل کیلئے غیب کے پردے کھل جاتے ہیں اور وہ ہر گزشتہ اور آنے والے امور کو اپنے مقام سے دیکھ لیتا ہے۔

آئینے میں غور کرو جب وہ کائنات سے خالی (صاف) ہوتا ہے تو کائنات کی ہر چیز اس میں نظر آتی ہے اور اگر اس کا کوئی رنگ ہو تو وہ رنگ اس میں صورتوں کے دکھائی دینے سے حجاب بن جاتا ہے۔ اسی طرح جب اس آئینے کے مقابلے میں کوئی آئینہ رکھا جائے تو اس کی وجہ سے دوسرے آئینے میں کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

آپ فرماتے تھے:

مرید کیلئے کشف بعض اوقات آزمائش ہوتی ہے اور بعض اوقات اسے ثابت قدم رکھنا ہوتا ہے تو مرید کو اس میں امتیاز کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

برادرانِ طریقت

آپ فرماتے تھے کہ جو شخص مرید سے محبت کا دعویٰ کرے اسے اپنا بھائی بنانا مرید کیلئے جائز نہیں جب تک وہ اس کے مال اور عیال کے تقسیم کرنے سے نہ آزمائے جس طرح مہاجرین نے کیا جو اس میں ثابت قدم رہے اس کو اپنا بھائی بنائے اور ایسی صورت بہت کم پائی جاتی ہے۔

آپ فرماتے تھے:

اے مرید! جس قدر ہو سکے صوفیاء کی جماعت کو بڑھانے کی کوشش کرو اور اگر شیطان تم سے کہے کہ تیرے جیسے لوگوں کو کشف نہیں ہوتا تو اس کی بات نہ سنو کیونکہ جو آدمی کسی قوم کی تعداد میں اضافہ کرتا ہے وہ ان ہی میں سے ہوتا ہے۔ اور تو اس سے نہیں نکلے گا مگر جب اپنے تمام اعمال کو مقاصد قرار دے، کسی دوسرے کام کا وسیلہ نہ بنائے کیونکہ جو شخص اپنے اعمال کو وسیلہ بناتا ہے بعض

اوقات وہ شیطان کے دھوکے میں آ جاتا ہے۔

مرشد کے بعد وصال حیات کا نظریہ

حضرت سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

مرید کے آداب میں سے یہ بات ہے کہ جب اپنے شیخ کی زیارت یعنی اس کی قبر کی زیارت کرے تو یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ فوت ہو گئے ہیں، سنتے نہیں بلکہ ادب کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کی برزخی زندگی کا عقیدہ رکھے تا کہ اس کی برکت حاصل کرے کیونکہ بندہ جب کسی ولی کی زیارت کرتا ہے اور اس کی قبر کے پاس اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو لازمی طور پر ولی قبر میں بیٹھ جاتا ہے اور وہ بھی اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے۔ جس طرح ہم نے کئی بار حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اس بات کا مشاہدہ کیا ہے۔ اور "قرافہ" (مقام) کے مشائخ کے ساتھ بھی یہ حالت دیکھی ہے اگر وہ اس بات کا مشاہدہ نہ بھی کر سکے تو کم از کم مرتبہ یہ ہے ان مذکورہ حضرات کی حیات پر اطمینان رکھے۔

آپ فرماتے تھے:

کسی مرید کیلئے مناسب نہیں کہ وہ ان لوگوں کے پاس بیٹھے جو خوبیوں اور کمالات کو دیکھتے ہیں، اور دوسرے صوفیاء کیلئے ان باتوں کا انکار کرتے ہیں کیونکہ یہ بات مرید کے (رب کے ساتھ) تعلق کو زیادہ کاٹنے والی ہے۔

آپ اپنی مجلس میں اکثر فرماتے تھے: (قُوْلُوْا مَعِیَ: لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی مَنْ یُنْكِرُ عَلٰی اَوْلِیَائِهٖ)

میرے ساتھ مل کر کہو اس شخص پر لعنت ہو جو اولیاء کرام کا منکر ہے

پس وہ تمام لوگ کہتے "اس شخص پر لعنت ہو" اور وہ لوگ یہ بات بلند آواز سے کہتے حتیٰ کہ ان کی پکار سے ایک شور سا اٹھتا۔

غیبت سے بچنے کا طریقہ

سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

مرید کی ترقی صرف اس لئے رک جاتی ہے کہ وہ مسلمانوں میں سے کسی ایک کی غیبت کرتا ہے۔

آپ فرماتے تھے: جو شخص کسی مسلمان کی غیبت میں مبتلا ہو وہ سورۃ فاتحہ، سورۃ اخلاص اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر اس شخص کو ایصال ثواب کرے۔

میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو آپ نے مجھے یہ بات بتائی اور فرمایا قیامت کے دن غیبت اور ثواب اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوں گے اور ہمیں امید ہے کہ وہ (ایصال ثواب) اس (غیبت) کا بدلہ ہو جائے گا۔

دوسروں کی برائی کو چھپانا

سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: اے مریدو! اگر اپنے کسی مسلمان بھائی میں کوئی لغزش دیکھو تو اسے معمولی سمجھ کر پھیلانے سے بچو بعض اوقات اس سے واقع ہونے والی لغزش اللہ تعالیٰ اس کیلئے مقدر کر دیتا ہے تا کہ اس کے تکبر کی وجہ سے اس کے

دین میں جو رخنہ پیدا ہوا ہے اس کو دور کر دے پس اس کے اثر کی وجہ سے اسے کمال حاصل ہوتا ہے۔ (یعنی وہ پشیمان ہوتا ہے تو ازالہ ہو جاتا ہے) "الحکم" کے مصنف کا یہ قول اس بات کی تائید کرتا ہے وہ فرماتے ہیں: (مَعْصِيَةٌ اَوْرَثَتْ ذِلًّا وَانْكِسَارًا، خَيْرٌ مِنْ طَاقَةٍ اَوْرَثَتْ عِزًّا وَاسْتِكْبَارًا)

وہ گناہ جو عاجزی اور انکساری پیدا کرے اس عبادت سے بہتر ہے جو اپنے آپ کو بڑا سمجھنے اور تکبر کا باعث بنے۔

فقہ اور ادب

حضرت شیخ ابوالمواہب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: (مَنْ قَرَأَ فِقْهَ الْاَئِمَّةِ بِلَا اَدَبٍ اَظْلَمَ قَلْبُهٗ كَمَا وَقَعَ لِيْ)
جو شخص ائمہ کی فقہ ادب کے بغیر پڑھتا ہے اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے جس طرح میرے ساتھ ہوا۔

ان سے پوچھا گیا: (وَمَا اَدَبُ قِرَاءَةِ الْكَلَامِ الْاَئِمَّةِ؟) کلام ائمہ کو پڑھنے کا ادب کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: (اَلتَّسْلِيْمُ لِاَقْوَالِهِمْ وَعَدَمِ التَّعْصِيْبِ لِمَذْهَبٍ دُوْنَ آخر) ان کے اقوال کو تسلیم کرنا اور دوسروں کے مذہب سے تعصب نہ رکھنا۔

یقینی طور پر ائمہ ہمارے جیسے لوگوں سے زیادہ علم رکھتے تھے جو جو شخص اس کا طالب بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا اسے اس (فقہ) کو رد کرنے کا کیا حق ہے؟

آپ فرماتے تھے: (تَسْلِيْمُ الْمُرِيْدِ لِلْعُلَمَاءِ اَسْلَمَ وَالْاِعْتِقَادُ فِيْهِمْ اَغْنَمَ)
مرید کا علماء کو تسلیم کرنا بہت زیادہ سلامتی ہے اور ان کے بارے میں اچھا عقیدہ رکھنا بہت بڑی غنیمت ہے۔
آپ فرماتے تھے:

دنیا کی محبت کے باوجود مرید کا عبادت کرنا دل کی مشغولیت اور اعضاء کی تھکاوٹ ہے۔ یہ عبادت کثرت کے باوجود اللہ تعالیٰ کے ہاں تھوڑی ہوتی ہے یہ صرف اس عبادت گزار کے خیال میں زیادتی ہوتی ہے۔

یہ ایسے جسم ہیں جو روح سے خالی ہیں اسی لئے تم بہت سے دنیاداروں کو دیکھو گے وہ رات کو کثرت سے نوافل پڑھتے ہیں اور ان میں سے ایک ہر دن ایک ختم قرآن کرتا ہے اس کے باوجود وہ زاہد لوگوں کے نور سے خالی ہوتے ہیں اور ان کو عبادت گزاروں والی لذت حاصل نہیں ہوتی۔ پس جب عبادت کی کثرت دنیا کی محبت کے ساتھ ہو گی تو ایسا شخص ترقی نہیں کر سکتا۔ تو جب دنیا کی محبت کے ساتھ عمل تھوڑا ہو اور گناہوں کا ارتکاب بھی ہو تو ایسے شخص کی حالت کیا ہو گی؟

آپ فرماتے تھے: مرید کے مجاہدات میں سے اعلیٰ درجہ کا مجاہدہ یہ ہے کہ اسے عبادات کے نتائج یعنی آخری مجاہدہ کے بعد جو مقام حاصل ہوا اس سے بھی بے رغبت ہو۔

مرید کے بہترین وظائف

حضرت شیخ ابوالمواہب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

مرید کا افضل وظیفہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے کیونکہ نماز اگرچہ عظیم ہے لیکن کچھ اوقات میں اس کا پڑھنا جائز نہیں لیکن ان اوقات میں ذکر جائز ہے اور ذکر کسی حالت میں منع نہیں۔

آپ فرماتے تھے:

میرے نزدیک مرید کے لئے ذکر کا افضل صیغہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" ہے جب تک اس کی چاہت ہو جب اس کی چاہت ختم ہو تو اللہ تعالیٰ کی صفت جلالت کا ذکر زیادہ نفع بخش ہے۔

آپ فرماتے تھے:

جو شخص ابتداء میں ذکر سے محروم رہا وہ انتہا میں واردات (فیضان الٰہی) سے محروم رہا لہٰذا اے مرید! تم پر وظائف کا پڑھنا لازم ہے اگرچہ تو مراد تک پہنچ جائے۔

آپ فرماتے تھے:

مرید جب اپنے سے زیادہ ترقی پانے والے کیلئے ان اسرار کے وجود کا انکار کرے جنہیں خود اس نے نہیں پایا تو وہ ان تک پہنچنے سے محروم ہو جاتا ہے اور جو کچھ حاصل ہوا اس کی برکت سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ زیادہ اعتراض کرنے والا روشنی سے محروم ہو جاتا ہے۔

آپ فرماتے تھے:

نیک مرید وہ ہے جو چیونٹی پر بھی غلبہ نہیں پاتا۔

اور آپ فرماتے تھے:

اے مرید! ان لوگوں میں سے ہونے سے بچو جو اس لئے عبادت کرتے ہیں کہ ان کی غلامی کی جائے اور ایسے لوگوں سے بھی بچو جو مرتبہ حاصل کرنے کیلئے پیشانی پر سیاہ داغ لگاتے ہیں۔ یہ کام اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہے۔

آپ فرماتے تھے:

اے مرید! ان لوگوں کے ساتھ لڑنے سے پرہیز کرو جو سخت لڑائی لڑتے ہیں اور تم ان امور ذوقیہ کی وجہ سے ان سے لڑنا چاہتے ہو جو اپنے نفسوں میں پاتے ہو لیکن ہوسکتا ہے وہ تم پر حملہ کردیں اور اپنے عمل سے باز بھی نہ آئیں اور بعض اوقات وہ طریقت اور اہل طریقت کو گالیاں دیتے ہیں۔

آپ فرماتے تھے:

سر، نفسوں کی خواہشات کی اتباع میں جھکتے ہیں۔

آپ فرماتے تھے:

جب مرید غافل لوگوں کی تعظیم پر قناعت کرتا ہے تو وہ خاص لوگوں کے مقامات تک پہنچنے سے محروم ہو جاتا ہے۔

آپ فرماتے تھے:

جو شخص مخلوق کو راضی کرنے والا ہوتا ہے وہ اپنے رب کو زیادہ راضی کرتا ہے اور جو آدمی اپنے بھائیوں پر بلندی اختیار کرتا ہے اس کو یہ نہیں کہا جاتا ادھر آؤ (اسے دھتکار دیا جاتا ہے)۔

اور آپ فرماتے تھے:

سچا مرید نہ کسی سے ملاقات کرتا ہے اور نہ کسی کو ملاقات کی اجازت دیتا ہے اور کئی لوگ جن سے ملاقات کی جاتی ہے ملاقات کرنے والے اس پر بوجھ ڈالتے ہیں پس سمجھدار آدمی ہر ملاقاتی کے آنے پر اپنے نفس کی چھان بین کرتا ہے۔

☆ابتداء ازالہ منکرات نہ کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ ابتدائی دور میں برائی کے خاتمہ کی کوشش نہ کرے کیونکہ یہ عمل اس کے ربانی تعلق کو بہت زیادہ توڑنے والا ہے البتہ یہ کہ وہ مکمل سیاست سیکھ لے نیت خالص ہو جائے اور یہ عمل اس کی ذمہ داری میں شامل ہو جائے۔

شیطان کی چال

ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ نوجوانوں کی ایک جماعت اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتی تھی وہ لوگ اپنے عمل کی کمائی کھاتے تھے تو شیطان جب بھی ان میں سے کسی ایک کے قریب ہونے کی کوشش کرتا تو جلنے کے قریب ہو جاتا۔ وہ اسی طرح حالت ذکر میں تھے کہ اچھے کاموں سے روکنے والوں کی ایک جماعت نے جوان ذکر کرنے والوں کے قریب تھے ایک دوسرے کے خلاف اکسایا' تو وہ ایک دوسرے کو لاٹھیاں مارنے لگے حتیٰ کہ ان کے درمیان خون ریزی ہوگئی اور ان (لڑانے والوں) کا مقصود یہ تھا کہ یہ ذکر کرنے والے لوگ اپنے دل میں کہیں کہ ان لوگوں کو چھڑانا اس چیز سے افضل ہے جس میں ہم مصروف ہیں کیونکہ یہ ایسی بھلائی ہے جس کا نفع دوسروں تک پہنچتا ہے پس انہوں نے مجلس ذکر چھوڑ دی اور ان کو ایک دوسرے سے چھڑانے لگے پس ان بدمعاشوں نے ان کو مارنا شروع کر دیا اور ان کو ذکر وغیرہ سے بھی غافل کر دیا تو اس پر شیطان خوش ہو گیا اور اس کا بڑا مقصد مجلس ذکر کو ختم کرنا تھا کچھ اور نہیں پس برائیوں کے خاتمہ کیلئے بزرگوں کو ہی اقدام کرنا چاہئے کیونکہ وہ ایسی حالت میں ہیں جو برائیوں کے مرتکب لوگوں اور شیطان سے اپنی حفاظت کر سکتے ہیں۔

وہ فرماتے تھے:

اگر مرید کیلئے برائی کو زائل کرنا ضروری ہو تو وہ دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور جس برائی کو دیکھے اس کا ازالہ کرے، زانی کو زنا سے روکے، شراب نوش کو شراب نوشی سے منع کرے، وغیرہ وغیرہ اور وہ خاموش لوگوں کی طرف منسوب نہ ہو۔ پہلے زمانے میں سچے مرید برائی کو اس طریقے سے دور کرتے تھے۔ اب کچھ لوگوں نے اس کے خلاف طریقہ اختیار کیا وہ اپنے ہاتھوں اور زبان سے تبدیل کرتے ہیں پس وہ ان کو گھسیٹ کر حکمران کے پاس لے جاتے اور مارتے ہیں اور قید کرتے ہیں پس اس طرح برائی میں اضافہ ہو گیا۔

میرے سردار حضرت ابراہیم متبولی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

برائی کو ہاتھ سے روکنا حکمرانوں اور ان کے مقربین کا کام ہے قول کے ساتھ روکنا باعمل علماء کا اور دل کے ساتھ بدلنا ان لوگوں کا کام ہے جو ارباب قول ہیں۔ (محض باتیں کرتے ہیں)۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

سچے مرید کی ایک شرط یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کو ہمیشہ بچپن کے مقام پر دیکھے تاکہ مربی سے فیض کا دورہ حاصل کرے کیونکہ جو بڑا ہو جاتا ہے وہ روٹی کھانے کا مستحق ہو جاتا ہے اور اس سے دودھ چھڑا دیتے ہیں۔

جو شخص نصیحت سننے سے تکبر کرتا آپ اسے دیکھ کر اکثر فرماتے اے بیٹے! بڑا نہ ہو جا دودھ چھوٹ جائے گا۔

آپ فرماتے تھے:

مرید کے دل میں ایمان کا پانی اسی وقت داخل ہوتا ہے جب وہ اپنے دل کو دنیا کی محبت اور اس کی خواہشات سے پاک کر دے اور آپ فرماتے تھے:

مریدین میں سے جو شخص ریاضت میں پیشہ ور لوگوں کے طریقے پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے اور اس کی دنیا اور آخرت چلی جاتی ہے کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ کو ان چیزوں یعنی مال اور اقتدار کیلئے استعمال کیا۔

مشتبہ کھانے سے بچنا

آپ فرماتے تھے:

جو مرید، پولیس والے یا فیصلے کرنے کیلئے رشوت کھانے والے قاضی اپنے کسب میں لاپرواہ ہے یا عربی شیخ یا عیب جو یا کسی حکمران یا ان کے علاوہ ان لوگوں کے ہاں کھانا کھانا جو اپنی کمائی میں لاپرواہ ہیں تو وہ طریقت میں کشف مقامات سے دور ہو جاتا ہے۔ کسی مرید نے ایک قاضی کے کھانے سے ایک لقمہ کھایا پھر اسے یاد آیا اور اس نے کھانا چھوڑ دیا تو تیس سال تک اس کا دل تاریک رہا پھر تیس سال کے مجاہدہ کے بعد اس سے کہا گیا اب تم اپنی اس حالت کی طرف لوٹ آئے ہو جو رشوت خور قاضی کا کھانا کھانے سے پہلے تھی۔ (سمجھنے کیلئے اتنی بات ہی کافی ہے)۔

تو اے بھائی! میں نے اس باب میں مریدین کی جن صفات کا ذکر کیا ہے ان کو اپنے نفس پر پیش کرو اگر تم اس نفس کو ان صفات سے موصوف پاؤ تو تم سچے مرید ہو ورنہ دعویٰ کرنے سے رک جاؤ اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار (اور مالک) ہے۔

دوسرا باب

مرید کے اپنے شیخ کے ساتھ آداب میں سے کچھ آداب

اے بھائی! تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ شیخ کے آدب کی بنیاد اس سے محبت کرنا ہے اور جو شخص اپنے مرشد کی محبت میں مبالغہ نہ کرے یعنی اسے اپنی تمام خواہشات پر ترجیح نہ دے وہ طریقت میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ شیخ کی محبت ہی اچھائی کا مرتبہ ہے اس سے مرید حق جل وعلاء کے مرتبہ تک ترقی کرتا ہے اور جو شخص اپنے اور اپنے رب کے درمیان واسطہ سے محبت نہیں کرتا اور ان واسطوں میں سے ایک (بلکہ عظیم تر) واسطہ سے محبت نہیں کرتا اور واسطہ رسول اکرم ﷺ ہیں، وہ شخص منافق ہے اور وہ منافق جہنم کے سب سے نچلے گڑھے میں ہوگا جب تمہیں یہ بات معلوم ہوگئی تو تمہارے لئے اپنے شیوخ سے محبت کرنے والوں کی بعض صفات ذکر کی جاتی ہیں تا کہ اپنے سچ اور جھوٹ میں امتیاز کر سکو پس میں اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے کہتا ہوں۔

☆ محبت شیخ میں تمام گناہوں سے توبہ

اہل طریقت اس بات پر متفق ہیں کہ شیخ کی محبت میں سچے مرید کی صفات میں سے ایک صفت یہ ہے کہ وہ تمام گناہوں سے توبہ کرے اور تمام عیبوں سے پاکیزگی حاصل کرے۔ جو شخص گناہوں سے لتھڑا ہوا ہو اور وہ اپنے شیخ سے محبت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے تو جس طرح وہ اپنے مرشد سے محبت نہیں کرتا اس کا مرشد بھی اس سے محبت نہیں کرتا پس جب اس کا شیخ اس سے محبت نہ کرے تو حق تعالیٰ بھی اس سے محبت نہیں کرتا۔ ارشاد خداوندی ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ ①

بے شک اللہ تعالیٰ پسند رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔

اور ارشاد خداوندی ہے

﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ﴾ ②

---

① سورۃ بقرہ آیت 222۔

② سورۃ قصص آیت 77۔

بے شک اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

نیز ارشاد خداوندی ہے۔

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا﴾ ①

بے شک اللہ کو خوش نہیں کرتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا

نیز فرمایا: ﴿وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ﴾ ②

اور اللہ دغا بازوں کا مکر نہیں چلنے دیتا۔

اس طرح کی دیگر آیات بھی ہیں۔

☆ صرف شیخ کی بات سننا

اس بات پر صوفیاء کرام کا اتفاق ہے کہ شیخ کی محبت کی شرائط میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ طریقت میں اپنے شیخ کے علاوہ کسی دوسرے کی بات سننے سے بہرہ ہو جائے۔ پس وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کو قبول نہ کرے حتیٰ کہ اگر تمام شہر والے ایک جگہ کھڑے ہو جائیں تو بھی وہ اسے اپنے شیخ سے متنفر نہ کر سکیں۔

اور اگر کئی دن تک اس سے کھانا پانی غائب رہے تو وہ اپنے شیخ کی طرف نظر کرنے کی وجہ سے کھانے پینے سے بے نیاز ہو گا کیونکہ اس کے دل میں اسی کا خیال ہو گا۔

اور ہمیں بعض مریدین کے بارے میں خبر پہنچی ہے کہ جب وہ اس مقام میں داخل ہوا تو وہ موٹا ہو گیا اور سفید ہو گیا۔

شیخ کی محبت نے موٹا کر دیا

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میرے لئے میرے شیخ ابو مدین رضی اللہ عنہ کی محبت جسمانی شکل میں ہو گئی اور میں اس کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھ سکتا تھا مجھے وہ مخاطب کرتے اور میں ان کی طرف کان لگا کر ان کی بات سنتا اور اس (محبت) نے مجھے کئی دن اس طرح چھوڑا کہ میں سیر ہو کر کھانا نہیں کھاتا تھا۔

اور میرے احباب جب میرے سامنے دستر خوان رکھتے تو محبت (شیخ کی محبت) اس کے ایک کنارے پر کھڑے ہو کر مجھے دیکھتی رہتی اور مجھے ایسی زبان سے کہتی جس کو میں اپنے کانوں سے سنتا (وہ کہتی) تم کھاتے ہو جب کہ تم میرا مشاہدہ کر رہے ہو پس میں کھانے سے رک جاتا اور مجھے بھوک نہ لگتی۔

اور میں اس کی محبت سے بھر جاتا حتیٰ کہ میں اس کی طرف دیکھنے سے موٹا ہو گیا تو وہ میرے لئے غذا کے قائم مقام ہو گئی

---

① سورۃ النساء آیت 36۔

② سورۃ یوسف آیت 52۔

میں اسے چکھتا اور مجھے بھوک اور پیاس نہ لگتی اور وہ محبت میری آنکھوں کے سامنے سے نہ ہٹتی جب میں کھڑا ہوتا یا بیٹھا ہوتا حرکت میں ہوتا یا سکون میں۔

مجنوں کی لیلیٰ سے محبت

عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے بھائی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے:

محبت کی سختیوں میں سے زیادہ نرم سختی یہ ہے کہ محبت کے متعلقات کو نظرانداز کر کے محبت میں مشغول ہو جائے جس طرح بیان کیا گیا کہ لیلیٰ اپنے محبوب کے پاس آئی اور وہ چیختے ہوئے لیلیٰ، لیلیٰ پکار رہا تھا اور جلا دا سے پکڑ کر سینے کے بل ڈال رہا تھا اور وہ دل کی حرارت کی وجہ سے پگھل رہا تھا۔ لیلیٰ نے اسے اس حالت میں سلام کیا اور اس سے کہا: (اَنَا مَحْبُوْبُکَ اَنَا مَطْلُوْبُکَ اَنَا قُرَّۃُ عَیْنِکَ اَنَا لَیْلٰی) میں تیری محبوبہ ہوں تیری مطلوبہ اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں، میں لیلیٰ ہوں۔

مجنوں نے کہا چلی جاؤ میں تیری ذات سے ہٹ کر تیری محبت میں مشغول ہوں۔

میں نے اپنے آقا حضرت علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ محبت کا لطیف ترین درجہ یہ ہے کہ تم اپنے نفس میں حسد سے بڑھ کر عشق پاؤ اور ایسا شوق جو تمہیں پریشان کر دے۔ حتیٰ کہ وہ تمہیں نیند اور کھانے کی لذت سے روک دے اور یہ بھی معلوم نہ ہو کہ محبت کس سے ہے اور نہ ہی تیرے لئے محبوب متعین ہو۔

اس سے اللہ تعالیٰ کی مطلق محبت کی طرف ترقی ہوتی ہے۔

حاضرین نے عرض کیا کہ محبت میں مشکل ترین مرحلہ یہ ہے کہ مرید جدائی کو پسند کرتا ہے اور جب اسے اس بات کا علم ہوتا ہے کہ اس کا شیخ بھی اس کی جدائی کو پسند کرتا ہے تو وہ اس سے لذت محسوس کرتا ہے کیونکہ نفس کی لذت کو شیخ کی خوشی سے جدا کرنا بہت مشکل ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ محبوب جدائی کو اس حیثیت سے ناپسند کرتا ہے کہ وہ اپنے شیخ کا محبوب ہے کسی اور حیثیت سے نہیں کیونکہ شیخ کے لئے محبت وصل کا ستون ہے جدائی کا نہیں۔

اور میں نے اپنے بھائی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے:

شیخ سے محبت کی حقیقت یہ ہے کہ اشیاء سے محبت اس (شیخ) کی وجہ سے کرے اور اشیاء کی ناپسندیدگی بھی اسی کی وجہ سے ہو جس طرح ہمارے رب عزوجل کی محبت کا معاملہ ہے اور اس بات کی تائید اس حدیث شریف سے ہوتی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

((اِنَّ عَبْدًا یَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِکَثِیْرِ صَلَاۃٍ وَّصِیَامٍ وَحَجٍّ وَّصَدَقَۃٍ وَّتَشْھَدُلَہُ الْمَلَائِکَۃُ بِذٰلِکَ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ انْظُرُوْا ھَلْ وَالٰی لِیْ وَلِیًّا اَوْ عَادٰی لِیْ عَدُوًّا))

ایک بندہ قیامت کے دن زیادہ نمازوں، روزوں، حج اور صدقہ کے ساتھ آئے گا اور فرشتے بھی اس بات کی گواہی دیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا دیکھو کیا اس نے میرے لئے میرے کسی دوست (ولی) سے دوستی کی یا میرے لئے کسی (میرے) دشمن سے دشمنی کی؟[1]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، رقم الحدیث: 6502، مطبوعہ: دارالسلام، ریاض (سعودی عرب)۔

محبت کرنے والوں کی صفات

حضرت شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے "الفتوحات" کے باب نمبر ایک سو اٹھہتر (178) میں ذکر کیا ہے کہ محبت کرنے والوں کے جملہ اوصاف میں سے ایک وصف یہ ہے کہ محب اپنے محبوب میں فنا ہو جائے اور یہ ہمیشہ اس کے ہاں حاضری کے لئے اپنے سفر کو جاری رکھے ہمیشہ شب بیداری اختیار کرے غم کو چھپائے رکھے۔

2. جو دنیوی اور اخروی خواہشات اسے محبوب سے غافل رکھیں ان سے نکلنے کی رغبت رکھتا ہو اور وہ ہر اس چیز کی صحبت سے دور رہے جو اس کو اس کے محبوب سے دور کرنے والی ہو (رکاوٹ ہو)۔
3. بہت آہیں بھرنے والا ہو اور محبوب کے کلام اور اس کے نام کے ذکر سے راحت حاصل کرے۔
4. اپنے محبوب سے محبت کرنے والوں کا ہمیشہ موافق رہے۔
5. اس کی خدمت کرتے ہوئے اس کی تعظیم کو چھوڑنے سے ڈرنے والا ہو۔
6. محبوب کے حق میں زیادہ (خدمت وغیرہ) کو بھی قلیل خیال کرے۔
7. اور محبوب کی طرف سے ملنے والی قلیل چیز کو کثیر سمجھے۔
8. اپنے محبوب کی فرمانبرداری کو لازم پکڑے۔
9. محبوب کی مخالفت سے پہلو تہی کرے۔
10. محبوب کے لئے اپنے نفس سے مکمل طور پر نکل جائے۔
11. اگر وہ اس کے کسی عزیز کو قتل کرے تو دیت کا مطالبہ نہ کرے۔
12. ان اذیتوں پر صبر کرے جن سے طبیعتیں نفرت کرتی ہیں۔
13. محبوب جس کام کا حکم دے اسے بجالائے۔
14. اپنے محبوب کے عشق میں دوام اختیار کرے۔
15. محبوب جس بات کو چاہتا ہے نفس کو اس سے محبت کی عادت ڈالے اور اس پر قائم رہے۔ اس میں اپنے نفس کا کوئی حصہ نہ ہو بلکہ وہ سب کچھ اس کے محبوب کے لئے ہو۔
16. محبوب کے حق میں اپنے نفس کو ڈانٹ ڈپٹ کرے اور کبھی بھی اپنے محبوب کو نہ جھڑکے۔
17. اپنے نفس کی طرف سے اپنے محبوب پر غیرت کھانے والا ہو پس وہ اس بات کو پسند کرے کہ اس کا محبوب اسے خواہشات کے ساتھ نہ دیکھے۔
18. محبوب کے احسان کی وجہ سے اس کی محبت میں اضافہ اور اس کے ظلم و زیادتی کی وجہ سے اس کی محبت میں کمی نہ آئے (یعنی لالچی نہ ہو مخلص ہو)۔

19. اپنے نفس کے حصے کو بھلانے والا اور محبوب کے حصے کو یاد رکھنے والا ہو۔

20. اپنے محبوب سے کبھی بھی نہ کہے کہ تم نے یہ کام کیوں کیا؟ یا یہ بات کیوں کہی؟

اس کا اندر ظاہر ہو وہ مسرور بھی ہو غمگین بھی ہو اس کا مقام گونگا پن ہو، اس کا حال اس کا ترجمان ہو کیونکہ وہ محبت کی وجہ سے حالت سکر میں ہوتا ہے۔ اپنے محبوب کی رضا کو اپنی تمام نفسانی اعراض پر ترجیح دے۔

پیر کے سامنے جسم پانی ہو گیا

حضرت شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ہمیں بعض محبت کرنے والوں سے جو باتیں پہنچی ہیں ان میں سے زیادہ لطیف اور باریک بات یہ ہے کہ وہ اپنے مرشد کے پاس حاضر ہوا تو دیکھا کہ وہ محبت کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں تو یہ محب مسلسل گھلتا اور پگھلتا رہا اور پسینہ کی شکل میں بہتا رہا حتیٰ کہ اس کا پورا جسم مرشد کے سامنے چٹائی پر کھل گیا (اعضاء جدا جدا ہو گئے) اور وہ پانی ہے۔ اس محبّ کے کچھ ساتھی شیخ کے پاس حاضر ہوئے پوچھا: (اَیْنَ فُلَانٌ) فلاں کہاں ہے؟''

شیخ نے کہا: (هُوَا هٰذا) وہ یہ ہے اور اس پانی کی طرف اشارہ کیا اور اس سے واقع بیان کیا تو حاضرین کو اس پر بہت زیادہ تعجب ہوا۔

حضرت شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ جسم کا کھلنا اور اس کا (پانی میں) بدل جانا بہت زیادہ عجیب و غریب ہے حتیٰ کہ اس کی کثافت، لطافت میں بدل گئی اور وہ پانی بن گیا۔

عاشقوں کا اندازِ کلام

جان لو محبت کرنے والوں کی صفات میں سے ایک صفت یہ ہے کہ

(اِنَّهُمْ يَتَكَلَّمُوْنَ بِلِسَانِ الْمُحَبَّةِ وَالْعِشْقِ وَالسُّكْرِ لَا بِلِسَانِ الْعِلْمِ وَالْعَقْلِ وَالتَّحْقِيْقِ)

وہ محبت عشق اور سکر کی زبان میں بات کرتے ہیں، علم، عقل اور تحقیق کی زبان میں بات نہیں کرتے۔

جس طرح خطاف نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جواب دیا اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے خیمے میں خطاف کو خطافہ سے محبت ہو گئی اور اس نے اس سے کہا مجھے تم سے اس قدر محبت ہے کہ اگر تو مجھے کہے حضرت سلیمان علیہ السلام کے خیمے کو گرا دو تو میں ایسا کر دوں گا۔

ہوا نے اس کا یہ کلام حضرت سلیمان علیہ السلام تک پہنچایا آپ نے فرمایا: (مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا قُلْتَ وَاَنْتَ عَاجِزْ؟) تجھے اس بات پر کس چیز نے ابھارا جب کہ تم عاجز ہو۔

اس نے کہا:

(مَهْلًا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَنَا عَاشِقٌ وَالْعُشَّاقُ اِنَّمَا يَتَكَلَّمُوْنَ بِلِسَانِ عِشْقِهِمْ وَسُكْرِهِمْ لَا بِلِسَانِ الْعِلْمِ وَالْعَقْلِ)

اے اللہ کے نبی ٹھہر جایئے میں عاشق ہوں اور عاشق اپنے عشق اور سکر کی زبان میں بات کرتے ہیں علم اور عقل کی زبان میں نہیں۔ اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام ہنس پڑے اور اسے سزا نہ دی۔

میں (عبد الوہاب شعرانی) کہتا ہوں اس واقع میں اہل محبت کا عذر ہے جو انہوں نے اپنے اشعار میں کیا۔ حضرت سمنون اور سیدی عمر الفارض رحمہما اللہ اور ان جیسے دوسرے حضرات نے فرمایا:

ان حضرات نے جو کچھ فرمایا وہ عشق اور سکر کی زبان میں کہا ورنہ سیدی عمر الفارض رحمۃ اللہ علیہ کے یہ (آنے والے) اشعار کس طرح عقل میں آتے ہیں۔

1 فَطُوْفَانُ نُوْحٍ عِنْدَ نَوْحِیْ کَأَدْمُعِیْ وَإِيْقَادُ نِيْرَانِ الْخَلِيْلِ کَلَوْعَتِیْ

میری گریہ وزاری کے وقت طوفان نوح (علیہ السلام) میرے آنسوؤں جیسا ہوتا ہے اور حضرت ابراھیم (علیہ السلام) کے لئے جلائی گئی آگ میرے دل کی تپش جیسی ہوتی ہے۔

2 وَلَوْ لَا زَفِيْرِیْ اغرقَتْنِیْ ادمعی وَلَوْلَا دُمُوْعِیْ احرقتنی زفرتی

اگر میری آہیں نہ ہوتیں تو میرے آنسو مجھے ڈبو دیتے اور مگر میرے آنسو نہ ہوتے تو میری آہیں مجھے جلا دیتیں۔

3 وَحُزْنِیْ مَا يَعْقُوْبُ بَثَّ اَقَلَّهٗ وَکُلُّ بِلَا اَيُّوْبُ بَعْضُ بَلِيَّتِیْ

میرا حزن وملال ایسا ہے کہ اس کے سامنے حضرت یعقوب (علیہ السلام) کا حزن وملال کم ہے اور اس کے سامنے حضرت ایوب (علیہ السلام) کو پیش آنے والی تکلیفیں میری بعض آزمائش ہیں۔

تم اس کو سمجھو اور انکار کرنے میں جلدی نہ کرو۔ واللہ اعلم

پس اے بھائی! میں نے شیخ کی محبت کے سلسلے میں جو صفات ذکر کی ہیں ان کے حوالے سے اپنے نفس کا جائزہ لو اگر دیکھو کہ تمہارا نفس ان صفات سے موصوف ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو پس بے شک تم عنقریب اس سے اللہ تعالیٰ کی محبت کی طرف سلوک کے طریقے پر ترقی کرو گے کیونکہ شیوخ سے محبت اور ان کا احترام اللہ تعالیٰ کے احترام اور اس سے محبت سے ہے۔

شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے الفتوحات کے ایک سو اکیاسی ویں (181) باب کے شروع میں یہ اشعار ذکر کئے ہیں۔

1 مَا حُرْمَةُ الشَّيْخِ اِلَّا حُرْمَةَ اللّٰهِ فَقُمْ بِهَا اَدَبًا بِاللّٰهِ بِاللّٰهِ

شیخ کی حرمت اللہ کی حرمت جیسی ہے تمہیں اللہ کی قسم ہے شیخ کی حرمت کا خیال رکھو۔ [1]

2 هُمُ الْاَدِلَّاءُ وَالْقُرْبٰى تُؤَيِّدُهُمْ عَلَى الدَّلَالَةِ تَايِيْدًا عَلَى اللّٰهِ

وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والے اور اس کے قریب کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ تک راہنمائی میں ان کی بھرپور تائید ومدد

---

[1] مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے شیخ کی عزت کرے گا (جو اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ونمائندہ ہے) وہی اللہ تعالیٰ کا ادب واحترام کر سکتا ہے جس طرح رسول کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور یہاں محض مرشد یا پیر مراد نہیں بلکہ فنافی اللہ مراد ہے نیز اس سے عبادت مراد نہیں وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے ادب واحترام مراد ہے کیونکہ مرشد اپنے مرید تک اپنے رب کا پیغام پہنچاتا ہے۔ ۱۲ ہزاروی

کرتے ہیں۔

3 كَالْأَنْبِيَاءِ تَرَاهُمْ فِيْ مَحَارِبِهِمْ   لَا يَسْأَلُوْنَ مِنَ اللّٰهِ سِوَى اللّٰهِ

تم ان کو انبیاء کرام کے نقش قدم پر دیکھو گے کہ وہ دشمن سے لڑائی میں اللہ تعالیٰ سے اللہ ہی (کی مدد) مانگتے ہیں۔

4 فَإِنْ بَدَا مِنْهُمْ حَالٌ تَوَلَّهُمْ   عَنِ الشَّرِيْعَةِ فَاتْرُكْهُمْ مَعَ اللّٰهِ

اگر تم ان کی ایسی حالت دیکھو جو ان کو شریعت سے پھیر دے (یعنی ظاہر میں تمہیں ایسا محسوس ہو)۔

5 لَا تَتَّبِعْهُمْ وَلَا تَسْلُكْ أَثَرًا   فَإِنَّهُمْ ذَاهِلُوْنَ الْعَقْلَ فِي اللّٰهِ

تم اس حال میں ان کی پیروی نہ کرو اور نہ ہی ان کے نقشِ قدم پر چلو وہ اللہ کی محبت میں از خود رفتہ ہیں۔ ①

6 لَا تَقْتَدِيْ بِالَّذِيْ زَالَتْ شَرِيْعَتُهُ   عَنْهُ وَلَوْ جَاءَ بِالْأَنْبَاءِ عَنِ اللّٰهِ

تم اس کی اقتدا نہ کرو جس کے ہاتھ سے شریعت کا دامن چھوٹ گیا اگرچہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں خبریں دیتا ہو۔

پہلے شعر میں ان کا یہ قول: شیخ کی عزت اللہ تعالیٰ کی عزت واحترام ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ شیخ کی عزت کرنا اللہ کا احترام کرنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بھی مرشد کے احترام کا حکم دیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم شیخ کی تعظیم اسی طرح کرتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرتے ہیں۔اس بات کو سمجھو۔ ②

کلامِ شیخ سے حصولِ لذت

میں نے اپنے آقا علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ فرماتے ہیں:

"مرید اپنے شیخ کی محبت میں اس حد تک ترقی کرتا ہے کہ وہ شیخ کے کلام سے اس طرح لذت حاصل کرتا ہے جس طرح جماع سے لذت حاصل ہوتی ہے۔پس جو شخص اس حالت تک عمل نہ کرے اس نے شیخ کو اس کی محبت کا حق نہیں دیا۔"

مشائخ، شارع علیہ السلام کے نائب ہیں

پھر اے بھائی! تجھ پر یہ بات پوشیدہ نہ ہے کہ شیوخ تمام لوگوں کو ہدایت دینے کے سلسلے میں شارع علیہ السلام کے نائب ہیں بلکہ حقیقت میں یہی لوگ رسولوں کے وارث ہیں انہوں نے ان کی شریعتوں کے علوم بطور وراثت حاصل کئے لیکن وہ خود شریعت کے احکام جاری نہیں کرتے ان کے لئے عمومی طور پر شریعت کی حفاظت کرنا ہوتا ہے شریعت بنانا نہیں۔ان کی ذمہ داری یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں کو ان باتوں کی طرف مائل ہونے سے محفوظ رکھیں جن میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی نہیں ہے۔

نیز ان آداب کا خیال رکھیں جو بارگاہ خداوندی کے اہل لوگوں کے ساتھ خاص ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا علم رکھنے والے علماء اسی

---

① تم تو ان کی حالت کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو۔

② بعض اوقات مرید کو سمجھ نہیں آتی اور وہ مرشد کو شریعت کے خلاف دیکھتا ہے حالانکہ وہ شریعت کا پابند ہے تو اسے اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دے ہو سکتا ہے مرید کو تو سمجھ نہ آئی ہو، لیکن مرید اس کے اس عمل میں اس کی پیروی نہ کرے۔۱۲ ہزاروی

طرح ہیں جس طرح دنیا میں طبیب ہیں' طبیب' طبیعت کی معرفت نہیں رکھتا وہ محض انسانی بدن کی تدبیر کرنے والا ہے بخلاف علم طبیعت کے عالم کے وہ اسے مطلقاً جانتا ہے اگرچہ وہ طبیب نہ ہو اور بعض اوقات شیخ میں دونوں باتیں جمع ہوتی ہیں۔

میں نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے:

''علماء کرام اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے دربان ہیں اور جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف معرفت کا حصول ہوتا ہے وہ اس کی ذات کے دربان ہیں۔''

میں نے ایک اور مرتبہ ان سے سنا آپ فرماتے تھے:

ان مریدین کا مرتبہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ آداب سکھاتے ہیں اور ان کے دل اللہ تعالیٰ کے ہاں جمع ہوتے ہیں۔

کس شیخ کی پیروی لازم ہے؟

میں نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے ہی سنا آپ فرماتے تھے:

جس شیخ کے ساتھ ادب واجب ہے اس کی علامت یہ ہے کہ وہ کتاب وسنت کا عالم ہو ظاہر میں وہ اسے بیان کرے اور باطن میں وہ اس کے ساتھ قائم وثابت ہو اللہ تعالیٰ کی حدود کا خیال رکھے اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو پورا کرے۔ تقویٰ کے حوالے سے تاویل نہ کرے بلکہ اپنے تمام احوال میں احتیاط کو اختیار کرے تمام امت پر شفیق ہو گناہگاروں میں سے کسی سے ناراض نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ نرمی کا سلوک کرے اور رحمت اور نرمی کے ساتھ اسے بھلائی کی دعوت دے اس کی سخاوت مطلق ہو یعنی نیک' بد' شاکر اور منکر سب پر ہو گویا تمام مخلوق اس کا خاندان ہے۔

☆ شیخ ومرشد سے رابطہ اور ادب

پھر اے بھائی! جان لو کہ سالکین میں سے کوئی ایک طریقت میں عمدہ حالت تک کبھی بھی نہیں پہنچ سکتا جب تک مشائخ سے ملاقات نہ کرے ان کے ساتھ ادب کا معاملہ نہ کرے اور کثرت کے ساتھ ان کی خدمت نہ کرے۔

جو شخص کسی مرشد کے بغیر طریقت کا دعویٰ کرتا ہے اس کا شیخ ابلیس ہوتا ہے پس اگر اس کے ہاتھوں کرامت کا ظہور ہو تو وہ آخری زمانے میں نکلنے والے کانے دجال کی شعبدہ بازی ہے۔

حضرت امام ابوالقاسم جنید (بغدادی) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو شخص کسی مرشد کے بغیر سلوک کی منازل طے کرتا ہے وہ خود بھی بھٹک سکتا ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتا ہے۔

اور جو شخص مشائخ کے احترام سے محروم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان اسے اپنی ناراضگی میں مبتلا کرتا ہے اور وہ نور ایمان سے محروم ہو جاتا ہے۔

حضرت ابوتراب نخشبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جب دل اللہ تعالیٰ سے منہ پھرنے سے الفت رکھے تو وہ اولیاء اللہ کے خلاف باتوں میں پڑ جاتا ہے۔

حضرت امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اگر مرید کے سامنے ادب کے لئے صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ کلام ہوتا تو یہ بھی اس کے لئے کافی ہوتا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے فرمایا تھا:

﴿هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا﴾ ①

کیا میں تمہارے ساتھ ہوں اس شرط پر کہ تم مجھے سکھا دو گے نیک بات جو تمہیں تعلیم ہوتی۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کی صحبت کا ارادہ کیا تو ادب کی شرائط کا خیال رکھا۔ پس سب سے پہلے محبت کے لئے اجازت مانگی، پھر حضرت خضر علیہ السلام نے ان پر شرط رکھی کہ وہ کسی معاملے میں ان کے مدمقابل نہیں آئیں گے اور نہ ہی کسی حکم میں ان پر اعتراض کریں گے پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کی مخالفت کی تو پہلی اور دوسری بار حضرت خضر علیہ السلام نے درگزر کیا جب تیسری بار کی جو کبیرہ گناہ کی پہلی حد ہے ② تو حضرت خضر علیہ السلام نے ان سے فرمایا:

﴿هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ﴾ ③

یہ میری اور آپ کی جدائی ہے۔

جب تمہیں یہ بات معلوم ہوگئی تو میں توفیق خداوندی سے کہتا ہوں۔ مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ شیخ کی محبت میں داخل ہونے سے پہلے استخارہ کرے اور اس کی محبت کے لئے اپنے سینے کو کشادہ رکھے ورنہ بعض اوقات وہ اعتقاد اور احترام کے بغیر داخل ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات یہ بات اسے ناراضگی کی طرف لے جاتی ہے۔

سیدی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(مَنْ لَّمْ يَعْتَقِدْ فِيْ شَيْخِهِ الْكَمَالَ لَا يُفْلِحُ عَلٰى يَدَيْهِ اَبَدًا)

جو شخص اپنے شیخ میں کمال کا عقیدہ نہیں رکھتا وہ اس کے ہاتھوں کبھی کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔

حضرت ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو شخص شیخ کی محبت میں داخل ہو پھر اس کے بعد اس پر اعتراض کرے تو اس کا محبت سے متعلق عہد و پیمان ٹوٹ گیا اور اس پر تجدید عہد لازم ہے علاوہ ازیں مشائخ نے فرمایا کہ استاد کی نافرمانی پر بعض اوقات ناراضگی مضبوط ہو جاتی ہے پس اس نافرمان کی توبہ صحیح نہیں ہوتی اور اس نافرمان توبہ کرنے والے کے دل میں شیخ کی توہین قائم رہتی ہے۔

حضرت ابوسہل الصعلوکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

---

① سورہ کہف آیت 66۔

② مطلب یہ کہ حضرت خضر علیہ السلام کا یہ عمل بظاہر گناہ کبیرہ ہے حقیقت میں نہیں۔ ۱۲ ہزاروی

③ سورہ کہف آیت 78۔

ایک بزرگ نے ایک مجلس قائم کر رکھی تھی جس میں وہ قرآن مجید کی تفسیر بیان کرتے تھے انہوں نے اسے قوالی کی مجلس میں بدل دیا ایک مرید نے دل میں کہا قرآن مجید کی مجلس کو کس طرح قوالی کی مجلس میں بدل دیا۔

پس شیخ نے اس کو آواز دی اے فلاں! (مَنْ قَالَ لِشَیْخِہٖ لِمَ لَا یُفْلِحُ) جو شخص شیخ کو "لِمَ" (کیوں) کا لفظ کہے وہ کامیاب نہیں ہو سکتا پس مرید نے لفظ توبہ کہا (یعنی توبہ کی)۔

حضرت ابوجعفر خلدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

(مَنْ لَمْ یَحْفَظِ الْاَدَبَ مَعَ الْمَشَائِخِ سَلَّطَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْکِلَابَ الَّتِیْ تُؤْذِیْہِ)

جو شخص مشائخ کے ساتھ ادب کا طریقہ اختیار نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر کتوں کو مسلط کر دیتا ہے جو اسے اذیت پہنچاتے ہیں۔

فرماتے ہیں: تمام مشائخ فرماتے ہیں کہ حلاج (منصور) کو جو اذیت پہنچی وہ ان کے خلاف عمرو بن عثمان مکی کی دعا (بددعا) سے پہنچی۔ حضرت ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جب بلخ والوں نے حضرت محمد بن فضل رحمۃ اللہ علیہ کو نکالا اور وہ حدیث کا مذہب رکھتے تھے [1] تو انہوں نے بلخ والوں کے خلاف یوں دعا کی۔

(اَللّٰھُمَّ انْزِعْ مِنْھُمُ الصِّدْقَ)

یا اللہ! ان سے سچائی کو نکال دے۔

اور وہاں اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں سے زیادہ صوفیاء تھے اس بددعا کے بعد وہاں کوئی سچا صوفی پیدا نہیں ہوا۔

شیخ کے خلاف چلا تو سزا ملی

حضرت احمد ابیوردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

ایسے عمل سے بچو جس کی وجہ سے تمہارے شیخ کا دل بدل کر تمہارے خلاف ہو جائے کیونکہ جو شیخ کے دل کو بدلتا ہے اسے سزا ملتی ہے اگرچہ شیخ کی وفات کے بعد ہو۔

حضرت ابوتراب نخشبی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی۔ جب آپ کے خادم نے دستر خوان بچھایا تو ان دونوں نے کہا اے نوجوان! تم بھی ہمارے ساتھ کھاؤ اس نے کہا نہیں (کیونکہ) میں روزہ دار ہوں۔ حضرت ابوتراب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کھاؤ، تجھے ایک مہینے کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ اس نے کہا نہیں۔ حضرت شقیق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کھاؤ تمہیں ایک سال کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ اس نے کہا نہیں۔ حضرت ابویزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس شخص کو چھوڑ دو جو اللہ تعالیٰ کی حفاظت کی نگاہ سے گر گیا ہے۔ پس ایک سال بعد اس نوجوان نے چوری کی تو بطور سزا اس کا ہاتھ کاٹا گیا اور یہ سزا بزرگوں کی بے ادبی کی وجہ سے ملی۔

---

[1] یعنی حدیث پر عمل کرتے تھے آج کل کے نام نہاد اہل حدیث (وہابی نجدی) یعنی غیر مقلد مراد نہیں ہیں۔ ۱۲ ہزاروی

میں نے شیخ خطاب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ تغر رشید (مقام) میں فرمار ہے تھے شیخ کا حکم اس شخص کی طرح ہے جو بیل کے پیچھے چلتا ہے ہل چلاتا ہے اور اس کے مزاج میں نرمی ہوتی ہے اور وہ اسے صالحین کے اخلاق سے موصوف کرتا ہے اور اللہ ﷻ کی بارگاہ میں بٹھاتا ہے تو وہ بیل کے پیچھے چلنے والے کے راستے پر چلتے ہوئے سخت صبر کا محتاج ہوتا ہے حتیٰ کہ ان جماعت سے نرمی کا سلوک کرتا ہے اور جب بیل کے پیچھے چلنے والا اللہ تعالیٰ کا دوست (ولی) بن جاتا ہے وہ لوگوں کی ان کی شریعت کی طرف راہنمائی اور ان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادب سکھاتا ہے۔

شیخ کی غلطی کو اپنی درستگی سے بہتر جانو

اور میں نے شیخ برہان الدین بن ابی شریف رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرمار ہے تھے:

(مَنْ لَمْ يَرَ خَطَا شَيْخِهٖ اَحْسَنُ مِنْ صَوَابِهٖ هُوَ لَمْ يَنْتَفِعْ بِهٖ)

جو شخص اپنے شیخ کی خطاء کو اپنی درستگی سے اچھا نہ سمجھے وہ اس سے نفع حاصل نہیں کر سکتا۔

حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بصرہ میں ایک شخص ولایت میں معروف تھا اور وہ روٹیاں پکاتا تھا میرے ساتھیوں میں سے ایک شخص اس کے پاس گیا تو آگ کے شعلوں سے ڈرنے کی وجہ سے اس کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا پایا۔ اس نے دل میں کہا اگر یہ ولی ہوتا تو اسے آگ کے شعلے نقصان نہ دیتے۔ اس شیخ نے کہا اے میرے بیٹے! تو نے مجھے حقیر جانا پس تو میرے کلام سے نفع حاصل نہیں کر سکتا وہ حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور واقعہ سنایا تو انہوں نے فرمایا: جو شخص کسی فقیر کو حقیر جانتا ہے وہ اس کے فوائد سے محروم ہو جاتا ہے۔ دوبارہ ان کے پاس عزت واحترام کے ساتھ جاؤ چنانچہ وہ دوبارہ گیا تو ان کی ملاقات سے فائدہ حاصل کیا اور دل سے توبہ کی کہ وہ مرتے دم تک کسی فقیر کی کسی حالت پر اعتراض نہیں کرے گا۔

پس معلوم ہوا کہ جو مرید بزرگوں کی صحبت احترام کے طریقے کے بغیر اختیار کرتا ہے وہ ان کے فوائد اور ان کی نظر کی برکات سے محروم ہو جاتا ہے۔ پھر اس پر ان کے آثار سے کوئی چیز ظاہر نہیں ہوتی اگرچہ وہ اس کے لئے تکلف کرے بلکہ اس کے افعال اس کے دعویٰ کو جھٹلاتے ہیں۔

اے بھائی! جان لو کہ بہت کم مرید اپنے شیخ کے ساتھ کامل طور پر سچے ہوتے ہیں یہ غیب کا راستہ ہے جو محسوس نہیں ہوتا اس میں دلوں کے ساتھ چلنا ہوتا ہے اور کہاں ہے وہ جو اپنے دل کو اپنے شیخ کے دل کے ساتھ رکھتا ہے حتیٰ کہ وہ اس کے ساتھ غیب اور راز کی باتوں میں چلتا ہے یہ مقام صرف ایسے مرید کو حاصل ہوتا ہے جو ادب اور جھکنے کے ساتھ مقام شیخ کے قریب ہوتا ہے۔

حتیٰ کہ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جب مرید اپنے شیخ کے ساتھ سچا ہوتا ہے تو دونوں ایک اعتبار سے ایک دوسرے کے شاگرد اور ایک اعتبار سے ایک دوسرے کے مرشد ہوتے ہیں اور جب مرید اس مقام تک پہنچنے سے پہلے مرجائے جو اس کے لئے متعین کیا گیا تھا۔

☆ شیخ کی خدمت میں خود حاضر ہونا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اس خوف سے کہ شیخ اسے کسی ادب کا حکم دے گا اور وہ اس کے حکم کی تعمیل نہیں کرے گا، کوئی نمائندہ اختیار نہ کرے یہ اس کے فلاح نہ پانے کی علامت ہے بلکہ سچے مرید کی شان یہ ہے کہ وہ شیخ کے دروازے پر بیٹھنے کی کوشش کرے اور یہ امید رکھے کہ شیخ کی نگاہ اس پر پڑے گی جب وہ باہر آئیں گے۔

بعض اوقات شیخ کی نگاہ سے جو مقام حاصل ہو جاتا ہے وہ اس کے مجاہدات سے زیادہ ہوتا ہے پس وہ شخص کس قدر سعادت مند ہے جو شیخ کے دروازے کے سامنے بیٹھ جاتا ہے۔

☆ ناکامی کا ذمہ دار اپنے آپ کو ٹھہرائے

مرید کی شان سے یہ بات ہے کہ جب اس پر کشف کا دروازہ نہ کھلے تو شیخ کو معذور خیال کرے اور اپنے آپ کو ملامت کرے اپنے شیخ کو نہیں۔ اور یوں کہے کوتاہی میری ہے اللہ تعالیٰ نے سید المرسلین ﷺ سے فرمایا۔

﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾ [1]

بے شک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت دو (جب تک اللہ نہ چاہے)۔

جب تمام رسولوں کے سردار ﷺ کا یہ مقام ہے تو میرے شیخ کا کیا حال ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم پر غالب ہے اور زمانے کے لوگ اس بات کا اعتراف کرتے رہے ہیں کہ ان کا مقام ان سے پہلے گزرنے والے بزرگوں کے مقابلے میں کم ہے۔

حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ (رسالہ قشیریہ) جسے آپ نے 437ھ میں لکھوایا تھا۔[2] میں فرمایا:

اے بھائیو! جان لو کہ اس طائفہ کے وہ لوگ جن کے لئے یہ مقام و مرتبہ ثابت تھا ان میں اکثر رخصت ہو گئے ہمارے اس زمانے میں طریقت والوں کے کچھ آثار ہی رہ گئے ہیں پھر انہوں نے یہ شعر پڑھا۔

أَمَّا الْخِيَامُ فَإِنَّهَا كَخِيَامِهِمْ وَأَرَى نِسَاءَ الْحَيِّ غَيْرَ نِسَائِهِمْ

خیمے تو ان کے خیموں کی طرح ہیں اور میں قبیلے کی عورتوں کو دیکھتا ہوں وہ ان کی عورتوں کا غیر ہیں۔

پھر فرمایا: طریقت میں زمانہ "فترت" آ گیا (طریقت میں وقفہ آ گیا) نہیں بلکہ وہ تو مٹ گئی وہ شیوخ چلے گئے جن سے راہنمائی حاصل کی جاتی تھی اور وہ نوجوان کم ہو گئے جن کی سیرت اور طریقوں کی اقتداء کی جاتی تھی۔ تقویٰ چلا گیا اور اس کی بساط لپیٹ دی گئی طمع زیادہ ہو گیا اور اس کی سرحد مضبوط ہو گئی۔ دلوں سے شریعت کی عزت کوچ کر گئی حتیٰ کہ انہوں نے گناہوں اور خواہشات کی کم پرواہ کرنے کو سب سے مضبوط ذریعہ بنایا۔ آخر تک ان کا قول ہے (رسالہ قشیریہ میں مکمل ملاحظہ کیجئے ۱۲ ہزاروی)

جب حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے زمانے میں یہ قول ہے تو دسویں صدی ہجری کے نصف ثانی کے بارے میں کوئی کہنے والا کیا کہے گا جو عجیب و غریب دور ہے۔[3]

---

[1] سورۃ القصص آیت 56۔

[2] الحمد للہ راقم (محمد صدیق ہزاروی) نے اس رسالہ مبارکہ کو اردو زبان میں منتقل کرنے اور مکتبہ اعلیٰ حضرت نے اس کی طباعت کی سعادت حاصل کی۔ ۱۲ ہزاروی

[3] اور آج کا دور جو پندرھویں کا نصف اول ہے اس کی حالت بالکل واضح ہے۔ ۱۲ ہزاروی

الحمدللہ! میں نے ستر کے قریب مشائخ کو پایا اور وہ سب اپنے غصے اور غم میں مر گئے اور انہوں نے کوئی ایسا مرید نہیں دیکھا جوان کو پسند کرے۔ پس نیکی کرنے اور برائی سے رکنے کی طاقت تو صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے جو بہت بلند بڑا ہے۔

پس جان لو! اس زمانے میں شیخ کا مقام مرید کی حالت کی طرح ہے اور جو شخص کسی ایسے شیخ کو تلاش کرے جو بعینہٖ ان صفات کے ساتھ موصوف ہو جس سے حضرت امام جنید رحمۃ اللہ علیہ موصوف تھے گویا اس نے اس زمانے میں محال کام کو سر کر لیا لیکن جب شیخ، طریقت کے بارے میں مرید سے زیادہ علم رکھتا ہو تو وہ اس کے لئے کافی ہے اور اس پر لازم ہے کہ اس سے وابستہ ہو جائے کیونکہ جس آدمی کا شیخ نہیں وہ طریقت میں کبھی کامیابی نہیں پا سکتا جس طرح پہلے باب میں گزر گیا۔

توبہ سے پہلے طریقت میں داخل ہونا صحیح نہیں

حضرت ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جب مرید کیلئے کوئی مرید استاد نہ ہو جس سے طریقت (کا علم) بالمشافہ سیکھے تو وہ اپنی خواہش کی پوجا کرنے والا ہے اس بات پر ہم سب کا اجماع ہے کہ جو شخص اپنے شیخ یا اس کے علاوہ کسی (بزرگ) کے ہاتھ پر تمام گناہوں سے توبہ نہ کرے وہ گناہ پوشیدہ ہوں یا ظاہر، چھوٹے ہوں یا بڑے اور جب تک اپنے تمام مخالفین کو راضی نہ کرے اس کے لئے طریقت کا کوئی دروازہ نہیں کھلتا۔ یہ طریقہ جاری ہے کیونکہ اس قوم (صوفیاء کرام) کا تمام طریقہ بارگاہ خداوندی کی حاضری ہے۔ جس طرح نماز میں حاضری یا جنت میں حاضری۔

تو جس طرح نجاست کے ساتھ نماز درست نہیں اور جب تک لوگوں کے حقوق اس کے ذمہ ہوں جنت میں داخل نہیں ہو سکتا اسی طرح جب تک گناہ اور لوگوں کے حقوق اس کے ذمہ ہوں طریقت میں داخلہ درست نہیں۔

حضرت ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

مرید پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اپنے درمیان معاہدہ کو درست کرے اور اس کا مرشد اسے جس بات کا اشارہ کرے اس میں اس کی مخالفت نہ کرے کیونکہ مرید کا (مرشد سے) اختلاف کرنا بہت بڑا نقصان ہے۔ اور جو شخص اپنی طریقت کے آغاز میں اپنے شیخ کے اشارے کی مخالفت کرے وہ مستقبل میں ہمیشہ اس کی مخالفت کرتا رہے گا۔ پس اس پر واجب ہے کہ وہ دل میں بھی شیخ پر اعتراض کو جگہ نہ دے مثلاً وہ اسے پانی نکالنے کا راستہ بنانے کا حکم دے یا کہے میری اس پانی کی نالی میں کام کرو۔

گڑھا کھودا ولایت مل گئی

حضرت شیخ خلیل مالکی رحمۃ اللہ علیہ جو "المختصر" کے مصنف ہیں ان پر (روحانی) فتوحات کا دروازہ اپنے شیخ عبداللہ منوفی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں گڑھے کھودتے ہوئے کھلا۔ انہوں نے اپنے شیخ سے گڑھا کھودنے کی طلب کا سنا تو کلہاڑا اور ٹوکرا لے کر آئے رات سے آئندہ ظہر تک گڑھا کھودتے رہے۔ جب ان کے شیخ حضرت عبداللہ المنوفی رحمۃ اللہ علیہ درس سے واپس آئے تو اس وقت وہ تمام نکال چکے تھے۔ شیخ نے ان کو دعا دی تو تمام مالکی علماء ان کے قول کی طرف رجوع کرتے اور آج ہمارے زمانے تک ان کے قول کو ترجیح دیتے

ہیں۔ بعض حضرات کی طرف سے کہا گیا کہ یہ واقعہ حضرت عبداللہ المعوفی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے شیخ کے ساتھ پیش آیا۔

حضرت شیخ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اگر کسی مرید کے دل میں یہ خیال آئے کہ دنیا اور آخرت میں اس کی قدر و قیمت ہے یا روئے زمین پر جتنے مسلمان ہیں وہ اس سے کم درجہ میں ہیں تو ایسے شخص کا طریقت میں قدم رکھنا درست نہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ مرید عبادت میں اس لئے کوشش کرتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے تواضع اور عاجزی (کا مقام) حاصل ہو اس لئے نہیں کہ وہ اپنی ذات کے لئے لوگوں کے ہاں مقام و مرتبہ اور عزت و جاہ حاصل کرے یا تو فوری طور پر یا بعد میں۔

☆ شیخ سے اپنے احوال کو نہ چھپائے

مرید کی شان سے یہ ہے کہ وہ اپنے ظاہری اور باطنی احوال میں سے کوئی بات اپنے شیخ سے نہ چھپائے حتیٰ کہ باطنی خیالات وغیرہ بھی نہ چھپائے جب وہ شیخ سے کوئی چیز چھپائے گا تو گویا اس نے محبت میں اس سے خیانت کی اور اس پر تجدید محبت لازم ہے اگر وہ چاہتا ہو۔

• اور ہم نے جو کچھ بیان کیا اس سے وہ باتیں مراد ہیں جو عام طور پر طریقت میں ترقی کا سبب بنتی ہیں مثلاً اعمال کی خرابیوں کا ذکر، عادی امور مراد نہیں ہیں۔

اس بات پر علماء کرام کا اتفاق ہے کہ جب مرید سے شیخ کے اشارے کی مخالفت یا ناحق طور پر کسی کو نقصان پہنچانا پایا جائے تو اس پر لازم ہے کہ مرشد کے سامنے فوری طور پر اپنے جرم کا اقرار کرے پھر شیخ کے حکم کے سامنے گردن جھکا دے یعنی وہ اسے اس جرم کی جو بھی سزا دے سفر کی تکلیف میں ڈالے یا مشکل خدمت یا اس کے علاوہ کوئی سزا ہو (اسے تسلیم کرے)۔

اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ مشائخ کے لئے مریدین کی لغزشوں سے درگزر کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کو ضائع کرنا ہے اسی طرح ان حضرات کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ شیخ اپنے مرید کو تمام دینوی تعلقات کے خاتمہ سے پہلے ذکر کی تلقین خاص کرے تو یہ بات شیخ کے لئے جائز نہیں۔

شیخ ذکر کی ابتدا کرائے

شیخ پر لازم ہے کہ وہ مرید کو حکم دے کہ وہ اپنی زبان کے ساتھ نہایت شدت اور پختہ ارادے کے ساتھ ذکر کرے جب وہ اس پر قادر ہو جائے تو وہ اسے حکم دے کہ وہ دل اور زبان کے ذکر میں مساوات قائم کرے اور اسے کہے کہ اس ذکر پر دوام اختیار کرو (یعنی ہمیشہ ذکر کرو) گویا تم اپنے دل کے ساتھ ہمیشہ اپنے رب کے سامنے ہو اور اسے کہے کہ تیری زبان پر اس نام کے علاوہ کوئی نام جاری نہ ہو جو میں نے تمہیں بتایا ہے جب تک تم سے ممکن ہو (ایسا کرو) اور ذکر کو نہ چھوڑنا حتیٰ کہ تمہیں اس سے ایک حالت حاصل ہو اور تمہارے تمام اعضاء ذاکر ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ (کے ذکر) سے غفلت کو قبول نہ کریں۔

پہلے باب میں یہ بات گزر گئی کہ یمن میں اولیاء کرام کی ایک جماعت ہے جو اپنے مریدوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف

بھیجنے کی تلقین کرتے ہیں اور ان کو حکم دیتے ہیں کہ وہ دن رات اس میں مشغول ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس کے ذریعے مرید طریقت کی راہ پر چلے گا اور رسول اکرم ﷺ اس کے مرشد اور شیخ ہوں گے لیکن تمام جمہور صرف اللہ تعالیٰ کے اسماء گرامی کی تلقین کرتے ہیں۔

بھوک کی عادت بنوائے

پھر ذکر کی تلقین کے بعد مرشد اس کی تدریجاً تھوڑی تھوڑی بھوک کی عادت بنائے بھوک کی تلقین کرے (یکدم خوراک کم نہ کی جائے) تاکہ اس کی قوتیں کم نہ ہو جائیں اس طرح وہ ذکر کو چھوڑ دے گا۔

حدیث شریف میں ہے:

((اِنَّ الْمُنْبَتَّ لَا اَرْضًا قَطَعَ وَلَا ظَهْرًا اَبْقٰى))

زیادہ بوجھ لادنے والا نہ مسافت کو طے کرتا ہے اور نہ سواری کو باقی رکھتا ہے۔ [1]

"المنبت" اسے کہتے ہیں جو اپنے جانور پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ لادتا ہے حتیٰ کہ وہ عاجز ہو کہ زمین پر لیٹ جاتا ہے تو اس نے نہ تو مسافت طے کی اور نہ اس کی سواری باقی رکھی۔

حضرت سیدی شیخ ابوالسعود الجارحی رحمۃ اللہ علیہ مرید کو حکم دیتے تھے کہ وہ اپنی عادت کی خوراک کو گندم کے ایک دانہ کی مقدار کم کرے پھر روزانہ ایک ایک دانہ کی مقدار کم کرے بعض اوقات وہ تازہ لکڑی کی طرح ہوتا ہے اور وہ روزانہ اپنی خوراک اتنی مقدار میں کم کرتا ہے جتنی مقدار میں لکڑی کا بوجھ کم ہوتا ہے۔ اور اس کے بدن کو احساس بھی نہیں ہوتا اور کمزوری بھی نظر انداز نہیں ہوتی۔

پس جو شخص اپنا کھانا اور تدریجاً کم کرنا چاہے وہ اس طرح کرے اور ہمارے شیخ حضرت محمد شناوی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ یہ تھا کہ وہ عادت کے مطابق کھاتے اور پوری عزم و ہمت کے ساتھ ذکر کرتے اور فرماتے تھے ذکر کھانے کو ہضم کرتا ہے اور فرماتے تھے کہ حدیث شریف میں ہے:

((اَذِيْبُوْا طَعَامَكُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ وَلَا تَنَامُوْا عَلَيْهِ فتقسو قُلُوْبُكُمْ)) [2]

کہ اپنے کھانے کو ذکر الٰہی سے پگھلاؤ (ہضم کرو) کھانے کے بعد سو نہ جاؤ اس طرح تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔

اور آپ فرماتے ہمیں ذکر کی موجودگی میں مولی یا سرکے یا کسی اور دوسری ہاضمہ چیز کی ضرورت نہیں کیونکہ ذکر ان تمام چیزوں سے بے نیاز کر دیتا ہے لیکن آپ کے اصحاب (مریدین) مشقت والے کام کرتے تھے جیسے ہل چلانا، غلہ کاٹنا، گاھنا وغیرہ اس لئے ہر حالت کے لئے لوگ ہوتے ہیں اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

☆ دلِ شیخ میں اپنی نفرت پیدا نہ کرو

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے شیخ کے ساتھ ایسا معاملہ نہ کرے جس کی وجہ سے شیخ کے دل میں اس سے

---

[1] مسند الشهاب، جلد 2، صفحہ 184، رقم الحدیث: 1147، مطبوعہ: دار الرسالۃ العالمیۃ، بیروت۔

[2] معجم الاوسط، جلد 5، صفحہ 163، باب القاف، مطبوعہ: شعبۃ الایمان، جلد 8، صفحہ 167، مطبوعہ: دار الرسالۃ العالمیۃ، بیروت۔

نفرت پیدا ہو کیونکہ بعض اوقات شیخ کی ناراضگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور شیخ کے راضی ہونے سے وہ راضی ہوتا ہے کیونکہ بعض اوقات وہ جسمانی والد سے زیادہ عظمت والا ہوتا ہے۔

اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ شیخ اپنے مرید کو وہی حکم دیتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا پس جو مرشد کی مخالفت کرے وہ شارع علیہ السلام کی مخالفت کرتا ہے۔ اور کبیرہ یا صغیرہ گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار ہوتا ہے تو وہ کس قدر بد بخت ہے جو کسی بھی وقت اپنے شیخ کے دل میں تبدیلی پیدا کرے۔

حصولِ تربیت کیلئے سفر کرنا اور شیخ کا احترام کرنا

جب مرید اپنے شہر میں کسی ایسی شخصیت کو نہ پائے جس سے تربیت حاصل کرے تو وہ اس شہر کی طرف سفر کرے جو اس وقت مریدین کی ہدایت کے لئے وہاں مقرر ہے پھر وہ اس کے پاس ٹھہر جائے اور اس کے دروازے سے نہ ہٹے حتیٰ کہ وہ اس پر دروازہ کھول دے پھر اگر شیخ اس سے سخت رویہ اختیار کرے اور اس کے معاملے کا اہتمام نہ کرے تو صبر کرے۔

کیونکہ بعض اوقات شیخ اس کے ساتھ یہ معاملہ اس لئے اختیار کرتا ہے کہ اسے طریقت کی عزت دکھائے تا کہ وہ اس میں تعظیم کے ساتھ داخل ہو اور اس کے ساتھ توہین آمیز سلوک نہ کرے اور بعض اوقات وہ لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ اس کی گردن پر تھپڑ ماریں اور اسے زاویہ (تربیت گاہ) میں داخل ہونے نہیں دیتا جس طرح میرے آقا محمد الغمری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ یہ واقعہ سیدی احمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ہوا۔

شیخ کی نحوی غلطی نکالنے والا

بعض اوقات شیخ اپنے عام کلام میں غلطی کرتا ہے تا کہ وہ اپنے نحوی مرید کا امتحان لے جس طرح سیدی شیخ ابو السعود الجارحی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ محب الدین اللقانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں طریقت کی طلب کے لئے حاضر ہوئے تو شیخ نے ان سے فرمایا:

(يَظُنُّ بِي النَّاسَ خَيْرًا اِنِّيْ - اَشَرَّ النَّاسِ اِنْ لَمْ يَعْفُ عَنِّيْ)

لوگ مجھے اچھا خیال کرتے ہیں اور میں سب لوگوں سے بُرا ہوں اگر میری معافی نہ ہو۔

انہوں نے "الناس" اور اشر پر نصب پڑھا (یعنی زبر پڑھی) حالانکہ یہ دونوں مرفوع ہیں ان پر پیش ہونی چاہئے۔

حضرت شیخ ابو السعود رحمۃ اللہ علیہ خاموشی کے ساتھ ان سے الگ ہو گئے اور (دل میں) کہنے لگے: (هٰذَا لَا يَعْرِفُ الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ) ان کو تو فاعل اور مفعول کا بھی علم نہیں۔ پھر انہوں نے خواب میں شیخ کی تعظیم دیکھی تو حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا تو شیخ نے ان کے خواب کی تعبیر بیان کی انہوں نے (ابو السعود رحمۃ اللہ علیہ نے) فرمایا:

صحیح عبارت یہ ہے کہ الناس اور اشر دونوں مرفوع ہیں (ان پر پیش ہے)۔[1]

شیخ محب الدین اللقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "اللّٰـہ اکبر"۔ انہوں نے فرمایا: ہر ادب کی مخالفت میں تم کس طرح طریقت کا

---

[1] الناس، یظن کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اور اشر انّ کی خبر ہے۔ اور انی میں یاء ان کا اسم ہے۔ اور ان کی خبر مرفوع ہوتی ہے۔ ۱۲ ہزاروی

ادب طلب کرو گے تم اس کے نصب سے بھاگتے ہو اور اس کا رفع لاتے ہو۔

انہوں نے توبہ کی اور بخشش طلب کی تو شیخ نے ان سے فرمایا میں ایک عرصہ نحو میں مشغول رہا میں نے تمہاری آزمائش کا ارادہ کیا تھا۔

☆ شیخ کے پاس عقل کا ترازو توڑ ڈالے

حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو شخص شیخ کی زیارت کرے اس پر لازم ہے کہ وہ اس کے پاس عزت و احترام کے ساتھ داخل ہو چہ جائیکہ کسی انسان کا اپنا مرشد ہو۔ پھر اگر شیخ اسے کسی خدمت کا اہل سمجھے تو اسے بہت بڑی نعمت سے شمار کرے اور اس بات سے پرہیز کرے کہ جو چیز اس پر داخل ہو (یعنی جو حکم دیا جائے) اس کے خلاف اپنی ظالمانہ عقل کا ترازو قائم کرے بعض اوقات اس وجہ سے شیخ ناراض ہوتے ہیں تو وہ کبھی بھی فلاح نہیں پا سکے گا بلکہ ایک شخص تو عیسائی ہو گیا اور نصرانیت کی حالت میں مرگیا۔ جیسا کہ حکایت بیان کی گئی ہے۔ میں نے اپنے آقا محمد شناوی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ فرماتے تھے:

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر جو انعام کیا ہے اس میں یہ بات بھی ہے کہ میں جب بھی اپنے شیخ کے ہاں حاضر ہوا تو میری عقل کا ترازو ٹوٹا ہوا تھا اور میں اپنے نفس کو ان کے جوتے کے نیچے خیال کرتا ہوں اور میں ان کے پاس سے مدد اور فائدہ کے ساتھ نکلتا ہوں۔

☆ شیخ سے اجازت طلب کرنا

مرید کا کام یہ ہے کہ وہ اپنے شیخ کی اجازت کے بغیر حج نہ کرے کیونکہ گھر والے کے ساتھ ادب کی معرفت گھر کے ادب کی معرفت سے مقدم ہے پس جو شخص کسی گھر کی طرف سفر اس گھر والے کی معرفت حاصل کرنے سے پہلے کرتا ہے جو معرفت لوگوں کو حاصل ہے تو وہ طریقت میں غلطی پر ہے اور اس کو اس کی امداد حاصل نہیں ہوتی اور اس سے اسلامی حج کا ساقط ہونا بعید ہے۔ جس طرح "شیخ الاسلام" کے حج اور عوام الناس کے حج میں فرق ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو شیخ اپنے مرشد کی اجازت کے بغیر حج کرتا ہے تو اس کا دل ایک وادی سے دوسری وادی کی طرف منتقل ہونے کی وجہ سے بکھر جاتا ہے اگر وہ اپنے شیخ کی اجازت سے ایک قدم اٹھائے تو یہ اس کے لئے جہالت کے ساتھ ایک ہزار سفر کرنے سے بہتر ہے۔

ہمارے علماء کرام فرماتے ہیں خاوند کے لئے اپنی بیوی کو اس وجہ سے چھوڑنا جائز ہے کہ اس نے اس کی اجازت کے بغیر نفلی حج کیا اسی طرح ایک مذہب کے مطابق فرض حج بھی۔ ①

اور شیخ کی فرمانبرداری کا کم از کم مرتبہ یہ ہے کہ وہ (مرید کے لئے) اس طرح ہو جیسے عورت کے لئے اس کا خاوند ہوتا

---

① ہمارے نزدیک خاوند اپنی بیوی کو فرض عبادت سے نہیں روک سکتا بشرطیکہ حج کے لئے اس عورت کے ساتھ قوم ہو۔ ۱۲ ہزاروی

ہے۔اور وہ مرید کے بارے میں اس طرح تصرف (اختیار) رکھتا ہو جس طرح خاوند اپنی بیوی کے بارے میں اختیار رکھتا ہے یعنی جس طرح وہ عورت پر پابندی لگا سکتا ہے اور اس کی تربیت کرتا ہے۔

تا مرگ عمامہ نہ پہنا

ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ شیخ یوسف قطوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیدی محمد حنفی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے وہ گارہ بنا رہے تھے سیدی محمد حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا: اپنا عمامہ اتار کر ہماری مدد کرو۔انہوں نے عمامہ اتارا اور فرمایا وہ گارا تیار کر رہے تھے۔

اس کے بعد شیخ نے ان کو عمامہ پہننے کا حکم نہ دیا تو وہ فوت ہونے تک عمامہ کے بغیر رہے۔ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: مجھے استاد نے اتارنے کا حکم دینے کے بعد پہننے کا حکم نہیں دیا اور یہ بات ادب سے نہیں کہ میں اسے پہننے کے لئے خود پہل کر کے ان سے مشورہ لوں انہوں نے اس طرح فرمایا اور یہ عظیم ادب ہے اس قسم کی مثال ہمیں کسی مرید کے بارے میں نہیں پہنچی اگرچہ بہتر یہی ہے کہ شیخ سے مشاورت کے بعد اسے پہنا جائے کیونکہ عمامہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

☆ شیخ کے کامل ہونے کا عقیدہ

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے شیخ کے کامل ہونے کا عقیدہ رکھے اس طرح کہ اس کے بارے میں اس کا یہ عقیدہ ہونا چاہئے کہ شریعت اور حقیقت کی راہ کے بارے میں اسے (مرشد کو) اس (مرید) سے زیادہ علم حاصل ہے۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں: لیکن وہ اس کے کمال کے بارے میں مبالغہ نہ کرے کہ وہ معصومیت کے مقام تک پہنچا دے۔

حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مرید کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنے مرشد اور اس جیسے دوسرے بزرگوں کی عصمت کا عقیدہ رکھے اس پر واجب ہے کہ وہ اسے بھلائی کا حکم دیں تو ان کے سامنے جھک جائے اور ان کو اور ان کے احوال کو اچھے گمان کے ساتھ چھوڑ دے اور جو امور اس کے سپرد کئے جائیں ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی حدود کا خیال رکھے اور اسے علم شریعت کے ساتھ جو کچھ حاصل ہو وہ محمود اور مذموم کے درمیان فرق کرنے کے لئے کافی ہے۔

پس جو کچھ مرشد اس کے لئے ثابت کرے اس پر عمل کرے اور جہاں مشکل پیش آئے وہاں مرشد سے ان کو سمجھے۔

مرید کی سعادت پر سب سے سچی دلیل یہ ہے کہ مشائخ کے دلوں میں اس کی مقبولیت ہو اور جس کو محققین مشائخ میں سے کسی شیخ کا دل رد کر دے وہ اپنا انجام ضرور دیکھتا ہے اگرچہ ایک مدت کے بعد ہو اور جو شخص مشائخ کے احترام کو چھوڑنے کی وجہ سے ذلیل ہو اس کی بدبختی کا نشانہ واضح ہوتا ہے۔واللہ اعلم

☆ شیخ کا فیصلہ خوشی سے قبول کرنا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ جب شیخ اسے کسی کام پر مامور کرے سفر میں ہو یا حضر میں اور وہ مجالس ذکر میں حاضر نہ ہو تو اس سے اس کا دل میلا نہ ہو کیونکہ شیخ اس سے وہی کام لیتا ہے جسے اس کے لئے ہر اعتبار سے بہتر خیال کرتا ہے۔اور جب اس

کے دل میں میلا پن آ جائے یا دیکھے کہ اس کا کسی دوسرے کام میں مشغول ہونا بہتر ہے تو وہ اپنے شیخ سے بیعت کا عقد توڑ دے گا بے شک شیخ رسول اکرم ﷺ کی طرف سے آپ کی امت پر امین ہوتا ہے اور اس سے یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ وہ ان کے ساتھ ایسا سلوک کرے جس سے ان کو ترقی حاصل ہو اور ان کو ان کاموں سے روکے جو ان کو (قرب کے) مقامات (تک رسائی) میں تاخیر کا باعث بنتے ہیں اور بعض اوقات وہ بات جس کا مرید اس سے مطالبہ کرتا ہے اس میں خود پسندی یا ریاکاری اور شہوت پیدا کرتی ہے یا وہ اس کے ذریعہ لوگوں کی طرف سے تعریف کا خواہش مند ہوتا ہے۔ پس وہ نقصان اٹھانے والوں کے ساتھ نقصان اٹھاتا ہے اور تحقیق ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ سیدی ابراہیم المواہبی رحمۃ اللہ علیہ جب سیدی شیخ ابوالمواہب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئے اور ان سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادب کے آغاز کا راستہ معلوم کرنے لگے تو انہوں نے حکم دیا کہ وہ اصطبل میں بیٹھ کر خچروں کی خدمت کریں اور گھر کے کام کاج کریں اور فرمایا کہ خبردار فقراء کے پاس کوئی وظیفہ پڑھنے یا علم حاصل کرنے کے لئے حاضر نہ ہوں۔ انہوں نے اس بات کو قبول کیا وہ کئی سال رہے حتیٰ کہ شیخ کی وفات کا وقت قریب آ گیا۔

ان کے بڑے بڑے مریدان کے پاس آئے کہ وہ ان کو اپنے بعد خلافت کی اجازت دیں۔

انہوں نے فرمایا: ابراہیم کو میرے پاس لے آؤ وہ ان کو لے کر آئے آپ نے ان کے لئے مصلیٰ بچھایا اور ان سے فرمایا: اپنے بھائیوں کے سامنے طریقت کے بارے میں گفتگو کریں تو انہوں نے نظم و نثر میں عجیب و غریب باتیں بیان کیں حتیٰ کہ حاضرین کی عقلیں حیران رہ گئیں تو وہ حضرات جو (خلافت کی) اجازت لینے آئے تھے اور یہ ایک دوسرے پر فخر کر رہے تھے واپس ہو گئے اور انہیں اس پر بہت تعجب ہوا۔

پس سیدی ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے شیخ کے بعد ان کا خلیفہ بنایا گیا اور ان لوگوں سے طریقت کے احوال میں سے کوئی چیز ظاہر نہ ہوئی پس معلوم ہوا کہ وہ امور جن کے ذریعہ معرفت کے دروازے کھلتے ہیں ان کا تعلق شیخ سے ہے، مرید سے نہیں۔

حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب شیخ اپنے مرید کو حکم دے کہ وہ اپنے بھائیوں (برادران طریقت) کی خدمت کرے تو مرید کو چاہیے کہ وہ اس سلسلے میں اپنی نیت میں اخلاص پیدا کرے اور ان کی طرف سے جفا پر صبر کرے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ ان کی خدمت بھی کرے اور وہ اس کی تعریف نہ کریں اور اسے چاہئے کہ وہ ان کے سامنے اپنی طرف سے معذرت پیش کرے اور کہے کہ میں ظالم ہوں کہ میں تمہارے مقصود کے مطابق عمل نہ کر سکا حتیٰ کہ تم نے مجھے عزت دی اور اس کوتاہی کا اقرار کرے اور اگر وہ جانتا ہے کہ وہ بری الذمہ ہے تو جب تک اس میں کسی کی ملامت نہ ہو، جب تک نفس کی طرف سے ظلم نہ ہو اس کا اقرار کرنا حرام ہے۔

☆ شیخ کی کامل نگرانی کا طالب

مرید کی شان سے یہ بھی ہے کہ اپنے شیخ کے ساتھ ادب کا طریقہ اختیار کرے جب وہ مجلس ذکر میں جماعت کو خاموش کرے تو اس کے بعد اس کے لئے ذکر کے لئے تیار ہونا جائز نہیں۔

کیونکہ شیخ کی طرف سے ان کو خاموش رہنے کا اشارہ اسی قدر ہوتا ہے۔ جس قدر وہ دل کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کرتا ہے اور اسے وہ معرفت حاصل ہوتی ہے جو اس کے دل میں بطور الہام ڈالی جاتی ہے یعنی ان کو خاموش کرانے یا خاموش نہ کرانے کی اجازت حاصل ہوتی ہے اور عام طور پر اس کی پہچان دل کی کشادگی اور اس کی بندش سے حاصل ہوتی ہے۔ جب اس کا انشراح صدر خاموش کرنے کے لئے ہوتا ہے تو وہ ان کو خاموش کراتا ہے اور جب دل میں اس حوالے سے بندش ہوتی ہے تو وہ ان کو ذکر کی حالت میں چھوڑ دیتا ہے پہلے باب میں یہ بات تفصیلی طور پر گزر چکی ہے۔

ہمارے شیخ حضرت سیدی علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جب میرے شیخ نے مجھ سے وعدہ لیا کہ میں نہ تو ان کی مخالفت کروں گا اور نہ ہی اپنے معاملے میں سے کوئی چیز ان سے چھپاؤں گا حتیٰ کہ جب میں کھاتا یا پیتا یا سوتا یا بیوی کے قریب جاتا ہوں تو اپنے دل میں کہتا اے میرے آقا! اجازت ہو اور انہوں نے مجھ سے فرمایا۔

جو شخص اپنے شیخ کے حق میں اس بات پر دوام اختیار کرتا ہے تو وہ اس سے ترقی کر کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملے کے صحیح ہونے کی طرف ترقی کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مرید کے معاملے سے پہلے اس کا شیخ ہے اس کو اس کا عادی بناتا اور اس (ادب) میں دوام کی راہ پر چلاتا ہے۔

پس ہر وہ ادب جسے وہ اپنے شیخ کے ساتھ مضبوط نہ رکھے اس کے لئے اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ عمل نفس کے تکبر کے ساتھ ہوتا ہے اور اس صورت میں ترقی نہیں ہوتی۔

اور آپ یہ بھی فرماتے تھے:

ہر مرید جسے اس کا شیخ دنیا کی کسی بات سے منع کرے اور وہ اس سے دل میں میل لائے تو اسی طرح بعض اوقات وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر ناراض ہوتا ہے جب وہ اس سے کسی چیز کو روکتا ہے۔

اسی پر تمام کاموں کو قیاس کرو پس مرید کو دل کی پریشانی سے پرہیز کرنا چاہئے جب وہ سونا یا کوئی چیز تقسیم کرے اور اسے بھول جائے تو یہ عمل شیخ کی بے ادبی ہے۔ واللہ اعلم

☆ شیخ کے اشارے کو سمجھنے والا ہو

مرید کی شان یہ ہے کہ وہ ان باتوں کو سمجھنے والا ہو جو ان باتوں کی جنس سے ہیں جن کا شیخ حکم دیتا ہے یا اس سے روکتا ہے اور وہ اسے (شیخ کو) امر یا نہی کی تصریح پر مجبور نہ کرے خاص طور پر ان لوگوں کی موجودگی میں جو صوفیاء کرام کی جماعت سے نہیں ہیں بلکہ وہ رمز اور اشارے کے ساتھ سمجھے۔

حضرت شیخ ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خادم تھا ان کو اس کے ساتھ گفتگو کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ الفاظ کے بغیر اس کے ساتھ دل سے گفتگو کرتے تھے پس وہ آپ کے حکم کو سمجھ جاتا اور اس کی تعمیل کرتا۔

میرے آقا ابوالعباس الغمری رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے خادم کے ساتھ بھی یہی طریقہ تھا۔

میرے شیخ حضرت عبداللہ القاعل رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ حضرت شیخ ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے الفاظ کے بغیر محض باطن سے کلام کرتے پس میں ان کے حکم کو سمجھ جاتا اور ان کے پاس کھانے پینے اور پہننے کی چیزیں متعین طور پر لے آتا (یعنی جو ان کو مطلوب ہوتیں)۔

ان کے مریدین میں سے ایک مرید حضرت شیخ محمد طیحی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بتایا کہ ایک دن حضرت ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا اے محمد! میں چاہتا ہوں کہ تم میری بات کو اشارے کے ساتھ سمجھو الفاظ کی ضرورت نہ پڑے اور میں دل کے ساتھ جو کلام تم سے کروں اس پر عمل کرو۔

میں نے عرض کیا جی ہاں (ٹھیک ہے) پھر بادشاہ شاید بالی کا بیٹا ہمارے پاس آیا اور شیخ مجھے چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ پھر میں نے ان سے پوچھنے کی جرات کبھی نہ کی حتیٰ کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

☆ شیخ کی محبت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرانا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ شیخ کی محبت میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے ان تمام لوگوں کی محبت سے جن سے محبت کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے نہیں دیا پس اللہ تعالیٰ کی محبت کو دل کے درمیان میں رکھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اس کے قریب کرے اسی طرح محبوب لوگوں کی محبت کو درجہ بدرجہ رکھے یعنی جن لوگوں سے محبت کرنا ایمان کا تقاضا ہے اور شریعت اس کا حکم دیتی ہے۔ پس اس قسم کے لوگوں کی محبت شیخ کی محبت کے ساتھ شریک ہو تو اس کا نقصان نہیں ہے کیونکہ ان لوگوں سے محبت کا حکم مرید کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔

انبیاء، اولیاء اور صلحاء کی محبت منع نہیں

سیدی علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

انبیاء کرام اولیاء عظام اور نیک مومنوں سے محبت کرنا شیخ کی محبت کے ساتھ نقصان دہ نہیں کیونکہ یہ محبت شریعت سے ہے اور شریعت فکر ہے اور نور ایک دوسرے میں داخل ہوتے ہیں۔ پس بخلاف ان امور کے جن سے شریعت نے منع کیا ہے وہ سخت اندھیرا ہے جس میں کوئی چیز داخل نہیں ہوتی۔

اگر ایک گھر میں ایک ہزار چراغ رکھے جائیں تو ان سب کی روشنی ایک ہو جائے گی۔

آپ اکثر فرمایا کرتے تھے:

اپنے شیخ کے ساتھ کسی دوسرے شیخ کی محبت کو شریک کرنے سے بچو کیونکہ مرد پہاڑوں کی طرح ہیں اور وہ اخلاق الٰہیہ پر ہیں جس طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی میں اشارہ کیا گیا ہے آپ نے فرمایا:

(تَخَلَّقُوْا بِأَخْلَاقِ اللّٰهِ) ①

---

① مواہب اللدنیہ، جلد 4، صفحہ 246۔

اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے مزین ہو جاؤ۔

تو جس طرح اللہ تعالیٰ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے اسی طرح مشائخ کی محبت میں شرکت سے چشم پوشی نہیں کی جاتی اور جس طرح پہاڑوں کو اپنی جگہوں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کے علاوہ کوئی چیز دور نہیں کر سکتی۔ جب تک عالم باقی ہے اسی طرح مرید کی آفات سے حفاظت کو وہ شرک زائل کرتا ہے جو دل میں خالص محبت کی جگہ آ جائے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ○ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا○﴾ [1]

قریب ہے آسمان اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں ڈھے کر اس پر کہ انہوں نے رحمٰن کے لیے اولاد بتائی۔

اور وہ یعنی شیخ کا کلام تعقب کا محتاج ہوتا ہے (یعنی اس کے پیچھے چلنا چاہیئے) پس اے بھائی! اپنے نفس سے شیخ کی محبت میں صدق کا مطالبہ کرو اس کے ذریعے جو چاہو گے پاؤ گے۔

اور اپنے استاد (شیخ) سے یہ مطالبہ نہ کرو کہ اس کا دل تمہارے ساتھ مشغول ہو اور جو تم اپنے نفس کے معاملے کو مہمل (بیکار) چھوڑ دو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

☆ شیخ کی تربیت گاہ میں نماز پڑھنا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ جب وہ اپنے شیخ کے مکان سے دور ہو تو جس قدر ممکن ہو شیخ کے زاویہ میں (آستانہ یا تربیت گاہ) میں نماز پڑھنے کی پابندی کرے۔

میرے ایک ساتھی (مرید) تھے ان کا نام شیخ ابوبکر دیرینی رحمۃ اللہ علیہ تھا وہ جامع ازھر کے پڑوس میں رہتے تھے اور وہ جامع ازھر کو چھوڑ کر میرے پاس جمعہ پڑھتے تھے حالانکہ وہاں جماعت کی کثرت ہوتی تھی۔

میں نے ان سے کہا کہ آپ جامع ازھر میں نماز پڑھا کریں یہ آپ کے لئے افضل ہے۔

انہوں نے کہا اس میں میرے لئے ایک شرعی غرض ہے تو میں ان کے اعتقاد کی صحت پر تعجب کرتا تھا اللہ ان پر رحم فرمائے۔

اگر مرید کے لئے اپنے شیخ کے ہاں نماز جمعہ پڑھنا میسر نہ ہو تو وہ جس مسجد میں نماز پڑھے ان کے پاس ہونے کا تصور کرے کیونکہ حکم کا تعلق دل سے ہے جسم سے نہیں۔

☆ شیخ کے باطن پر مطلع ہونے کا عقیدہ

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے شیخ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھے کہ وہ اس کے دل کی باتوں اور باطنی عیبوں کو خوب جانتا ہے لیکن ان کا یہ جاننا الہام کے طریقے پر ہے بدگمانی یا شیطانی کشف کے طور پر نہیں۔

---

[1] سورہ مریم آیت 91-90۔

اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ عام لوگ اپنے غیر کو اس میزان کے مطابق کرتے ہیں جو ان کے باطن میں اچھی یا بری ہے لیکن مشائخ اس سے ترقی کر جاتے ہیں پس ان کے باطن میں برائی کبھی بھی نہیں ہوتی۔ حتیٰ کہ اس پر دوسروں کے حال کو قیاس کیا جائے۔

اور جب اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ مرید کو اس بات کی حاجت ہے کہ مشائخ اس کی باطنی برائی پر مطلع ہوں تا کہ وہ اس کا ایسا علاج کریں جس سے وہ (برائی) زائل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان کو اس (باطنی) میزان کی جگہ جس پر لوگوں کے احوال کو رکھا جائے۔ الہام صحیح عطا فرماتا ہے پس وہ مرید کے حالات کو اس سے زیادہ جاننے والے ہوتے ہیں۔

اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ جانور کے مالک کے مقابلے میں جانوروں کا ڈاکٹر جانور کے عیبوں کو زیادہ جانتا ہے اس کے باوجود کہ وہ (مالک) صبح و شام جانوروں کے ساتھ رہتا ہے۔ یہ عقیدہ مریدین میں بہت کم پایا جاتا ہے حتیٰ کہ حضرت سیدی علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ 804ھ میں فرماتے تھے کہ میں نے آج تک ایسا مرید نہیں پایا جو میرے ساتھ سچا ہو اور وہ میرے بارے اس بات کا اعتراف کرے کہ میں اس کے دل کے خیالات اور اس کی باطنی صفات کو اس سے زیادہ جانتا ہوں اور اگر میں ایسا مرید پاؤں تو اپنے تمام علوم اور اسرار اس کے دامن میں ڈال دوں۔

آپ فرماتے تھے:

تمام مشائخ اپنے غم واندوہ میں مر جاتے ہیں اور کسی ایسے شخص (مرید) کو نہیں پاتے جو ان کے اسرار کو اٹھائے لیکن جس سے اس کے استاد کا راز فوت ہو جائے (اسے حاصل نہ ہو) تو وہ اس کے وظیفے کو ہمیشہ جاری رکھے کیونکہ اس کا راز اسی میں ہے۔

ابراہیم الدسوقی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

سیدی حضرت ابراہیم الدسوقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اے میرے مرید! اگر تو میرے ساتھ سچا ہے اور تیرا وعدہ صحیح ہے تو میں تیرے قریب ہوں دور نہیں ہوں۔ میں تیرے ذہن میں ہوں اور تیرے پہلو میں ہوں اور میں تیرے تمام ظاہری اور باطنی حواس میں ہوں اور اگر میرے ساتھ تیرا معاملہ صداقت پر مبنی نہ ہوا تو میں تجھ سے دور رہوں گا اور تجھے مجھ سے دوری ہی حاصل ہوگی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جب مرید اپنے شیخ کے ساتھ سچائی پر ہو اور وہ اپنے شیخ کو ایک ہزار سال کی مسافت سے پکارے تو اسے جواب دیتا ہے شیخ زندہ ہو یا فوت ہو چکا ہو۔

پس سچے مرید کو چاہئے کہ وہ اپنے شیخ کی طرف قلبی طور پر متوجہ ہو دنیا میں اسے کوئی بھی معاملہ پریشان کرے۔

وہ اپنے شیخ کی آواز سنتا ہے اور وہ اس کی مدد کرتا ہے وہ کسی بھی مصیبت میں ہو بعض اوقات وہ باطنی مشکلات میں مبتلا ہوتا ہے اس کی ظاہری آنکھیں بند ہو جاتی ہیں اور دل کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور وہ اپنے مرشد کو ظاہری طور پر دیکھتا ہے پس جب وہ اسے دیکھتے تو جو چاہتے اس سے پوچھتے۔ اور آپ فرماتے تھے:

اے میرے بیٹے! اگر تو سچا ہے تو اپنے شیخ کے علاوہ کسی کی محبت اختیار نہ کر اور اس کی زیادتی پر صبر کر بعض اوقات وہ اس چیز کو چھوڑنے کے ساتھ جسے تو پسند کرتا ہے تیرا امتحان لیتا ہے اور وہ تیرے لئے بھلائی چاہتا ہے اور تو اس کی اسرار و رموز کا محل اور اس کے انوار کا مقام طلوع بن جاتا ہے۔

مرید شیخ کے پاس کیسا ہو؟

حضرت ابراہیم دسوقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سچا مرید اپنے شیخ کے ساتھ اس طرح ہوتا ہے: (كَالْمَيِّتِ مَعَ مُغَسِّلِهٖ لَا كَلَامَ وَلَا حَرْكَةَ)

جس طرح غسل دینے والے کے ساتھ میت ہوتی ہے نہ وہ کلام کرسکتا ہے نہ حرکت۔

اور اس کی مصیبت کی وجہ سے اس کے سامنے بول نہیں سکتا وہ اس کی اجازت کے بغیر داخل ہوتا ہے نہ نکلتا ہے نہ کسی ایک سے میل جول اختیار کرتا ہے نہ علم میں مشغول ہوتا ہے نہ قرآن میں اور نہ ذکر میں (مشغول ہوتا ہے)۔

کیونکہ وہ (مرشد) مرید پر ان امور میں امین ہوتا جو اسے ترقی دیتے ہیں اور کئی مرتبہ فاضل کے عمل میں نفس کا عمل دخل ہو جاتا ہے پس وہ مفضول بن جاتا ہے۔

پھر آپ فرماتے تھے:

پہلے اور پچھلے بزرگوں کا اپنے مشائخ کے ساتھ یہی طریقہ تھا کیونکہ ان کی اصطلاح میں مرید روحانی باپ ہوتا ہے [1] اور اولاد پر لازم ہے کہ وہ اپنے والد کی نافرمانی نہ کرے اور نافرمانی کے لئے کوئی قاعدہ نہیں جس کی طرف رجوع کیا جائے حکم تمام احوال کو شامل ہے اور ان لوگوں (صوفیاء کرام) نے اسے (مرید کو) میت کی طرح قرار دیا ہے جو غسل دینے والے کے سامنے ہوتا ہے (یعنی بے اختیار ہوتا ہے)۔

پس اے میرے بیٹے! تجھ پر لازم ہے کہ اپنے اس باپ (مرشد) کی بات مانو اور اللہ تعالیٰ کے احکامات میں اسے جسمانی اولاد سے مقدم سمجھو کیونکہ روحانی والد جسمانی والد سے زیادہ نفع دینے والا ہوتا ہے کیونکہ روحانی باپ (مرشد اور استاد) اس بیٹے کو لوہے کے سخت ٹکڑے کی طرح لیتا ہے اور اس پر مسلسل پانی ڈالتا رہتا ہے اور پگھلاتا ہے اور اس پر قطرے ڈالتا ہے اور اس پر صنعت کے راز ڈالتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کو سونا بنا دیتا ہے۔

بے شمار لوگوں نے مشائخ کی صحبت بے ادبی کے ساتھ اختیار کی پس وہ مر گئے اور ان سے کچھ نفع حاصل نہ کر سکے۔ اور بعض ناراضگی کا شکار ہوئے افسوس افسوس! مردوں کے سینوں پر مخالف کی صحبت اور مرید کے محال بات کو سننے پر۔

☆ شیخ علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال

مرید کی شان میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے شیخ کے ساتھ ملا دیا تو اب وہ دنیا کی کسی چیز کی

---

[1] الحمد للہ عزوجل میں اور میرے برادرانِ طریقت بھی اپنے شیخ امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری کو ''باپا'' کہتے ہیں۔ باپا میمنی زبان کا لفظ ہے جسے اسی معنی ومفہوم میں بولا جاتا ہے۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

طرف توجہ نہ کرے کیونکہ مرشد کے سامنے وہ سب کچھ ہے جو مرید کے لئے دنیا اور آخرت میں تقسیم کیا گیا۔

سیدی علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جب تم اپنے استاد (مرشد) کو محقق پاؤ تو تم نے اپنی حقیقت کو پالیا اور جب تم نے اپنی حقیقت کو پالیا تو اس وقت اللہ تعالیٰ کو بھی پالیا اور جب اللہ تعالیٰ کو پالیا تو ہر چیز کو پالیا۔

تو ہر چیز کو پانا اس شیخ کو پانے کی وجہ سے ہے پس اسے سمجھو اور غنیمت خیال کرو آپ فرماتے تھے:

(اِذَا صَدَقَ الْمُرِیْدُ صَارَ عَیْنَ اُسْتَاذِہٖ)

جب مرید سچا ہو تو وہ اپنے استاد (مرشد) کی آنکھ بن جاتا ہے۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے:

تم اس صورت پر ہو گے جس پر اپنے استاد کو دیکھو گے پس جس طرح چاہو گواہی دو اور جس طرح چاہو دیکھو اگر تم اسے منافق خیال کرو گے تو تم خود منافق ہو گے اور اگر مخلص خیال کرو گے تو تم مخلص ہو گے کیونکہ وہ تمہارا شیشہ ہے اور تم شیشے میں اپنی صورت ہی دیکھتے ہو یہ شیشے کا قصور نہیں ہے۔

آپ فرماتے تھے:

معاملہ صرف اسی قدر ہے کہ تم نے اپنے استاذ کو پالیا تو اپنی مراد کو پالیا اللہ تعالیٰ تمہارے دل کو تروتازہ رکھے۔

آپ فرماتے تھے:

مرید کے لئے جائز نہیں کہ اسے اپنے شیخ کے ساتھ جو واقعہ پیش آئے اسے آگے بیان کرے جو شخص اس کے واقعات بیان کرتا ہے بعض اوقات جس کے سامنے یہ واقعات بیان کئے جاتے ہیں وہ اہل طریقت کے کلام پر ایمان نہیں رکھتا ہے اور اسے کمزور قرار دیتا ہے اور سالک کا ہلاک ہونے والے کے ساتھ کیا تعلق ہے۔

آپ فرماتے تھے:

اے مرید! جب تم اپنے استاد کے حکم پر عمل نہیں کرتے تو اس سلسلے میں تمہیں کوئی عذر نہیں اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ تم نے اسے کامل طور پر قبول نہیں کیا نیز تمہاری استعداد میں کمی ہے۔ استاد نے تم سے یہ کلام اس لئے کیا ہے کہ تمہاری ہمت اس چیز کی طرف ترقی کرے جو تمہارے موجودہ مقام سے زیادہ بلند ہے۔

آپ فرماتے تھے:

اپنے استاد سے کوئی چیز نہ مانگو اور تم نے اس سے جو سوال کیا اس کا جواب بھی نہ مانگو سچے مرید کی اپنے شیخ کے ساتھ یہ شان نہیں ہے۔

آپ فرماتے تھے:

جب تم اپنے شیخ میں کوئی کمال یا کمی دیکھو تو وہ تمہارے باطن کی کارستانی ہے اور حقیقت میں تمہارے شیخ کا مقام اور ہے جو اس سے بلند ہے پس تمہیں اہل کمال کے بارے میں نقصان کا گمان کرنے سے بچنا چاہئے اگر تم یہ دلیل دو۔

﴿وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ﴾ ①

اور آدم علیہ السلام سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوتی۔

تو تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہ تمہاری تعلیم کے لئے ہے کہ جب تم گناہ میں پڑو اور تمہارے احوال صاف ہونے کے بعد گدلے ہو جائیں تو تم نے اس کا علاج کیسے کرنا ہے۔

☆ مرشد کے حکم کی تعمیل

سیدی حضرت علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے مرشد کے حکم کی تعمیل میں سب لوگوں سے بڑھ کر سچا ہو اگر وہ اپنے مرشد کے حکم کی تعمیل میں جلدی نہیں کرتا تو یہ اس کے سچا نہ ہونے کی دلیل ہے وہ شروع یا آخر میں جس قدر اچھے اخلاق سے متصف ہوگا اسی قدر وہ سچا ہوگا۔

اسی لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق میں تمام قریش سے سبقت کر گئے کیونکہ ہدایت کے متضاد راستوں میں سے جن پر قریش تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا رابطہ سب سے زیادہ مضبوط تھا۔ اور ہدایت کے قرب والے راستے میں آپ کا رابطہ سب سے زیادہ مضبوط تھا۔

حضرت علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جو مرید اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ تمام جہانوں کے رب کی حفاظت میں ہو وہ سچائی کے ساتھ اپنے مرشد کی خدمت کرے اور اس کی فرمانبرداری میں جلدی کرے اور وہ جس بات کا حکم دے اس میں اس کی مخالفت نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ......الخ﴾ ②

اور سلیمان کے لئے تیز ہوا مسخر کر دی کہ اس کے حکم سے چلتی اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی اور ہم کو ہر چیز معلوم ہے اور شیطانوں میں سے وہ جو اس کے لئے غوطہ لگاتے اور اس کے لئے اور کام کرتے اور ہم انہیں روکے ہوئے تھے۔

تو دیکھو کس طرح اللہ تعالیٰ نے شیاطین (جنوں) کی حفاظت کی جب وہ اللہ تعالیٰ کے سچے دوستوں کی خدمت اور ان کی فرمانبرداری میں مشغول ہوتے۔

آپ فرماتے تھے:

---

① سورۃ طٰہٰ آیت 121۔

② سورہ انبیاء آیت 81۔

جب تک مرید اپنے استاد کے حکم پر عمل کرتا ہے اس کی ترقی جاری رہتی ہے۔ اگر وہ اس کی فرمانبرداری سے نکل جائے اگرچہ وہ ان اقوال وافعال پر اعتماد کرتے ہوئے ایسا کرے جو اسے اس سے پہلے حاصل ہوئے تو وہ ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک ہو جاتا ہے جس طرح وہ پتھر جو آسمان کی طرف اٹھایا جاتا ہے تم دیکھتے ہو کہ جب تک اٹھانے والی قوت اس کی مدد کرتی اور اس کے ساتھ ہوتی ہے وہ بلند ہوتا رہتا ہے اور جب بلند کرنے والی قوت اس سے کم ہو جاتی ہے (ہٹ جاتی ہے) تو وہ زمین پر گر جاتا ہے۔

اور یہ قوت تیرے استاد کی تجھ پر نظر ہے۔ اس بات کو سمجھو اور غنیمت جانو۔

کچھوا تربیت کیسے کرتا ہے؟

حضرت سیدی ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی اولاد کی تربیت نظر کے ساتھ کرتے تھے کلام کے ذریعے نہیں اور آپ فرماتے تھے کہ کچھوا اپنی اولاد کی تربیت نظر کے ساتھ کرتا ہے اور اس کی اولاد میں سے جو اس سے چھپ جائے وہ ہلاک ہو جاتا ہے تو ہم کچھوے سے زیادہ حق رکھتے ہیں۔

☆ شیخ کے بارے خوش فہمی میں مبتلا نہ ہو

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے مرشد کے بارے میں محض اعتقاد پر قناعت نہ کرے کہ اس نے جس بات کا حکم دیا یا جس کام سے روکا اس میں سستی کرے اور کہے: (نَظْرُ سَیِّدِیْ یَکْفِیْنِیْ) میرے آقا کی نظر ہی میرے لئے کافی ہے کیونکہ یہ بات طریقت سے جہالت ہے۔

ایک صحابی (حضرت ربیعہ بن کعب) نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔

(اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّةِ)

میں جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔

آپ نے ان سے فرمایا:

((اَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِكَ بِکَثْرَةِ السُّجُوْدِ))

اپنے نفس پر سجدوں کی کثرت کے ساتھ میری مدد کرو۔ ①

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایسا جواب نہ دیا کہ وہ اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں اور عمل نہ کریں۔

ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا:

((یَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِیْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَا اُغْنِیْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَیْئًا))

اے فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ بے شک میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا۔ ②

---

① صحیح مسلم، جلد2، صفحہ 52۔ سنن ابوداؤد، جلد1، صفحہ 507۔ سنن نسائی، جلد 7، صفحہ 227۔

② صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب فی قولہ تعالیٰ: وأنذر...... الخ، رقم الحدیث: 501، مطبوعہ: دارالسلام، ریاض۔ اس سے مقصود آپ کو عمل کی ترغیب دینا تھا نیز یہ بتانا کہ کسی بھی عالم اور صوفی کی اولاد کو عمل سے بے نیاز نہیں ہونا چاہئے اس حدیث سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے اختیار ثابت کرنا جہالت ہے۔ ۱۲ ہزاروی

نوٹ: یہ بحیثیت والد اولاد کو نصیحت ہے ورنہ بحیثیت رسول آپ ان کو جنت کی عورتوں کی سرداری کی خوشخبری سنا چکے ہیں۔ (ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

حضرت سیدی علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

تم اپنے مرشد سے یہ سوال نہ کرو کہ وہ تمہیں اسرار کا عطیہ عطا کرے اور تم بدکار لوگوں کے اعمال سے پاکیزگی حاصل نہ کرو کیونکہ جو شخص حنظل (بہت کڑوا پھل) کے چھلکے میں شہد رکھتا ہے تو برتن کی کڑواہٹ کی وجہ سے وہ (شہد) بھی کڑوا ہو جاتا ہے اور جاہل آدمی کو شبہ ہوتا ہے کہ شہد بنیادی طور پر کڑوا ہے۔

آپ فرماتے تھے:

سچا مرید عرش ہے جس پر اس استاد کی رحمانیت کو استعداد حاصل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے لکھ دیا کہ جس دل میں کوئی اور داخل ہو وہ اس میں داخل نہیں ہوگا اور اس آنکھ کے لئے وہ ظاہر نہیں ہوگا جو شیشے میں اس کے غیر کو دیکھے۔

حق تعالیٰ کے دل میں داخل ہونے کا مطلب اس کی رضا اور رحمت کا داخل ہونا ہے۔ واللہ اعلم

☆ شیخ کا محب ہو معتقد نہیں

مرید کی شان میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ شیخ کو اس کے بارے میں اعتقاد کے بدلنے سے امن دے وہ اس طرح کہ اپنے شیخ سے محبت کرے اس کا معتقد نہ ہو کیونکہ محب نہیں بدلتا معتقد بدل جاتا ہے۔ جب وہ صفت بدل جائے جس کی بنیاد پر وہ اعتقاد پیدا ہوں۔

یہی وجہ ہے کہ شیخ کامل اپنے بارے میں مرید کی عقیدت کی پرواہ نہیں کرتا اگرچہ وہ اس عقیدت میں انتہا کو پہنچ جائے۔ کیونکہ یہ معتقد کا نفس اس وقت خاموش ہوتا ہے جب اس کو غور وفکر کی غیر یقینی ایسی رسی سے باندھتا ہے جو احوال اعمال اقوال اور گمان سے بٹی گئی ہو۔

اور یہ بات معلوم ہے کہ اعراض باقی نہیں رہتے گویا تم رسی میں بندھے ہوئے تھے اور وہ کھل گئی یا ٹوٹ گئی اور بندھی ہوئی چیز وحشت اور فساد پھیلانے کی طرف لوٹ گئی بخلاف محبت کرنے والے کے اس کے لئے مرشد سمندروں کے قرار میں ہے وہ اسی بات کا ارادہ کرتا ہے جس کا ارادہ مرشد کرتا ہے۔

پس محب کم ہیں اور معتقد زیادہ ہیں پس جو چیز کم ہو اور نفع دے وہ اس سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور غفلت میں ڈال دے اور غفلت اور کھیل کھود نقصان کے لئے کافی ہیں۔

شیخ سے کچھ نہ چھپاؤ

سید علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

مرید اپنے مرشد کی محبت سے خالی نہیں ہوتا لیکن اکثر اس محبت کی کوئی علت ہوتی ہے اور سچی محبت علتوں سے بلند ہوتی ہے جس طرح ماں کی بچے سے محبت (علت سے خالی) ہوتی ہے۔

آپ فرماتے تھے:

اے سچے مرید! جب تو نے اپنے آپ کو اپنے مرشد پر فروخت کر دیا تو اپنے عیبوں میں سے کوئی چیز اس سے چھپانے سے بچ کیونکہ کوئی چیز فروخت کرنے والا جب (عیب) بیان کرے اور سچ کہے تو اسے سودے میں برکت حاصل ہوتی ہے۔ اور جب وہ جھوٹ بولے اور (عیب) چھپائے تو اس کے سودے سے برکت مٹ جاتی ہے۔

اور خریدار جب بیان عیب کے بعد خریدتا ہے تو اسے سودا واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوتا اور اگر (بائع کے) بیان کے بغیر خریدے تو وہ اسے واپس کر سکتا ہے اسی لئے حدیث شریف میں آیا ہے۔

(مَنِ اعْتَرَفَ ذَنْبِهٖ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ)

جو شخص اپنے گناہ کا اعتراف کرے پھر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے۔ ①

اور فرماتے تھے:

اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کا بندہ (غلام بنا) اور اپنے شیخ کے غلام کی طرح سمجھ یعنی شیخ کو واسطہ بنا۔ جس طرح تو نے اپنے سید اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ بنایا کیونکہ ہر زمانے میں استاد کے حال کی زبان سمجھانے کی زبان میں پکارتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿......هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ......﴾ ② یہ وہ دن ہے کہ سچے لوگوں کو ان کا سچ نفع دے گا۔

اور جو شخص اللہ تعالیٰ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے شیخ سے محبت کرتا ہے اس کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ جن سے محبت کرتا ہے (اس کا حشر) ان کے ساتھ ہوگا۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے:

استاد (مرشد) زبان حال سے ہر سچے مرید سے کہتا ہے۔

نوافل اور حکم ماننے کے ذریعے میرا قرب حاصل کر حتیٰ کہ میں تجھ سے محبت کروں اور جب میں تجھ سے محبت کروں گا اور تجھے محبت میں سچا دیکھوں گا تو وہ (محبت) تیری استعداد کے مطابق تجھ میں ظاہر ہوگی۔

اور آپ فرماتے تھے:

اگر سچے مرید کی اپنے شیخ سے محبت ثابت ہو جائے تو وہ تمام (محبت) سنجیدہ اور حق ہوتی ہے ورنہ باطل اور مذاق ہے پس وہ اس کے سچ اور جھوٹ کے اعتبار سے ہوتی ہے۔

☆ شیخ کے علم سے بے نیازی نہ ہو

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اپنے مرشد کے علم سے بے نیاز نہ سمجھے اگرچہ وہ "مشائخ الاسلام"

---

① صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 230، باب تعديل النساء بعضهن بعضا۔ صحیح مسلم، جلد 8، صفحہ 112، باب فی حديث الافك و قبول توبة القاذف۔

② سورہ مائدہ آیت 119۔

میں سے ہو جائے کیونکہ اس قوم (صوفیاء) کا طریقہ ایک خاص معاملہ ہے جو علوم ظاہریہ سے زائد ہے اور اکثر علوم ظاہرہ والے باطنی اعمال کی بیماریوں کو زائل کرنے پر قادر نہیں ہوتے اس سلسلے میں سوال کرنے والے کو وہ یوں جواب دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں ان گناہوں سے توبہ کرو اور وہ اسے ان کے ازالہ کا طریقہ نہیں بتاتے بخلاف اہل دل کے وہ اس سے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو حتیٰ کہ تمہارا دل روشن ہو جائے اور تمہارے نفس کا تکبر دور ہو جائے اس مقام پر تجھے حق اور باطل کی سمجھ آئے گی اور تو اس بات کو جان لے گا کہ تو اپنے رب سے ستر ہزار پردوں میں ہے پس اس وقت شیخ کا طلب کرنا تم پر لازم ہے تا کہ وہ تجھے وہ آداب سکھائے جو طریقت کے ساتھ خاص ہیں۔

اور تو اپنے نفس کو اس طرح دیکھ کہ اللہ والوں کے طریقہ سے تو نے اس باب کی خوشبو نہیں سونگھی جس میں کہا گیا کہ (حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ) نیک لوگوں کی نیکیاں مقربین کے گناہ ہوتے ہیں۔

شیخ لازم پکڑو

حضرت شیخ ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جو عالم، قوم (صوفیاء) کے مشائخ کی محبت اختیار کرتا ہے اس کا علم "نور علی نور" کی طرح زیادہ ہو جاتا ہے پس عقلمند وہ ہے جو اپنے لئے کسی شیخ (مرشد) کا انتخاب کرتا ہے اور اپنے ظاہری علم پر اکتفاء نہیں کرتا کیونکہ مرشد اسے بارگاہ خداوندی کے قرب تک پہنچاتا ہے پھر وہ فطری طور پر اس بارگاہ میں گناہوں کو ناپسند کرتا ہے حتیٰ کہ اگر اسے کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر تو وہ اپنے پردے کو اٹھانے پر قادر نہیں ہوتا۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اس کے باوجود کہ آپ "حجۃ الاسلام" تھے، آپ نے مرشد اختیار کیا۔

حضرت شیخ عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے لئے شیخ کا انتخاب کیا حالانکہ آپ کو "سلطان العلماء" کا لقب حاصل تھا۔

پس اے بھائی! علم میں تمہاری انتہا یہ ہے کہ تو ان دو بزرگوں کی طرح ہو جا۔

پہلے زمانے کے لوگ اپنی بیماریوں اور علتوں کی کمی کی وجہ سے کسی شیخ کے محتاج نہیں تھے جب وہ لوگ چلے گئے اور بیماریاں پیدا ہوگئیں تو فقیہ کو شیخ کی ضرورت پڑ گئی تا کہ اس کے لئے علم پر عمل کا راستہ آسان ہو جائے۔

سچا صوفی کون ہے؟

صوفی کی حقیقت یہ ہے کہ وہ عالم ہوتا ہے جو اپنے علم پر عمل کرتا ہے یعنی اخلاص کے طریقے پر نہ کسی اور طریقے پر۔ پس علم تصوف اخلاص کے ساتھ عمل تک پہنچنے کے راستے کی معرفت کا نام ہے اس کے علاوہ نہیں۔ لہٰذا اگر کوئی عالم اخلاص کے ساتھ اپنے علم پر عمل کرے تو سچا صوفی وہی ہے۔

حضرت ابراہیم دسوقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اگر کوئی عالم علتوں اور بیماریوں سے خالص ہو کر صوفیاء کرام کے پاس جائے تو وہ ایک لحظہ میں اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچا دیتے ہیں لیکن وہ علم کے دعویٰ کے باوجود ظاہری اور باطنی بیماریوں کے ساتھ آتا ہے وہ دنیا اور اس کی خواہشات کو چاہتا ہے اس کا دل حسد مکر' دھوکہ' کینہ اور کھوٹ وغیرہ سے بھرا ہوتا ہے اسی لئے وہ اسے اس کے علاج کا حکم دیتے ہیں تا کہ وہ اس سے پاک ہو جائے کیونکہ یہ باتیں شیطانوں کے اخلاق ہیں۔

ہم نے اپنی کتاب مسمی "مشارق الانوار القدسیہ فی بیان العهود المحمدیہ"۔[1] کے مقدمہ میں اس بات کو وضاحت سے بیان کیا ہے۔

☆ دل کو مکمل طور پر اللہ عزوجل کی طرف متوجہ رکھنا

مرید کی شان میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے دل کو مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھے اور اللہ تعالیٰ سے دل کے بکھر جانے کو مکمل طور پر چھوڑ دے اس طرح کہ جن کاموں کا حکم دیا گیا ان کو لازم پکڑے اور جن کاموں سے روکا گیا ہے ان کو چھوڑ دے۔ اور وہ واجب (اور فرض) مستحب یا اولیٰ کاموں کے علاوہ دکھائی نہ دے اور حرام' مکروہ اور خلاف اولیٰ سے پرہیز کرے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ "مامورات" پر عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہم سے پردہ اٹھالیتا ہے اور ممنوع کاموں کا ارتکاب کریں تو وہ پردہ ڈال دیتا ہے اگر ہم چاہیں کہ حرام' مکروہ یا خلاف اولیٰ کے ارتکاب کے باوجود اپنے دلوں کو اس کی بارگاہ میں حاضر کریں تو ہم اس پر قادر نہیں۔ اور اگر ہم واجب یا مستحب یا اولیٰ کام کرتے ہوئے اس کی بارگاہ میں حاضری سے پردے میں رہنے کا ارادہ کریں تو اس پر بھی قادر نہیں ہو سکتے اور نہ ہی یہ بات ہمارے لئے درست ہے البتہ مامورات پر عمل کرتے ہوئے ریاکاری یا خود پسندی وغیرہ ہو تو وہ حجاب کا ذریعہ ہوگا اس وقت وہ مامور کی قسم سے نکل کر ممنوع کی قسم میں داخل ہوگا اس بات میں غور کرو یہ عمدہ بات ہے۔

☆ شیخ کے فراق کو معمولی نہ سمجھے

مرید کی شان میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے شیخ کے چھوڑنے کو آسان نہ سمجھے۔ حضرت سیدی محمد وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس مرید کو اس کا شیخ چھوڑ دے اور اس بات کا اس پر کوئی اثر نہ ہو اور نہ ہی یہ بات اس کے لئے تکلیف کا باعث بنے اور وہ اس (مرشد) کے دل کو خوش کرنے کی جلدی نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوا اور وہ شخص اس کی خفیہ تدبیر کا شکار بنا۔

سیدی حضرت ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

مرید کے احوال میں سے عمدہ حالت وہ ہے جب وہ اپنے شیخ کی محبت میں سچا ہوتا ہے اور جو مرید اپنے مرشد کی موجودگی میں مخلوق میں سے کسی سے ڈرے وہ اپنے مرشد کی طرف نسبت میں جھوٹا ہے کیونکہ مرید اپنے شیخ کے ساتھ شیرنی کے بچے کی طرح ہوتا ہے اس کے ساتھ سوراخ میں ہوتا ہے کیا تم نے دیکھا کہ جو اس کو چرانے کا ارادہ کرے وہ اس کے لئے اپنے بچے کو چھوڑ دیتی ہے ہرگز نہیں اللہ کی قسم۔

---

[1] اس کتاب کا اردو ترجمہ مکتبہ اعلیٰ حضرت پر دستیاب ہے۔ (ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

تمہارا تعلق شیخ سے ہو نہ کہ شیخ کا تم سے

ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

شیخ سے یہ مطالبہ نہ کرو کہ اس کے قلبی خیالات تمہارے ساتھ ہوں بلکہ اپنے نفس سے مطالبہ کرو کہ شیخ تمہارے خیالات میں ہو تو جس قدر وہ تمہارے پاس ہوگا اسی قدر تم اس کے پاس ہوگے کیونکہ شیخ کی ہمت بارگاہ خداوندی میں حاضری میں مصروف ہے تمہاری طرف نہیں۔ پس مرید وہ ہوتا ہے جس کا شیخ سے تعلق ہو نہ یہ کہ شیخ کا اس سے تعلق ہو۔

(آپ فرماتے ہیں) میرے کئی سچے مریدین کے لئے واقع ہوا کہ وہ دور دراز کے شہروں جیسے مصر، مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ اور روم میں میرے ساتھ حاضر ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے مجھے وہاں بیداری اور خواب دونوں حالتوں میں دیکھا ہے اس سے مجھے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ مجھ سے اپنے تعلق میں سچے ہیں۔

بے شک میں نہیں جانتا کہ میں ان شہروں کی طرف جاتا ہوں مجھے صرف ان سے اس بات کا پتہ چلتا ہے اگر میں حقیقتاً گیا ہوتا تو اس بات کا مجھے زیادہ علم ہوتا۔ پس اعتقاد کی صداقت کی وجہ سے وہ مجھے اپنے پاس خیال کرتے ہیں۔

آپ فرماتے تھے:

مرید اور شیخ کے درمیان بیماریوں کے حوالے سے پردہ نہیں ہونا چاہئے کیونکہ شیخ اس کا طبیب ہے اور مرید کا باطنی حال پوشیدہ ہے اور علاج کی ضرورت کے تحت اس کا طبیب کے لئے کھولنا جائز ہے۔

اور اپنے مرشد کو اس بات کی تکلیف نہ دے کہ وہ اس کے عیبوں کو ظاہر کرے کیونکہ مشائخ پردے کی باتوں پر اطلاع کے کشف سے پاک ہوتے ہیں۔

کیونکہ یہ شیطانی کشف ہے ان پر لازم ہے کہ اس سے توبہ کریں اور پردے کے امور کے بارے میں سوال کرنے سے بھی توبہ کریں تاکہ ان کی نگاہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی ایک کے پردے کی بات پر نہ پڑے اور اگر مرید خود ان کو اپنے باطنی احوال کی خبر نہ دے تو ان کو اس کے بارے میں علم نہیں ہوتا۔

آپ فرماتے تھے:

ہر وہ مرید جو شیخ کی اس کے اعمال واحوال کے بارے میں پوچھ گچھ پر پریشان ہوتا ہے وہ جاہل اور بے ادب ہے ان لوگوں کی اصطلاح میں شیخ پر واجب ہے کہ مرید سے پوچھ گچھ کرتا رہے اور اس کے وعدوں کے حقائق کا مطالبہ کرے جب مرید مردوں (کامل لوگوں) کے مقام تک پہنچ جاتا ہے تو شیخ کو اس سے دلیل کے مطالبہ کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ اس وقت اشتباہ کے مقام سے نکل جاتا ہے۔

آپ نے ایک مرتبہ ایک مرید کو دیکھا جس نے دنیا سے بے رغبتی اختیار کی اور اس وجہ سے اس نے اپنے آپ کو دیگر برادران طریقت سے بلند خیال کیا تو آپ نے فرمایا: "اے بیٹے سنو تم نے اپنے زہد کی وجہ سے جو اپنے آپ کو دوسرے بھائیوں پر

بلند مرتبہ دیکھا ہے اس کی قدر اس سے کم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا وزن مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں تو تو کس طرح مومن کو حقیر جانتا ہے جو اس (تکبر) کو چھوڑنے کی وجہ سے کعبۃ اللہ سے زیادہ عزت والا ہوتا ہے۔

آپ فرماتے تھے:

اے مرید! اپنے شیخ کے ساتھ اچھی نسبت کے مطابق عمل کرتا کہ تو اس کے انوار کا احاطہ کر سکے پس جب وہ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوگا تو تو بھی اس کے ساتھ ہوگا۔

شیخ ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال

آپ فرماتے تھے:

تم اپنے شیخ سے جو کچھ سنو اسے یاد رکھو اگرچہ سنتے وقت اسے نہ سمجھو کیونکہ شیخ کے دل کا حکم بعض اوقات تیرے دل پر ایسی بات لکھ دیتا ہے جس کا معنی تو فی الحال سمجھ نہیں سکتا لیکن مستقبل میں سمجھ لے گا پس اسے یاد رکھ حتیٰ کہ اس کو سمجھنے کا وقت آ جائے۔

آپ فرماتے تھے:

جب اپنے شیخ سے تیری نسبت صحیح ہوگی تو تجھ میں مدد کے ساتھ اس کی تاثیر تیرے اذکار اور تمام اعمال کی تاثیر سے زیادہ ہوگی۔

آپ فرماتے تھے:

مریدین کے دل مشائخ کے دل کے سائے میں ہوتے ہیں اور جو شیخ کے دل کے سائے میں نہیں ہوتا وہ نامراد ہوتا ہے۔

آپ فرماتے تھے:

مرید جب اپنے شیخ کو عزت اور محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے وہ حق اور ہدایت کے راستے پر چلنے والا ہوتا ہے۔

آپ فرماتے تھے:

اے مرید! تجھ پر لازم ہے کہ تو اپنے شیخ کے اشارے میں قید ہو جائے اگر تو اپنے شیخ کے قدموں کے نشانات پر ایک قدم بھی چلے تو وہ اپنی خواہش کے مطابق ایک لاکھ فرسخ چلنے سے زیادہ اچھا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

مرید کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنے شیخ اور اس کی خدمت سے علیحدگی اختیار کرے حتیٰ کہ طریقت کا معائنہ ذوق کے ساتھ کرے علم کے ساتھ نہیں وہ ان الفاظ پر کریں کہ (سَمِعْتُ وَرَوَیْتُ) اور روایت کیا' قناعت نہ کرے بلکہ وہ کہے (شَهِدْتُ وَرَأَیْتُ) میں حاضر ہوا اور میں نے دیکھا۔

اور آپ فرماتے تھے:

مرید کے شیخ کے ساتھ ادب میں سے یہ بات ہے کہ وہ اپنے جسمانی باپ کی خدمت سے اس کی خدمت کو مقدم کرے جو

اس بھلائی سے خالی ہے جو شیخ نے اس کو سکھائی ہے کیونکہ اس کے باپ نے اسے گدلا کیا اور روحانی باپ نے اسے صاف کیا اس کے جسمانی باپ نے اسے پانی اور گارے کے ساتھ ملایا اور اس کے استاد (مرشد) نے اسے اعلیٰ علیین کی طرف ترقی دی۔

آپ فرماتے تھے:

تمہارا اپنے شیخ سے ادب کی ایک بات ایک لحظہ میں سننا باپ اور معلم کے ساتھ بیس سال کے ظاہری ادب سے افضل ہے کیونکہ عارف تمہاری روح کی تربیت کرتا ہے اور اس کا غیر تمہارے نفس کی تربیت کرتا ہے۔

اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ روحانی معلم نفسانی معلم سے اعلیٰ ہے اگرچہ محققین کے نزدیک ایک ہی حقیقت ہیں۔ ولی کی روح جو میل کچیل سے پاک ہے اس کا مقابلہ اس شخص کی روح سے کیسے ہو سکتا ہے جو میل کچیل سے ستھرا ہوا ہے۔

☆ شیخ سے تعلق پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا

مرید کی شان میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کثرت سے شکر ادا کرے جس نے اسے شیخ کے ساتھ اکٹھا کر دیا کیونکہ ہر مرید کو ایسا مرد کامل نہیں ملتا جو اس کی تربیت کرے اور وہ دنیا سے یوں نکلتا ہے کہ گناہوں سے لتھڑا ہوتا ہے اگر وہ دو بڑی مخلوقوں (انسان و جن) کے برابر عبادت کرے۔

سیدی حضرت ابو العباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

مرید اپنے شیخ کی محبت میں سچا نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ اس کا کلام ہر جہت سے اس کا احاطہ کرنے والا ہو۔

اور عارفین مرید سے جو کلام کرتے ہیں اس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ اسے تنگی سے کشادگی کی طرف اور اندھیرے سے روشنی کی طرف لے جائیں۔

آپ فرماتے تھے:

سچا مرید اپنے شیخ سے یہ مطالبہ نہیں کرتا کہ وہ جب بھی اس کے پاس آئے وہ اس کی طرف متوجہ ہو کیونکہ شیخ اپنے رب کی یاد میں مشغول ہوتا ہے اور بعض اوقات اس کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو نہیں پہچان سکتا ہے چہ جائیکہ کسی اور کو پہچانے اور بعض اوقات وہ اپنے شہر یا اپنے ملک کے لوگوں میں ہوتا ہے اور مخلوق میں سے کسی ایک کی طرف اس کی توجہ نہیں ہوتی وہ صرف اسی کی طرف متوجہ ہوگا جو آزمائش میں اس کا شریک ہو اور اے مرید تیری حالت کمزور ہے اور اگر تم اس وقت اس کے ساتھ شریک ہو جب تمہارا جسم اس طرح پگھلے جیسے سیسہ آگ میں پگھلتا ہے تو تم اسے معذور سمجھو۔

☆ تربیت کے سلسلہ میں شیخ کو نہ تھکانا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ تربیت کے سلسلے میں اپنے شیخ کو نہ تھکائے بلکہ وہ اسے جس بات کا اشارہ کرے وہ سننے اور ماننے والا ہو۔

حضرت شیخ ابو العباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: (لَیْسَ الْمُرِیْدُ مَنْ یَفْتَخِرُ بِشَیْخِهٖ وَاِنَّمَا الْمُرِیْدُ مَنْ یَفْتَخِرُ شَیْخُهٗ بِهٖ)

مرید وہ نہیں جو اپنے شیخ پر فخر کرے بلکہ (کامل) مرید وہ ہے جس پر اس کا شیخ فخر کرے۔

آپ فرمایا کرتے تھے:

جب مرید اپنے شیخ کے بارے میں مکمل (مضبوط) عقیدہ نہ رکھتا ہو تو وہ اس کے ہاتھ سے فلاح نہیں پا سکتا بلکہ اس کی باطنی تاریکی اس کے ظاہر پر آجاتی ہے اور وہ خیال کرتا ہے کہ اس کی یہ صفات اس کے شیخ کی صفات ہیں پس وہ اس کے اخلاق سے مہذب نہیں ہوتا اور اس کے راستوں پر نہیں چلتا اور نہ اس کی روشنی سے اپنے باطن کو منور کرتا ہے۔

آپ فرماتے تھے:

جو شخص اپنے شیخ کی صحبت پر صبر نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اسے عورتوں کی خدمت اور دل کی موت میں مبتلا کرتا ہے۔

حضرت شیخ ابوالحجاج الاقصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جو شخص اپنے شیخ کی ارادت میں سچا ہوا سے جسمانی طور پر اس کے پاس حاضر ہونے کی حاجت نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے شیخ کی قلبی توجہ کافی ہوتی ہے کیونکہ جب اعتقادات کی صحبت کی صورتیں ظاہر ہوں تو اشخاص کی صورتوں کی حاجت نہیں رہتی لیکن جب مرید کو دونوں صورتیں حاصل ہوں تو یہ زیادہ کامل ہے۔

☆ شیخ کو اپنا مالک تصور کرے

شیخ ابوالحجاج الاقصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

مرید کی شرط سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے نفس (کو قائم رکھنے) کے ساتھ اس کا مالک اور مختار ہوتے ہوئے شیخ کی صحبت اختیار نہ کرے بلکہ اپنے نفس کو شیخ کی ملکیت خیال کرے وہ اس میں جس طرح چاہے تصرف کرے اور جو شخص اپنے شیخ کی محبت اور نفس کی مخالفت کے بغیر صوفیاء کرام کے مقامات تک پہنچنا چاہے وہ راستے سے خطا کر گیا۔

آپ فرماتے تھے:

جو شخص ادب کے بغیر اپنے شیخ کی خدمت کرتا ہے وہ اسے تھکاوٹ کی طرف کھینچتا ہے اور جو ادب کے ساتھ اس کی خدمت کرتا ہے وہ دونوں جہانوں کی عزت حاصل کرتا ہے اور اسے مقصود حاصل ہوتا ہے اور آپ اکثر فرماتے تھے۔

سچا مرید بڑے بڑے صوفیاء کرام کا درجہ حاصل نہیں کر سکتا جب تک وہ اپنی روح کو مرشد کے اشارے کے مطابق پیش نہ کرے اور اپنے ارادے کو منع نہ کرے پھر انہوں نے یہ شعر پڑھا۔

وَلَوْ قِيْلَ لِيْ مُتْ مُتُّ سَمْعًا وَّ طَاعَةً ۔۔۔ وَقُلْتُ لِدَاعِي الْمَوْتِ اَهْلًا وَّ مَرْحَبًا

اگر مجھے کہا جائے مر جاؤ تو اس کی اطاعت گزاری میں مر جاؤں گا

اور میں موت کے بلانے والے (فرشتے) کو خوش آمدید کہوں گا

آپ فرماتے تھے: (مِنْ عَلَامَةِ شَقَاءِ الْمُرِيْدِ اَنْ يُّرْزَقَ صُحْبَةَ الشُّيُوْخِ وَلَا يَحْتَرِمُهُمْ)

مرید کی بدبختی سے یہ بات بھی ہے کہ اسے مشائخ کی صحبت عطا کی جائے اور وہ ان کا احترام نہ کرے۔

حضرت ابوبکر دراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جس مرید کو شیخ کی زیارت کھانے اور پینے سے ایک ہفتہ تک بے نیاز نہ کرے وہ سچا نہیں ہے۔

اور آپ فرماتے تھے: (كُلُّ مُرِيْدٍ لَا يَنْتَفِعُ بِأَفْعَالِ شَيْخِهٖ لَا يَنْتَفِعُ بِأَقْوَالِهٖ)

جو مرید اپنے شیخ کے افعال سے نفع حاصل نہیں کرتا وہ اس کے اقوال سے نفع حاصل نہیں کرسکتا۔

آپ فرماتے تھے:

جو مرید اپنے شیخ کی خدمت میں مشغول ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی اچھی عبادت کی طرف ترقی کرتا ہے اور جب وہ اپنے شیخ کی خدمت میں کوتاہی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن معاملہ سے محروم رہتا ہے۔

پس اے مریدو! تم پر مشائخ کی خدمت لازم ہے وہ اس شکاری کی طرح ہے جو مریدوں کو شیطانوں کے مونہوں سے شکار کرتا ہے۔ اور جس کو شیطان اپنے پیٹ میں نگل لیتا ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بدبخت ہو جاتا ہے۔

خلوت نشینی کا حکم ملے تو مانو

حضرت ابوبکر دراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جب تمہارا مرشد تمہیں خلوت کا حکم دے تو اس کی بات سنو اور اس پر اس سے دلیل کا مطالبہ نہ کرو اور یہ نہ کہو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نزول وحی سے پہلے غار حرا میں خلوت نشین ہوتے تھے جب آپ پر وحی نازل ہوئی تو ہمیں معلوم نہیں کہ آپ نے خلوت اختیار کی ہو۔ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! ہم نے وحی کو قرآن وسنت سے پایا اب تو صرف ان دونوں پر عمل باقی رہ گیا۔ اب خلوت کی کیا ضرورت ہے؟

بلکہ اپنے شیخ کی بات سنو بیشک وہ تمہاری خلوت نشینی سے تمہاری استعداد کی تقویت اور اسے کتاب وسنت پر عمل کے لئے تیار کرنے کا ارادہ کرتا ہے تاکہ ریاضت کی وجہ سے تمہاری کثافت لطیف ہو جائے۔ اور تمہاری یہ حالت ہو جائے کہ تم شریعت کے اسرار کو سمجھ سکو اور ایمان کے مقام میں راسخ ہو جاؤ پس شیطان تمہیں فتنے میں نہ ڈال سکے نہ زندگی میں اور نہ موت کے بعد۔

پس خلوت پر عمل مرتب ہوتا ہے جو وحی کا ثمرہ ہوتا ہے اور (اسی سے) اللہ تعالیٰ کے نور کا ظہور ہوتا ہے۔

چلّہ کشی کے لیے چالیس دن کیوں؟

(چلہ کشی کے لئے) چالیس دن اس لئے مقرر کئے گئے کہ موتی صدف کے پیٹ میں اتنی مدت رہتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ کے دن بھی اتنے ہی ہیں۔ اتنے دنوں میں نطفہ، جما ہوا خون پھر گوشت کا لوتھڑا اور پھر صورت اختیار کرتا ہے۔

حضرت ابوبکر دراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اے مرید تم پر صاحب حال شیخ کی صحبت لازم ہے اگر وہ نہ ملے تو صاحب مقال (جس کی گفتگو اچھی ہو) کی صحبت اختیار کرو
ارشاد خداوندی ہے:
(......فَاِنْ لَّمْ یُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ......) ①
پھر اگر زور کا مینہ نہ پہنچے تو اوس کافی ہے۔
ایسے لوگوں کی صحبت سے بچو جو صاحب حال ہیں نہ صاحب مقال
میں نے اپنے آقا حضرت محمد شنادی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا فرماتے تھے:
فقیر کی تکمیل اس وقت ہو سکتی ہے جب مال اور حال والا ہو۔
آپ فرماتے تھے: جس شخص کی اطاعت حال یا مقال کی وجہ سے نہ ہو اس کے مال کی وجہ سے اطاعت ہوتی ہے۔
اور میں نے آپ سے سنا فرماتے تھے:
اہل عراق حال ہیں قال نہیں، اہل شام قال ہیں حال نہیں اور مصر کے اکثر مشائخ صاحب حال بھی ہیں اور صاحب قال بھی ہیں۔ پس ان میں سے کسی کی صحبت تفتیش کے بغیر اختیار نہ کرو۔
حضرت ابو محمد کتانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:
جب آدمی کا مرشد فوت ہو جاتا ہے تو وہ ایسے شخص کو پاتا ہے جس کا درجہ اس کے شیخ کے درجہ سے کم ہوتا ہے اس طرح کہ وہ اسے سلوک کے راستے میں کافی نہیں ہوتا۔ پس اس کے لئے مناسب نہیں کہ اس کی اطاعت کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے یہ اس کے لئے زیادہ بہتر ہے۔
آپ فرماتے تھے:
مرید کا شیخ کے دل پر بھاری ہونا اس بیماری کی وجہ سے ہوتا ہے جو مرید میں پائی جاتی ہے اور وہ اسے اپنے شیخ سے پوشیدہ رکھتا ہے۔
آپ فرماتے تھے:
شیوخ کی خدمت میں حاضری رنگ کا چڑھنا ہے پس جو شخص ان کے پاس کسی چیز یعنی انکار یا اعتقاد کے ساتھ داخل ہوتا ہے وہ اسی رنگ میں رنگا ہوا نکلتا ہے۔
آپ فرماتے تھے:
بعض مشائخ ایسے ہیں کہ ان کا سچا مرید ان کی وفات کے بعد اس سے زیادہ نفع حاصل کرتا ہے جو وہ ان کی زندگی میں حاصل کرتا ہے اور بعض نے اپنے شیخ کی قبر سے ان کی گفتگو سنی وہ ان کو حکم دیتے اور منع کرتے تھے۔
آپ فرماتے ہیں:

① سورہ البقرہ آیت 265۔

اس شیخ کی صحبت جو مرید کے لئے اپنے مقام سے نیچے اترتا ہے یہی صحبت نافع ہے کیونکہ جو (مرشد) اپنے مرید کیلئے نہیں اترتا مرید اس کے ساتھ چلنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

شیخ کے راز کسی کو نہ کہے

حضرت ابو محمد کتانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اپنے شیخ کے وہ اسرار جو وہ اپنی تقریر میں صوفیاء سے گفتگو کے دوران بیان کرے اسے ان لوگوں کے سامنے ظاہر نہ کرو جو اس پر اعتقاد نہیں رکھتے اور نہ ہی ان کے لئے طریقت میں کوئی ذوق ہے۔ بعض اوقات اس وجہ سے شیخ تم پر ناراض ہوگا پس تم اس کے بعد کامیابی حاصل نہیں کرسکو گے۔

میں نے بہت سے لوگوں سے سنا اور دیکھا کہ انہوں نے اپنے مشائخ کے اسرار کو فاش کیا اور انہوں نے مشائخ کے کلام کو اس کی جگہ سے بدلنے میں چاروں طرف سے لوٹ مار کی اور ان میں سے بعض قتل ہوگئے۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عرصہ تک ان لوگوں سے پوشیدہ طور پر قرآن مجید پڑھتے رہے جو آپ پر ایمان نہیں لائے حتیٰ کہ اسلام مضبوط ہوگیا اور حضرت عمر بن خطاب اور دیگر صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) ایمان لائے۔

اور میں نے حضرت علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ فرماتے تھے:

اے مرید! اپنے مرشد کے رازوں کو ان کے مریدین میں سے اپنے بھائیوں کے درمیان پھیلانے سے بچو پس بعض وہ ہیں جو اپنے شیخ سے لئے گئے وعدہ کو توڑ دیتے ہیں اور ان لوگوں کے ساتھ جمع ہوجاتے ہیں جو اس (مرشد) کے دشمن ہیں اور اس کے کلام کو نہیں مانتے اور انہوں نے چاروں طرف سے لوٹ مار کی اور اس طرح ہوگئے کہ کہنے لگے کہ ہم نے یہ بات ان (مرشد) کے خاص مریدین سے سنی ہے۔

پس اے بھائی! اپنے شیخ کی لغزشوں کو بیان کرنے سے اپنی زبان کو لغزش سے بچاؤ بعض ان لوگوں کے احوال بدل جاتے ہیں جن کے سامنے تم نے اپنے شیخ کے راز کو ظاہر کیا اور وہ عداوت کے وقت ان باتوں کو جو تم سے سنی ہیں بطور ہتھیار استعمال کرتے ہیں۔ جو لوگ اہل طریقت سے نہیں ہیں ان کے نزدیک زبان کی لغزش کا کس طرح خطرناک نتیجہ نکلا۔

آپ فرماتے ہیں:

اور بہت سے لوگ اس کا شکار ہوئے کیونکہ وہ اپنے دوستوں پر اعتماد کرتے تھے۔ پس عقل مند وہ ہے جو اپنے شیخ کی صحبت اس طرح اختیار کرتا ہے جس طرح وہ بادشاہوں کی صحبت اختیار کرتا ہے۔ انہوں نے اس سلسلے میں یہ اشعار پڑھے:

اذا صحبت الملوك فالبس۔ من التوقی اجل ملبس

وادخل اذا دخلت اعمیٰ و اخرج اذ خرجت اخرس

جب تم بادشاہوں کی صحبت اختیار کرو تو اس کے منفی اثرات سے بچنے کے لئے تقویٰ کا بہترین لباس پہنو جب داخل ہو تو

اندھے بن کر داخل ہو اور جب نکلو تو گونگے بن کر نکلو۔ ①

حضرت ابو القاسم جنید رحمۃ اللہ علیہ سے جب کوئی صحبت کا مطالبہ کرتا ہے تو آپ اس سے فرماتے "جاؤ اور بادشاہوں کی خدمت کرو پھر اس کے بعد آؤ ہم تمہیں اپنی صحبت میں لے لیں گے"۔

☆ شیخ سے سوال نہ کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے شیخ سے کبھی نہ پوچھے کہ آپ نے یہ کام کیوں کیا؟ یا کیوں نہیں کیا؟ اس بات پر مشائخ کا اجماع ہے کہ جو شخص اپنے شیخ سے "کیوں" کہتا ہے وہ طریقت میں فلاح نہیں پاتا۔

حضرت شیخ عبد الرحمٰن الجیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

بعض اوقات مرید کو مزید مقامات کے حصول میں رکاوٹ ہوتی ہے کیونکہ وہ اپنے شیخ سے لفظ کیوں استعمال کرتا ہے۔ اہل طریقت کے نزدیک یہ گناہ ہے اور دوسرے لوگوں کو اس کا شعور نہیں ہوتا کیونکہ طریقت مکمل طور پر ادب اور تادیب ہے پس جو شخص اپنے مرشد کے ساتھ ادب کا طریقہ اختیار کرتا ہے وہ بارگاہ خداوندی میں بھی با ادب ہوتا ہے۔ اور جو شخص اپنے مرشد کا بے ادب ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی بے ادبی کا مرتکب ہوتا ہے۔

تربیت کے مقام میں شیخ اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے ساتھ یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادب کے معاملے میں مرید سے اس طرح جرح نہ کرے جس طرح دو ہم نشین باہم ایک دوسرے پر جرح کرتے ہیں۔ یا دو ساتھی ایک دوسرے سے جھگڑا کرتے ہیں کیونکہ مشائخ' اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے دربان ہیں پس وہ ان لوگوں کو جو بارگاہ خداوندی میں حاضری کا ارادہ کرتے ہیں اس بارگاہ کے آداب سکھاتے ہیں۔

پس شیخ کے مناقشہ سے وہی نفرت کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بد بخت کہا (مناقشہ احتساب کو کہتے ہیں)۔

آپ فرماتے تھے:

شیخ کے ساتھ ادب کے بغیر نہ بیٹھو ایک جماعت نے شیخ کی بے ادبی کی تو اہل ارادت کے رجسٹر سے ان کا نام مٹا دیا گیا۔

اور آپ فرماتے تھے: جو باادب شخص صوفیاء کا ادب نہیں کرتا وہ (حقیقت میں) باادب نہیں ہے۔

احتساب پر صبر کرے

شیخ ابو الرحمٰن جیلی رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے:

تم پر اپنے نفس سے جھگڑا کرنا لازم ہے اور جب تمہارے مرشد تم سے مناقشہ کریں تو تم پر صبر لازم ہے کیونکہ وہ تم سے اس لئے مناقشہ کرتے ہیں کہ تم سے وہ باتیں زائل کر دیں جو تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی عطاؤں کے راستے میں رکاوٹ ہیں اور جو عجائب تم میں موجود ہیں ان کے دیکھنے سے وہ باتیں تمہیں پردے میں رکھتی ہیں کیونکہ تم پر جو چیز وارد ہوتی ہے یا تم پر ظاہر ہوتی ہے

---

① مطلب یہ کہ ان کی شان و شوکت کو نہ دیکھو اور نہ ان کی خلاف شریعت باتوں پر کان دھرو۔ ۱۲ ہزاروی

وہ تمہاری جانب سے ہی ہوتی ہے اور جو کچھ تم پر روشن ہوتا ہے اس کی اصل بھی تم ہی سے ہے اس کی مثال اس طرح ہے۔ گٹھلی کو جب بویا جاتا ہے تو ہر وہ چیز جو اس پر وارد ہوتی ہے جیسے اس کے پتے اور پھل (وغیرہ) تو اس گٹھلی کی قوت ان سب میں موجود ہوتی ہے۔ اسی طرح اے مرید! تم پر وارد ہونے والا معاملہ تم سے خارج نہیں ہوتا بلکہ تم پر جو کچھ وارد ہوتا ہے وہ تم میں پوشیدہ ہوتا ہے۔ پھر وہ تمہارے لئے ظاہر ہوتا ہے تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے کس قدر عبادات کے ساتھ تم پر انعام کیا ہے پھر تم اس کا شکر ادا کرو اور تم میں جو خامیاں ہیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا اس کے سچے رموز اور اشارے ہیں ان کے ضمن میں خزانے ہیں وہ شخص خوش قسمت ہے۔ جس کے لئے یہ جائز ہیں۔

آپ فرماتے تھے:

جو شخص اپنے نفس کو دیکھے کہ وہ اپنے شیخ اور برادران طریقت کی محبت سے اعراض کر رہا ہے تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اس کا راندہ درگاہ خداوندی ہونے کا عمل شروع ہو گیا ہے۔

☆ مرشد کے احسان کا حق ادا نہیں ہوتا

مرید کی شان سے یہ بات ہے کہ وہ اس بات کو نہ دیکھے کہ اس نے اپنے شیخ کا حق ادا کر دیا' اگرچہ ہزار سال اس کی خدمت کرے۔ اور اس پر ہزاروں کے حساب سے مال خرچ کرے۔ جس شخص کے دل میں یہ خیال آئے کہ اس نے اس کا بدلہ دے دیا ہے وہ طریقت سے نکل گیا اور اس نے عہد توڑ دیا۔

حضرت شیخ داؤد بن باخلا سکندری رحمۃ اللہ علیہ جو میرے آقا محمد وفا (رحمۃ اللہ علیہ) کے شیخ تھے فرماتے تھے:

مرید سے یہ بات درست نہیں کہ وہ یہ خیال کرے کہ اس نے اپنے شیخ کو بدلہ دے دیا کیونکہ یہ جو کچھ اس نے اس سے فائدہ حاصل کیا وہ سامان کے مقابل نہیں۔

حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

مشائخ کی صحبت سچائی' یقین اور ان کی طرف سے اس زیادتی پر صبر کے ساتھ اختیار کرو جو کسی ظاہری سبب کے بغیر انہوں نے تم پر کی۔ اور ان کے پاس ہمت اور تابعداری کے ساتھ حاضر ہو اس طریقہ سے شیخ تمہیں بہت جلد قبول کر لے گا جب کوئی مرید طریقت کی طلب کے لئے شیخ کے پاس آئے اور وہ اس سے کہے ایک یا دو دن یا ایک گھڑی صبر و کرو تو وہ یہ بات اس لئے کہتا ہے کہ وہ اس مرید کی ہمت میں کچھ کوتاہی یا بے ادبی دیکھتا ہے اگر وہ اس میں ادب دیکھے تو وہ اس سے عہد و پیمان لینے میں جلدی کرے اور شیخ کے لئے جائز نہیں کہ وہ کہے کچھ دیر ٹھہرو [1] کیونکہ اس سے مرید کے ارادے کی آگ بجھ جاتی ہے۔

سیدی علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

---

[1] یقیناً یہی وجہ تھی کہ امام اہل سنت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ جب "حضرت آل رسول" مارہرہ کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے نہ صرف بیعت کیا بلکہ فوراً خلافت بھی عطا فرمائی۔ اہل مجلس نے سبب پوچھا تو فرمایا اوروں کو سنورنا ہوتا ہے یہ سنور کر آئے ہیں۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

مرید پرواجب ہے کہ وہ اپنے تمام ذرائع اور اسباب اور اپنے وہ تمام معمولات جن پر وہ اعتماد کرتا ہے اپنے شیخ کے سامنے ڈال دے حتیٰ کہ اس کے حکم اور حکمت کو لقمہ بنالے اور اب اس (مرشد) کے علاوہ علم وعمل پر اس کا اعتماد نہ رہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے بعد صرف اپنے شیخ کے فضل واحسان پر اعتماد کرے اور یہ کہ اسے جو بھلائی پہنچتی ہے وہ اس کے مرشد کے واسطہ سے پہنچتی ہے۔

یہ تمام باتیں اس کے لئے اختیار کرے تاکہ جب وہ رات کے وقت اپنے رب سے مناجات کرے تو اسے اپنے رب کی بارگاہ میں پیش کردے اور دشمن کے فیصلے کے مقام سے نکال کر حق جل وعلاء کے مقامات حکم کی طرف لے جائے اس مقام پر شدید ترین زلزلے بھی اس کو جھنجھوڑ نہیں سکیں گے۔

شیخ کا آستانہ پکڑلو

شیخ علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرماتے تھے:

مرید کا شیخ کے دروازے کو لازم پکڑنا بعض اوقات مرید کے مکہ مکرمہ کی طرف سفر کرنے سے افضل ہوتا ہے کیونکہ مرشد اس لئے بنایا گیا ہے کہ وہ مرید کو اس گھر کے رب کی معرفت کی طرف ترقی کردے اور وہ (رب تعالیٰ) اس گھر سے زیادہ عظیم ہے۔

اور مرید اس گھر کو کیسے چھوڑ سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے اسرار کی معرفت کیلئے بنایا (یعنی مرشد) اور وہ اس گھر میں مشغول ہو جسے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے بنایا (یعنی خانہ کعبہ) کیونکہ مرشد کے ہاں حاضری بارگاہ خداوندی میں حاضری ہے جو ہدایت کے اماموں کے اسرار پر مشتمل ہے کیونکہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے علم کا وارث ہے۔

☆مرشد کے ہاں سچائی کے ساتھ حاضری

مرید کی شان میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے مرشد کی خدمت میں سچائی کے ساتھ ہی حاضر ہو اگرچہ اسے ہر دن ایک ہزار مرتبہ آنا پڑے۔

سیدی علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جو مرید اپنے مرشد کے پاس سچے دل کے ساتھ آتا ہے وہ اس کا اہل ہو جاتا ہے اور مرشد کے لئے جائز ہو جاتا ہے کہ وہ اس کے لئے رازوں کو کھول دے اور اگر صدق کے بغیر آئے تو معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔

آپ فرماتے تھے:

اگر مرشد کے آتے ہی تمہارا اعتقاد یہ ہو کہ وہ تمہارے تمام احوال پر مطلع ہے پس تم نے اپنا نامہ اعمال اس کے سامنے رکھ دیا اور اس نے اسے پڑھ لیا اب یا تو وہ تمہیں شاباش دے گا یا تمہارے لئے بخشش طلب کرے گا تو وہ شخص کتنا خوش بخت ہے جس کا کوئی مرشد ہو۔

اور آپ فرماتے تھے:

تمہیں اس بات سے بچنا چاہئے کہ تم اپنے مرشد کی حالت کو اپنی حالت پر قیاس کرو اس طرح تم ہلاک ہو جاؤ گے اور

تمہیں پتہ بھی نہیں چلے گا کیونکہ مرشد اپنے پیروکاروں کے لئے روتا اور گڑگڑاتا ہے حتیٰ کہ وہ بھی اس سلسلے میں اس کی اقتداء کرتے ہیں اور بعض اوقات اس کا رونا گڑگڑانا ان کی سفارش کے لئے ہوتا ہے حتیٰ کہ ان کے گناہوں پر اصرار کے باوجود اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دینے میں جلدی نہیں کرتا پس یہ ان کی غائبانہ شفقت ہوتی ہے۔

آپ فرماتے تھے:

جو مرید اپنے شیخ سے تنگی، حرج اور مشقت پائے اور مرشد اسے جس بات کا حکم دے یا منع کرے وہ اس سے نفرت کرے تو اگر وہ مقام رضا اور انشراح صدر کے مقام تک نہیں پہنچا تو اس پر صبر کرنا واجب ہے۔ اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے حجاب اٹھانے کا سوال کرے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کے مرشد کی مراد پر مطلع کردے کہ وہ اس کے لئے دنیا اور آخرت کی بھلائی چاہتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی اس کے سامنے سے پردہ اٹھا دے تو اس سے تمام تنگی اور حرج چلا جائے گا اور وہ اس کے حکم کی تعمیل میں جلدی کرے گا۔

شیخ کے حکم کا راز

اے بھائی! غور کرو اگر کوئی شخص تمہیں ایک ایسی بلند جگہ کو کھودنے کا حکم دے جس سے پانی نہ نکلتا ہو تو وہ تم پر کتنا بھاری ہو گا اور جب کوئی ایسا شخص جس پر تمہیں اعتماد ہو تمہیں بتائے کہ اس مٹی کے نیچے سونے کا خزانہ ہے اور اس کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں تو تجھ پر کھودنا اور مٹی کو منتقل کرنا کس طرح آسان ہوگا اگرچہ تجھے یہ کام کرنے میں ایک مہینے یا اس سے زیادہ مدت لگے۔

تو تیرے مرشد کے حکم کی بھی یہی کیفیت ہے وہ کبھی بھی فائدے سے خالی نہیں ہوتا وہ تم سے عمل کا نتیجہ اس لئے چھپاتا ہے کہ اسے اس بات کا ڈر ہوتا ہے کہ کہیں تم دنیوی یا آخروی غرض کے لئے عمل نہ کرو۔

پس تمہارا عمل ضائع ہو جائے یا تم کمال (حاصل کرنے) سے محروم ہو جاؤ مرشد کا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ تم اس کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اللہ ﷻ کے لئے عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

☆ دامنِ مرشد چھوڑنے کا خیال نہ لائے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے مرشد سے جدائی کا خیال بھی دل میں نہ لائے جب اس کا علم اس مقام کو پہنچ جائے کہ وہ واضح روشنی دینے لگے، بلکہ زندگی بھر اس کے ساتھ رہے۔

پس جب اس کی شان سے یہ بات اس وقت ہے جب وہ اپنے مرشد کا مظہر بن جاتا ہے تو وہ اس سے (اس وقت) کیسے جدا ہو سکتا ہے جب اس کے پاس رہنے سے اسے معلومات حاصل ہوتی ہیں اور وہ اس بچے کی طرح ہوتا ہے جو اپنی ماں کے پستان سے دودھ پیتا ہے پس اس کی ہلاکت کا خطرہ ہوتا ہے۔

سیدی علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اپنے استاذ کے دامن سے وابستہ رہو وہ الوہیت کے رازوں کو ظاہر کرتا ہے بعض اوقات تمہارا رب تمہارے شیخ کے دل کے پردے میں تجھے الہام کرتا ہے کیونکہ اس کا دل ربوبیت کے راز کا مظہر ہے پس مرید پر لازم ہے کہ وہ اپنے شیخ کے حکم پر ٹھہر

جائے اور اس سے تجاوز نہ کرے اور اپنے شیخ سے دائیں بائیں توجہ نہ کرے کیونکہ مرید وہی ہوتا ہے جس کے دل کی طرف صرف اس کے شیخ کی توجہ ہوتی ہے۔ اور اس کا یہ مقام نہیں کہ حق تعالیٰ کی طرف اس کی توجہ صحیح ہو کیونکہ وہ اس سے لاعلم ہے مگر یہ کہ مجبور ہو۔

دنیا میں تمہارے لیے سفارش

شیخ علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جو شخص اس بات کی طرف تیری راہنمائی کرتا ہے جس کے ذریعے تم اپنے رب کے غضب سے بچ سکتے ہو اور اس کی رضا حاصل کر سکتے ہو تو وہ اسی دنیا میں تمہارے رب کے ہاں تمہاری سفارش کرتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ تم اس کی فرمانبرداری کرو اور اس سے وہ بات قبول کرو جو اس کی طرف تمہاری راہنمائی کرے۔

اور اگر تم اس کی بات نہ مانو اور اس سے وہ بات قبول نہ کرو جو اس کی طرف تمہاری راہنمائی کرے تو تمہارے حق میں اس کی شفاعت تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے گی۔

کچھ لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ۝ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ۝﴾ ①

تو انہیں سفارشیوں کی سفارش کام نہیں دے گی تو انہیں کیا ہوا نصیحت سے منہ پھیرتے ہیں۔

اور آپ فرماتے تھے:

مرید کی روح، شیخ کی روح سے ہوتی ہے اور فائدہ حاصل کرنے والی عقل فائدہ دینے والی عقل سے ہوتی ہے اور جو شخص اپنے استاد اور ہادی کے بغیر کمال حاصل کرنا چاہے وہ مقصود کے راستے سے خطا کر جاتا ہے کیونکہ پھل گٹھلی کے وجود سے کمال حاصل کرتا ہے جو اس کی اصل ہے اسی طرح مرید بھی اپنے استاد کے وجود کے بغیر کامل نہیں ہوتا۔

☆ برادرِ طریقت کا ادب کرنا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ جب مرشد اس کے برادرانِ طریقت میں سے کسی ایک کو اس پر مقدم کرے تو اپنے مرشد کا ادب کرتے ہوئے اس کی خدمت کرے۔ اس سے حسد کرنے سے بچے اس طرح ثابت قدمی کے بعد پھسل جائے گا اور برائی کا ذائقہ چکھے گا لیکن جب اپنے پیر بھائیوں سے آگے بڑھنا چاہے تو اپنے شیخ کی فرمانبرداری کرے اور ان صفات کو اپنائے جن کے ذریعے آگے بڑھنے کا مستحق ہو سکتا ہے اس وقت اس کا شیخ اسے اس کے ہم عصر ساتھیوں سے مقدم کر دے گا کیونکہ مرشد مریدین کے درمیان عدل کرنے والا حاکم ہوتا ہے اور یہ ایسی بات جس سے بہت مریدوں کو نجات حاصل ہوتی ہے۔

برادرانِ طریقت کی محبت کا حصول

سیدی حضرت علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

---

① سورہ المدثر آیت 48و49۔

جو شخص چاہتا ہے کہ اس کے بھائی اس کی محبت پر قائم رہیں وہ اس سے دور ہوں یا قریب اور وہ زبان سے اس کی تعریف کریں تو وہ بردباری اور بخشش کے ساتھ ان سے سلوک کرے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی میں غور کرے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَاۤ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا﴾ ①

بے شک اللہ روکے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو کہ جنبش نہ کریں اور اگر وہ ہٹ جائیں تو انہیں کون روکے اللہ کے سوا بے شک وہ حلم والا بخشنے والا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ حلیم وغفور ذات کے بعد کوئی ان دونوں کو ٹھہرانے والا نہیں۔

آپ فرماتے تھے:

جب تمہارے لئے یہ بات جائز نہیں کہ اپنے آپ کو اپنے جسمانی باپ کے غیر سے منسوب کرو تو روحانی باپ جو تمہارا شیخ ہے اس کا حکم کیا ہوگا کیونکہ روحانی باپ حقیقی باپ ہے۔

آپ فرماتے تھے:

جو بزرگ تمہاری رہنمائی اور گفتگو میں تمہارے دوسرے پیر بھائیوں کے مقابلے میں تیرے ساتھ زیادہ مشغول ہو تو اس سے وابستہ ہو جاوہ تجھے مردوں (صوفیاء کرام) کے مراتب تک پہنچانا چاہتا ہے۔

اور آپ فرماتے تھے:

(مَنْ صَدَّقَ شَيْخَهٗ فِيْ كُلِّ مَا يَقُوْلُ فَهُوَ رَجُلٌ وَاِنْ كَانَ اُنْثٰى وَمَنْ كَذَّبَهٗ فَهُوَ اُنْثٰى وَاِنْ كَانَ ذَكَرًا)

جو شخص اپنے شیخ کی ہر بات کی تصدیق کرے وہ مرد ہے اگر چہ وہ عورت ہی کیوں نہ ہو اور جو اسے جھٹلائے وہ عورت ہے اگر چہ (فی الحقیقت) مرد ہی کیوں نہ ہو۔

آپ فرماتے تھے:

جب تم اس بات کو جان لو کہ تمہارا شیخ حق کی معرفت رکھتا ہے اور وہ تمہارے اور حق کے درمیان واسطہ ہے تو وہ حق کا "وجہ" (چہرہ) ہے جس کے ذریعے وہ (اللہ تعالیٰ) تمہاری طرف متوجہ ہے۔ پس اس کی فرمانبرداری کو لازم پکڑو تم دائمی عزت کے ساتھ کامیاب ہو گے اور تم اس طرح ہو جاؤ گویا تم ان لوگوں میں سے ہو جو اپنے رب کے ہاں ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے وہ اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور اسی کے لئے سجدہ کرتے ہیں۔

شیطان کو فوری سزا کیوں ملی؟

شیخ علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

---

① سورہ فاطر آیت 41۔

جو شخص حق کی پہچان رکھتا ہے اس کی خدمت کر تیری خدمت کی جائے گی کسی مشاہدہ پر اپنے شیخ کی مخالفت نہ کر پس تو رحمت خداوندی سے دور کر دیا جائے گا اور دھتکارا جائے گا۔ بے شک شیطان سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ملعون ہوا اور دھتکارا گیا کیونکہ وہ معائنہ کی دنیا میں تھا۔

اور اس کے علاوہ کتنے ہی لوگ ہیں جنہوں نے سجدے اور نماز کو چھوڑ دیا لیکن جب اس کی بنیاد جہالت اور حجاب تھا تو اسے مہلت دی گئی اور ان کو شیطان کی طرح فوری سزا نہ دی گئی۔

اسے فوری طور پر یوں سزا دی گئی کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ خصوصی سے اسے نکالا گیا اگر چہ اس کے ساتھ بردباری اختیار کی گئی کہ اسے قیامت تک مہلت دی گئی اور اس کی ہلاکت کو موخر کیا گیا۔

حضرت سیدی علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے تھے:

تم اپنے شیخ سے جزا کی تمنا نہ کرو اگر چہ زمانہ بھر ان کی خدمت کرو بے شک تمہارے مرشد جس کی امداد کا فیض تمہیں حاصل ہوا بارگاہ خداوندی میں فضیلت کے حامل ہیں جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت پر فضیلت حاصل ہے اگر چہ دونوں کے مقام میں تفاوت ہے۔

آپ فرماتے تھے:

اللہ تعالیٰ کی طرف تمہاری راہنمائی کرنے والا (تمہارا مرشد) وہ نگاہ ہے جس کے ذریعے حق تعالیٰ تمہاری طرف لطف و کرم اور رحمت سے دیکھتا ہے اور وہ حق تعالیٰ کا پرتو ہے جس کے واسطہ سے وہ تمہاری طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کی رضا میں رب کی رضا اور اس کی ناراضگی میں رب کی ناراضگی ہے پس اس بات کو پہچانو اور لازم پکڑو اور دیکھو تمہیں کیا دکھائی دیتا ہے۔

آپ مزید فرماتے تھے:

اے مرید اپنے شیخ کو اپنی قیود وحدود کے قید خانہ میں بند نہ کرو اگر تمہیں اس بات کی پہچان نہیں کہ وہ تجھے گھیرے ہوئے ہے تو اس بات کو تم جانتے ہو کہ اس کا مقام تجھ سے بہت بڑا ہے تو جو نہایت بڑا اور وسیع تر ہے وہ نہایت چھوٹے نہایت تنگ میں کیسے سما سکتا ہے پس مرید کا کام یہ ہے کہ وہ اپنے استاد (مرشد) کو اپنا فرمانبردار نہ بنائے۔

آپ فرماتے تھے:

کوئی مرید اپنے شیخ سے کامیابی حاصل نہیں کر سکتا مگر یہ کہ وہ مرید اللہ تعالیٰ کے ہاں خاص ہو اگر وہ اس کے ہاں مخصوص نہ ہو تو وہ اسے اس کے ساتھ نہیں ملائے گا جو اسے بارگاہ خداوندی تک پہنچائے۔ پس اے مرید اپنے شیخ کے (دل کو) سلامت رکھ تجھے سلامتی اور فائدہ حاصل ہوگا۔

آپ نے فرمایا:

تیری نسبت تیرا استاذ (مرشد) تجھ پر اللہ تعالیٰ کا فضل ورحمت ہے بس تم نے اس سے جو فائدہ حاصل کیا ہے اس کی بھلائی

اسی کے ذریعے ثابت ہوتی ہے ارشاد خداوندی ہے:

﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ﴾ ①

تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اسی پر چاہے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب دھن ودولت سے بہتر ہے۔

اور آپ فرماتے تھے:

تمہارا شیخ تمہارے احوال کو تم سے زیادہ جانتا ہے کیونکہ وہ تمہاری روح کی حقیقت ہے اور آپ یہ بھی فرماتے تھے تم اپنے نفس کو اسی قدر پہچانو گے جس قدر تمہیں اپنے شیخ کی معرفت حاصل ہوگی۔

آپ فرماتے تھے:

جب تک تجھ سے اپنے شیخ سے تمام قسم کی غیریت (اجنبیت) اٹھ نہیں جائے گی تو تم حقیقتاً بلاشک وشبہ ضائع ہو۔ پس اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس سے سوال کرو۔

یعنی تم اپنے شیخ کے ساتھ ادب کا طریقہ اس وقت تک اختیار نہیں کر سکتے جب تک تم انتہائی قرب کی بنیاد پر یہ خیال نہ کرو کہ تم وہی ہو (یعنی مرشد کے بہت قریب ہو جاؤ) اس وقت وہ اپنی امداد سے تمہاری مدد کرے گا کیونکہ جو غیر ہوتا ہے اس کا حکم اس شاخ کا ہوتا ہے جو درخت سے کٹ چکی ہے اس میں درخت کو سیراب کرنے والا پانی جاری نہیں ہوتا۔ گویا آپ فرماتے ہیں۔

مرشد کا صرف چہرۂ بشریت نہ دیکھو

جو شخص اپنے مرشد کے چہرۂ بشریت کو دیکھتا ہے اس کی سعی (محنت) غائب ہو جاتی ہے اور حق تعالیٰ کی طرف سے اسے جو کشف ہوتا ہے وہ صرف اعراض اور تکذیب میں ہی اضافہ کرتا ہے کیونکہ بندوں کی فطرت ہے کہ وہ ایک دوسرے کے سامنے نہیں جھکتے اور وہ ہر اس شخص کو ناپسند کرتا ہے جسے اس پر سرداری حاصل ہو۔ اور یہ کراہیت اسے مرشد کے پند ونصائح سننے میں رکاوٹ بنتی ہے اگرچہ قرآن ہی کیوں نہ ہو جب تک عنایت خداوندی اسے ڈھانپ نہ لے۔

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے:

﴿وَاِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا﴾ ②

اور میں نے جتنی بار انہیں بلایا کہ تو ان کو بخشے انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے دیں اور اپنے کپڑے اوڑھ لئے اور اصرار کیا اور بڑا غرور کیا۔

اور یہ اس لئے کہ انہوں نے ان کو (حضرت نوح علیہ السلام کو) ان کی بشریت کے چہرے سے دیکھا اگر وہ ان کی روحانیت

---

① سورۂ یونس آیت 58۔

② سورۂ نوح آیت 7۔

کے چہرے کو دیکھتے اور جو کچھ آپ نے وحی کے ذریعے ان کو ہدایت دی اور خاص باتیں بتائیں تو وہ آپ کے سامنے جھک جاتے۔

حضرت سیدی علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اسی وجہ سے تم کسی قوم میں ظاہر ہونے والے شیخ کو نہیں پاؤ گے مگر اس طرح کہ وہ اس کے پاس حاضر ہوں تو جب تک اس کی ان کے ساتھ مماثلت ہوتی ہے وہ ان سے ان کی زبان میں کلام کرتا ہے اور ان کے ماپ اور تول کے ساتھ ان کے ساتھ معاملہ کرتا ہے۔

اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تُفَضِّلُوْنِيْ عَلٰى مُوْسٰى)) (علیہ السلام) [1]

مجھے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) پر فضیلت نہ دو۔

پھر جب ان سے حجاب بشریت دور ہو گیا تو آپ نے اپنے خاص صحابہ کرام سے فرمایا:

((اَنَا سَيِّدُ اَوْلَادِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ وَلَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا مَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِيْ)) [2]

میں اولادِ آدم (علیہ السلام) کا سردار ہوں لیکن مجھے (اس پر) فخر نہیں اور اگر حضرت موسیٰ (علیہ السلام) زندہ ہوتے تو انہیں میری اتباع کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہوتا۔

پس صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے آپ سے اس بات کو خوشی خوشی اور تصدیق خالص کے ساتھ قبول کیا۔

اور اگر آپ یہ بات اس شخص سے فرماتے جس کی شریعت قائم تھی تو وہ توقف اور شک کرتا۔

حضرت علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہی حال ولی کا ہے جب وہ لوگوں کے سامنے ظہور بشریت کی حالت میں ظاہر ہوتا ہے وہ اکثر اس کے ظاہری سچے کشفوں کو قبول نہیں کرتے چہ جائیکہ اس کے علاوہ (یعنی باطنی) کو قبول کریں وہ اس سے اس وقت قبول کرتے ہیں جب وہ اسے بشریت کے علاوہ صورت میں دیکھتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں:

جب اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک ٹھہرانے کو نہیں بخشتا تو اسی طرح مشائخ بھی اس بات کو نہیں بخشتے کہ ان کے ساتھ کسی دوسرے کو اخلاقِ خداوندی میں شریک ٹھہرایا جائے۔

پس تو اے مرید! جب دیکھو کہ تمہارا شیخ اس بات پر پریشان ہے کہ تم نے اس کی محبت میں کسی دوسرے شیخ کو شریک کیا تو اس کے بارے میں بدگمانی نہ کرو بلکہ گواہی دو کہ یہ اللہ عزوجل کے اخلاق میں سے ہے کہ وہ فرماتا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ﴾ [3]

(بے شک اللہ) نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کفر کیا جائے۔

---

[1] الجامع الصغیر، حرف فآء، جلد 2، صفحہ 363، رقم الحدیث: 5881، (مفہوماً) مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

[2] الجامع الصغیر، حرف الف، جلد 1، صفحہ 161، رقم الحدیث: 2693، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

[3] سورۃ النساء آیت 48۔

تو یہ بات اس کے ولی کی زبان پر بھی ظاہر ہوتی ہے۔

دو مرشدوں کا ایک مرید؟

پہلے باب میں یہ بات گزر چکی ہے کہ مشائخ کا اس بات پر اجماع ہے کہ ایک مرید کے لئے دو شیخ (مرشد) اختیار کرنا جائز نہیں وہ فرماتے ہیں جس طرح کائنات کے دو معبود نہیں ہو سکتے ایک عورت کے دو خاوند نہیں ہو سکتے ایک آدمی کے دو دل نہیں ہو سکتے اسی طرح ایک انسان کے دو مرشد نہیں ہو سکتے اور اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ جو مرید دیکھے کہ اس کے شیخ کا علم اسے کافی نہیں تو اس پر اس کے ساتھ مقید ہونا لازم نہیں بعض اوقات دو مرشدوں میں سے ایک محقق نہیں ہوتا بس وہ مرید کو کسی حکمت کے بغیر محض اپنی خواہش کے مطابق حکم دیتا ہے پس ہلاک ہو جاتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ کوئی شخص جو دو مرشدوں کے درمیان ہو اور وہ طریقت کی راہ اختیار کرے تو وہ مردوں (اولیاء کرام) کے مقامات تک کبھی نہیں پہنچ سکتا۔

آپ فرماتے تھے:

مرید کی اپنی شیخ کے ساتھ کم از کم حالت یہ ہو کہ وہ (مرشد) ماں کی طرح ہو جو اپنی اولاد کے آرام کو ترجیح دیتی ہے اور اس کی طرف سے مشقیں برداشت کرتی ہے اور تمام حالتوں میں اس سے محبت کرتی ہے اور وہ اس کی ہر خواہش پر اس کی موافقت کرتی ہے اور اسے اچھی بات پر محمول کرتی ہے اور وہ اس کی طرف کسی عیب یا نقص کی اضافت نہیں کرتی اور شیخ کو ان باتوں کا خیال زیادہ رکھنا چاہئے کیونکہ وہ اپنے رب کے ہاں مرید کے معاملہ کا اہتمام اس سے زیادہ کرتا ہے جو ماں اپنے بیٹے کے لئے کرتی ہے۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے: تم اپنے ظاہری احوال یعنی عبادات و مجاہدات کو اپنے شیخ کی حالت پر قیاس نہ کرو کیونکہ شیخ کے اعمال ظاہرہ اگرچہ قلیل ہوں اس کا باطن عامل ہے۔ شیخ کا ہر دن اپنے رب کے ہاں مریدین کے اپنے رب کے ہاں ایک ہزار (دنوں) کی طرح ہے۔ اے مرید! اپنے شیخ پر اعتراض نہ کرو۔

آپ فرماتے تھے:

اے مرید! تم اپنے شیخ کے ظاہر تک محدود نہ رہو بلکہ اس کے قلب اور جو اس کے اندر ہے اس کو دیکھو تم اس کے مقام کو پہچان لوگے۔ پس جس شخص نے اپنے شیخ کے صرف ظاہر کو دیکھا اس کو تازگی حاصل نہ ہوئی بلکہ اس کی یہ نظر غفلت اور اس کے مرشد اور دیگر مشائخ کے بارے میں اس کی بدگمانی میں استغراق میں اضافہ کرتی ہے کیونکہ یہ حجاب ہے جو احباب کو دیکھنے میں حجاب پیدا کرتا ہے۔ اور بعض اوقات وہ اپنے دل میں کہتا ہے میرے اور میرے مرشد کے درمیان کیا فرق ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی مثل اسے بھی عطا کیا ہے اس وقت وہ مکمل طور پر ضائع ہو جاتا ہے۔

☆ ہر بھلائی کو شیخ کی برکت سمجھے

مرید کی شان سے یہ بات ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بھلائی بھی پہنچے وہ اسے اپنے استاذ (مرشد) کی برکت

سے خیال کرے کیونکہ ہر مرید کو حاصل ہونے والی روشنی اس کے استاذ کے نور سے ہوتی ہے۔

حضرت سیدی علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

تم اپنے اندر جس قدر مدد دیکھتے ہو وہ تمہارے استاذ کا فیض ہے اور اپنے اندر جو نقص دیکھتے ہو وہ تمہاری اپنی صفت ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

﴿مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ٘ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ﴾ ①

اے سننے والے! تجھے جو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو برائی پہنچے وہ تیری اپنی طرف سے ہے۔

اگر تو اپنے شیخ کو زندیق (بے دین) خیال کرتا ہے تو تُو غیب ازلی میں زندیق ہے کیونکہ وہ وجود کا آئینہ ہے اور اگر تو اسے صدیق سمجھتا ہے تو تُو اللہ کے علم میں صدیق ہے۔ حقیقت شیخ کو وہی پہچان سکتا ہے جس نے اس کے مقام پر اطلاع پائی ہو یا اس سے بلند تر مقام پر ہو۔

حقیقت شیخ کی پہچان

ایک مرتبہ حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید نے کہا کہ اے میرے آقا! میں نے آج رات آپ کا چہرہ، خنزیر کے چہرے کی طرح دیکھا ہے انہوں نے فرمایا: تم نے سچ کہا اے بیٹے! میں وجود کا آئینہ ہوں پس تم نے مجھ میں اپنے چہرے کو دیکھا ہے پس تو نے خیال کیا کہ وہ میں ہوں۔

اے بیٹے! اپنے نفس کو خنزیر کی صفات سے پاک کر پھر مجھے دیکھ تو مجھے خنزیر کے علاوہ پائے گا۔

حضرت سید علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

شیخ ناطق کی صورت مرید صادق کے باطن کا آئینہ ہوتا ہے جب اس میں بصیرت کے ساتھ دیکھتا ہے تو اس کی باطنی صورت پر اسے دیکھتا ہے مرید کے ابتدائی مراحل کا آغاز اس وقت ہوتا ہے جب اس کے ضمیر میں صالحین اور اولیاء کرام کی صفات روشن ہوتی ہیں جب شیخ کے بارے میں اس کی بصیرت کھلتی ہے تو وہ اپنے شیخ کی صورت کے صاف آئینے میں اس کی نیکوکاری اور ولایت کو دیکھتا ہے کہ وہ صالح ولی ہے پس وہ اس کی برکات سے اس کے مسلسل ملاحظات اور بلند ہمتوں سے مدد حاصل کرتا ہے۔

پھر وہ مسلسل اپنے استاذ (مرشد) سے بلند مرتبہ دعاؤں اور اچھے خیالات کی طلب کرتا ہے اور اس سے اس طرح محبت کرتا ہے جس طرح کسی مانوس سے محبت کی جاتی ہے حتی کہ اسرائیل علیہ السلام عنایت کے صُور میں اس کے دل کی شکل میں تخصیص آدمی کی روح پھونکتے ہیں اس وقت اس کا استاذ گواہی دیتا ہے کہ وہ آدم زمان اور تصرفات کی نگاہوں کا مالک ہے کہ اسے یہ حالت صاحب مقام کی وراثت کے طور پر حاصل ہوئی ہے پھر وہ اس کی تعظیم اس طرح کرتا ہے جس طرح نوجوان اپنے ہیبت ناک باپ کی تعظیم کرتا ہے یہاں تک کہ جب روح محمدی کی خوشبو کے ساتھ وہ خاص ہو جاتا ہے اور جمال محمدی سے پردہ اٹھ جاتا ہے تو وہ انسانی

① سورۂ نساء آیت 79۔

صورت سے نفرت کرتا ہے اس وقت اس کا وہ استاذ جسے قرب محمدی کا مقام حاصل ہوتا ہے، حاضر ہو جاتا ہے اور وہ اس کا خادم بن جاتا ہے اور اس کے سوا اس کا کوئی مقصود نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ انوار رحمانیہ اس کے دل کے سدرہ پر چھا جاتے ہیں اور وہ اپنے شیخ کو دیکھتا ہے تو اسے ہر طرف دیکھنے والے کی طاقت کے مطابق ایک ہی ذات روشن نظر آتی ہے پس وہ وجود کے سامنے معدوم اور شہود کے سامنے مٹ جاتا ہے پس اس مرید کا ابتدائی معاملہ توفیق ہے درمیان میں تصدیق اور آخر میں تحقیق ہے اور تحقیق کے بعد سعادت کا آغاز ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

☆ شیخ کے حکم پر صبر کرنا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے شیخ کی جرح اور شیخ کی طرف سے اس کی اغراض کی مخالفت میں صبر کرے یہ اس بات کی مضبوط ترین دلیل ہے کہ شیخ نے اس سے صداقت کی خوشبو سونگھی ہے اگر اس نے یہ خوشبو محسوس نہ کی ہوتی تو وہ اس کے ساتھ اجنبیوں والا معاملہ کرتا یعنی نرمی کا سلوک کرنا اور خوش آمدید کہنا جیسا کہ یہ بات پہلے کئی بار گزر چکی ہے۔

پس جب شیخ اس کی خواہشات کی مخالفت کرے تو مرید ثابت قدم ہے اور اپنے شیخ کے اشارے پر عمل کرے اور یہ راستہ اس وقت حاصل ہوتا ہے جب مرید ہزاروں موتیں مر چکا ہوتا ہے کیونکہ ہر خواہش کی مخالفت موت ہے اور خواہشات بے شمار ہیں۔

سیدی علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جس کا کوئی استاذ (مرشد) نہیں اس کا کوئی مولیٰ (مددگار) نہیں اور جس کا کوئی مولیٰ نہیں شیطان اس کے زیادہ قریب ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کا کوئی مولیٰ نہ ہو حق تعالیٰ اس کے ساتھ یوں معاملہ کرتا ہے کہ اس کا رزق تنگ کر دیتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝﴾[1] اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں۔

اور حدیث شریف میں ہے:

((فَكَمْ مَنْ لَّا مُطْعِمَ لَهٗ وَلَا مَاْوٰى)) کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جن کے لئے کھانا ہے نہ ٹھکانہ۔[2]

اس سے مطلق مولیٰ کی نفی نہیں کیونکہ کائنات میں یہ بات درست نہیں۔ آپ فرماتے تھے:

جو شخص اپنے استاذ کے افعال میں اس کی موافقت کرتا ہے تو وہ اسے جن معارف کی خبر دیتا ہے وہ ان میں اس کے مطابق ہوتا ہے اور جو اس کے برعکس ہو اس کا معاملہ بھی اس کے برعکس ہوتا ہے۔ اور آپ فرماتے تھے:

اور جو شخص بلا شرکت غیرے اپنے شیخ کے ساتھ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مدد سے شیخ اس کے ساتھ ہوتا ہے اور جو آدمی یہ

---

① سورۃ محمد آیت 11۔

② صحیح مسلم، جلد نمبر 4، صفحہ 2058، باب ما یقول عند النوم واخذ المضجع۔

خیال کرتا ہے کہ اس کا شیخ اس کے اسرار کو نہیں جانتا تو وہ اس کے ہاں حاضری سے دور ہوتا ہے اگرچہ وہ دن اور رات اس کی چلہ گاہ میں اس کے ساتھ رہے۔

آپ فرماتے تھے مرید کی فلاح کی تین نشانیاں ہیں:

-1 اپنے شیخ سے اس طرح محبت کرے کہ اسے ترجیح دے۔

-2 شیخ اسے جس بات کا حکم ہے وہ اسے قبول کرنے کے ساتھ لے۔

-3 ہر اس کام میں اس کی موافقت کرے جس کا وہ ارادہ کرتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

جو شخص خدمت کے ساتھ اپنے رب کا قرب حاصل کرتا ہے اللہ تعالیٰ کئی قسم کے کرم کے ساتھ اس کے دل کے قریب ہوتا ہے۔

آپ یہ بھی فرماتے تھے:

جو شخص اپنے شیخ کو اپنے اوپر ترجیح دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ اقدس سے اس کے لئے پردے ہٹا دیتا ہے اور جو شخص اپنے شیخ کی بارگاہ کو نقائص سے پاک قرار دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے خصائص کا عطیہ عطا فرماتا ہے اور جو شخص پلک جھپکنے کے برابر اپنے شیخ سے حجاب میں ہوتا ہے وہ صرف اپنے آپ کو ملامت کرے جب وہ جدائی کی مصیبت میں ہو اور مرید اس مقام تک اسی صورت میں پہنچ سکتا ہے جب اپنے شیخ کو اپنی مراد بنائے۔

آپ فرماتے تھے:

جو شخص اپنے شیخ کی جھڑکوں کو جائز نہیں سمجھتا اس کے لئے محبت کی دلہن حلال نہیں ہوتی اس مرید کے لئے ہلاکت ہے جو اپنی طبیعت کو دلیل سے بے قابو کر دیتا ہے۔ اللہ کی قسم! وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔

آپ فرماتے تھے:

اپنے مرشد کے خلاف کسی حاسد یا دشمن کی بات پر کان نہ دھرو اس طرح وہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی راہ سے روک دے گا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم گزر چکا ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی اور اللہ تعالیٰ کا طریقہ بدلتا نہیں وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ علم الٰہی کی روح اپنی بارگاہ کے مخصوص لوگوں میں نہیں پھونکتا مگر مخلوق اس سلسلے میں دو قسموں میں تقسیم ہے۔

1-ملائکہ ساجد 2-شیطان حاسد۔ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کے واقعہ میں ہوا۔

پس اے مرید! تو اس بات کی حرص رکھ کہ تو خاص لوگوں کا خادم اور جھکنے والا ہو یا تو ان کے سامنے سر جھکا دے یا علم حاصل کر یا ان سے شفقت و رحمت حاصل کر۔ ان سے بغض رکھنے والا اور حسد کرنے والا نہ بن یا تو تجھ سے سب کچھ سلب ہو جائے گا یا تو راندۂ درگاہ ہو جائے گا یا محروم ہو جائے گا۔

آپ فرماتے تھے:

اے مرید! تیرے شیخ کا دل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ ہے اور اس کے حواس اس کے دروازے ہیں۔

پس جو شخص اپنے شیخ کے حواس اس کے قریب قربِ شرعی کے ساتھ جاتا ہے جو اس کے موافق ہیں تو اس کے لئے اس بارگاہ کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

☆ مرشد کے پاس حاضری برائے حصولِ ہدایت

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے شیخ کے پاس صرف ہدایت حاصل کرنے کی نیت سے جائے اور یہ مقصد اس وقت حاصل ہوگا جب وہ اپنے آپ کو اہل ہدایت کے راستے سے بھٹکا ہوا خیال کرے نیز یہ کہ وہ اس غم سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے مجبور ہے ورنہ جب وہ اپنے آپ کو شیخ کی تربیت سے بے نیاز خیال کرے گا تو اس ادب کے واجب کو قائم کرنے پر قادر نہیں ہوگا اگر چہ دو بڑی مخلوق (انسان اور جن) کے برابر عبادت کرے۔

سیدی علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

استاذ کی مدد کی مثال اس طرح ہے کہ اس نے شاگرد کی قبولیت والی زمین میں دانہ رکھا پھر اس کو سمجھانے کے ذریعے اور اس کی مدد کے ساتھ سیراب کیا پس جب وہ شاگرد سے یا اس استاذ کی طرف سے ظاہر ہو تو یہ اس دانے کے پھلوں اور نتائج سے ہے اور اگر وہ زیادہ ہو جائے تو یہ اس کی ملکیت ہے۔ جس نے اس کے استحقاق کے محل کی زمین میں پودا لگایا۔

پس شاگرد سے جو ہدایت اور بہتری ظاہر ہوتی ہے وہ حقیقت میں اس کے استاذ کا حق ہوتا ہے۔

پس وہ اس گمان سے بچے کہ اسے کسی چیز کے ساتھ کامیابی حاصل ہوئی ہے اور اس کے استاذ کو کامیابی نہیں ملی اور جو شخص اپنے نفس کے بارے میں یہ گمان کرتا ہے وہ اپنے استاذ کے بارے، بہت بڑا جاہل ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

☆ مرشد سے غیر ضروری سوال نہ کرنا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ مطلقاً کسی چیز کے بارے میں سوال کی ابتدا نہ کرے البتہ ضرورت ہو کہ وہ مسائل شرعیہ یا اپنے اور اپنے اہل و عیال کے کھانے سے متعلق اس وقت سوال کرتا رہتا ہو تو ایسا سوال کر سکتا ہے بخلاف غیر ضروری سوال کے کہ اس سلسلے میں اپنے شیخ سے سوال کا آغاز نہ کرے بلکہ صبر کرے حتیٰ کہ شیخ خود ہی ابتداء کرے اور اگر اس کا یہ خیال ہو کہ اسے اس کے قلبی خیالات کا علم نہیں تو یہ بدترین عقیدہ ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا:

﴿......فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۝﴾ ①

اگر آپ میرے ساتھ رہتے ہیں تو مجھے کسی بات کو نہ پوچھنا جب تک میں خود اس کا ذکر نہ کروں۔

اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ اگر مرید اپنے شیخ سے سوال کرے تو اس نے اسے جواب پر مجبور کر دیا اور اس میں اس کا

---

① سورۃ کہف آیت 70۔

وہ حق مرتب ہوتا ہے جو اس کے شیخ کے ذمہ ہے وہ اس سے ظاہری یا باطنی طور پر مطالبہ کرتا ہے اور بعض اوقات اس کے جواب سے مرید میں دوسرے برادران طریقت کے خلاف تکبر اور خود پسندی پیدا ہو جاتی ہے۔

سوال کے بارے سوال

اعراب (دیہاتی) رسول اکرم ﷺ سے سوال کا آغاز کرتے تھے اور آپ ﷺ ان کے سوال کو برقرار رکھتے؟

سوال کا جواب

رسول اکرم ﷺ صاحب شریعت تھے اور آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوتی تھی اور اس سلسلے میں سوال کرنے کی ضرورت تھی۔ اور ہماری گفتگو غیر ضروری سوال کے بارے میں ہے۔ جس طرح اس سے پہلے اس کی طرف اشارہ ہو چکا ہے۔ اگر لوگ سوال کے آغاز سے رک جاتے تو اکثر احکام شرعیہ ضائع ہو جاتے۔

بخلاف شیخ کے کہ اس سے ان باتوں کے بارے میں پوچھا جاتا ہے جو شریعت میں مضبوط اور پکے ہو چکے ہیں ان کے ضائع ہونے کا ڈر نہیں ہے اور رسول اکرم ﷺ صحابہ کرام کے بارے میں اس بات سے بے خوف تھے کہ وہ اپنے علم کی وجہ سے تکبر میں پڑ جائیں گے یا مامورات شرعیہ کی ادائیگی اور ممنوع کاموں سے اجتناب میں کوئی خلل آئے گا۔

حضرت سیدی علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اے مرید! تو اپنے شیخ کی میٹھی باتوں سے دھوکہ نہ کھا اور یہ خیال نہ کر کہ تو اس کے ہاں اعلیٰ مقام پر پہنچ چکا ہے۔

داعی کی دعوت کیسی ہو؟

اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے کی حکمت عملی یہ ہونی چاہئے کہ وہ شیریں کلام، احسان اور احکام کی تخفیف کے ذریعے کمزور لوگوں کے دلوں کو نرم کرے اور ان میں الفت پیدا کرے۔

پھر جب وہ طریقت میں راسخ ہو جائیں تو وہ جس طرح چاہے ان کو حکم دے سکتا ہے وہ ان کو کڑوی باتوں کے ذریعے چھیڑے لذیذ کھانوں سے روکے اور اس کی مجلس ہمیشہ اختیار کرنے سے روکے اور اس کے علاوہ باتوں کا حکم دے۔

حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جو شخص اپنے شیخ کے ہاتھوں ترقی چاہتا ہے تو وہ ہرگز اس کے پاس داخل نہ ہو مگر یہ کہ اپنی معمولی معلومات کو ترک کرے تاکہ وہ بلند معلومات پر اس کی راہنمائی کرے۔

بلند معلومات سے مراد علوم کی باریکیاں ہیں اور معمولی سے مراد وہ معلومات جن کا سمجھنا آسان ہے۔ ورنہ علوم میں سے کوئی چیز معمولی نہیں ہوتی۔ علوم کی پستی یا بلندی کی بنیاد نیت ہے کیونکہ تمام علوم رسول اللہ ﷺ کے علم سے میں اس بات کی طرف آپ کے اس قول میں اشارہ کیا گیا ہے آپ نے فرمایا:

((فَعَلِمْتُ عِلْمَ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ)) [1]

---

[1] جامع ترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب فی تفسیر سورت "ص"، رقم الحدیث: 3233 (مفہوماً)، مطبوعہ: دارالسلام، ریاض۔

مجھے پہلوں اور پچھلوں کا علم حاصل ہو گیا۔

سید شیخ علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اے مرید! اپنے شیخ کے اعمال میں سے کسی چیز کو چھوٹا نہ سمجھو بے شک بڑے بڑے اولیاء کرام کا وظیفہ خواہش کو چھوڑنا، مولیٰ کی محبت اور ہر وقت نفس کو باطل سے دور رکھنا ہے اور اس قسم کی باتیں مرید کے لئے مشعل راہ ہیں۔

آپ فرماتے تھے:

ہر زمانے میں لوگوں کے شیخ (مرشد) علماء، عابدین، زاہدین اور وہ لوگ رہے ہیں جو اس بات کو جانتے ہیں کہ اپنے ہم مثل لوگوں کے ساتھ ادب کا کیا طریقہ ہے۔

علماء کے ساتھ ادب یہ ہے کہ ان سے علوم نقلیہ (قرآن وسنت) اور صحیح روایات کے ساتھ گفتگو کرے اور ان کو فائدہ پہنچائے یا ان سے فائدہ حاصل کرے اور ان کے ساتھ (محبت کا) یہ انتہائی نفع ہے۔ عابدین اور زاہدین کے ساتھ ادب یہ ہے کہ ان کو زہد وعبادت کی ترغیب دے اور وہ اس سے جس چیز کی مدد طلب کریں ان کو مزین کرے جب وہ اس کی طرف متوجہ ہوں تو ان کے لئے عازمین کے طریق کی معرفت جو اسے حاصل ہے، کے دروازے کھول دے تا کہ ان کی ہمت ان (عازمین) کے اعمال پر اعتماد کے لئے بلند ہو اور وہ اس کو جہنم سے دور خیال کرے۔

عازمین کے ساتھ ادب یہ ہے کہ وہ ان کے واجب حق کو ادا کرتے ہوئے اپنی زبان اور دل کو قابو میں رکھے اگر وہ اس کو قبول نہ کریں تو پریشان ہو جائے۔

☆ شیخ سے کرامت کا سوال نہ کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ اپنے شیخ کے ادب کو لازم پکڑے اس سے ہرگز کسی کرامت یا خلاف عادت کام یا کشف وغیرہ کا سوال نہ کرے اور جو شخص اپنے مرشد سے کرامت کا سوال کرتا ہے تا کہ اس کی پیروی کرے اس نے ابھی تک اس بات کو تسلیم نہیں کیا کہ اس کا مرشد اللہ والوں کے طریقے پر اہل علم سے ہے۔

حضرت شیخ ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اے مرید اس بات سے بچو کہ تم اپنے شیخ سے کرامت کا مطالبہ کرو تا کہ تم اس کی پیروی کرو ان معروف کاموں میں جن کا اس نے تمہیں حکم دیا اور برے کاموں سے بچنے میں جن سے اس نے روکا یہ بے ادبی ہے اور یہ دین اسلام میں شکوک وشبہات کی علامت ہے کیونکہ مرشد تمہیں جس کام کی طرف بلاتا ہے وہ اس کی اپنی شریعت نہیں بلکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہے پس وہ تابع ہے متبوع نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب سے سبقت نہ کرتی تو جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکی کی طرف بلانے والے کی مخالفت کرتا وہ اسی وقت ہلاک ہو جاتا۔

اور آپ فرماتے تھے:

اے مرید! اس خیال سے بچو کہ تمہارے مرشد کے لئے نور (روشنی) نہیں ہے اور تم اسے اپنے اوپر قیاس کرتے ہوئے یہ بات کہو اس طرح تمہیں یہ سزا ملے گی کہ تم اس کی طرف سے حاصل ہونے والے فوائد سے محروم ہو جاؤ گے۔

اگر اس کا نور تمہارے لئے ظاہر ہو تو آسمان وزمین کے درمیان تمام جگہ بھر جائے۔

آپ فرماتے تھے:

اگر تمہارا شیخ غیب کی بات کرے تو اس پر تعجب نہ کرو کیونکہ جب دل روشن ہوتا ہے تو ایسے دل والا گزشتہ اور آنے والی باتوں کی خبر دیتا ہے اور یہ اس غیب میں سے نہیں ہے جو ممنوع ہے کیونکہ اس نے یہ بات اس وقت تک نہیں کہی جب تک اس کے قلبی نور نے شہادت نہیں دی پس وہ اس کے نزدیک ظاہر کی قسم ہے غیب سے نہیں۔ پھر یہ غیب ہرگز ہمارے درمیان خلاف شریعت نہیں یہ تو اس کی تائید میں ہے۔ اس بات کو سمجھو۔ [1]

اولیاء پر اعتراض نہ کرو

شیخ ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اے مرید جب تم اللہ تعالیٰ سے اعراض کرنے والوں کو دیکھو کہ وہ تمہارے شیخ کو کوئی وقعت نہیں دیتے تو تم اس کے مقام کو ہلکا سمجھنے سے بچو کیونکہ ہر زمانے میں لوگ ولی کی پرواہ نہیں کرتے پھر جب اس کا انتقال ہو جاتا ہے تو ان کے بارے میں (صحیح) عقیدہ نہ رکھنے کی وجہ سے وہ نادم ہوتے ہیں جب وہ دیکھتے ہیں کہ اس کے اخلاق شریفہ سے موصوف کوئی شخص نظر نہیں آتا اس وقت ان سے حسد کا حجاب زائل ہو جاتا ہے جو ان پر بڑا ہوا تھا تا کہ اللہ تعالیٰ اس کام کو پورا کرے جو ہو کر رہے گا۔

آپ فرماتے تھے:

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اعراض کرتے ہیں وہ اولیاء اللہ کو کیسے پہچانیں حتیٰ کہ ان کی تعریف کریں جب کہ حضرت ابوتراب نخشبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اولیاء کرام ان دلہنوں کی طرح ہیں جو اپنے حجروں میں پردے میں ہوتی ہیں پس تم ان کے احوال میں سے کسی بھی چیز کا انکار کرنے سے بچو جب کہ تم خود اللہ تعالیٰ سے منہ پھیرے ہوئے ہو کیونکہ جب دل اللہ تعالیٰ سے پھر جاتا ہے تو وہ اولیاء کرام کے بارے میں اعتراض کرنے میں پڑ جاتا ہے اور جو شخص ان کی شان میں پڑا وہ ہلاک ہوا پس تم بچو پھر تم بچو۔

حضرت شیخ ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اے مرید! اپنے شیخ کے ساتھ متحد ہو جاؤ پس جو معرفت کی باتیں اس کے پاس ہیں وہ تجھے بھی برابر برابر حاصل ہو جائیں گی اور تمہارے اور اس کے درمیان امتیاز اضافت کی وجہ سے ہوگا (یعنی یہ کہ تم مرید ہو اور وہ مرشد) اس کے علاوہ نہیں۔

آپ فرماتے تھے کہ ایک دن حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا:

اے ابوالعباس! میں نے تمہیں اپنی صحبت میں اس لئے لیا کہ تم، میں اور میں تم ہو جاؤں۔

---

[1] یہ بات حدیث مبارکہ میں یوں بیان فرمائی گئی ہے کہ اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰه (ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

آپ فرماتے تھے:

اے مرید! تجھ پر لازم ہے کہ تو اپنے شیخ کی جھڑک پر جھکا رہے اور اگر وہ تجھے دھتکار دے تو تُو وہاں سے نہ ہٹنا اور چوری چھپے اس کے قریب ہو جاؤ کیونکہ مشائخ سانس لینے کے برابر بھی مسلمانوں میں سے کسی ایک کو ناپسند نہیں کرتے ان کا یہ رویہ تربیت کے لئے ہوتا ہے۔

آپ فرماتے تھے:

اگر مرید کو اس بات کا علم ہوتا کہ شیخ میں کیا کیا اسرار ہیں تو وہ اس کے سامنے گردن جھکا دیتا اور ایک لحظہ کے لئے بھی اس سے دوری کی طاقت نہ رکھتا اور اپنے پختہ اور مضبوط ارادے کی وجہ سے دور کے راستے کو لپیٹ دیتا۔

حضرت شیخ ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

میں مصر کے "باب البحر" (مقام) میں رہائش پذیر تھا اور ہر دن "اسکندریہ" (شہر) جاتا اور چاشت کے وقت واپس آتا میں شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "ختم الاولیاء" پڑھتا تھا اور آپ فرماتے تھے:

مرید کا اپنے شیخ کے مقام کی معرفت حاصل کرنا اللہ عزوجل کی معرفت سے ہے اللہ تعالیٰ مخلوق کے لئے اپنے کمال، جلال اور قدرت کے ساتھ معروف ہے جب کہ مخلوق کی یہ صورت حال نہیں ہے اور جب انسان اپنی جیسی مخلوق کے مقام کی بلندی کو جان لیتا ہے تو وہ اس طرح کھاتا ہے جیسے وہ کھاتا ہے اور اس طرح پیتا ہے جیسے وہ پیتا ہے۔

مرید کلامِ شیخ کو کیوں بھولتا ہے؟

اور حضرت شیخ ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

مرید کو چاہئے کہ جب اپنے استاذ (مرشد) سے کوئی بات سنے اور اسے اس کے بھولنے کا ڈر ہو تو وہ اسے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاں امانت (ودیعت) ضائع نہیں ہوتی۔ پس عالم کو بھی یہی عمل کرنا چاہئے جب اسے احکام شریعت میں سے کسی بات کے بھولنے کا ڈر ہوتا کہ لوگ اس سے نفع حاصل کریں۔

آپ فرماتے ہیں:

مرید اپنے شیخ کے کلام کو سمجھنے میں اپنی جہالت اور بہت زیادہ بھولنے کی وجہ سے توقف کرتا ہے پس اس پر لازم ہے کہ اپنے دل کے آئینے کو روشن کرنے کی کوشش کرے اور معلم سے نہ کہے کہ اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ جواب دیں کیونکہ صوفیاء کرام کے طریق میں اس کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ وہ علم پر قناعت نہیں کرتے وہ باطنی ذوق کی طلب کرتے ہیں تاکہ زبان اور دل میں مطابقت ہو جائے اور وہ منافقت سے نکل جائیں۔

اولیاء کے دل بادشاہوں کی طرح ہیں

حضرت شیخ ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

تم پر لازم ہے کہ اپنے شیخ کے ساتھ ادب کا معانقہ کرو (ادب کو لازم پکڑو) اگرچہ وہ تم سے بے تکلف ہوں کیونکہ اولیاء کرام کے دل بادشاہوں کے دلوں کی طرح ہوتے ہیں وہ ایک لمحہ میں بردباری سے غضب اور انتقام کی طرف پھر جاتے ہیں اور جب ولی کا دل تنگ ہو (وہ پریشان ہو) تو اس وقت اسے ایذاء پہنچانے والا ہلاک ہو جاتا ہے اور جب کشادہ ہو تو وہ دونوں بھاری مخلوقوں (جنوں اور انسانوں) کی اذیت برداشت کر لیتا ہے۔

☆ کلامِ شیخ کو عقل کے ترازو پر نہ تولا جائے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے شیخ کے کلام کو عقل کے ترازو پر نہ تولے حتیٰ کہ اگر وہ کہے کہ فلاں عالم واعظ کی مجلس میں نہ جاؤ تو اس کے لئے وہاں جانا مناسب نہیں۔

یہ اس لئے کہ اس کا شیخ ہر چیز میں اس کا امین ہے وہ اسے ترقی دے یا ٹھہرا دے یا پیچھے کر دے جب اس کے شیخ کا غیر اس کے لئے اس بات کا التزام نہیں کرتا بلکہ بعض اوقات اسے وہ چیز سکھاتا ہے جو اسے نقصان پہنچاتی ہے اور اس میں تکبر پیدا کرتی ہے پس وہ ہلاک ہو جاتا ہے خاص طور پر جب اس (دوسرے عالم) کے الفاظ اس کے شیخ کے مقابلے میں زیادہ شیریں ہوں۔

اور نفس کا کام خیانت کرنا بھی ہے پس وہ بحث و مباحثہ اور مدمقابل لوگوں کے درمیان مقابلہ بازی پر خوش ہوتا ہے اور جو کچھ سنا اس پر عمل میں مضبوطی اختیار نہیں کرتا۔ بخلاف شیخ کی مجلس کے کہ اس کا مقصود مریدین پر تنگی کرنا ان پر جرح کرنا اور جو کچھ ان کے نفس چاہتے ہیں اس کی مخالفت کرنا ہے پس بعض اوقات کمزور حال والے مرید کا نفس اس سے نفرت کرتا ہے۔

آپ فرماتے تھے: مرشد کو چاہئے کہ وہ اپنے مرید کو ایک وظیفہ سے دوسرے وظیفہ کی طرف منتقل کرتا رہے جب وہ اس کو ایک وظیفہ سے روکے گا تو وہ اس پر عمل کرے گا اور وہ باطنی طور پر اس پر اعتراض نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ یہ وظیفہ بہتر تھا اس نے مجھے اس پر عمل سے کیسے روکا۔ بعض اوقات مرشد اس وظیفے میں مرید کے نقصان کو دیکھتا ہے کہ وہ اس میں یوں داخل ہوتا ہے کہ اس کے اخلاص میں کچھ خرابی ہوتی ہے مثلاً بعض اعمال کو شریعت نے افضل قرار دیا پس نفس اس میں داخل ہو جاتا ہے تو وہ مفضول (جس پر دوسرے کو فضیلت ہو) ہو جاتا ہے اور مرید کو اس کی خبر بھی نہیں ہوتی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رات کی قرأت بلند آواز میں نہیں کرتے تھے جب کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بلند آواز سے قرأت کرتے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ((لِمَ لَمْ تَجْهَرْ؟)) آپ بلند آواز سے قرأت کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے عرض کیا: (قَدْ اَسْمَعْتُ مَنْ اُنَاجِیْ) میں اس کو سناتا ہوں جس سے مناجات کرتا ہوں۔

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ((لِمَ تَجْهَرُ؟)) کہ آپ بلند آواز سے قرأت کیوں کرتے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا (اُوْقِظُ الْوَسْنَانَ وَاَطْرُدُ الشَّیْطَانَ) میں سوئے ہوئے لوگوں کو جگاتا ہوں اور شیطان کو بھگاتا ہوں۔

آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ((اِرْفَعْ قَلِیْلًا)) کچھ بلند کر دو اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ((اِخْفِضْ قَلِیْلًا)) تھوڑی سے پست کر دو۔ [1]

---

① صحیح ابن حبان، کتاب الرقاق، باب ذکر البیان بان قراءۃ……الخ، رقم الحدیث: 733، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت۔

اور یہ اس لئے کہ آپ ان کو ان کی مراد نکال کر اپنی مراد کی طرف لے جانا چاہتے تھے کیونکہ وہ دونوں حضرات تعلیم وتربیت کے مقام پر تھے۔

آپ فرماتے تھے:

جب (تمہارا مرشد) تم سے تمہارے باطنی احوال کے بارے میں پوچھے تو فوراً جواب دو اور غور وفکر نہ کرو کیونکہ مرشد کا ارادہ تمہارے لئے ثابت شدہ کو معلوم کرنا ہے اور تم غور وفکر کے ذریعے اپنے مقام سے اعلیٰ درجہ کے بارے میں جواب دینا چاہتے ہو۔ اس طرح تمہاری طرف سے شیخ کو دھوکہ دینا پایا جائے گا اور تم اپنے آپ کو بھی کھوٹا کر دو گے انسان جو بات فوری طور پر کرتا ہے وہ اس کا حقیقی مقام ہوتا ہے اور قوم (صوفیاء کرام) کو گفتگو سے ان کے مراتب کا ظہور ہوتا ہے ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک مرید نے سیدی ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت کے بغیر حج کیا واپسی پر شیخ نے پوچھا اس سال تمہارا حج کیسا رہا ہے؟

اس نے کہا پانی بہت زیادہ تھا، گھاس زیادہ تھا اور بقسماط (شاید کوئی درخت ہے) زیادہ تھے۔

شیخ نے اس سے فرمایا! اللہ کی قسم یہ تعجب کی بات ہے حج اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تیرے ادب کے بارے میں سوال کرتا ہوں اور تم مجھے گھاس کے بارے میں بتا رہے۔ پھر شیخ نے تعجب کرتے ہوئے تبسم فرمایا اور فرمایا: اے بھائی! ہمیں تمہارے مقام کی پہچان ہوگئی ہے۔

آپ فرماتے تھے: جب شیخ تم میں سے کسی ایک کے سامنے ہنسے تو اس سے بچو اور اس کے پاس ادب کے بغیر نہ بیٹھو اور بعض اوقات بارش اور رحمت ہونے کی حالت میں بھی تلوار اور عذاب ہوتا ہے۔

آپ فرماتے تھے:

شیخ نے تمہارے دل میں جس کلام کا پودا لگایا ہے اس میں کوتاہی نہ کرو بعض اوقات یہ شیخ کے وصال کے بعد پھل دیتا ہے کیونکہ ان کی کھیتی میں نقصان نہیں ہوتا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

پس اے بیٹے! تو شیخ سے جو کلام سنے اسے یاد رکھو اگرچہ سننے کے ساتھ ہی اس کا پھل نہ پائے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

☆ دوسروں کے لیے ادبِ شیخ کا نمونہ بنے

مرید کی شان میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے برادران طریقت کے لئے شیخ کے ادب کا دروازہ کھولے (نمونہ بنے) اور ان پر بے ادبی کا دروازہ بند رکھے اور خود پہل کر کے ان کو شیخ کی بے ادبی کے راستے پر نہ چلائے اور اگر اس سے شیخ کی بے ادبی سرزد ہو جائے تو اس پر لازم ہے کہ فوری طور پر اپنا سر ننگا کرے اور اپنے نفس کو جھڑکے تاکہ دوسرے باز رہیں۔

اور اگر مرید انصاف کی نگاہ سے دیکھے تو وہ اپنے آپ کو شیخ پر ظلم کرنے والا پائے گا اور مرید کو اس عمل کی تشویش (اور پریشانی) ہوگی جس کی وجہ سے اس کے دین میں کمی آتی ہے اور مرید کی طرف سے شیخ کی سب سے بڑی بے ادبی یہ ہے کہ وہ اس مجلس میں حاضر نہ ہو جو شیخ نے صبح وشام مریدین کے لئے منعقد کی ہے۔

☆ شیخ کی مجلس نہ چھوڑے

ہر شیخ کی مدد کا حصول اس کے بتائے ہوئے وظائف واوراد (پڑھنے) میں ہے اور جس نے شیخ کا بتایا ہوا وظیفہ چھوڑ دیا وہ اس کی مدد سے محروم ہوا۔ لیکن اگر مرید کسی عذر کی وجہ سے مجلس میں حاضر نہ ہو سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے شیخ سے ذکر کر دے اگر اس کے عذر میں صداقت ہو تو ٹھیک ورنہ شیخ اس پر جرح کرے اور اس کے جھوٹ کو واضح کرے تاکہ وہ اس قسم کے عمل سے توبہ کرے۔

اس کی سچائی کی علامات میں سے ایک علامت یہ ہے کہ وہ اس مجلس کے فوت ہونے پر نادم ہو حتیٰ کہ دنیا کشادہ ہونے کے باوجود اس پر تنگ ہو جائے اور وہ سخت افسوس کی وجہ سے صبح وشام کا کھانا چھوڑ دے نہ وہ لوگوں کا سامنا کرے نہ ہنسے اور نہ ہی خوش طبعی کرے جیسے وہ شخص جس کا عزیز بچہ آج ہی فوت ہوا ہو۔ اور وہ مسلسل پریشان رہے حتیٰ کہ اس کا شیخ اس سے راضی ہو جائے اور یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس مجلس کو چھوڑنے کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے اس کا عذر قبول کر لیا ہے۔

شیخ کے قریب رہنے والے مرید کا ناغہ؟

اے بھائی! جان لو کہ شیخ کے پڑوسیوں پر اپنے شیخ کے ورد و وظیفہ میں روزانہ حاضری لازم ہے اور یہ ان لوگوں سے زیادہ بہتر ہیں جو شیخ سے دور بیٹھے گھروں میں ذکر سنتے ہیں اور خود نہ گھر میں اور نہ تربیت گاہ میں ذکر کرتے ہیں۔

بلکہ شیخ کی جماعت کے لئے مناسب ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں حاضری کے لئے لائیں اور یہ بارگاہ خداوندی کی حاضری ہے دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں کے ہاں حاضری اس کے برابر نہیں ہے۔

اس شخص کی صحبت پر افسوس در افسوس جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا اور اس نے خواہشات نفس کی پیروی کی اور اس کا معاملہ کوتاہی پر مبنی ہے۔

سیدی علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مرید کے لئے مناسب نہیں کہ وہ مجالس ذکر میں حاضر نہ ہونے کے لئے علم میں مشغولیت کو بہانہ بنائے اگر اس کے شیخ نے اسے علم میں مخلص دیکھا ہوتا تو وہ اسے یہ بات نہ کہتے کہ اسے چھوڑ کر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔

کیونکہ جو شخص علم میں مخلص ہوتا ہے وہ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ہم نشین ہوتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ہوتا ہے اور دونوں اس میں برابر ہیں تو وہ اس کو مجلس ذکر کی حاضری کا حکم نہ دیتا تو جب وہ اس کے ہاں ریاضت اور خواہشات کی کثرت دیکھتا ہے تو اس کے لئے کثرت ذکر کا ارادہ کرتا ہے تاکہ اس کا دل روشن ہو اور اس سے پردہ اٹھ جائے پس وہ اپنے آپ کو ریاکاری اور خود پسندی میں دیکھتا ہے تو اس سے طلب مغفرت کرتا اور توبہ کرتا ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

(طَلَبُ الْعِلْمِ اَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ النَّافِلَةِ)

''علم کی تلاش، نفل نماز سے افضل ہے''۔

بعض عارفین فرماتے ہیں: اس سے مراد وہ علم ہے جس میں ریاکاری اور شہرت پسندی داخل نہ ہو حتیٰ کہ یہ (قول) ان نصوص سے نہ ٹکرائے جو ان لوگوں کے بارے میں آئی ہیں جو اپنے علم میں ریاکاری کرتے ہیں۔

مجلس ذکر چھوڑنے پر اظہارِ ملامت

سیدی حضرت یوسف عجمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

ہر اس مرید کے لئے جو مجلس ذکر سے کسی عذر کی وجہ سے یا عذر کے بغیر پیچھے رہتا ہے مناسب ہے کہ اپنے برادران طریقت کی موجودگی میں اپنے نفس کو جھڑ کے مثلاً وہ کہے واہ تمہاری کامیابی تم مجلس میں حاضر ہوئے اور اپنے رب کی مجلس میں بیٹھے۔ اور ہائے میری بدبختی میں اس سے پیچھے رہا۔ ہوسکتا ہے یہ جھڑک اس نقصان کو پورا کرے اور مرید کو چاہئے کہ اس جھڑک کو چھوڑنے میں کبھی بھی چشم پوشی نہ کرے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی مجالس کو چھوڑنے کو معمولی کام قرار دینا اور اپنے بھائیوں کو مجالس منعقد نہ کرنے کی ترغیب ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

(مَنْ لَمْ يُكْثِرِ الذِّكْرَ فَقَدْ بَرِئَ مِنَ الْإِيْمَانِ)[1]

جو شخص کثرت سے ذکر نہیں کرتا وہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

اور قرآن مجید میں منافقین کی صفات یوں بیان کی گئی ہیں:

﴿وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيْلًا﴾[2]

اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر تھوڑا

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جو شخص مجلس ذکر کی حاضری سے پیچھے رہتا ہے اگر اسے مجلس میں حاضری پر مثلاً ایک ہزار دینار دیا جائے تو وہ مجلس سے غیر حاضر نہ ہو، تو ایسا شخص اس بات میں جھوٹا ہے کہ وہ کسی ضرورت (عذر) کے تحت مجلس ذکر سے دور رہا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کی مجلس کے برابر دنیا اور آخرت کی کوئی چیز نہیں۔

اور شاید عذر کو بہانہ بنانے والے سے یہ وعدہ کیا جائے کہ وہ جب بھی مجلس میں حاضر ہوگا اسے ایک دینار دیا جائے گا تو وقت مجلس سے پہلے اس کی ضرورتیں پوری ہو جائیں کیونکہ اسے اس دینار کے نہ ملنے کا خوف ہوگا۔ پس نیکی کرنے کی قوت اور برائی سے بچنے کی طاقت اللہ تعالیٰ ہی عطا کرتا ہے۔

☆ مرشد کی فرماں برداری لازم کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے شیخ کے حکم اور روکنے پر عمل کرے جب وہ اسے کہے کہ ضرورت کے بغیر پاؤں نہ پھیلاؤ اور یہ کہ دنیا (مال) کے عوض قرآن نہ پڑھو اگرچہ شریعت میں ایسا جائز ہے (لیکن وہ شیخ کی بات مانے کیونکہ) شیخ

---

① مجمع الزوائد، کتاب الاذکار، باب فضل ذکر اللہ......الخ، جلد 2، صفحہ 77، مطبوعہ: مؤسسۃ المعارف، بیروت۔

② سورہ نساء آیت 142۔

اسے ترقی کا حکم دیتا ہے اور صوفیاء کرام کے نزدیک قراۃ قرآن کا عوض لینے کی صورت میں (روحانی) ترقی نہیں ہوتی اور جو مرید اپنے مرشد کے آستانے پر اس عمل کا دروازہ کھولتا ہے وہ اپنے شیخ اور اپنے پیر بھائیوں کے حق میں بے ادبی کا مرتکب ہوتا ہے اور بعض اوقات اسے اس کی سزا بیماریوں کی صورت میں ملتی ہے اور اس نے جس قدر مال قرآن پاک کے بدلے میں جمع کیا ہوتا ہے وہ سب (اس بیماری پر) خرچ ہو جاتا ہے۔

☆ شیخ کے دشمنوں سے دشمنی رکھے

اس طرح مرید کی شان سے یہ بات ہے کہ اس کا جو برادر طریقت زاویہ (تربیت گاہ) سے غائب ہے اور اس کا علم نہیں تو رضائے الٰہی کی خاطر اس کا وظیفہ نہ روکے۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں: کہ مرید پر یہ عمل حرام ہے کہ وہ تربیت گاہ میں اپنے شیخ کی بات کو جھٹلانے کے ذریعے ہلکا کردے گویا شیخ ان میں سے کسی ایک کو نکالنے میں اس کی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے پس وہ اور اس کے بھائی اس کے مقابلے میں کہتے ہیں آپ نے اسے کس گناہ کی وجہ سے نکالا ہے اس سے تربیت گاہ میں خرابی پیدا ہوتی ہے بلکہ ان کو چاہئے کہ وہ اس سلسلے میں مرشد کے ہاتھ مضبوط کریں پھر جب وہ سبق سیکھ لے تو شیخ کی اجازت سے اس کی واپسی کی سفارش کریں۔

میں نے شیخ سیدی علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے: مرید کے شیخ کے ساتھ ادب میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھے اور اس کے دوستوں سے دوستی رکھے۔ حدیث میں آیا ہے اور یہ حدیث حسن ہے۔

(اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی يَاْمُرُ بِبَعْضِ الْعِبَادِ اِلَی النَّارِ فَتَقُوْلُ الْمَلَائِكَةُ يَا رَبُّ اِنَّهٗ كَانَ كَثِيْرَ الصَّلٰوةِ وَالصِّيَامِ وَالْحَجِّ يَتَذَكَّرُوْنَ شَيْئًا مِنَ الْقُرُبَاتِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَدْ كَانَ كَذٰلِكَ وَلٰكِنَّهٗ كَانَ لَا يُوَالِيْ مِنْ وَّالَانِيْ وَلَا يُعَادِيْ مِنْ عَادَانِيْ فَتَقُوْلُ الْمَلَائِكَةُ سُحْقًا سُحْقًا)[1]

بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بعض بندوں کو جہنم کی طرف لے جانے کا حکم دے گا تو فرشتے کہیں گے اے رب! یہ تو زیادہ نمازیں پڑھتا تھا، روزے بھی زیادہ رکھتا اور حج کرتا تھا پس وہ اس کی عبادات کا ذکر کریں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اسی طرح تھا لیکن وہ میرے دوستوں سے دوستی اور میرے دشمنوں سے دشمنی نہیں رکھتا تھا۔ تو فرشتے کہیں گے اس کے لئے دوری ہو، دوری ہو۔

☆ شیخ کی تقسیم پر راضی ہو

اسی طرح مرید کے لئے مناسب نہیں کہ جب شیخ کے حجرے میں کوئی تحفہ پھلوں وغیرہ سے آئے اور وہ اس میں سے اسے کچھ نہ دے تو اسے شیخ کی کمزوری قرار نہ دے اور یوں نہ کہے کہ شیخ نے فلاں ہدیہ میں لکڑی کو چھوا، (یعنی کنجوسی کی) اور اس کو اپنے لئے خاص کیا یا اس میں سے ایسے لوگوں کو دیا جو طاقت ور ہیں اور ان سے بہتر ان فقراء کو نہیں دیا جو اپنا پہلو جھکانے والے ہیں بلکہ اس پر واجب ہے کہ شیخ کے عمل کی اچھی تاویل کرے اور کہے کہ میرے آقا نے ہم پر رحمت کرتے ہوئے ہمیں نہیں دیا اور ہو سکتا ہے اس میں کوئی شبہ ہو اور اس میں سے کچھ کھانے سے روکنے میں اس کا احسان ہو۔ پھر تربیت گاہ کے بڑے ساتھیوں پر واجب ہے کہ

---

[1] صحیح بخاری، کتاب القدر، باب العمل بالخواتیم، صفحہ 1134 (مفہوماً)، مطبوعہ: دار السلام، بیروت۔

وہ ہراس ساتھی کو جھڑکیں جو کسی بھی دنیوی سبب سے اپنے شیخ پر اعتراض کرتا ہے اگر وہ اسے نہ جھڑکیں تو ان کے ایک دوسرے کے خلاف بغاوت کا زیادہ ڈر ہے اور وہ سب عذاب کے مستحق ہوں گے۔

☆ شیخ کے کامل ہونے کا قطعی یقین

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے شیخ کے بارے میں اس بات کا قطعی یقین رکھے کہ وہ کامل ہے تاکہ اس سے تردد دور ہو پس اگر مثال کے طور پر تمام شہر والے ایک بات سمجھتے ہوں اور مشائخ کے فہم میں دوسری بات ہو تو مرید پر واجب ہے کہ وہ اس بات کو مقدم کرے جو مشائخ کی سمجھ میں آتی ہے۔

حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صوفیا کی جماعت کا راستہ ہی صراط مستقیم ہے اور یہ سب سے بلند و بالا راستہ ہے کیونکہ راستوں کا شرف ان کی غرض کے شرف کے حوالے سے ہوتا ہے اور اس قوم کے راستے کی غرض حق تعالیٰ کی معرفت اور ان تمام امور میں اس کے ساتھ ادب ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے بطور شریعت آتے ہیں اور اس راستے کی راہنمائی کرنے والا تمام راہنماؤں کا سردار ہے کیونکہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا وارث اور آپ کی شریعت پر عمل کرنے والا ہے اور یہی اس بات کا حق دار ہے کہ اسے "شیخ الاسلام" (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کا وارث اور شیخ کہا جائے۔

☆ کلامِ صوفیاء میں شیخ کا اشارہ سمجھے

مرید کی شان میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب وہ صوفیاء کرام کا کلام پڑھ رہا ہو پھر کوئی ایسا شخص آجائے جو اس پر اعتقاد نہیں رکھتا اور پردے والوں میں سے ہے اور شیخ اسے خاموشی کا اشارہ کرے تو وہ اس کو سنے اور اس کے بعد اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ اسے پڑھے اور اس شخص سے جو پردے میں ہے، جھگڑا کرے۔

اس بات پر صوفیاء کا اتفاق ہے کہ جب ان کے پاس کوئی شخص آئے جو ان کے ذوق اور علوم کا مخالف ہے تو ادب کا تقاضا ہے کہ وہ اپنے کلام کو چھوڑ دیں کیونکہ ان کا علم، انبیاء کرام کے علوم کی طرح ہے جو جھگڑے کو قبول نہیں کرتا حدیث شریف میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لَا يَنْبَغِي التَّنَازُعُ)[1]

باہمی جھگڑا مناسب نہیں ہے۔

شریعت سے تجاوز نہ کرے

صوفیاء کرام کی شان یہ ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے صریح علوم سے تجاوز نہ کریں اور ایسی رائے نہ اپنائیں جس کے لئے ظاہر شریعت کی شہادت نہ ہو جس طرح حضرت ابو القاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارا یہ علم کتاب و سنت سے مضبوط و

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المرض، باب قول المریض قوموا عنی......الخ، رقم الحدیث: 5669، مطبوعہ: دار السلام، بیروت۔

مزین ہے آپ نے اجماع اور قیاس کا ذکر نہیں کیا کیونکہ یہ دونوں (کتاب وسنت سے) ثابت ہوتے ہیں اور ان کی دلالت اس وقت قائم ہوتی ہے جب یہ کتاب وسنت کے موافق ہوں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

ہم نے تنازع (جھگڑے) کی مذمت میں جو بات ذکر کی ہے اس کی وضاحت اس طرح ہے جیسے حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے وہ فرماتے ہیں:

اس قوم (صوفیاء) کے علوم، عقل کے ادراک اور بحث وتمحیص سے خارج ہیں کیونکہ عقل دیکھنے اور بحث کرنے والی ہے قبول کرنے والی نہیں کیونکہ یہ علوم ایسے کشف پر مبنی ہیں جو باطنی طور پر شریعت کے موافق ہے کیونکہ شریعت مطہرہ بھی اسی طرح ہے تم دیکھو گے کہ اس کے اکثر احکام کی حکمت تک عقل کی رسائی ظاہری نگاہ کے طور پر نہیں بلکہ معلم کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسے (مرید کو) حکم کی مخفی حکمتوں سے آگاہ کرے۔ واللہ اعلم

مشاہدات کی مخالفت کیلئے دلائل ضروری ہیں

جو شخص اپنے معائنہ اور مشاہدہ کے بارے میں خبر دے تو کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ اس کی لائی ہوئی بات میں نص صریح یا اجماع کے ساتھ استدلال، کے بغیر جھگڑا کرے اگر وہ مرید ہے تو اس پر لازم ہے کہ تسلیم اور تصدیق کرے جب مرید اپنے مرشد کے قول کی تصدیق نہ کرے تو وہ کب فلاح پائے گا؟

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

مرید کے لئے مناسب نہیں کہ وہ کلام کرے مگر علم میں سے جس چیز کا مشاہدہ اور معائنہ کرے اس پر خاموشی واجب ہے اور فکر مکروہ ہے کیونکہ یہ (فکر) بعض اوقات اسے مقصود سے نکال دیتا ہے تو وہ دھوکے میں پڑ جاتا ہے اور اپنی ہلاکت کے لئے کوشش کرتا ہے اس کا حجاب کشف ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب کی بارگاہ خاص سے دور کر دیا جاتا ہے۔

فرماتے ہیں: شیخ کے لئے زیادہ مناسب بات یہ ہے کہ جب وہ مرید کو دیکھے کہ وہ نظریات میں اپنی عقل کے استعمال کی طرف جھکاؤ رکھتا ہے اور اپنے شیخ کی رائے کی طرف توجہ نہیں کرتا تو وہ (شیخ) اسے اس کی منزل سے پھینک دے ورنہ اس بات کا ڈر ہے کہ وہ اپنے دیگر ساتھیوں کو خراب کر دے کیونکہ سچے مرید کی نظر ہمیشہ اپنے شیخ کے قول پر رہتی ہے۔ واللہ اعلم۔

☆ اپنے قلبی مرض سے شیخ کو آگاہ کرنا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ جب اس کے دل سے اس کے شیخ کی عزت گر جائے تو وہ اپنے شیخ کو اس بات کی خبر دے تاکہ وہ اس عاجز کر دینے والے مرض کا علاج کرے یا تو اسے اپنی صحبت سے نکال دے یا ایسا طریقہ استعمال کرے جو اس سے وہ پردہ دور کر دے جو گناہ وغیرہ کی وجہ سے اس پر طاری ہو اور جب اسے دور کرے تو یہ دل سے دوری ہو الفاظ کے ذریعے نہیں البتہ سیاست نامہ (تربیت نامہ) ہو تو ایسا کر سکتا ہے۔ کیونکہ شیخ پر اعتراض کرنے والا سب سے بڑا دشمن ہے اور وہ باقی فقراء، کے فساد

سے ڈرتے ہوئے اس کو برداشت نہ کرے اس مرض میں مبتلا ہونے والے زیادہ لوگ وہ ہیں جو شیخ کے پاس زیادہ بیٹھتے ہیں۔

شیخ کی تین مجلسوں میں شرکت کرے

یہی وجہ ہے کہ صوفیاء کرام فرماتے ہیں: شیخ کے لئے تین مجالس ضروری ہیں۔

1-عام لوگوں کے لئے مجلس 2-خاص لوگوں کے لئے مجلس 3- مجلس سرزنش یعنی وہ مجلس جس میں وہ ہر مرید کی الگ الگ سرزنش کرے پھر ہر قسم کی مجلس کبھی کبھی دو دن کے بعد یا کئی دنوں کے بعد ایک دن۔ اس میں مرید کے لئے بھلائی مقصود ہو (شیخ کا) تکبر نہ ہو۔ اس طرح طبعی ناموس قائم ہوتی ہے۔ مجلس عامہ کی شرط یہ ہے کہ جو بھی مرید دوسروں کے ساتھ حاضر ہوا ہے اسے نہ چھوڑے۔ جب ان سے چشم پوشی کرے گا تو گویا اس نے ان سے دھوکہ کیا ہوگا۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

مجلس عامہ میں ان کو نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی ترغیب دے اور ان اعمال کے فوائد بھی بتائے اور ان کو احوال (تصوف) کرامات اور بزرگوں کے طور طریقے نہ بتائے کیونکہ وہ ان راستوں پر چلنے کی طاقت نہیں رکھتے مجلس خاصہ کی شرط یہ ہے کہ وہ ان کو اذکار، خلوتوں اور ریاضتوں نیز اس طریقے کے بیان سے جو اس تک پہنچاتی ہیں نہ نکالے (یعنی ان کو یہ باتیں بتائے)۔

اور جو ایک ایک مرید کے لئے مجلس ہے اس کی شرط یہ ہے کہ اس کو جھڑ کے اس (کے دل) کھنکھٹائے اور اس کے نیک عمل کو اس کی نگاہ میں حقیر قرار دے اور کہے اے میرے بیٹے! تمہارا مقام سچے لوگوں کے مقام سے کم ہے اس کی کم ہمتی پر اسے تنبیہ کرے۔ پس معلوم ہوا کہ مرید کے لئے مناسب نہیں کہ وہ شیخ کے پاس بیٹھنے کی ہر اس وقت اجازت مانگے جب وہ چاہے۔ کیونکہ شیخ کے پاس اگر چہ کوئی شخص بیٹھا ہوا نہ ہو پھر بھی وہ اپنے دل کے ساتھ اپنے رب کے ہاں حاضر ہوتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی طرف توجہ کی فرصت نہیں ہوتی جس طرح نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

(لِیْ وَقْتٌ لَایَسَعُنِیْ فِیْہِ غَیْرُ رَبِّیْ)[1]

میرے لئے ایک وقت ہے جس میں میرے ساتھ میرے رب کے علاوہ کسی کی گنجائش نہیں ہوتی۔

اس بات کو سمجھ لو! یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ جب مرید اپنے شیخ کے سامنے کوئی واقعہ ذکر کرے جو اس کے لئے واقع ہوا ہو تو شیخ کو جواب کا مکلف نہ بنائے اور نہ ہی طریقت کے احوال کے بارے میں سوال کرے بلکہ جب شیخ اسے جواب نہ دے تو اس پر راضی رہے بلکہ مشائخ کرام فرماتے ہیں کہ اس کے لئے مناسب ہے کہ جب وہ اس کے سوال کا جواب نہ دے تو اسے ایسے اعمال (کا حکم) دے جو اس کے سوال سے پردہ ہٹا دے تا کہ وہ اپنی طلب سے اعلیٰ اور اشرف کی طرف ترقی کرے اگر وہ اس کا اہل ہو بے شک جس شخص کا علم اس کے مقام سے سبقت کر جائے تو بعض اوقات وہ علم کو کافی سمجھتا ہے اور کسی ذوق کے بغیر اپنے شیخ کے مقام کا دعویٰ کرتا ہے۔ واللہ اعلم

---

[1] الأسرار المرفوعۃ فی الأخبار الموضوعۃ، جلد1، صفحہ 299۔

غیر کی صحبت سے رُک جائے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ جب اس کا مرشد اسے اپنے برادران طریقت یا کسی دوسرے شیخ کے شاگردوں کے ساتھ بیٹھنے سے روکے تو اسے کھلے دل سے قبول کرے کیونکہ اس وجہ سے مریدین بہت جلد نقصان کا شکار ہو جاتے ہیں۔ خصوصاً جب مرید اپنے شیخ کے بارے میں کمزور عقیدے کا مالک ہو اور اس کے پھسلنے کا خطرہ ہو بلکہ اگر وہ ثابت قدم ہو اور اس سے ریا کاری نیز اس شیخ کی جماعت کے پاس اپنی ذات کی پاکیزگی بیان کرنے کا خوف ہوتا ہے۔ کیونکہ نفس ان لوگوں کے ہاں اپنے مناسب فضائل کے ذکر کا مشتاق ہوتا ہے جو اس کو نہیں جانتے مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے۔

خلاصہء کلام یہ ہے کہ مریدین کو ایک دوسرے کے پاس جمع نہیں ہونا چاہیے، چاہے وہ ایک شیخ کی جماعت ہو یا کسی دوسرے شیخ کی جماعت ہو اس کی آفات بہت زیادہ ہیں۔ ان کو صرف وظائف کی مجلس یا شیخ کے ہاں جمع ہونا مناسب ہے اور جو مرشد اپنے مرید کو بحث مباحثہ کی مجالس میں جمع ہونے کے حوالے سے چشم پوشی کرتا ہے وہ اسے دھوکہ دیتا ہے البتہ یہ کہ وہ مرید بدبخت ہو اس طرح کہ شیخ کے روکنے کے باوجود اس قسم کے کام سے نہ رُکے۔ پس اس وقت شیخ کو چاہئے کہ اس سے خاموشی اختیار کرے اگر اس کا اجتہاد اس نتیجے پر پہنچے کہ اس سے خاموشی اس کے دین کے لئے زیادہ نفع بخش ہے اس طرح کہ اس کی طرف سے مخالفت کم ہوگی اور شیخ کو چاہئے کہ کسی دوسرے شخص کو نصیحت کرے اور مرید پر لازم ہے کہ اسے سنے۔

بدنصیب مرید

مریدین کی طرف سے مشائخ کے ساتھ خیانت بہت زیادہ ہے اور ان لوگوں نے ارادت کے طریق سے صرف نام پایا ہے پس شیخ اپنے نفس کو اپنے اکثر تلامذہ کی جانب سے نفع حاصل نہ ہونے کا عادی بنائے جس طرح گزشتہ دور کے اکثر مشائخ نے کیا ہے۔

بعض اوقات شیخ ایک ہزار سے زائد کو تلقین کرتا ہے اور ان میں سے صرف ایک کامیابی حاصل کرتا ہے میں نے اپنے آقا علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے: اس زمانے میں مرشد کو عام مریدین سے بہت زیادہ بچنا چاہئے ان میں سے زیادہ سچے نہیں وہ ایک عرصہ گزرنے کے بعد اپنے مرشد سے جدا ہو جاتے ہیں اور اس کے دشمنوں کے ساتھ اکٹھے ہوتے ہیں پھر ان لوگوں کے پاس اپنے مرشد کی شان میں طعنہ زنی کرتے ہیں اور جو شخص پوچھے کہ تم اپنے مرشد سے الگ کیوں ہوئے ہو تو وہ کہتے ہیں اس سے جو کچھ پوچھا جاتا وہ سب باتیں نہیں جانتا تھا اور اگر ہمیں اس سے کچھ بھی حاصل ہوتا تو ہم اس سے جدا نہ ہوتے پس وہ اپنی پاکیزگی بیان کرتے اور اپنے شیخ پر جرح کرتے ہیں۔

فرماتے ہیں: انہوں نے جو کچھ بیان کیا وہ ہم نے دیکھا ہے کہ ہمارے بعض ساتھیوں کی طرف سے ایسا ہوا ہے اور خیر خواہی ایمان کا حصہ ہے۔

میں کہتا ہوں اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ تمام اولاد آدم قدرت الٰہیہ کے اسرار کے تحت ہے اور وہ ہر سانس پر بدلتے رہتے ہیں اس سے صرف معصوم ہی بچ سکتا ہے۔ سمجھ دار آدمی وہ ہے جو کسی شخص پر اعتماد نہیں کرتا کیونکہ وہ شخص (جس پر اعتماد کیا) اپنے آپ کو تبدیلی سے بچانے پر قادر نہیں بلکہ زبردستی اس پر تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

☆ شیخ کی صحبت کا مقصد صرف حصول تربیت

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ شیخ کی صحبت صرف تربیت حاصل کرنے کے لئے اختیار کرے کوئی دوسری وجہ نہ ہو مثلاً کھانا، پینا اور وظیفہ وغیرہ۔

پس جو شخص ان وجوہات یا ان کے علاوہ کی بنیاد پر شیخ کی صحبت میں داخل ہوتا ہے تو جب تک اس کے یہ اسباب موجود ہوں وہ کامیابی حاصل نہیں کرسکتا اور جب شیخ کو معلوم ہو جائے کہ مرید نے تربیت کے لیے صحبت میں کسی دوسری علت مثلاً کھانے وغیرہ کو شریک کرلیا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اسے اس سے نکال دے اور اسے حکم دے کہ وہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھائے اور وہ تنہائی میں کثرت سے ذکر کرتے تاکہ وہ یقین کی تربیت حاصل کرسکے کیونکہ مرید کے لئے یقین کی تربیت حاصل کرنا جماعت کے ساتھ ذکر وغیرہ میں مشغول ہونے سے مقدم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ کے پاس بیٹھنے والے اکثر مریدین اپنے مرشد سے نفع حاصل نہیں کرسکتے ہیں کیونکہ وہ اپنے پیٹ کے غلام ہیں۔ [1]

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

ایسے مرید کے لئے یقین کا پروان چڑھنا محال ہے جب اس کا شیخ اس پر خرچ کرے اور اس کی خوراک اور لباس مہیا کرے اور جس مرید کے بارے میں شیخ محسوس کرے کہ وہ اس (کھانے وغیرہ) کی طرف میلان رکھتا ہے تو صوفیاء کرام کی اصطلاح میں اس شیخ پر واجب ہے کہ وہ اسے نکال باہر کرے اور وہ ان جگہوں اور ایسے مقامات پر بیٹھنے کا حکم دے جہاں لوگوں کی آمد ورفعت کم ہو اور وہاں اسے کوئی نہ جانتا ہو اور جس جگہ لوگ اسے جانتے ہوں اسے اس جگہ سے پھیر دے اور اس سے کہے کہ تم پر علیحدگی اختیار کرنا اور صاف دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ذات میں مشغول ہونا لازم ہے اور شیخ کو چاہئے کہ ہمت کے ساتھ اس کی مدد کرے اگر ایسا نہ ہو تو سیاست کے ذریعے ایسا کرے (اس کے امور کی ذمہ داری قبول کرے)۔

اور جب مرید ایسی جگہ بیٹھے جس میں کسی کا گزر نہ ہو اور اسے بھوک لگے تو لازمی طور پر اللہ تعالیٰ اس پر (رحمت کا دروازہ) کھول دے گا یا تو صبر اور یقین کے ساتھ یا ایسی چیز کے ساتھ جسے وہ کھائے حتیٰ کہ وہ جلد ہی اسے یقین کامل حاصل ہو جائے اور جب اسے فوری طور پر یقین کامل حاصل ہو جائے اور شیخ کو معلوم ہو جائے کہ اس کے نزدیک اس کا خانقاہ میں بیٹھنا اور جنگل میں بیٹھنا برابر ہے اس مقام پر وہ اس بات کی صلاحیت رکھتا ہے کہ وہ اس شیخ کے پاس خانقاہ میں بیٹھے۔ واللہ اعلم

☆ مرشد کا محاسبہ نہ کرے

مرید کی شان سے یہ بات ہے کہ وہ اپنے شیخ کے ساتھ باادب رہے اور وہ اس کے حال، حرکت اور سکون کے تجسس میں نہ رہے اور نہ اس بات کا شوق رکھے اور وہ اس کی نیند، کھانے، پینے اور غسل جنابت سے آگاہی حاصل نہ کرے اور جو مرید اس قسم کی باتوں کے تجسس میں رہتا ہے وہ نفرت کا شکار ہو جاتا ہے کیونکہ اکثر مریدین کمزور حال والے ہوتے ہیں اور جب وہ کسی بات پر مطلع

---

[1] مختلف دینی محافل میں صرف ''لنگر'' کھانے کے ارادہ سے جانے والے اس پر غور وفکر کریں۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

ہوتا ہے تو اس کے دل میں مرشد کی عزت کم ہو جاتی ہے کیونکہ وہ کامل لوگوں کے حالات سے اور ان کے مشاہدات کی معرفت سے بے خبر ہوتا ہے۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

مرشد کو چاہئے کہ مرید جب اس کے حالات کا تجسس کرے تو وہ اس سے چشم پوشی نہ کرے بلکہ اس پر واجب ہے کہ اس کی اصلاح کی خاطر اس کو جدا کرے اور جھڑک دے۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جب مرید ان کو اپناتا ہے تو اس نے اپنے شیخ سے جس قدر نفع حاصل کیا ہے وہ ضائع ہو جاتا ہے اور وہ زیادہ کھانا اور مرشد کے سونے، کھانے یا جماع پر مطلع ہونا ہے پس سچے مرید کو اس قسم کی باتوں سے بچنا چاہئے۔

☆ مرشد کے بارے میں اعتقاد میں اضافہ کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ جب مرشد لوگوں کے درمیان پردے میں ہو تو اس کے بارے میں اس (مرید) کے عقیدہ میں اضافہ ہو جائے، کیونکہ سچے لوگوں کی یہی صورت حال ہوتی ہے جب ان کی عمر بڑھ جاتی ہے تو ان کی پوشیدگی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

حضرت رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے کامل اولیاء کرام کے بارے میں سنت الٰہیہ جاری ہے کہ وہ ان کو ان لوگوں سے پردے میں رکھتا ہے جو ان کی جنس سے نہیں ہیں حتیٰ کہ اہل ظاہر میں سے کوئی بھی ان کو پہچاننے کے قریب نہیں ہوتا۔

حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

(اِنَّ اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ قِبَائِیْ لَایَعْرِفُهُمْ غَیْرِیْ) ①

بے شک میرے اولیاء میری قباء کے نیچے ہیں میرے علاوہ ان کو کوئی نہیں جانتا۔

میں کہتا ہوں اس (حدیث) میں چند احتمالات ہیں یہ بھی احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غیر کو ان کی حقیقت کی معرفت بالکل نہ ہو، یا ان کے بالفعل ولی ہونے سے پہلے غیر اللہ کو ان کی پہچان نہ ہو یا قبائے خداوندی کے نیچے آنے کے بعد ان کی معرفت غیر خدا کو نہ ہو۔ اس کے علاوہ بھی احتمالات ہیں۔ واللہ اعلم

فرماتے ہیں: (واصلین میں سے) کامل لوگوں کے مخفی ہونے کا سبب یہ ہے کہ طالبین میں سچائی کم ہے بے شک اکثر مریدین کی طلب طریقت، نفسانی خواہشات اور سیدھے راستے سے بھٹکانے والی خواہشات سے ملی ہوئی ہے۔ بہت سے ایسے لوگ ظاہر ہوئے، جنہوں نے معرفت، طریقت کا دعویٰ کیا لیکن وہ ان میں سے نہیں تھے پس لوگوں نے سچوں کو جھوٹوں پر قیاس کیا اور

---

① عین الفقر، باب سوم، صفحہ 78، مطبوعہ: شبیر برادرز لاہور

جھوٹے لوگوں کا معاملہ امراء اور اکابر کے ہاں رواج پذیر ہو گیا اور عازمین کا معاملہ تعطل کا شکار ہو گیا اور معاملہ یوں ہو گیا کہ جھوٹوں کے پاس بیٹھنے والوں کو سچوں کے پاس بیٹھنے والوں پر ترجیح دی جانے لگی اور تمہارا معاملہ یوں ہو گیا کہ تم عام لوگوں سے کہتے ہو کہ فلاں شخص اولیاء اللہ میں سے ہے تو کوئی بھی تمہاری تصدیق نہیں کرتا اور جواب ملتا ہے یہ سب لوگ مصیبت زدہ ریاکار ہیں۔

اسی لئے حضرت رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

شیخ کسے بنائے؟

سچے مرید پر لازم ہے کہ وہ ہر ایک کی صحبت اختیار کرنے میں جلدی نہ کرے بلکہ انتظار کرے اور اپنے شہر کے مشائخ کے احوال کو دیکھے پس جس کو دیکھے کہ وہ دنیا میں رغبت نہیں رکھتا اور پوشیدگی کو پسند کرتا ہے، شہرت کو ناپسند کرتا ہے اس کے اعمال کتاب و سنت کے موافق ہیں قریب نہیں کہ وہ بائیں طرف والے کاتب فرشتے کو یوں پائے کہ وہ اس کے خلاف (اس کے نامہ اعمال میں برے اعمال) لکھے، اس کے اوقات ضائع ہونے سے محفوظ ہوں تم اسے صرف جائز کام میں دیکھو تو مرید پر لازم ہے کہ ایسے شخص کی شاگردی اختیار کرے اور اس کی خدمت میں مصروف ہو جائے۔ (اس کا مرید بنے) خاص طور پر جب اس کے زمانے کے فقراء اس کی صداقت کی گواہی دیں اور وہ کسی شیخ مرشد کی اجازت سے مسند نشین ہوا ہو۔ واللہ اعلم

☆ باپ دادا کے مرشد ہونے پر قناعت نہ کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ فقر کے راستے میں اپنے آباؤ اجداد پر قناعت نہ کرے جس طرح عام مشائخ کی اولاد کا طریقہ ہے بلکہ اس پر لازم ہے کہ اپنے لئے مرشد کا انتخاب کرے جو اس کی تربیت کرے، شیخیت (بزرگی) وراثت سے نہیں بلکہ محنت اور کوشش سے حاصل ہوتی ہے۔

حضرت رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کسی مرشد کے لئے مناسب نہیں کہ مشائخ کی اس اولاد سے عہد و پیمان لینے میں جلدی کرے جو اپنے آباؤ اجداد پر شیخی بگھارتے ہیں بلکہ پہلے طلب طریقت میں اس کے صدق اور امر و نہی میں داخل ہونے کے سلسلے میں ان کا امتحان لے کیونکہ ان میں سے اکثر اپنے آپ کو اپنے زمانے کے تمام ظاہر مشائخ جن کے لئے زمانہ ماضی میں طریقت کا سلسلہ نہیں ہے، سے افضل سمجھتے ہیں بلکہ میں نے ان میں سے ایک سے سنا وہ کہتا تھا کہ میں کسی شخص کا معتقد نہیں ہوں جس کا باپ تابوت میں نہ ہو یہ بات ایک شیخ تک پہنچی جس کا باپ تابوت میں نہیں تھا اس نے اپنے باپ کے لئے ایک پردہ اور تابوت بنایا تو یہ سب باتیں عقل کی کمی کی وجہ سے ہیں۔

حضرت رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں نے مشائخ کی اولاد میں سے ایک جماعت جو علم کے بغیر محض اپنے لباس پر قناعت کر رہے تھے؛ عہد لیا تو ان میں سے کسی ایک نے بھی اچھا نتیجہ نہ دیا اور مجھے معلوم ہوا کہ میں نے ان لوگوں کے ساتھ اپنی محنت کو ضائع کیا خاص طور پر کسی آدمی کے شیخ کی اولاد کہ وہ اپنے والد کے مریدین میں سے کسی بھی شخص سے ادب حاصل کرنے سے دور رہتے ہیں اگرچہ وہ طریقت میں

انتہائی درجہ پر فائز ہو جائے وہ کہتے ہیں اس شخص نے تربیت ہمارے والد سے حاصل کی ہے لہٰذا اہم اصل ہیں۔

پس اے بھائی! اس ظالم سے بچنا کہ اس قسم کے لوگ تمہاری شاگردی اختیار کریں اور تم ان کے بارے میں وہ فیصلہ کرو جو ان کے غیر کے بارے میں کر رہے ہو یہ بات بہت بعید ہے لیکن اگر تم چاہتے ہو کہ ان کو نصیحت کرو تو ان کے والد کی زبان میں بعید طریقہ سے نصیحت کرو تم کہو مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ کے والد گرامی کے اخلاق اس طرح تھے اور وہ مجھے فلاں فلاں بات کی نصیحت کرتے تھے اور تم ان (اپنے مرشدزادوں) کی صفات خبیثہ کو اپنی ذات کی طرف نسبت کرتے ہوئے بیان کرو۔

(میں مصنف) کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے شیخ الشیخ محمد الشناوی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کی حفاظت فرمائی ہے چنانچہ ان کے صاحبزادے شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے بہت زیادہ محبت کرتے اور میرے سامنے بہت زیادہ جھکتے تھے۔ اسی طرح شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے جو ہمارے زمانے میں ہیں (کی حالت ہے) اللہ تعالیٰ ان حضرات کی برکات سے ہمیں نفع عطا فرمائے قریب ہے کہ یہ حضرات ''اخلاق محمدیہ'' میں اپنے گزشتہ مشائخ کے مقام سے بڑھ جائیں اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو۔

جعلی شیخ سے بچنا

حضرت رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہمارے زمانے میں ایک جماعت اپنے مشائخ کی اجازت کے بغیر سجادہ نشین ہو گئی اور وہ علم طریقت کے بغیر مریدین سے عہد و پیمان لینے لگے (بیعت کرنے لگے) تو انہوں نے اصلاح کے مقابلے میں فساد زیادہ پھیلایا اور ان پر طریقت کے ڈاکوؤں کا گناہ لازم ہوا اور بعض اوقات یہ ''ڈاکہ'' (طریقت کا ڈاکہ) دوسرے ڈاکے (مال کے ڈاکے) سے بڑا گناہ بن جاتا ہے اور ایسے لوگ انسان کے لباس میں شیطان ہیں (حضرت رازی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت مکمل ہو گئی)۔

حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے آقا احمد الزاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

ہر قلندری، حیدری اور ملاحتی فقراء کو مطلقاً فقیر یعنی ولی یا صوفی فقیر کہنا مناسب نہیں کیونکہ ان میں سے زیادہ لوگ شریعت سے خارج ہیں جس طرح آپ نے فرمایا:

اسی طرح اکثر فقراء احمدیہ رفاعیہ بسطاعیہ ادھمیہ مسلمیہ اور دسوقیہ (مختلف مشائخ کی طرف منسوب) کا حکم ہے بے شک ان کے افعال کو ان کے مشائخ کا وہ طریقہ جھٹلاتا ہے جس طریقے پر وہ تھے یعنی صدق، زہد، کرامات خوارق (عادت کے خلاف امور) اور کتاب و سنت کے ظاہر پر قائم رہنا لہٰذا کسی بھی مرید کو ایسے لوگوں سے ادب سیکھنے کا مشورہ نہ دیا جائے بلکہ ان کے لئے ان کی مجالس کو چھوڑنا زیادہ بہتر ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

کہ وہ ضابطہ جس کے ذریعے سچے اور جھوٹے میں امتیاز ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ہم جس شخص کو دیکھیں کہ وہ کتاب و سنت کے ظاہر پر عمل پیرا ہے مشائخ کی ان سیرتوں کے مطابق جو امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ (رسالہ قشیریہ) اور امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کی ''الحلیہ'' (حلیۃ الاولیاء) میں منقول ہیں کے مطابق اہل طریقت کے آداب سے موصوف ہے وہ اپنے دعویٰ میں کہ وہ شیخ ہے، سچا ہے پس ہم پر

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

اسی طرح حضرت یافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوا انہوں نے اپنی کتاب "المنھاج" میں ذکر کیا کہ پندرہ سال تک ان کے خیالات میں جھگڑا رہا ان کا ایک خیال ان کو علماء کے طریقے پر علم میں مشغولیت کی دعوت دیتا اور دوسرا خیال صوفیاء کے طریقے پر مشغولیت کی دعوت دیتا تھا۔ ①

وہ فرماتے ہیں: فقہاء کرام مجھے اپنی موافقت کا مشورہ دیتے اور وہ کہتے کہ ہمارے طریقے میں ہمارے غیر کا طریقہ بھی شامل ہے اور ہمارے غیر کے طریقے میں ہمارا طریقہ شامل نہیں میں نے پوری توجہ کے ساتھ دل سے یہ دعا مانگی۔ یا اللہ! ان دونوں طریقوں میں سے جو طریقہ تیرے زیادہ قریب ہے، اسے میرے لئے واضح کردے۔

ایک دن میں "شارع زبید" میں سے ایک راستے پر چل رہا تھا کہ ارباب احوال (صوفیاء) میں سے ایک شخص سے میری ملاقات ہوئی اس نے کہا تم کب تک صوفیاء کے طریقے پر شک کرتے رہو گے اس پر چلو یہ طریقہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ قریب ہے۔

فرماتے ہیں: میں نے اس سے کہا کہ میں وضاحت چاہتا ہوں اس نے کہا ہاں! وہ آستانے میں داخل ہوا اور کہا کہ فلاں عالم کے پیچھے کسی کو بھیجو اور یہ ان علماء میں سے تھا کہ شیخ کے خیال میں اس وقت اس کے سلام کا جواب نہ دیا جائے جب وہ سلام کرے۔ نقیب اس کی طرف چلا گیا تو شیخ نے حاضرین سے کہا کہ جب وہ آئے تو اس کے سلام کا جواب نہ دینا نہ اس کے لئے کھڑے ہونا اور نہ ہی مجلس میں کشادگی پیدا کرنا انہوں نے ہم سے آپ کی بات سنی اور تسلیم کی جب وہ عالم آیا اور اس نے کہا "السلام علیکم"، لیکن کسی نے بھی اس کے سلام کا جواب نہ دیا اس نے کہا یہ کام تم پر حرام ہے وہ بیٹھنے لگا تو کسی نے جگہ نہ دی اس نے کہا تم نے سنت کی مخالفت کی ہے۔

شیخ نے کہا یہ فقراء تمہارے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی بات رکھتے ہیں۔

اس نے کہا میں اپنے دل میں ان کے بارے میں کئی باتیں رکھتا ہوں اور اپنی ہتھیلی کی تمام انگلیوں سے اشارہ کیا شیخ نے کہا (اُنْظُرْ یَا یَافِعِیُّ مَا اَثْمَرَهُ عِلْمُهُ هٰهُنَا) اے یافعی! دیکھو اس شخص کو علم نے کیا فائدہ دیا؟

پھر نقیب سے کہا فلاں فقیر کو بلاؤ اور ان لوگوں کو حکم دیا کہ نہ اس کے سلام کا جواب دیں نہ اس کے لئے کھڑے ہوں اور نہ ہی مجلس میں جگہ دیں انہوں نے اس کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا وہ مسکرانے لگا اور کہا میں اللہ تعالیٰ سے بخشش کا سوال کرتا ہوں پھر

---

① اسی قسم کا معاملہ ڈاکٹر محمد اقبال کے ساتھ بھی تھا کہ کبھی وہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم عالم و فاضل و فلسفی کی پیروی کا سوچتے تو کبھی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا دامن تھامنے کا خیال آتا۔ جیسا کہ ان کا شعر ہے۔

میری زندگی کی راتیں اسی کشمکش میں گزریں
کبھی قیل و قال رازی کبھی سوز و ساز رومی

آخر میں انہوں نے فیصلہ کیا کیا؟ کہا جیت گیا ہے رومی اور ہار گیا ہے رازی۔ یعنی وہ مولانا روم کے بیعت ہوئے اور خود کو مرید ہندی کہتے اور مولانا روم کو پیر رومی کہتے۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

اسی طرح حضرت یافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوا انہوں نے اپنی کتاب "المنهاج" میں ذکر کیا کہ پندرہ سال تک ان کے خیالات میں جھگڑا رہا ان کا ایک خیال ان کو علماء کے طریقے پر علم میں مشغولیت کی دعوت دیتا اور دوسرا خیال صوفیاء کے طریقے پر مشغولیت کی دعوت دیتا تھا۔ [1]

وہ فرماتے ہیں: فقہاء کرام مجھے اپنی موافقت کا مشورہ دیتے اور وہ کہتے کہ ہمارے طریقے میں ہمارے غیر کا طریقہ بھی شامل ہے اور ہمارے غیر کے طریقے میں ہمارا طریقہ شامل نہیں میں نے پوری توجہ کے ساتھ دل سے یہ دعا مانگی۔ یا اللہ! ان دونوں طریقوں میں سے جو طریقہ تیرے زیادہ قریب ہے، اسے میرے لئے واضح کردے۔

ایک دن میں "شارع زبید" میں سے ایک راستے پر چل رہا تھا کہ ارباب احوال (صوفیاء) میں سے ایک شخص سے میری ملاقات ہوئی اس نے کہا تم کب تک صوفیاء کے طریقے پر شک کرتے رہو گے اس پر چلو یہ طریقہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ قریب ہے۔

فرماتے ہیں: میں نے اس سے کہا کہ میں وضاحت چاہتا ہوں اس نے کہا ہاں! وہ آستانے میں داخل ہوا اور کہا کہ فلاں عالم کے پیچھے کسی کو بھیجو اور یہ ان علماء میں سے تھا کہ شیخ کے خیال میں اس وقت اس کے سلام کا جواب نہ دیا جائے جب وہ سلام کرے۔ نقیب اس کی طرف چلا گیا تو شیخ نے حاضرین سے کہا کہ جب وہ آئے تو اس کے سلام کا جواب نہ دینا نہ اس کے لئے کھڑے ہونا اور نہ ہی مجلس میں کشادگی پیدا کرنا انہوں نے ہم سے آپ کی بات سنی اور تسلیم کی جب وہ عالم آیا اور اس نے کہا "السلام علیکم" لیکن کسی نے بھی اس کے سلام کا جواب نہ دیا اس نے کہا یہ کام تم پر حرام ہے وہ بیٹھنے لگا تو کسی نے جگہ نہ دی اس نے کہا تم نے سنت کی مخالفت کی ہے۔

شیخ نے کہا یہ فقراء تمہارے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی بات رکھتے ہیں۔

اس نے کہا میں اپنے دل میں ان کے بارے میں کئی باتیں رکھتا ہوں اور اپنی ہتھیلی کی تمام انگلیوں سے اشارہ کیا شیخ نے کہا (اُنْظُرْ یَا یَافِعِیْ مَا اثمرۃُ عِلْمُ ھٰھُنَا) اے یافعی! دیکھو اس شخص کو علم نے کیا فائدہ دیا؟

پھر نقیب سے کہا فلاں فقیر کو بلاؤ اور ان لوگوں کو حکم دیا کہ نہ اس کے سلام کا جواب دیں نہ اس کے لئے کھڑے ہوں اور نہ ہی مجلس میں جگہ دیں انہوں نے اس کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا وہ مسکرانے لگا اور کہا میں اللہ تعالیٰ سے بخشش کا سوال کرتا ہوں پھر

---

[1] اسی قسم کا معاملہ ڈاکٹر محمد اقبال کے ساتھ بھی تھا کہ کبھی وہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم عالم وفاضل وفلسفی کی پیروی کا سوچتے تو کبھی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا دامن تھامنے کا خیال آتا۔ جیسا کہ ان کا شعر ہے۔

میری زندگی کی راتیں اسی کشمکش میں گزریں
کبھی قیل و قال رازی کبھی سوز و ساز رومی

آخر میں انہوں نے فیصلہ کیا کیا؟ کہا جیت گیا ہے رومی اور ہار گیا ہے رازی۔ یعنی وہ مولانا روم کے بیعت ہوئے اور خود کو مرید ہندی کہتے اور مولانا روم کو پیر رومی کہتے۔ (ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

جوتوں کے پاس کھڑا ہو گیا اور جوتے سر پر رکھ دیئے اور رونے لگا لیکن کسی نے بھی اس کی طرف توجہ نہ کی۔

شیخ نے کہا آپ کے بارے میں فقراء کے دلوں میں کوئی بات ہے۔اس نے کہا: (اَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

شیخ نے حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: (اُنْظُرْ مَا اَثْمَرَتْهُ صُحْبَةُ الْفُقَرِ) دیکھا فقراء کی صحبت نے اسے کتنا فائدہ دیا۔

حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس وقت سے اس قوم (صوفیاء کرام) کے طریقے کی طرف مکمل طور پر متوجہ نہ ہوا یہاں تک کہ وہ کچھ ہوا جو ہوا۔

شیخ عزالدین رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

حضرت شیخ عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ شروع شروع میں صوفیاء کے شدید ترین منکر تھے اور فرماتے تھے کیا اس علم کے علاوہ جو ہمارے پاس ہے، کوئی اور طریقہ بھی ہے جس کے ذریعے قربِ خداوندی حاصل ہوتا ہے؟ جب وہ حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں گئے اور ان کی شاگردی اختیار کی تو وہ اس قوم (صوفیاء کرام) کے طریقے کی تعریف کرنے لگے وہ فرماتے تھے یہ وہ لوگ ہیں جو شریعت کے قواعد پر بیٹھے ہوئے ہیں ان کے علاوہ لوگ رسموں کو اپنائے ہوئے ہیں اور فرمایا کہ میرے اس قول کی سب سے زیادہ سچی دلیل یہ ہے کہ کبھی کسی فقیر سے کرامت ظاہر نہیں ہوئی اگر چہ وہ علم کی انتہا کو پہنچ جائے مگر یہ کہ وہ ان لوگوں کے طریقے پر عمل کرے کیونکہ کرامات، معجزات کی فرع ہیں اور یہ شریعت کی سچی اتباع کی دلیل ہے۔ (حضرت شیخ عزالدین رحمۃ اللہ علیہ کا قول مکمل ہوا)۔

پس معلوم ہوا کہ اگر طالب علم اپنی طلب میں مخلص ہو تو وہ علم اس کے اخلاق کو مہذب بنا دیتا ہے اور اسے صوفیاء کے پاس بیٹھنے کی ضرورت نہیں رہتی اور وہ خود صوفی ہوتا ہے لیکن جب وہ نقل کو یاد کرنے پر قناعت کرے اور اخلاص کی پرواہ نہ کرے تو وہ کسی ایسے شخص کی صحبت کا محتاج ہوتا ہے جو اس کے اخلاق کو مہذب بنا دے۔ حضرت شیخ ابراہیم الدسوقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اے بیٹے! صوفیا کے راستے کی طرف متوجہ ہو جاؤ یہی وہ راستہ ہے جس پر سلف صالحین یعنی صحابہ کرام اور تابعین (رضی اللہ عنہم) چلے ہیں لیکن اس چیز کی پہچان کے بعد جس کی پہچان شریعت نے تجھ پر واجب کی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

☆ کب تک مرشد کی خدمت میں رہے؟

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ جب تک تمام معلومات میں اس کا دل نفسانی خواہشات سے فارغ نہ ہو جائے وہ مسلسل شیخ کی خدمت میں حاضر رہے اور زائد کی طلب کرے تا کہ اس کا مرشد اسے پہلے علم سے زیادہ علم عطا کرے ہم نے جن مشائخ کو پایا ہے جب ان کے پاس کوئی فقیر آتا جو طریقت کا طالب ہوتا تو وہ فرماتے:

اپنی (دل کی) تختی کو دھو کر آؤ، کیونکہ جب تختی پر لکھا ہوا ہو تو دوسری تحریر کو قبول نہیں کرتی اور اگر فرض کریں کہ اس کے اوپر کچھ لکھا گیا تو نہ پہلی تحریر صحیح طور پر پڑھی جا سکتی ہے اور نہ دوسری۔ اس سلسلے میں سیدی علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ اشعار لکھے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

يَا طَالِبِي لَا يَغُرُّكَ إِنَّكَ مِنَ الْأَبْرَارِ　　فَحَضْرَتِي مَا يَدْخُلُ فِيهَا سِوَى الْأَحْرَارِ

1- اے امیرے عزیز شاگرد تجھے یہ بات دھوکے میں نہ ڈالے کہ تو نیکوکاروں میں سے ہے، میرے حلقہء ارادت میں سعادت مندوں کے علاوہ کوئی شامل نہیں ہوتا۔

إِنْ رُمْتَ تَسْمَعُ قَوْلِي فَرِّغْ لِقَوْلِي سَمْعَكَ　　مِنْ كُلِّ مَا قَالَ غَيْرِي فِي سَائِرِ الْأَدْوَارِ

2- اگر تو نے میری بات سننے کا ارادہ کیا ہے تو اپنی سماعت ہر اس بات سے خالی کر دے جو میرے غیر نے سابقہ اوقات میں کہی تھی۔

وَاعْزِمْ عَلَى تَجْرِيدِكَ وَدَعْ وَهْمَكَ يَا فُلَانُ　　فَإِنَّ أَنْوَارَ نُطْقِي عَلَى التَّوَهُّمِ نَارٌ

3- اے فلاں! اپنے آپ کو توہمات سے الگ کر لے کیونکہ میرے بولنے کے انوار توہمات کو جلا دینے والے ہیں۔

اِقْضِ أَجَلَ أَوْ طَارِكَ وَلَا تَرَى أَهْلِيَّتَكَ　　وَاخْلَعْ نَعْلَ مَعْقُولِكَ وَأَلْقِ عَصَى الْأَخْيَارِ

4- اپنی آرزؤں کو مٹا دے اور اپنی اہلیت کو پیش نظر نہ رکھ۔ اپنی عقل پسندی کا جوتا اتار دے اور صالحین والی لاٹھی کو ڈال دے۔

اِضْرِمْ جَمِيعَ أَوْطَارِكَ بِنَارِ صِدْقِ مَحَبَّتِي　　وَأُنْسِ إِلَى نُورِ كَشْفِي إِنَّ أَحْرِقِ الْأَغْمَارِ

5- اپنی تمام امنگوں کو میری محبت کی سچائی اور میرے کشف کے نور سے انسیت کے ذریعے جلا دے۔

وَاسْعَ مُجَرَّدًا مُفَارِقٌ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ تَأْلَفُهُ　　مِنْ بَاطِنٍ أَوْ ظَاهِرٍ مُقْبِلٌ بِلَا إِدْبَارِ

6- اور ہر اس (دنیاوی) چیز کو اپنے آپ سے الگ کرنے کی کوشش کر جس کی طرف تو ظاہری باطنی طور پر راغب اور متوجہ تھا۔

وَإِنْ بَقَا فِيكَ بَقِيَّةٌ وَقَفْتَ مَعَ لَذَّاتِهَا　　وَإِنْ فَنِيتُ جَمِيعَكَ رَأَيْتَنِي إِجْهَارٌ

7- اگر تم میں اس (دنیاوی) چیز کی کچھ محبت بھی باقی رہ گئی تو تم اس کی لذتوں میں الجھ جاؤ گے، اور اگر تمہاری (دنیاوی) خواہشات فنا ہو گئیں تو تم مجھے کھلی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔

إِنْ كُنْتَ خَاطِبَ رَاغِبٍ أُدْخُلْ عَلَى شَرْطِ الْوَفَا　　وَاعْمَلْ فَحَوْلَهُ وَرَجْلَهُ وَاهْجِمْ عَلَى الْأَخْطَارِ

8- اگر تو (روحانیت کا) متلاشی ہے تو (ہمارے حلقے میں) وفا کی شرط پر داخل ہو جا، (طریقت کی تعلیمات پر) عمل پیرا ہو جا اور خطرات پر حملہ کر دے۔

وَلَا يَرُدُّكَ مَانِعٌ عَنْ أَنْ تَجِدَ هَذَا الْمُتَمَنَّى　　وَلَا تَهَبْ شَيْئًا دُونَهُ وَإِنْ هَابَهُ الشُّطَّارُ

9- تیری (روحانی) آرزو کو پورا ہونے سے کوئی چیز نہیں روکے گی، اور تو اس کے علاوہ کسی چیز سے خوفزدہ نہ ہو اگرچہ اس سے چالاک انسان خوفزدہ ہو۔

وَإِنْ وَجَدْتَ مَحَبَّةً وَصِدْقَ وَجْدٍ يُجْزِيكَ　　فَذَاكَ إِذَنْ بِأَنَّكَ تَمْطِي مَعَ الْحُضَّارِ

10- اگر تو محبت کو حاصل کرے اور اپنے آپ کو یوں محسوس کرے کہ سچا "وجد" تجھے کھینچ رہا ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ تو حاضرین کے ساتھ موجود رہے گا۔

آخر تک جو انہوں نے فرمایا: بس اے بھائی ان اشعار میں غور و فکر کر یہ اشعار مشائخ کے ساتھ ادب کے سلسلے میں نہایت جامع ہیں۔ واللہ اعلم

☆ مرشد کو راضی کرنے میں جلدی کرنا

مرید کی شان میں سے یہ بات بھی ہے بلکہ اس پر واجب ہے کہ جب اس کا شیخ اس پر ناراض ہو تو اسے راضی کرنے میں جلدی کرے اگرچہ اسے اپنے جرم کا علم نہ ہو، اور جو شخص اپنے شیخ کو راضی کرنے کے سلسلے میں جلدی کرنے میں سستی کرتا ہے تو یہ اس کی ذلت و رسوائی کی دلیل ہے اور بعض اوقات وہ اس حالت سے بھی ناقص حالت کی طرف لوٹتا ہے جس حالت پر وہ صحبت شیخ سے پہلے تھا اگر (مثلاً) اس کی صحبت کو دس سال ہو چکے ہوں وہ اس بے ادبی سے دس سال پہلے والی حالت کی طرف لوٹتا ہے گویا اس نے ان دس سالوں میں بے محل عمل کیا اس پر قیاس کیجئے۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں: جو شخص حرام لقمہ کھاتا ہے وہ چالیس سال تک اپنی حالت کی طرف نہیں لوٹتا اور شیخ کی ناراضگی کا سبب بھی بعض اوقات یہی (حرام) لقمہ ہوتا ہے اور جب وہ اپنے استاذ (مرشد) سے کہتا ہے کہ "مجھے بتائیں کہ میرے ذمہ گناہ ہے" تو یہ بھی بے ادبی ہے کیونکہ شیخ اپنے مرید کو جس امتحان میں ڈالے اس پر کوئی پابندی نہیں اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے سیدی علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے:

جس آدمی کا شیخ اس پر جہنم میں داخلہ سے زیادہ سخت نہ ہو اس کا صدق میں کوئی مقام نہیں اور یہ اس کے خبث باطنی کی دلیل ہے اور اس سے بھی زیادہ قبیح بات یہ ہے کہ وہ اپنے شیخ سے ناراض ہو اور اس سے مطالبہ کرے کہ وہ اس (مرید) سے صلح میں ابتداء کرے کیونکہ یہ مرید کے دل میں کھوٹ اور طریقت سے مذاق ہے کسی شخص کا کسی چیز کو طلب کرنا ذلت ہے اور جب وہ چیز اس سے طلب کی جائے تو اس کی عزت ہے اور مرید ہی طلب کرنے والا ہے۔

میں نے اپنے آقا محمد الشناوی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب جسمانی والد کے نافرمان کا عمل آسمان کی طرف اٹھایا نہیں جاتا (مقبول نہیں ہوتا) تو اس کے روحانی باپ کا کیا معاملہ ہوگا جو اسے حق تعالیٰ کے قرب میں بٹھانا چاہتا ہے اور رات اور دن میں (کسی بھی وقت) اپنے پاس آنے سے منع نہیں کرتا۔

میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن سے جس کی عمر پندرہ سال تھی، سنا اس نے کہا۔

سچے مرید پر جب اس کا شیخ ناراض ہو جاتا ہے تو قریب ہے کہ اس کی روح نکل جائے پس وہ نہ کھاتا ہے، نہ پیتا ہے، نہ ہنستا ہے اور نہ ہی سوتا ہے حتیٰ کہ اس سے اس کا شیخ راضی ہو جائے اور جب اس کا شیخ اس کے بعد سفر یا بیماری کی وجہ سے اس سے غائب ہو جائے تو یہ بھی اس کی بدبختی سے ہے۔ پھر وہ شیخ کی بیماری کی صورت میں اس کی چوکھٹ پر بیٹھا رہے حتیٰ کہ وہ باہر نکلے تو یہ دن اس کے لئے عید سے بھی بڑا دن ہوتا ہے۔

جب کہ جھوٹے مرید کا معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے وہ خوش ہوتا ہے جب اس کا مرشد اس سے غائب ہو اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ وہ اس کے احوال کی چھان بین کرے گا۔ اس (میرے بیٹے) نے مجھ سے کہا کہ آپ کے اکثر مریدین جو آپ کے پاس تربیت گاہ میں ہیں آپ کی عدم موجودگی میں خوش ہوتے ہیں (حضرت عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کا قول مکمل ہوا)۔

مجھے اس بات سے بہت خوشی ہوئی کہ میرے بیٹے کو چھوٹی عمر کے باوجود ان احوال سے آگاہی حاصل ہے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسے اپنے خاص اولیاء کرام میں سے کر دے۔

☆ اپنے مستقل قلبی خیالات کو شیخ کے سامنے پیش کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ اپنے مستقل خیالات کی شکایت اپنے مرشد سے کرے ان خیالات کی نہیں جو برقرار نہیں رہتے اس سلسلے میں شیخ سے ڈر نہ محسوس کرے کیونکہ وہ اس کا طبیب ہے اور مریض کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی ان تکالیف میں سے کوئی تکلیف اس سے چھپائے جن تکالیف کی وجہ سے وہ اپنے رب کی عبادت نہیں کر سکتا ہے اور ان کی وجہ سے اپنے رب عزوجل کے ہاں حاضری تشویشناک ہو جاتی ہے لیکن جو خیالات مستقل نہیں ہوتے اس کا ذکر کرنا مناسب نہیں کیونکہ وہ بخش دیئے جاتے ہیں اور تمام زندگی ان خیالات میں گھری رہتی ہے کیونکہ دن اور رات میں ان ستر ہزار فرشتوں کی تعداد میں خواطر (قلبی خیالات) ہوتے ہیں جو فرشتے ہر دن "بیت الْمَحْمُوْد" میں داخل ہوتے ہیں حضرت جبریل علیہ السلام ہر دن نہر میں اترتے ہیں اور اس میں غسل کرتے ہیں پس آپ سے ستر ہزار قطرے گرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر قطرہ سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے "الفتوحات المکیہ" میں اسی طرح فرمایا ہے:

شیخ خواطر مذمومہ عام مجلس میں ذکر نہ کرے

پھر شیخ کے لئے مناسب نہیں کہ خواطرہ مذمومہ کو لوگوں کے سامنے واضح الفاظ میں بیان کرے مگر یہ کہ وہ تمام لوگ اہل صدق سے ہوں لیکن جب وہاں مخلوط قسم کے لوگ ہوں تو ان میں سے کوئی بات واضح الفاظ میں ذکر کرنا مناسب نہیں کیونکہ اس پر آفات مرتب ہوتی ہیں جن میں سے کم از کم اہل طریقت کا مذاق اڑانا اور ان کے بارے میں بدگمانی ہے۔

اپنے شیخ کے سامنے خواطر قلبی کا اظہار کرنے پر صوفیاء کرام کے پاس وہ روایت دلیل ہے جسے حضرت امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے "کتاب المصابیح" میں نقل کیا ہے اور بعض محدثین نے اسے صحیح قرار دیا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں:

کچھ لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم اپنے دلوں میں ایسی باتیں پاتے ہیں جن کو زبان پر لانا ہم بہت بڑا گناہ سمجھتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَوَ قَدْ وَجَدْتُمُوْهُ؟)) کیا تم ایسا پاتے ہو؟ صحابہ کرام نے عرض کیا "جی ہاں" آپ نے فرمایا: ((ذَالِكَ صَرِيْحُ الْاِيْمَانِ)) یہ واضح ایمان ہے۔[1]

---

[1] مشکوٰۃ، باب الوسوسۃ، صفحہ 18۔

اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مرید صادق چاہے کتنے بڑے مقام تک پہنچ جائے اسے چاہئے کہ وہ اپنے شیخ کی مجلس سے پیچھے نہ رہے اگر چہ اس کا مکان دور ہوتا کہ اس کی فضیلت میں اضافہ ہو۔ کیونکہ مرشد، اپنے مرید کے لئے رحمت خداوندی کا دروازہ ہوتا ہے کیونکہ صحابہ کرام، رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں ایسے مقامات سے حاضر ہوئے جو آپ کی مجلس مبارک سے دور تھے اور اس حدیث میں صحابہ کرام کا یہ کہنا کہ ہم اپنے نفسوں میں کچھ پاتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ ان کی تربیت کامل تھی اور ان کا سوال معارف الٰہیہ اور تجلیات ربانیہ کے سلسلے میں اس بات کے ڈر کی وجہ سے تھا کہ کہیں کلمہ کفران کی زبان پر نہ آجائے جس طرح حضور ﷺ نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ صریح ایمان ہے۔

ان کا سوال سلوک کے ابتدائی مراحل سے متعلق نہیں تھا جس طرح فرائض اور سنن کی اصلاح کیونکہ اس سلسلے میں سال مومن کے نفس پر بھاری نہیں ہوتا۔

اس حدیث سے یہ فائدہ بھی حاصل ہوا کہ جب مرید کے لئے ایسا خاطر (خیال) پیش آئے جس میں خیر وشر (دونوں) کا احتمال ہو اور یہ لوگوں کی موجودگی میں ہو تو اشارہ یا کنایہ کے ذریعے اظہار کرے حقیقت امر کو واضح الفاظ میں نہ بتائے۔ صحابہ کرام نے اشارتاً بتایا تھا جیسا کہ ثابت ہے اور ان کو اس کی تعبیر سے صرف اللہ ﷻ کی تعظیم نے منع کیا نبی اکرم ﷺ کے اس قول کہ "کیا تم یہ حالت پاتے ہو" میں ہمزۂ استفہام سے یہ فائدہ بھی حاصل ہوا کہ شیخ اپنے مرید سے اس کی حالت کے بارے میں سوال کرے گا اگر چہ اسے علم ہو اور مرید پر ظاہر کرے کہ وہ اس کے خواطر پر مطلع نہیں ہوا اس بات کا خوف رکھے کہ وہ شرمندہ نہ ہو اور اس کے ہاں اس (مرید) کا راز فاش ہو جائے۔

نبی اکرم ﷺ کا صحابہ کرام سے فرمانا کہ "یہ صریح ایمان ہے"، اس سے یہ فائدہ بھی حاصل ہوا کہ استاذ کو چاہئے کہ وہ شاگرد کی تعریف کرے اگر اسے اس کی خود پسندی وغیرہ کا ڈر نہ ہو اس حدیث سے یہ فائدہ بھی حاصل ہوا کہ شیخ کو مرید کی ایسی حالت کی چھان بین نہیں کرنی چاہئے جو اس میں بطور ذوق پیدا ہوئی اور اس نے اس حالت کو پایا۔

طریقت میں اس پر واجب یہ ہے کہ جواب کی صورت میں وہ اس کی تصدیق کرے اور اسے اس پر برقرار رکھے جس طرح اسے تمام قلبی افعال پر برقرار رکھتا ہے جب وہ افعال شریعت کے مطابق ہوں اور مرید کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے شیخ سے ان امور میں سے کسی بات کو چھپائے جو باطنی طور پر اس کے لئے مشکل ہیں اور تم جانتے ہو کہ قلبی خواطر کی شکایت کتاب وسنت کے مطابق صحیح طریقہ ہے بخلاف ان لوگوں کے جو اپنی جہالت کی وجہ سے اس کا انکار کرتے ہیں لیکن وہ شیخ جو اپنے مرید کے لئے ان کا وزن کرتا ہے وہ اسماء الٰہیہ کی موجودگی کی وجہ سے ان خطرات پر مطلع ہونے کا محتاج ہے کیونکہ جو شخص ان تجلیات کی موجودگی سے جاہل ہے وہ ان خواطر کے وزن کی پہچان نہیں رکھتا وہ گمراہی کے گڑھے میں گرتا ہے۔

سیدی محمد بن عراق رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضرات کے شیخ سید شریف، سیدی علی بن میمون رحمۃ اللہ علیہ نے "موازین الخواطر" کے بیان میں ایک رسالہ لکھا ہے اگر چاہو تو اس کی طرف رجوع کرو۔ واللہ اعلم

☆مرشد کے افعال کی اچھی تاویل کرے

(مرید کو چاہئے کہ وہ) اپنے شیخ کے ان افعال کی نہایت اچھی تاویل کرے جن کے ظاہر سے کوئی شخص فساد سمجھتا ہے اگر اس کی کوئی تاویل نہ کر سکے تو شیخ کے سپرد کردے کیونکہ بعض اوقات شیخ اپنے مرید کو ایسے امور پر مطلع کرتا ہے جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی جس طرح "اهل سیمیا" سے واقع ہوتا ہے[1] کیونکہ اولیاء کرام کے بدن آئینے ہوتے ہیں اور مرید، آئینے میں صرف اپنے چہرے کو دیکھتا ہے، علاوہ اس کے شیخ مرید کو، ظاہر کے مخالف چیز پر کسی حکمت کی بنیاد پر مطلع کرتا ہے جس طرح حضرت خضر اور حضرت موسیٰ (علیہما السلام) کے واقعہ میں ہے۔

اور مشائخ کرام ہمیشہ مریدین کی آزمائش کرتے ہیں تا کہ ان کے اور ان برادران طریقت کے لئے ان کا مقام ظاہر ہو، ایک روایت میں ہے کہ ایک دن رسول اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ حضرت محمد ﷺ کے گھر والوں کے لئے آج کے دن کی خوراک نہیں ہے۔ چنانچہ وہ اپنا تمام مال لے آئے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو وہ اپنا نصف مال لے کر آئے۔ پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ((مَا تَرَكْتَ لِاَهْلِكَ)) آپ نے اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: (اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ) اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑا ہے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اے عمر! ((مَا تَرَكْتَ لِاَهْلِكَ يَا عُمَرُ؟)) تم نے اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ عرض کیا اپنے نصف مال (چھوڑا ہے)۔[2]

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ((بَيْنَهُمَا مَا بَيْنَ كَلِمَتِكُمَا)) تم دونوں میں وہی فرق ہے جو تمہاری گفتگو کے درمیان ہے۔ اس پر حضرت عمر فاروق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: (فَمَنْ ذَالِكَ الْيَوْمَ عَلِمْتُ اِنِّىْ لَا اَسْبِقُ اَبَابَكْرٍ بِشَىْءٍ) آج سے مجھے معلوم ہو گیا کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رحمۃ اللہ علیہ سے سبقت نہیں لے سکتا۔[3]

شیخ نے بیٹے پر بھتیجے کو مقدم کیا

حضرت سیدی احمد بن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے صاحبزادے حضرت صالح رحمۃ اللہ علیہ پر حضرت ابوالفتح واسطی رحمۃ اللہ علیہ کو مقدم کرتے تھے آپ کی زوجہ نے پوچھا آپ اپنے بھتیجے کو اپنے بیٹے پر کیسے مقدم کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں نے اسے مقدم نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے مقدم کیا ہے۔

پھر آپ نے ان (حضرت ابوالفتح) اور اپنے صاحبزادے (دونوں) سے فرمایا: تم دونوں جاؤ اور نجیل (ترش گھاس) میں کچھ میرے پاس لاؤ۔ آپ کے صاحبزادے نے ایک گٹھا گھاس کاٹی، اور حضرت ابوالفتح کسی چیز کے بغیر آگئے آپ نے پوچھا تم گھاس کیوں نہیں لائے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے ان سب کو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہوئے پایا تو مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا

---

[1] شاید یہ سیمیا کی طرف اشارہ ہے یعنی مال کے ذریعے روحانی باتوں کے حاصل کرنے کا ارادہ، یہ جادوگری کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ ۱۲ ہزاروی

[2] سنن ابوداؤد، جلد2، صفحہ 54، باب فی الرخصة فی ذالك۔

[3] درحقیقت یہ واقعہ غزوۂ تبوک کا ہے۔ واللہ اعلم۔ ۱۲ ہزاروی

آئی کہ میں اسے کاٹوں جو اس کی تسبیح بیان کرتا ہے۔

حضرت احمد بن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زوجہ سے فرمایا: ان کی اور اپنے بیٹے کی حالت دیکھو اور طلب مغفرت کرو۔

فقیروں میں ایک کو ترجیح دی؟

سیدی حضرت یوسف عجمی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ واقعہ پیش آیا کہ آپ ایک فقیر کو اس کے باقی تمام ہم عصر فقراء پر ترجیح دیتے تھے چنانچہ وہ اس سے حسد کرنے لگے تو ایک دن شیخ نے ان کا امتحان لیا اور فرمایا جب فلاں جگہ مزین عورت کو دیکھو تو اسے میرے پاس لاؤ میں نے لکھا ہوا دیکھا ہے کہ آج رات میں علیحدگی میں اس کے ساتھ سوؤں گا۔

پھر ان حسد کرنے والوں میں سے ایک سے فرمایا خبردار کسی کو مت بتانا وہ اس عورت کے ساتھ صبح تک رہے پھر اس شخص پر غضب ناک ہوئے اور اسے گوشہء تربیت سے نکال دیا اور کہا کہ یہ بہت زیادہ فسادی ہے اس نے کہا زیادہ فسادی تو وہ ہے جو خطا کار لڑکیوں کے ساتھ خلوت میں سوتا ہے۔ پھر حکمران کی ایک جماعت کو شیخ کے پاس لے کر آیا اور خلوت میں اس کے پاس گیا تو تمام فقراء اور پڑوسیوں مردوں اور عورتوں نے گواہی دی کہ یہ عورت شیخ کی بیٹی ہے چنانچہ وہ شرمندہ ہوا پھر فقیر سے پوچھا کہ جس عورت کو تم پہچانتے نہیں تھے اسے میرے پاس لانے پر کس طرح متفق ہوئے۔

اس نے کہا اے سیدی! میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر نہیں ہوں کہ آپ معصوم ہیں میں اس لئے آپ کی خدمت میں ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے راستے کے بارے میں مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔

مرید بولا شیخ نے قتل کیا؟

آپ ہی کا ایک اور واقعہ ہے کہ آپ نے بکری کا بچہ ذبح کر کے اس کو ٹوکری میں رکھ دیا اور کسی مرید سے فرمایا اے بیٹے! مجھ پر تقدیر جاری ہوئی اور میں نے اس شخص کو ذبح کر دیا تم میرا پردہ رکھنا اور اس کو اٹھا کر فلاں بلند جگہ میں دفن کر دو اور کسی کو خبر دینے سے بچنا پھر اس مرید پر غصہ کیا اور برا بھلا کہا اور نقیب (نگران) سے فرمایا: اس کو نکالو یہ فسادی ہے وہ حکمران کے پاس گیا اور بتایا کہ اس نے کسی شخص کو قتل کر کے فلاں ٹیلے میں دفن کر دیا ہے۔ وہ اس ٹیلے کی طرف گئے اور اس (قبر) کو کھودا تو ذبح کیا ہوا بکری کا بچہ نکلا چنانچہ وہ مرید شرمندہ ہو گیا۔

حضرت یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بعض اولیاء کرام کو یہ طاقت عطا فرمائی ہے کہ وہ ایسی چیزوں کو بدل دیتے ہیں جن کا بدلنا صحیح ہے وہ شہد کو تارکول اور تارکول کو شہد بنا دیتے ہیں شراب کو حلوہ اور گھاس کو حلوہ بنا دیتے ہیں پس لوگ ان پر اعتراض کرتے ہیں۔

کسی ولی نے گھاس پکڑا تا کہ اسے نگل لے تو کسی شخص نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا دیکھا تو وہ ماموینہ تھا (کوئی کھانے کی چیز)۔

ازالہء شبہات

اس قسم کے امور ان چیزوں میں سے ہیں جو نصوص شرعیہ سے نہیں ٹکراتے جن حضرات سے صادر ہوتے ہیں ان سے تسلیم

کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ حس ان کی تائید کرتی ہے کیونکہ میٹھا ذائقہ، تارکول یا شہد پایا جاتا ہے یہ تمام باتیں شیخ کی بزرگی سے ہیں لیکن جب مرید کو ایسی بات کا حکم دے تو وہ ظاہر کے خلاف پر اس کی تاویل نہ کرے بلکہ کسی تاویل کے بغیر اس پر عمل میں جلدی کرے۔ واللہ اعلم

☆ شیخ کے حکم کی تعمیل میں جلدی کرنا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ اس کا شیخ اسے جس بات کا حکم دے اس کی تعمیل میں جلدی کرے اگرچہ اس کو اس کے نتیجے کا علم نہ ہو جس طرح سچے مریدوں کا طریقہ رہا ہے بخلاف اس کے جو آج کل کے اکثر مریدوں کا طریقہ ہے کہ وہ شیخ کے حکم پر عمل کے مقابلے میں اپنی بیوی کے حکم کی تعمیل میں جلدی کرتا ہے اس لئے یہ لوگ مردان حق کا مقام پانے سے پیچھے رہ گئے۔ ان میں سے ایک کا حکم (مثال) یہ ہے

کہ اس نے اپنی گردن میں بڑی چٹائیں باندھیں جن میں سوراخ تھا وہ چٹائیں اس کی لغزشوں کی تعداد کے مطابق ہیں اور مضبوط رسی کے ساتھ ان کو گردن میں مضبوطی سے باندھا (اللہ تعالیٰ کی طرف) سیر کا داعیہ (شوق) کمزور ہے اور اس کا شیخ اسے مکڑی (کے جالے) کی رسی کے ساتھ اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس کا داعیہ مضبوط رسی کے ساتھ اسے پیچھے کی طرف کھینچتا ہے۔

حضرت شیخ ابوالمسعود بن ابی العشائر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: مرید صادق وہ ہے جس کے حوالے سے شیخ تھکاوٹ کا شکار نہیں ہوتا کیونکہ وہ مرید ہمت و عزم کا مالک ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

☆ مرید کی غرض فنا ہو جائے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ اس کی اپنی غرض، شیخ کے اختیار میں فنا ہو جائے پس جب شیخ اسے پسند کرے تو یہی مراد ہے لہٰذا جب وہ شیخ کے لئے کھانا تیار کر کے اسے دعوت دے اور وہ (شیخ) نہ آئے یا وہ اس (شیخ) کے لئے لباس تیار کرے اور وہ نہ پہنے تو اس سے مرید کو اپنا دل میلا نہیں کرنا چاہئے۔

کیونکہ صوفیاء کی اصطلاح میں مریدین کا مال مشائخ کے لئے مکروہ ہے مگر یہ کہ مرید اپنے نفس اور مال کو اپنے شیخ کا ہی قرار دے۔

شیخ کا اپنے مرید کا کھانا کھانے کو مکروہ قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح شیخ پر احسان ہو جائے گا اگرچہ وہ دل ہی دل میں ہو اور یوں مرید فائدہ حاصل کرنے سے محروم ہو جاتا ہے اور وہ اپنے شیخ کو چھوٹا اور حقیر خیال کرے گا کیونکہ اس نے اس کا ہدیہ قبول کیا اور اس کے کھانے سے کھایا جس طرح اسی باب میں اس کی تفصیل آگے آئے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ واللہ اعلم

☆ مرشد کے دشمن کی اطاعت نہ کی جائے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ مرشد کے بارے میں اس کے دشمن کی بات نہ مانے چہ جائیکہ وہ مرشد کی صحبت

چھوڑ دے البتہ ضرورت شرعیہ کی بنیاد پر ایسا کر سکتا ہے اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ شیخ کو امر شرعی کے لئے تسلیم کیا جاتا ہے جس کی طرف وہ بلاتا ہے۔ پس جب شیخ کے ساتھ دشمنی کسی شرعی وجہ سے ہو تو مرید کو چاہئے کہ وہ اس بات میں اپنے شیخ کی تقلید کرے کہ اس دشمن کو چھوڑے اور ناپسند کرنے کی شرعاً گنجائش ہے یعنی اس کے افعال کو ناپسند کیا جائے نہ ذات کو۔

یہ اسی طرح ہے جیسے لوگ مجتہد ہے اس کی دلیل پوچھے بغیر اس کی تقلید کرتے ہیں اسی طرح مرید کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے شیخ کے دوست سے نہ دوری اختیار کرے اور نہ ہی اس سے بغض رکھے اور اس شخص کی بات پر ہرگز کان نہ دھرے جو اس وجہ سے اس کے مرشد پر اعتراض کرتا ہے کہ وہ بندگان خدا کی خیر خواہی کا طریقہ اختیار کرتا ہے۔ جس طرح جہلاء کا ایک طبقہ اس معاملے میں پڑا اور وہ اس شیخ کے بارے میں جو لوگوں کو نصیحت نہیں کرتا نہ وعظ کرتا ہے نہ ہدایت دیتا اور نہ ہی ان کی تربیت کرتا ہے، کہتے ہیں کہ وہ نیک شیخ ہے۔ جس نے اپنے اوپر بزرگی کا دروازہ نہیں کھولا۔

(ان لوگوں کی یہ بات) واضح جہالت ہے کیونکہ مشیخت (مرشد ہونے) کی حقیقت یہ ہے کہ اس سے موصوف شخص لوگوں کو ان کے دین میں نفع پہنچانے کا طریقہ اختیار کرے اور یہ واجب ہے پس اس شخص کی تعریف کیسے کی جا سکتی ہے جو واجب کو چھوڑتا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے۔

☆ شیخ کے بارے میں حسنِ ظن رکھے

اور مشائخ کا اس بات پر اجماع ہے کہ کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ مشائخ طریقت کے بارے میں وہ سوچ رکھے جس کی طرف عام لوگوں کے ذہن جاتے ہیں کہ یہ لوگ وعظ و ارشاد سے لوگوں پر اپنی سرداری قائم کرنا چاہتے ہیں ہرگز ایسا نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے راضی ہو۔ جو شخص ایسا ارادہ کرے اور اس کا علم ہو جائے تو مرشد کو چاہئے کہ وہ اپنا صحیح ارادہ لوگوں کے سامنے واضح کر دے تا کہ وہ اس کی غیبت میں مبتلا نہ ہوں اور مرید پر لازم ہے کہ وہ اپنے مرشد کی طرف سے جواب دے جب کسی ایک کو اس پر اعتراض کرتے ہوئے سنے مگر یہ کہ شیخ نے اسے منع کیا ہو (تو جواب نہ دے)۔

☆ شیخ کے محبوب سے محبت

اسی طرح مرید پر بطور ادب لازم ہے کہ وہ ہر اس شخص سے محبت کرے جس سے اس کا شیخ محبت کرتا ہے اور ہر اس شخص سے یکدم دور ہو جائے جس کو مرشد نے اپنے آپ سے دور کر دیا کیونکہ بعض اوقات شیخ کے بارے میں اس کا عقیدہ ڈانواڈول ہو جاتا ہے۔ جس طرح سن کر اعتراض کرنے والوں اور نقص نکالنے والوں کا کلام جو مشاہدہ سے پردے میں ہیں اور اس (شیخ) کے دائرہ میں داخل نہیں ہوئے۔ جس طرح عام لوگوں کا معاملہ ہے کیونکہ ان کی انتہا غیر کے دائرہ میں ٹھہرنا ہے وہ اس سے ہلتے نہیں اور شیخ کا دائرہ ان کے دائروں کے بہت بعد شروع ہوتا ہے۔ بس جو لوگ شیخ پر اعتراض کرتے ہیں وہ اس اعتراض میں ایک اعتبار سے معذور ہیں کیونکہ اس نے ایسا عمل کیا ہے۔ جس کے جواز کا فیصلہ ان کا دائرہ نہیں کرتا لیکن دوسری وجہ سے معذور نہیں ہیں اور وہ وجہ یہ ہے کہ ان کے علوم سے اوپر بھی علوم ہیں۔

میں نے سید علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سناوہ فرماتے تھے:

مرید کے لئے جائز نہیں کہ وہ ایسے شخص کے پاس کبھی بھی بیٹھے جو اس کے مرشد پر اعتراض کرتا ہے کیونکہ وہ اپنے ظلم سے بھرپور کلام اور ظلم پر مبنی ترازو کے ذریعے اس کے دل میں اس کے مرشد کے بارے میں شک پیدا کرتا ہے ایک اور مرتبہ میں نے ان سے سناوہ فرماتے تھے۔شیخ کی محبت میں مرید کے سچا نہ ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ اس کے مریدوں میں سے کسی کو ناپسند کرے یا اس کی تنقیص کرے اور اس کی پردہ دری کرے کیونکہ یہ شیخ سے بدسلوکی ہے اور محب اپنے محبوب کا برائی کے ساتھ ذکر نہیں کرتا پھر شیخ کے مرید کی تنقیص شیخ کی تنقیص کی طرف لوٹتی ہے۔

آپ فرماتے تھے کہ کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے شیخ کے دوستوں میں سے کسی ایک کی تنقیص کرے لیکن اگر شیخ اسے اپنے دوستوں میں سے کسی ایک سے دور رہنے کا حکم دے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ بعض اوقات ان دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کو اس کے رب عزوجل سے غافل کر دیتا ہے اور شیخ کا اس دوست کی طرف متوجہ ہو جانا جس کے قریب جانے سے اس نے منع کیا ہے، اسے دھوکے میں نہ ڈالے کیونکہ شیخ کی شان سے یہ بات ہے کہ وہ سب لوگوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے وہ ان کو نصیحت، شفقت اور خیر خواہی کے ذریعے قبول کرتا ہے اور یہ بات اللہ تعالیٰ سے اس کے تعلق کو منقطع نہیں کرتی جبکہ مرید کا معاملہ اس کے برخلاف ہے اس کے بگڑنے کا خطرہ ہے۔

پھر یہ سب کچھ جو ہم نے بیان کیا ہے اس مرید کے حق میں ہے جس کے پھسلنے اور ٹیڑھے راستے پر چلنے کا خوف ہو جس طرح ہم نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے نہ اس کے حق میں جس کے بارے میں کوئی خوف نہیں کیونکہ اس کا اپنے شیخ سے تعلق درست ہے (اور مضبوط ہے)۔

شیخ سے بغض رکھنے والے سے محبت؟

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ انہوں نے ایک شخص سے دشمنی اختیار کی جو ان کے شیخ کو ناپسند کرتا تھا تو انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور عرض کیا یارسول اللہ! میرا کیا گناہ ہے؟ آپ نے فرمایا تو فلاں شخص کو کیوں ناپسند کرتا ہے صرف اس لئے کہ وہ تیرے مرشد سے بغض رکھتا ہے تم نہیں جانتے کہ وہ شخص مجھ سے محبت کرتا ہے تو تم نے اپنے شیخ کے ساتھ اس کے بغض کو اس کی مجھ سے محبت میں فنا کیوں نہیں کیا؟

حضرت شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس دن سے میں نے کسی ایسے شخص کو جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے صرف اس وجہ سے ناپسند نہیں کیا کہ میرے شیخ اس سے بغض رکھتے ہیں۔

☆ جلد بازی سے پرہیز کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ جلد بازی سے پرہیز کرے اور اس کا مرشد اسے جس کام کا حکم دے اس میں جلدی

نہ کرے مگر جب اس کام کی صحت کی شروط کا علم رکھتا ہو جس طرح نماز کو اس وقت شروع کرتا ہے جب اس کی شرائط اور اس کے تمام افعال کی کیفیت کی معرفت حاصل کر لیتا ہے نیز اس کے فرائض اور سنتوں کے درمیان امتیاز کر لیتا ہے جس طرح کتب فقہ میں بیان ہوئی ہیں لہٰذا اس حکم کے ارکان اور شرائط کو جاننے کے بعد اس کی طرف جلدی کرے۔

☆ شیخ کی ضرورت کو مقدم رکھے

صوفیاء کرام فرماتے ہیں: جب اس کا مرشد اسے کسی کام کے لئے بھیجے اور وہ جگہ دور ہو تو ادب کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے سواری کا مطالبہ نہ کرے مگر یہ کہ عادت کے مطابق چلنے سے عاجز ہو۔ اسی طرح اس سے کسی بوجھ اٹھانے والے جانور وغیرہ کا مطالبہ بھی نہ کرے مگر یہ کہ خود اٹھانے سے عاجز ہو بے شک شیخ کے ساتھ کم از کم ادب و احترام یہ ہے کہ اس کے ساتھ اس کا معاملہ اس طرح ہو جس طرح اپنی ذاتی یا بیوی بچوں کی حاجات ہیں جب وہ اس کے سامنے روتے اور مطالبہ کرتے ہیں۔

بے شک شیخ کی دلجوئی، بیوی، بچوں وغیرہ کی حاجت سے مقدم ہے اور میں نے دیکھا کہ ایک شخص اپنی ذاتی اور بیوی کی خواہش پر کئی میل پیدل چلتا ہے اور جب اس کا مرشد حکم دے کہ فلاں کام کے لئے جاؤ اور اس کی مسافت کم ہو تو وہ اس کے لئے گدھے (سواری) کا مطالبہ کرتا ہے ایسے شخص کے لئے فلاح کی امید نہیں۔

☆ شیخ کے کام کے لیے کوئی مطالبہ نہ کرے

سیدی محمد السروری رحمۃ اللہ علیہ ہمارے مرشد حضرت محمد الشناوی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے کام کے لئے "فارس کورہ" (ایک مقام) سے "طندتا" (ایک مقام) تک پیدل بھیجتے چنانچہ وہ پیدل جاتے آتے اور وہ کام کرتے۔

سیدی ابوالعباس الغمری رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں سے ایک شیخ محمد الصبیخی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بتایا کہ سیدی ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ کو ایک آدمی نے مرغیوں کا ایک پنجرہ بطور تحفہ پیش کیا آپ اس وقت "منبتیت" (مقام) کے مشرقی کنارے پر تھے آپ نے فرمایا ہماری مراد یہ ہے کہ کوئی شخص اس پنجرے کو مصر میں ہمارے گھر میں پہنچا دے/ پس سیدی شیخ علی بن جمال رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے چھپتے ہوئے اس پنجرے کو اپنے سر پر اٹھایا اور منبتیت سے مصر لے گئے اور یہ بہت زیادہ مسافت ہے۔

یہ بات سیدی شیخ ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچی تو وہ اس وجہ سے پریشان ہو گئے اور فرمایا تم نے جو کچھ کیا میرا ارادہ یہ نہیں تھا حالانکہ سیدی شیخ علی بن جمال رحمۃ اللہ علیہ بڑھاپے میں قدم رکھ چکے تھے اور ان کے بہت زیادہ شاگرد بھی تھے۔

اللہ تعالیٰ ان اہل مروت حضرات سے راضی ہو۔ پس مرید کو چاہئے کہ وہ اپنے شیخ سے یہ بات کہنے سے پرہیز کرے کہ میرے لئے گھوڑا منگوائیں تاکہ میں اس پر سوار ہو کر آپ کا کام کروں البتہ (پیدل جانے سے) ظاہری طور پر عاجز ہو (تو مطالبہ کر سکتا ہے)۔ واللہ اعلم

☆ شیخ کے بچھونے کو نہ روندے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ جب مرشد کا بچھونا اس کے راستے میں ہو تو اسے اپنے پاؤں سے نہ روندے بلکہ اس

کو لپیٹ دے پھر اپنے کام کے لئے چلے یا شیخ کے گھر کے اندر ہو یا باہر۔ اور اگر وہ چاہے کہ اپنے قدموں کو سمیٹ کر شیخ کے فرش پر گھٹنوں کے بل چلے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح شیخ کی خلوت اور گھر میں خاص اجازت کے بغیر داخل ہونا مناسب نہیں اور اذن عام کافی نہ ہوگا مثلاً کسی جماعت کو داخل ہونے کی اجازت دی گئی اور یہ ان کے ساتھ داخل ہو (یہ درست نہیں) البتہ یہ کہ وہ نگران ہو یا قرینے کے ذریعے معلوم ہو کہ آنے والوں کے لئے بچھونا بچھانے یا کوئی اور خدمت کرنے کے لئے اس کی ضرورت ہے اس صورت میں خصوصی اجازت کے بغیر بھی جا سکتا ہے اور شیخ کے اس حکم پر اعتراض کرنے سے پرہیز کرے کہ امراء کے سامنے غیر مرغن اور کم مقدار میں کھانا رکھو اور فقراء کے سامنے زیادہ اور لذیذ کھانا رکھو اور کہے کہ یہ اسی کے مستحق ہیں۔

اگر اعتراض کرے گا تو یہ شیخ کی بے ادبی ہے اسی طرح اگر خود شیخ یہ کام کرے اور لذیذ کھانا امراء اور تھوڑا کھانا فقراء کو دے تو بھی اعتراض نہ کرے کیونکہ شیخ کے ان تمام افعال میں صحیح حکمت و دلیل موجود ہے اور اگر شیخ کسی شخص کے لئے کھانے یا لباس کا فرمان جاری کرے تو اس کے لئے اعتراض کرنا مناسب نہیں اگر چہ وہ خود ہی کیوں نہ ہو اور جو شخص شیخ کے ساتھ یہ طریقہ اختیار کرے تو ضروری ہے کہ شیخ اسے اپنے دل سے نکال دے اگر چہ طویل عرصہ ہو کیونکہ نقیب، (خادم) کے لئے شرط ہے کہ وہ شیخ کے راز کو چھپائے اور کسی شخص کو شیخ کے گھر کے اندر کے معاملات کی ہرگز خبر نہ دے۔

شیخ کے ساتھ رات نہ گزارے

اسی طرح مرید کے لئے مناسب نہیں کہ اپنے شیخ کے ساتھ ایک مکان میں رات گزارے جس طرح اس کی تقریر گزر چکی ہے کہ اس کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے شیخ سے نہ کہے کہ مجھے اپنے ساتھ رات گزارنے کی اجازت دیں کیونکہ بعض اوقات شیخ اس رات تہجد کی نماز نہیں پڑھتا اور اس طرح کے دیگر ظاہری اعمال نہیں کرتا تو وہ مرید کی نگاہ میں چھوٹا دکھائی دے گا اور یوں مرید اس کی صحبت کی برکت سے محروم ہو جائے گا۔

بے شک اکابر (صوفیاء کرام) کے وظائف رات کے وقت عام طور پر قلبی ہوتے ہیں اور وہ مراقبہ کی شکل ہوتی ہے کہ اس کا ہر ذرہ مرید کی ہزار سالہ عبادت پر ترجیح رکھتا ہے مگر یہ کہ خود شیخ چاہے کہ مرید اس کے ساتھ رات گزارے بالخصوص بارش کے دنوں میں سفر کے دوران۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں: مرید کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنے شیخ کے رات کے احوال سے بحث کرے یہ ناشکری ہے کیونکہ یہ پردے کی طرح ہے۔ نیز مشائخ دن کے وقت لوگوں کی حاجات کو پورا کرتے اور رات کے وقت محض اپنے رب کے ساتھ ہوتے ہیں جس میں کسی دوسرے کی شراکت نہیں ہوتی۔

مرید کہاں بیٹھے؟

صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

مناسب ہے کہ مرید کے بیٹھنے کی جگہ شیخ کی مجلس کے سامنے پردے کے پیچھے اس طرح ہو کہ جس وقت بھی شیخ اسے طلب

کرے وہ موجود ہو جائے کیونکہ مرید کی تمام حاجات اپنے شیخ کے ہاں ہوتی ہیں پس وہ دنیا اور آخرت میں اس کے دروازے کو نہ چھوڑے۔

صوفیاء کرام یہ بھی فرماتے ہیں کہ جب مرید ایک ساعت بھی اپنے شیخ سے غائب ہو اور اس کا مشتاق نہ ہو اور شیخ سے محبت کا دعویٰ بھی کرے تو وہ جھوٹا ہے تو اس (مرید) کی کیا حالت ہوگی جو کچھ دن اس طرح رہے کہ اپنے شیخ کو نہ دیکھے اور نہ اس کا مشتاق ہو کیونکہ شیخ کے اشتیاق کا کم از کم درجہ یہ ہے کہ وہ بیوی کی طرح ہو پس اس کی طرف شوق رکھے جس طرح اپنی عورت کے لئے اشتیاق رکھتا ہے اور شیخ سے نفع کے مقابلے میں بیوی سے نفع حاصل کرنے کی کیا حیثیت ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے غافل کرے اس کا مقابلہ اس کے ساتھ کیسے کیا جا سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات میں مشغول رکھتا ہے۔

لیکن کئی سچے مریدین اپنے شیخ سے اس کی ہیبت کی وجہ سے دور رہتے ہیں حالانکہ ان میں شوق اور محبت موجود ہوتی ہے ایسے لوگوں کو شیخ سے دوری کوئی نقصان نہیں دیتی کیونکہ اس صورت میں شیخ کی توہین نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم

☆ برادرانِ طریقت کو خود پر مقدم جانے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ جب اس کا مرشد اس کے ہم عصر کسی ساتھی کو اس سے مقدم کرے اور اس کی فضیلت بھی ظاہر نہ ہو تو اپنے مرشد کا ادب کرتے ہوئے اس فیصلے کو تسلیم کرے اور دل میں بھی نہ کہے کہ یہ شخص تقدیم کا مستحق نہیں ہے بعض اوقات مرشد یہ عمل اس مرید کے امتحان کے لئے کرتا ہے جو اپنے بھائیوں (برادران طریقت) کے لئے تواضع اختیار کرنے کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ) وہ اپنے نفس کو ان سے حقیر جانتا ہے اور گویا وہ ان کے جوتوں کے نیچے ہے۔

تو یہ (مرشد کا عمل) اس شخص کے مقام کو بیان کرنے کے لئے نہیں ہوتا پس معلوم ہوا کہ مرید کے آداب سے یہ بات ہے کہ وہ ہر شخص کو اپنے آپ سے مقدم سمجھے جسے اس کے شیخ نے مقدم کیا ہے اس باب میں اس سے پہلے یہ بات گزر چکی ہے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ اس کا شیخ اس کو مقدم کرے تو وہ اپنے بھائیوں کے راستے پر چلے اور ان کو اپنے آپ پر ترجیح دے اور اس کے بعد ان کی طرف سے اذیتیں برداشت کرے اللہ تعالیٰ اسے مقدم کرے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

ارشادِ خداوندی ہے:

﴿وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا......﴾[1]

اور ہم نے انہیں امام کیا کہ ہمارے حکم سے بلاتے ہیں۔

پس وہ امامت پر خوش نہ ہوئے حتیٰ کہ صبر میں مقامِ تحقیق تک پہنچ گئے اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں اس بات کی گواہی دی۔

فقہاء کرام فرماتے ہیں:

قریب ہے کہ مرید صادق اپنے شیخ اور اپنے بھائیوں کے زیادہ ادب کی وجہ سے ان کے دل کا مالک ہو جائے بسبب اس

---

[1] سورۂ انبیاء آیت 73۔

کے جو مروت اور خدمت اس کے ذمہ ہے اور جھوٹے مرید کا معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔ پس تمام لوگوں کے دل اس سے نفرت کرتے ہیں اور اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ جو مرید شیخ کے کسی عمل پر اس سے جھگڑتا ہے تو وہ اس سابق عہد کو توڑتا ہے جو اس نے (مرشد کی بات) سننے اور ماننے پر کیا ہے۔

اور اس جھوٹے (مرید) کی زبان حال کہتی ہے کہ یہ شیخ کسی چیز کی پہچان نہیں رکھتا اور وہ غافل ہے جب کہ میں اس سے زیادہ معرفت رکھتا ہوں۔ صوفیاء کرام کے نزدیک یہ نافرمانی ہے اور اعمال کو ضائع کرنے کا سبب ہے اس قسم کا آدمی نہ تو شیخ کا مرید ہے اور نہ ہی شیخ اسے اپنے مریدوں میں شمار کرتا ہے۔ واللہ اعلم

☆ مرشد کے خاص احباب کی زیادہ عزت کرنا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے شیخ کے خاص مریدین کی عزت، اکرام اور تعظیم، عام مریدین کے مقابلے میں زیادہ کرے۔ اسی طرح اپنے شیخ کی اولاد کی عزت بھی کرے۔

اگر شیخ کی اولاد میں سے کوئی ایک اس کے منہ پر تھپڑ مارے تو اس کی شکایت اس کے والد یا وصی یا اپنے شیخ سے کرے اور اس کو تھپڑ نہ مارے جس طرح اس نے تھپڑ مارا اور وہ اپنے شیخ کے ادب میں اس طرح کرے حتیٰ کہ اگر مرشد اپنے بیٹے کو روکے اور کہے کہ تم بھی اسے تھپڑ مارو جس طرح اس نے تمہیں تھپڑ مارا ہے تو اس کو تھپڑ مارنا ادب کے خلاف ہے کیونکہ وہ (اس کے) شیخ کی جزء ہے خاص طور پر جب شیخ کی اولاد شریف (سادات میں سے ہو) کیونکہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جزء ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس کے لئے اپنے شیخ کی اولاد کے سلسلے میں تحکم (حاکم بننا) مناسب نہیں بلکہ اگر اس کا والد زندہ ہو تو اس سے شکایت کرے اور وہ اس کے بارے میں جو مناسب سمجھے، فیصلہ کرے ورنہ وہ اپنے شیخ (مرشد) کا لحاظ کرتے ہوئے برداشت کریں۔ واللہ اعلم

☆ خدمت کیلئے مرشد کا ہم سفر ہونا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے آپ کو اپنے شیخ کی خدمت کے لئے فارغ کرے جب وہ اسے اپنے ساتھ سفر پر جانے کے لئے کہے چاہے وہ سفر سرسبز علاقہ کی طرف ہو یا اس کے علاوہ ہو اور سفر کے دوران رات یا دن کے وقت یا مرشد کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے نہ جائے اور ان لوگوں کے کھانے سے بچے جو اپنی مشقت کو شیخ کے لئے پیش کرنے کا عزم کرتے ہیں اور سفر کے دوران حاجت شرعیہ کے مطابق ہی کھائے (زیادہ نہ کھائے) اس کے کئی فوائد ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس سے پیشاب، قضائے حاجت اور ہوا کے نکلنے میں کمی ہوتی ہے خاص طور پر جب سواری پر ہو یا ایسے شہر میں ہو جہاں پانی کی قلت ہوتی ہے یا وہ راستے میں ہو (جہاں پانی نہیں ہوتا)۔

اس کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ وہ کاشتکاروں کا احسان مند نہیں کہ وہ ان کے لئے بکری کا بچہ یا بکری، بطخ، یا مرغی ذبح کریں اور یوں ان کی مدد کریں کیونکہ یہ ان ظالموں کے عمل کی طرح ہوگا جو شہروں میں اترتے ہیں اور فقیر کھا کر چلا جاتا ہے وہ کوئی چیز ساتھ

نہیں لے جاتا۔ نیز کاشتکار فقراء کو ملامت نہیں کر سکتے اور اپنی مجالس میں یہ بات نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے فلاں جماعت سے زیادہ حریص کوئی نہیں دیکھا اور مریدین پر مخفی نہیں کہ آج کل لوگ مظالم کی آگ کی چنگاری میں ہیں وہ صرف ان کی موت پر ہی بجھتی ہے۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

پھر اگر اس مقام جہاں مرشد آرام فرما ہیں، نگران حضرات باری باری جاگتے رہیں تو حسن سلوک کا یہ طریقہ زیادہ مناسب ہے اگر شیخ مرید کو اپنے ساتھ مہمان خانے میں داخل ہونے سے روکے تو مرید کو اس سے اپنا دل تنگ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ بعض اوقات وہ اس طرح اس کا امتحان لیتا ہے۔

اسی طرح جب اسے یہ خبر پہنچے کہ اس کے شیخ نے اس کے بعض برادران طریقت سے اس کی شکایت کی ہے تو اس پر بھی دل میلا نہ کرے جب شیخ کہے کہ فلاں بہت زیادہ "حریص النفس" ہے بعض اوقات شیخ کا ارادہ فقراء میں سے کسی اور شخص کے بارے میں ہوتا ہے جس میں حیا کم ہوتا ہے اور اس بات کا ڈر ہوتا ہے کہ اگر وہ اس سے کہے گا تو وہ کاشتکاروں کے علاقہ میں اس کے خلاف نافرمانی کی جرأت کرے گا اور اپنے شیخ کو پریشان کرے گا اس لئے وہ حرص کی نسبت کسی دوسرے کی طرف کرتا ہے جسے وہ دیکھتا ہے کہ وہ اس کے لئے اپنا پہلو جھکاتا ہے اور اس قسم کی گفتگو کو برداشت کرتا ہے پس وہ اس مرید سے گفتگو کر کے دوسرے کی حکایت کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔

پس وہ پرہیز کرنے میں گردن جھکانے والا ہو کیونکہ کلام سے مقصود یہی بات ہے اسی طرح جب شیخ اپنے مرید سے گزشتہ واقعہ میں کہے کہ تو محض پیٹ کے لئے میرے اردگرد ہے مجھ سے محبت کی وجہ سے نہیں تو اس سے مرید کو دل میلا نہیں کرنا چاہئے بلکہ اسے چاہئے کہ وہ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ وہ لوگوں کا کھانا کھانے سے بچ گیا اس کے ساتھی بچ نہیں سکے خصوصاً کاشتکاروں کا کھانا عام طور پر بیماریوں کی وجہ سے یا کسی اور سبب سے ہوتا ہے کم از کم یہ کہ "شیخ کاشف"[1] یا شیخ عرب یا ان کے استاذ کے ہاں سفارش کرے اور بہت کم کاشتکار اس سے محفوظ ہوتے ہیں اسی طرح مناسب نہیں کہ مرید اپنے شیخ سے دل میلا کرے جب وہ اسے سفر میں پیدل چلنے کا حکم دے اور اس کے غیر کو سواری مہیا کرے بلکہ اسے خوش ہونا چاہئے کیونکہ اس عمل سے اس کے شیخ کا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی ہمت، اللہ تعالیٰ کے افعال کے اس کے لئے ہے جائز ہونے کی طرف ترقی کرے کیونکہ وہ اپنی خواہش کی مخالفت کر رہا ہے اس لئے کہ جو اپنے مرشد کی سختیوں کو اپنے لئے جائز نہیں سمجھتا وہ محبت میں کامیاب نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم

☆ مرشد سے محبت میں غیر کا دخل نہ ہو

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ اس کے دل میں اس کے مرشد کے علاوہ کسی کی محبت نہ ہو نیز جن لوگوں سے محبت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا جیسے انبیاء کرام، اولیاء عظام اور نیک مومنوں کے علاوہ کسی سے محبت نہ کرے۔

مرشد کے ہاں مرید کی محبوب ترین حالت یہ ہے کہ جب وہ اس کے دل میں دیکھے تو اس کے ہم عصر لوگوں کی محبت نہ

---

[1] کاشف کسی عہدے کا نام ہو سکتا ہے، جس طرح شیخ عرب۔ واللہ اعلم

دیکھے اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی کی رعایت وخیال ہو اس لیے کہ جب اللہ تعالیٰ بندے کے دل کو دیکھے تو اس میں اس کے رب کے علاوہ کسی کی رعایت نظر نہ آئے اور اس کے علاوہ کسی کی طرف میلان نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے چن لیتا ہے اور منتخب فرماتا ہے اور اسے اپنی بارگاہ کے خاص لوگوں میں کر دیتا ہے پس سچا مرید وہ ہے جس کا دل ہمیشہ میل اور شبہ سے پاک ہوتا ہے کیونکہ حق تعالیٰ غیرت فرمانے والا ہے۔

بندے کے اللہ تعالیٰ کی محبت کے مقام تک پہنچنے کا مقام وہی ہے جو ہم نے ذکر کیا کہ وہ ان لوگوں سے متاثر نہ ہو جو مجالس میں اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچاتے اور اس میں نقص نکالتے ہیں کیونکہ اس کی تاثیر مخلوق کی رعایت پر دلالت کرتی ہے حق کی رعایت پر نہیں۔

تو جب بندوں کی نظر اور ان کی رعایت کو اللہ تعالیٰ کی نظر پر ترجیح دے تو یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ قابل نفرت ہے، جس طرح وہ شخص جو اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی رعایت نہیں رکھتا وہ اس کے ہاں سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہوتا ہے اسی طرح جو اس کے سوا کا خیال رکھتا ہے وہ اس کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ قابل نفرت ہوتا ہے اس بات کو سمجھو اللہ تعالیٰ ہمیں ان لوگوں میں سے کردے جو اس کی رعایت اور خیال کرتے ہیں۔ آمین آمین

☆ مرشد سے گفتگو میں پہل نہ کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ کسی مسئلہ میں اپنے شیخ سے مشاورت کی صورت میں گفتگو میں پہل نہ کرے مگر یہ کہ اسے پہلے اجازت مل چکی ہو لیکن جب پہلے شیخ نے منع کیا ہو مثلاً اس سے کہا کہ کلام میں مجھ سے پہل کبھی نہ کرنا مگر یہ کہ میں تجھ سے کلام کا آغاز کروں (تب کلام کرنا)۔

تو اس صورت میں اس کے لئے مناسب نہیں کہ وہ آغاز کرے اور اگر ابتداء کرے تو شیخ پر اس کا جواب دینا لازم نہیں کیونکہ مرید پر لازم ہے کہ وہ شیخ کے سامنے ہمیشہ خاموش رہے جس طرح میت، غسل دینے والے کے سامنے اور بعض اوقات جب وہ کسی معاملے میں شیخ سے گفتگو کا آغاز کرتا ہے تو اس میں اس کو یا اس کے شیخ کو ضرر پہنچتا ہے جس طرح وہ اپنے شیخ سے کہے "مجھے اپنے ساتھ حج پر یا فلاں جگہ کی طرف لے جائیں یا مجھے اجازت دیں کہ میں جب بھی چاہوں آپ کے سامنے بیٹھوں اور اس طرح کی دیگر باتیں ہیں اور تمام مشائخ نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ وہ مرید کو شیخ کے ساتھ کلام میں آغاز کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ واللہ اعلم

☆ مرشد کے آگے نہ چلے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ چلنے یا دیگر امور میں اپنے شیخ سے آگے نہ ہو بلکہ ظاہر و باطن میں اس کا چلنا شیخ کی اتباع میں ہو، ہاں کسی کام کے لئے آگے چلنے میں کوئی حرج نہیں جیسے رات کی تاریکی میں یہ دیکھنا کہ آگے پانی ٹھہرنے کی جگہ یا کوئی گڑھا وغیرہ تو نہیں۔ یہ عمل نفع میں اپنے آپ پر شیخ کو ترجیح دینے والے اعمال میں سے ہے نقصان میں نہیں۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں: اس کے لئے مناسب نہیں کہ وہ شیخ کی اجازت کے بغیر اس کی طرف پیٹھ کرے اور اس صورت میں بھی مرید شرمندگی محسوس کرے حتیٰ کہ گویا وہ انگاروں پر چل رہا ہے کیونکہ اس کے مرشد کی حرمت کعبۃ اللہ سے زیادہ ہے۔

اور بعض علماء نے انسان کے لئے اس بات کو مستحب قرار دیا ہے کہ جب وہ کعبہ شریف سے جدا ہو تو اس کی طرف رخ کرے اور الٹے پاؤں چلے حتیٰ کہ دیوار کے ذریعے اس سے چھپ جائے یا بہت دور چلا جائے اور میں نے سیدی علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ مرید اپنے مرشد کے مقام کو حقیقتاً اسی وقت پہچان سکتا ہے جب وہ خود مقام کمال تک پہنچ جائے اس وقت اسے اس چیز کی پہچان حاصل ہوگی جس کی طرف شیخ اسے دعوت دیتا ہے اس سے پہلے وہ شیخ کے مقام کو نہیں پہچان سکتا اور اس سے عام طور پر مرشد کی بے ادبی اور اس کی حکم عدولی لازم آتی ہے۔ واللہ اعلم

☆ مرشد کی نیند کو عبادت سے افضل جانے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے شیخ کی نیند کو اپنی عبادت سے افضل سمجھے کیونکہ مرشد علتوں اور بیماریوں سے محفوظ ہوتا ہے لہٰذا اس کی نیند اپنے رب کی عبادت سے سستی کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ وہ ذوقی عبادت کے مشاہدہ کی وجہ سے ہوتی ہے (عبادت سے نفلی عبادت مراد ہے)۔

اس سے پہلے ہمارا قول گزر چکا ہے کہ عازمین کی نیند کو "ورد" (وظیفہ) کہا جاتا ہے پس کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نیند کے ورد میں ہے اور ورد سے وارد اور وارد سے ترقی لازم ہوتی ہے۔ اس بات کو سمجھو۔

اے بھائی! جان لو کہ جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ اس کی عبادت اس کے استاذ (مرشد) کی نیند سے افضل ہے تو وہ اس کی نافرمانی کرتا ہے اور نافرمان آدمی کا عمل آسمان کی طرف اٹھایا نہیں جاتا (مقبول نہیں ہوتا)۔

ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ تمام رات سوتے رہے

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو حضرت ابو یزید (بسطامی رحمۃ اللہ علیہ) کی طرف بھیجا کہ وہ ان سے کہے کہ کب تک یہ پرعیش اور آرام رہے گا جب کہ قافلے چلے گئے ہیں۔ حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو جواباً فرمایا مرد وہ نہیں جو قافلہ کے ساتھ جائے مرد وہ ہے جو صبح تک آرام کرے اور صبح قافلہ کا امام (قائد) بن جائے۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ وہ درجہ ہے جس تک ہمارے احوال نہیں پہنچے گویا حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ میں حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ کے مرید کی طرح ہیں۔

اس واقعہ سے اس دوسرے واقعہ کی سمجھ آتی ہے کہ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر والوں کے درمیان حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ کی تعریف بہت زیادہ کرتے تھے۔ اتفاق سے ایک رات حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں آرام فرما ہوئے۔ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے گھر والے دیکھتے رہے لیکن انہوں نے ان کو حالت قیام اور نماز میں نہ دیکھا تو انہوں نے کہا:

(اَیْنَ مَا کُنَّا نَسْمَعُہٗ مِنْکَ فِیْ حَقِّ ھٰذَا؟)

ہم ان کے بارے میں آپ سے جو کچھ سنتے تھے وہ کہاں ہے؟ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

انہوں نے (حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ) نے آج رات اس بستر پر قرآن مجید سے ایک سو احکام نکالے جس سے امت کو

فائدہ پہنچے گا اور میری رات بھر کی نماز ان کے استنباط کیے گئے مسئلہ کے برابر نہیں تو آپ کے اہل وعیال نے حضرت امام شافعی ؒ کے بارے میں جو کچھ خیال کیا تھا اس سے مغفرت طلب کی اسی طرح مریدین اپنے مشائخ کے ہمراہ ترقی حاصل کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

☆ جہاں مرشد کا میلان ہو وہاں نکاح نہ کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اس عورت سے کبھی بھی نکاح نہ کرے جس سے نکاح کی طرف اس کے مرشد کا میلان ہو اور نہ اس عورت سے نکاح کرے جسے اس کے شیخ نے طلاق دی یا وہ اس کی بیوہ ہو۔

اس بات کی شہادت اس روایت سے ملتی ہے کہ حضرت عمر فاروق ؓ نے اپنی صاحبزادی (حضرت حفصہ ؓ) کو حضرت ابوبکر صدیق ؓ پر پیش کیا کہ آپ اس سے نکاح کریں۔

راوی فرماتے ہیں جب رسول اکرم ﷺ نے ان سے نکاح کیا تو حضرت عمر فاروق ؓ نے حضرت صدیق ؓ سے ناراضگی کا اظہار کیا تو حضرت صدیق اکبر ؓ نے جواب دیا:

(اِنَّمَا مَنَعَنِیْ مِنْ ذَالِكَ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَذْکُرَھَا)

کہ مجھے اس نکاح سے صرف اس بات نے روکا کہ میں نے سنا رسول اکرم ﷺ ان کا ذکر فرما رہے تھے۔

اسی طرح اس بات کی شہادت اس بات سے بھی ملتی ہے کہ پہلے مہاجرین نے حضرت سلمان فارسی ؓ سے مطالبہ کیا کہ وہ ان کی امامت کرائیں تو انہوں نے فرمایا میں کس طرح ان لوگوں کی امامت کراؤں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت عطا فرمائی چنانچہ آپ نے ان کو نماز نہ پڑھائی اور ہم پہلے یہ بات ذکر کر چکے ہیں کہ جو ادب مورث کے لئے ہے وہی وارث کے لئے ہے اگرچہ دونوں کے مقام میں تفاوت ہو۔ لہٰذا یہ بات نہ کہی جائے کہ اس قسم کی بات رسول اللہ ﷺ سے خاص ہے، کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ وہ نص قرآنی سے حرام ہے اور یہ محض ادب ہے اور کوئی بات نہیں جب کہ ہم جواز کے قائل ہیں یعنی ہم اس (نکاح) کو حرام قرار نہیں دیتے لہٰذا اولیاء کرام کا معاملہ رسول اکرم ﷺ سے مختلف ہے۔

میرے بعد گھر برباد ہوگا

میں نے سید محمد الحنفی الشاذلی، قطب، غوث ؒ کے مناقب میں دیکھا کہ جب ان کے وصال کا وقت آیا تو انہوں نے اپنی بیوی سے فرمایا: میرے بعد کسی بھی شخص سے نکاح کرنے سے بچنا ورنہ اللہ تعالیٰ اس کے گھر کو تباہ کر دے گا اور میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کسی کا گھر تباہ ہو۔

نکاح کیا تو قتل؟

اسی طرح ہمیں سیدی محمد الشوعی ؒ جو سیدی مدین ؒ کے اصحاب میں سے ہیں اور ان کی درگاہ میں ان کی قبر (مزار) کے سامنے مدفون ہیں کے بارے میں یہ بات پہنچی ہے کہ انہوں نے ایک کنواری لڑکی سے نکاح کیا وہ ان کے ساتھ تھوڑا سا عرصہ رہی اور وہ فوت ہو گئے اور وہ کنواری تھی انہوں نے اس سے فرمایا تھا کہ میرے بعد کسی سے نکاح نہ کرنا ورنہ میں اسے قتل کر دوں گا۔

جب ان کا انتقال ہوا تو ایک شخص نے اس خاتون کو نکاح پیغام بھیجا۔ انہوں نے علماء سے فتویٰ پوچھا تو علماء نے بتایا کہ یہ بات رسول اکرم ﷺ کے ساتھ خاص ہے وہ شخص اس خاتون کے پاس گیا جب اس کے پاس بیٹھا تو اس سے پہلے کہ وہ اسے ہاتھ لگاتا وہ شیخ دیوار سے برچھی لے کر نکلے اور اس کے جسم میں پیوست کر دی اور وہ اسی وقت مر گیا اور میں (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) نے خود ایک شخص کو دیکھا اس نے سیدی محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ان کی زوجہ کو منگنی کا پیغام بھیجا اس نے قبول کر لیا اور اس مرد نے تحریر لکھ دی اس دوران کہ وہ شخص سیدی محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی جالی کے باہر قبر کے سامنے سویا ہوا تھا کہ اچانک سیدی محمد رحمۃ اللہ علیہ قبر سے نکلے اور اس کے پہلو میں نیزہ مار دیا اور وہ بھنے ہوئے جگر کی طرح ہو گیا اس شخص نے مجھے وہ دکھایا اور واقعہ سنایا اور کہا مجھے میرے علاقہ کی طرف لے جاؤ پس وہ راستے میں ہی انتقال کر گیا۔

یہ واقعات رونما ہوتے ہیں جسے شک ہو وہ تجربہ کر کے دیکھ لے مگر یہ کہ شیخ اس کو اس بات کا حکم دے جب وہ اپنی بیوی کے لئے اس میں بہتری سمجھے تو اس میں کوئی حرج نہیں لہٰذا مفتی کو اس مسئلہ میں توقف کرنا چاہئے اور وہ کہے میں ارباب احوال (صوفیاء کرام) میں سے کسی ایک کے بارے میں فتویٰ نہیں دیتا جسے "شیخ الاسلام" حضرت زکریا رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اور حضرت شیخ شہاب الدین (سہروردی) رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی اتباع کی۔

☆ مرشد کے اہل وعیال کا خیال رکھے

مرید کی شان میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے شیخ کے اہل وعیال کا خیال رکھے جب اس کا مرشد سفر پر ہو تو وہ ان کی خدمت کرے اور ان کے کھانے کا انتظام کرے اور ان کی خدمت کے لئے مرشد کا قائم مقام بن جائے یہ عمل اپنے شیخ سے وفاداری کے زمرے میں آتا ہے اور اسی سے ترقی کرتے ہوئے تمام مخلوق خدا کی خدمت کرے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے عیال میں (کنبے کی طرح ہیں) جس طرح حدیث شریف میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

((الخلق عيال الله واحبهم اليه انفعهم لعياله)) ①

مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان میں سے پسندیدہ ترین وہ شخص ہے جو اس کے عیال کو زیادہ نفع پہنچاتا ہے

کیونکہ اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت کرتا ہے جو اس کی رضا کے لئے اس کے بندوں سے حسن سلوک کرتا ہے اور شیخ کی یہی کیفیت ہے کیونکہ وہ شرعی اخلاق پر گامزن ہے۔

میں نے سیدی علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے: مرید کے آداب سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے مرشد کے اہل خانہ پر حسب طاقت خرچ کرے وہ جس چیز کے بھی محتاج ہوں مرشد موجود ہو یا نہ۔ اور اگر اس کے پاس اپنے کپڑوں یا عمامہ کے علاوہ کچھ نہ ہو تو اسے فروخت کر کے اس کی قیمت سے ان کے لئے وہ چیز خریدے جس کی انہیں طلب ہو اور اپنے شیخ کے اہل خانہ کے

① طبرانی، معجم الکبیر 86/10۔

لئے عمامہ یا جبہ وغیرہ فروخت کرنے میں وہی شخص کنجوسی کرتا ہے جس نے شیخ کے ساتھ ادب کی خوشبو نہیں سونگھی۔ کیونکہ جس شخص کو اس کا مرشد بارگاہ خداوندی کے آداب سکھاتا ہے وہ اس کا بدلہ دونوں جہانوں کے ذریعے بھی نہیں دے سکتا۔ لہٰذا مرید جب اپنا تمام مال اپنے مرشد اور اس کے اہل وعیال پر خرچ کردے تو یہ خیال نہ کرے کہ اس نے جو آداب سیکھے ہیں ان میں سے ایک کا بھی بدلہ دے دیا ہے۔

تین ہزار درہم خرچ کیے

سیدی ابوالعباس المرسی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدی محمد الحنفی رحمۃ اللہ علیہ پر تین ہزار درہم خرچ کئے جو ان کے پاس تھے اور فرمایا اگر میرے پاس اس سے زیادہ ہوتے تو میں وہ بھی خرچ کر دیتا اور جب لوگ ان کو اس پر ملامت کرتے تو وہ فرماتے: میں نے اپنے شیخ سے جو ایک ادب سیکھا ہے وہ دنیا کے تمام خزانوں سے بہتر ہے اگر وہ خزانے میرے پاس ہوتے تو میں وہ بھی ان پر خرچ کر دیتا۔

اپنا تمام مال خرچ کر دیا

اسی طرح سیدی محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ ابن ابی حمائل رحمۃ اللہ علیہ پر اپنا تمام مال خرچ کر دیا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے شیخ کی دعا سے ان کو اس کے عوض اور مال عطا کر دیا اور انہوں نے فرمایا: اے محمد! ہم لوگوں کو دنیا کی حاجت نہیں ہے اور اگر ہم اسے طلب کرتے تو وہ خود ہمارے پاس آتی لیکن اپنے صالح اسلاف کی اقتداء کرتے ہو قلیل مال کو اختیار کیا اور جب سیدی محمد الشناوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مال اپنے شیخ پر خرچ کیا تو شیخ ابوالحمائل رحمۃ اللہ علیہ نے دعا مانگی:

(اَللّٰھُمَّ عَوِّضْ عَلَیْہِ خَیْرًا مِّمَّا بذل فَصَارَ مَالَہٗ اَضْعَافُ مَا کَانَ ھَا اَنْذَا)

یا اللہ! ان کو اس خرچ کیے گئے مال سے بہتر عطا فرما چنانچہ ان کا مال کئی گنا بڑھ گیا

اس بات کی خبر ہمارے شیخ نے ہمیں دی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اپنے شیخ کے اہل وعیال سے حسن سلوک کرنا اللہ تعالیٰ اور اس (مرید) کے شیخ کی اس سے محبت کی وجہ سے ہے اور اس طرح (روحانی) فتوحات کے دروازے جلدی کھلتے ہیں۔

جان لو! جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے یہ تمام باتیں اس مرید کے حق میں ہیں جو یہ خیال کرے کہ جو کچھ اس کے پاس ہے وہ اس کے مرشد کا ہے لہٰذا یہ اس بات کے خلاف نہیں جو ہم نے پہلے بیان کی ہے کہ مرشد کو اس بات سے منع کیا گیا کہ وہ مرید کے کھانے یا اس کے ہدیہ سے کھائے کیونکہ وہ بات اس مرید کے بارے میں ہے جو اپنے شیخ کے ساتھ سچا نہیں اس کا حکم، اجنبی آدمی کے حکم کی طرح ہے۔ واللہ اعلم

☆ مرشد کی طرف مسلسل نہ دیکھے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے مرشد کے چہرے پر نظر لگائے نہ رکھے بلکہ جس قدر ممکن ہو اسے دیکھنے سے نظر کو جھکائے اور یہ ایسے امور ہیں جن کا ذائقہ سالکین کو حاصل ہوتا ہے کتاب میں لکھا نہیں جا سکتا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق مبارکہ سے یہ بات بھی ہے کہ آپ اپنی نگاہ مبارک کسی کے چہرے پر لگاتے نہیں تھے اور جب

چاند دیکھتے تو جلدی جلدی اس سے رخِ انور پھیر لیتے۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں: اس میں اس بات کا احتمال ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تجلی کی وجہ سے ہو جس کا ذکر رویت باری والی حدیث میں ہے اس کے ساتھ تشبیہ دی گئی۔

شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے جنید رحمۃ اللہ علیہ کو نہ دیکھا

پس سمجھ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے جو شخص اپنے شیخ کے چہرے کو مسلسل دیکھتا رہے وہ اپنی گردن سے کمال حیاء کی رسی اتار لیتا ہے اور اسی باب میں گزر چکا ہے کہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

(سُئِلْتُ عَنْ لِحْيَةِ الْجُنَيْدِ هَلْ كَانَ شِيبُهَا أَكْثَرَ؟)

مجھ سے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کی ڈاڑھی مبارک کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا اس میں زیادہ بال سفید تھے؟

انہوں نے فرمایا:

(لَمْ أُحَقِّقِ النَّظَرَ إِلَيْهَا قَطُّ لِأَنِّي كُنْتُ أُكَلِّمُهُ وَأَنَا مُطْرِقٌ رَأْسِي لِأَنَّ الْمَقْصُودَ سَمَاعُ الْكَلَامِ لَا رُؤْيَةُ شَخْصِهِ)

میں نے ان کو کبھی بھی نظر بھر کر نہیں دیکھا کیونکہ جب میں ان سے کلام کرتا تھا تو میرا سر جھکا ہوا ہوتا تھا اس لئے کہ مقصود کلام کا سننا ہے شخصیت کو دیکھنا نہیں۔

سرخی کب دیکھ سکتا ہے؟

سیدی علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

لیکن جب مرید اپنے شیخ کے ساتھ ادب میں ثابت قدم ہو اور اس کے چہرے کو زیادہ دیکھنے سے ہلکا پن پیدا نہ ہو بلکہ اس کے چہرے کو دیکھنے سے شفا اور توبہ مقصود ہو تو کوئی حرج نہیں جس طرح علماء کرام نے تعویذات میں آیات قرآنیہ کو اٹھانے کی اجازت دی ہے کیونکہ قرآن سے مقصود یہ ہے کہ اسے اٹھانے والے کو اس کی برکت حاصل ہو توہین مقصود نہیں ہوتی جو اسے پھینک دے (ذلیل کرے)۔

☆ اپنے احوال مرشد کے سامنے بیان کرے

مرید کی شان سے ہے کہ وہ اپنے احوال اپنے شیخ کے سامنے بیان کرنا بڑی بات (خرابی) خیال نہ کرے مثلاً زنا، تکبر، خود پسندی، منافقت اور ریاکاری کی چاہت وغیرہ وہ گناہ جو شرعی طور پر قبیح سمجھے جاتے ہیں بلکہ وہ ان تمام گناہوں کا اس کے سامنے ذکر کرے تاکہ وہ ان کے علاج کے ساتھ ان کی پہچان کرائے جس طرح اس (مسئلہ) کی تقریر اسی باب میں قلبی خیالات پر کلام کے دوران گزر گئی ہے۔

بعض اوقات مرید ان بیماریوں میں سے کسی بیماری کو اپنے شیخ سے چھپاتا ہے تو وہ بیماری پکی ہو جاتی ہے یا وہ اس کو زائل کرنے کے لئے سخت مشقت کا محتاج ہوتا ہے۔

طریقت کے چشموں میں سے جس مقام میں مرید داخل ہوتا ہے وہ ایسی مٹھاس حاصل کرتا ہے جس کا اندازہ نہیں لگایا جا

سکتا۔ اگر اس کا شیخ اسے اس میں قائم رہنے کے لئے مرتے دم تک اس کی نگرانی نہ کرے تو وہ اس سے منتقل نہیں ہو سکتا کیونکہ مرشد کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ مرید کو طریقت کے قریب کرے اور اس سے یہ منزلیں طے کروائے۔

اور اگر صورت یہ ہو کہ مرید کو اس سے پہلے طریقت کی خبر حاصل ہو اور وہ اس کے چشموں، گڑھوں اور ہلاکت کے مقام کی پہچان رکھتا ہو جب وہ دیکھے کہ مرید احوال طریقت میں سے کسی چیز کو اپنے لئے شیریں سمجھتا ہے تو اس سے کہے تیرا مقام آگے ہے اور وہ اس سے اس معاملے کی خرابیاں بیان کرے جس پر وہ ٹھہر گیا ہے اور بتائے کہ یہ نفسانی خواہشات سے ہے اس وقت نفس اس سے انتقال کی طلب کرے گا کیونکہ اس کی شان سے ہے کہ وہ زیادہ کی طلب کرتا ہے جب تک وہ دیکھتا ہے کہ اس مقام سے آگے بھی ایک مقام ہے۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

میں ایک دن حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا اور آپ اپنے اہل وعیال کے ساتھ تشریف فرما تھے میں اپنے احوال کی مٹھاس کے نشے میں چُور تھا اور وجد کرنے لگا جب مجھے اس سے ہوش آیا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: تمہارا حال دو باتوں سے خالی نہیں یا تو تُو اپنے حال اور اس کی لذت کی وجہ سے حضوری سے غیبت میں ہے یا حاضر ہے اگر تو اپنے فانی حال کی لذت حاصل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے غائب ہے تو طرب (خوشی اور وجد) تیرے لائق نہیں کیونکہ تو اللہ تعالیٰ سے حجاب میں ہے اور اگر تو حاضر ہے تو یہ بے ادبی ہے۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: (اَلتَّوْبَۃُ یَا اُسْتَاذُ) اے استاذ! میری توبہ ہے چنانچہ انہوں نے توبہ کر لی تو دیکھو۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کس طرح ان کی دونوں حالتوں کی خرابی اور اس سے توبہ کو بیان کیا۔

☆ باہر جانے کے لیے مرشد سے اجازت مانگے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ جب وہ حصول تربیت کے لئے اپنے مرشد کے ساتھ تربیت گاہ میں ہو تو شیخ یا نگران یا تربیت گاہ کے فقیہ کی اجازت کے بغیر باہر نہ نکلے خاص طور پر بازار کی طرف نہ جائے کیونکہ اس سے قلت حیاء، کثرت کلام، نفس کی طرف سے جھگڑا کرنا جیسے امور پیدا ہوئے ہیں کیونکہ فطرت ان باتوں کو بازار والوں سے حاصل کرتی ہے۔

باپ کو سلام کرنے کے لیے اجازت

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ (قاہرہ کے) محلہ کبریٰ میں سید محمد الغمری رحمۃ اللہ علیہ کے فقراء (تربیت حاصل کرنے والے شاگردوں) میں سے کسی ایک کا باپ یا چچا آتا تو وہ اسے سلام کرنے کے ارادے میں اس سے ملاقات کے لئے جانے کی جرأت نہ کرتا حتیٰ کہ نگران سے مشورہ کرتا (اجازت لیتا) اور کہتا کہ

(اِنَّ الْاَدَبُ مَعَ شَیْخِیْ مُقَدَّمٌ عَلَی الْاَدَبِ مَعَ اَبِی الطِّیْنِیْ)

میرے شیخ کے ساتھ میرا ادب میرے جسمانی باپ کے ساتھ ادب سے مقدم ہے۔

اسی وجہ سے صوفیاء کرام فرماتے ہیں جس شخص کے دو باپ ہوں وہ طریقت میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ وہ دونوں کے درمیان تذبذب میں ہوتا ہے کہ اس کا ارادہ کرے یا اس کا، جس طرح اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی سے اشارہ ملتا ہے۔

﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا......﴾ [1]

اگر آسمان اور زمین میں اللہ کے سوا اور خدا ہوتے تو ضرور وہ (زمین و آسمان) تباہ ہو جاتے۔

پھر تربیت والا باپ (استاذ اور مرشد) اسے ہمیشہ آخرت کی طرف بلاتا ہے اور اس کا جسمانی باپ عام طور پر دنیوی معاملات کی طرف ہی بلاتا ہے وہ اس سے کہتا ہے۔

جلدی جلدی پڑھو اور واپس آؤ تا کہ ہم تمہیں شہر میں رہنے کا طریقہ سکھائیں یا تم لوگوں سے گفتگو کرو یا شہر کی پولیس میں بھرتی ہو جاؤ یا اس کے علاوہ کسی دنیوی بات کے لئے بلاتا ہے اور یہ اس کا انتہائی نقطہ نظر ہوتا ہے اسی سے قرأت قرآن اور علم وغیرہ بھی ہے اور وہ اس چیز کا ذائقہ حاصل نہیں کر سکتا جس کا حکم اسے اس کے مرشد نے دیا ہے اور اگر اس کا جسمانی باپ اسے نیکی کی طرف بلائے تو وہ اس کا دونوں اعتبار سے باپ ہے پس اس کا حق قطعی طور پر مضبوط ہو جاتا ہے۔

کیا تمہارا باپ ہے؟

حضرت سیدی ابو السعو د الجارحی رحمۃ اللہ علیہ اس شخص سے جو آپ کی محبت اختیار کرنا چاہتا، پوچھتے تھے: (هَلْ لَكَ اَبٌ؟) تمہارا باپ ہے؟ وہ عرض کرتا جی۔ فرماتے: (اَيْنَ هُوَ؟) وہ کہاں ہے؟ وہ کہتا شہر میں ہے تو اس سے فرماتے:

(اِذْهَبْ اِلَيْهِ اَنَا لَا اَصْحَبُ مَنْ لَّهُ اَبٌ غَيْرِيْ)

اس کے پاس جاؤ میں ایسے شخص کو اپنی محبت میں نہیں رکھتا جس کا میرے علاوہ باپ ہو اور ہمارے شیخ محمد الشناوی رحمۃ اللہ علیہ بعض اوقات لڑکے کو اس کی ماں کی موافقت کی اجازت دیتے اس کے خلاف جس کی طرف اس کا شیخ اسے دعوت دیتا کیونکہ اس میں صبر کم ہوتا ہے اور وہ اس بات سے بے علم ہے جو اس کے بچے کے ساتھ اس کا شیخ کر رہا ہے (تربیت مراد ہے)۔

اور وہ اپنے بیٹے کے لئے اس بات کو اچھا نہیں سمجھتی کہ اللہ تعالیٰ اس کے بیٹے کی عمر کو طویل کر دے اور اس عورت کے رزق میں بھی وسعت پیدا کر دے اور اس بات پر اکتفاء کرنا اس بات کے خلاف ہے جسے مرشد یقین کے ساتھ طلب کرتا ہے اور اہل طریقت اس سلسلے میں والدہ کی رعایت نہیں کرتے کیونکہ اس (طریقت) کی بنیاد مشقت پر ہے جب دو مفسد باتوں میں تعارض آ گیا تو ہم نے اس میں ہلکی بات کو اختیار کیا یا جب دو باتیں دنیوی اور اُخروی جمع ہو جائیں تو اُخروی کو اس کی شرائط کے ساتھ مقدم کرتے ہیں۔

اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ مشائخ مرید کو ایک وقت میں دو یا زیادہ چیزوں کی مدد سے طریقت کے راستے پر چلانے سے عاجز آ گئے اور ان کا اتفاق ہے کہ دنیوی تعلقات اور اہل و عیال اور مال کی طرف توجہ کو توڑنا واجب ہے ایسا مال و عیال جو اللہ

[1] سورۂ انبیاء آیت 22۔

تعالیٰ کے راستے میں رکاوٹ ہو اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں مشغول ہو پھر وہ ذائقہ چکھے جو مردانِ حق چکھتے ہیں اور اس کی حالت کامل ہو جائے اور وہ یوں ہو جائے کہ دونوں جہانوں کی کوئی چیز اسے اس کے رب سے غافل نہ کر سکے تو اس وقت وہ اس سے فرماتے ہیں کہ تمہارا دنیا کی طرف متوجہ ہونا اور اس کی جائز امیدوں کے ساتھ تصرف کرنا جس طرح کاملین اولیاء کرام کا طریقہ ہے یہی کمال ہے پس معلوم ہوا کہ شیخ پر واجب ہے کہ وہ اپنے مرید کو دنیوی تعلقات سے منع کرے جب وہ سالک ہو اور (بتائے کہ) اس کے لئے دنیا سے کچھ لینا کمال حاصل کرنے اور حق کی طرف رجوع کے بعد جائز ہوگا۔ اگر وہ اسے لوگوں سے میل جول اور ان کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیں تو بعض اوقات وہ (اللہ تعالیٰ کی طرف) سیر سے عاجز ہو جاتا ہے۔

سیدی یوسف العجمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کا ارادہ کرنے والے (مرید) کو غافل کرے مثلاً تجارت، صنعت و حرفت، علم اخلاص کے حصول میں مشغولیت وغیرہ تو یہ اس شخص کے حکم میں ہے جس کی گردن میں رسی باندھی جائے جو اس کو پیچھے کی طرف کھینچے اور شیخ اس کو اپنی طرف ”عنکبوت“ کی رسی کے ساتھ۔ (مکڑی کا جالا مراد ہے) (یعنی اس کی رسی کمزور ہوتی ہے) اور آپ فرماتے تھے:

جب مرید صرف اللہ تعالیٰ کی ذات میں مشغول ہو تو وہ پرندوں کی طرح اڑتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ اور اس کے غیر (دونوں) مشغول ہو تو وہ شل آدمی کی طرح سرین کے بل چلتا ہے اور اس کے ارادے میں بھی کمزوری ہوتی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ دور دراز کے مقام تک پہنچ جائے۔ واللہ اعلم

☆ مرشد تنبیہ کرے تو خوش ہو

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ جب اس کا شیخ اسے اس کے برادرانِ طریقت کے درمیان ناقص قرار دے اور اس سے چھوٹی اور معمولی چیزوں کے بارے میں سوالات کرے تو وہ اس پر خوش ہو کیونکہ یہ اس بات کی امید رکھتا ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ اسے بیکار چھوڑ دیتا جیسے اس مرید کی طرف توجہ نہیں کرتا جس میں بھلائی نہیں دیکھتا۔

لہٰذا مرید کو اپنی نفسانی خواہش اور مرشد پر عیب لگانے سے پرہیز کرنا چاہئے اور یہ بات نہ کہے کہ یہ (شیخ کا عمل) اس بات کی دلیل ہے کہ وہ مجھے ناپسند کرتا ہے اور وہ میری طرف نظر نہیں کرتا اس بات پر صوفیاء کرام کا اتفاق ہے کہ جب مرشد اپنے مرید کو بے ادبی یا غفلت یا مجلس میں فضول باتوں میں مشغول دیکھے اور اسے نہ جھڑکے تو وہ اس (مرید) سے دھوکہ کر رہا ہے اور اسے اپنی محبت سے دور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

یہ اس لئے کہ جب مرید غفلت اور کھیل کود میں پڑ جائے اور اس کا مناقشہ (پوچھ گچھ) نہ ہو یہاں تک کہ اس میں غفلت مستحکم ہو جائے تو اس کی حالت یوں ہو جاتی ہے کہ وہ شیخ کے کلام پر کان نہیں دھرتا بلکہ اس سے اس کا نفس نفرت کرتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ یہ مجھے اپنے کام کا حکم دیتا ہے جس کی مجھے طاقت نہیں جس طرح میرے (مصنف علیہ الرحمہ کے) لئے تربیت گاہ میں ایک جماعت کے ساتھ واقع ہوا کہ وہ میری اطاعت سے نکل گئے میرے ساتھ بیٹھے لیکن ان کی کوئی توجہ یا اطاعت گزاری نہ ہوتی ان کو

ڈر تھا کہ اگر وہ میری مجلس سے بالکل چلے گئے تو لوگ ملامت کریں گے اور اس طرح ان کی بدبختی بڑھتی گئی ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت (حفاظت) کا سوال کرتے ہیں۔

☆تربیت کیلئے ٹھہرنا حج سے افضل جاننے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے شیخ کے ساتھ ادب اور تربیت کے حصول کے لئے ٹھہرنے کو سفر اور اس حج سے زیادہ پسند کرے جس کے بارے میں اس کا اعتقاد ہے کہ وہ اس پر فرض ہے کیونکہ اس کے اعتقاد میں خطاء کا احتمال ہے بایں طور پر کہ وہ حج کے واجبات اور ان کے بارے میں سوال سے بے خبر ہے جس طرح عام طور پر کاشتکار اور جاہل عوام کا معاملہ ہے۔

لیکن جب وجوب کے اسباب مہیا ہوں تو مرشد کا روکنا محال ہے اور اگر ہم فرض کریں کہ مرشد نے اس سے منع کیا ہے تو وہ مرشد نہیں وہ اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہے اس کی مخالفت واجب ہے کیونکہ حقیقی مرشد بعض اعمال کو ترجیح دینے میں مرید پر امین ہوتا ہے لہٰذا وہ ایسے عمل کو ترجیح نہیں دیتا جس کے مقابلے میں دوسرے عمل کو زیادہ فضیلت حاصل ہو البتہ یہ کہ افضل عمل میں ایسی علت دیکھے جو اخلاص میں خرابی کا باعث ہے یا اس سے دوسرے برادران طریقت پر خود پسندی اور تکبر وغیرہ پیدا ہوتا ہے۔

ہم نے بہت سے ایسے لوگ دیکھے ہیں جنہوں نے اپنے مرشد کی اجازت کے بغیر حج کیا تو ان کو راستے میں بہت زیادہ ندامت ہوئی اور وہ تمنا کرنے لگے کہ اگر وہ واپس جانے کی طاقت رکھتے ہوں تو واپس چلے جائیں اور تمام عبادات کی وضع (مقرر ہونا) انشراح صدر (دل کی کشادگی) کے ساتھ قرب خداوندی حاصل کرنا ہے (یعنی یہ مقصد عبادت ہے) لیکن ناراضگی اور ندامت کی صورت میں یہ عمل گناہ کے زیادہ قریب ہے پھر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ شیخ کی مشاورت سفر حج سے متعلق ہوتی ہے حج کے بارے میں نہیں، خاص طور پر جب مرید مکہ مکرمہ میں اپنے شیخ کے ساتھ ہو تو اس میں مشقت اور دل تنگی نہیں ہوتی کیونکہ اس میں اخراجات بھی کم ہوتے ہیں اور اس کی مدت بھی تھوڑی ہوتی ہے لہٰذا اس میں شیخ کی (مشاورت کی) حاجت نہیں ہوتی جس طرح جمعہ اور دیگر باجماعت نمازوں اور ماہ رمضان کے روزوں وغیرہ کے لئے (اس کی مشاورت کی) حاجت نہیں ہوتی لیکن اگر مرید کو کسی ایسے عمل میں مصروف کیا جائے جس کے بارے میں کہا جائے کہ یہ نفلی حج سے زیادہ ترجیح رکھتا ہے تو اس سلسلے میں شیخ کا مشورہ ضروری ہے تاکہ وہ اسے بتائے کہ اسے زیادہ ترجیح حاصل ہے حتیٰ کہ وہ اسے مقدم کرے۔

سیدی یوسف العجمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: مرد (کامل صوفیاء) کے لئے سفر بہتر ہے جب وہ کامل ہو جاتے ہیں لیکن مرید کا ہر گھڑی شیخ کی خدمت میں رہنا اس پچاس مرتبہ کے حج سے بہتر ہے جو حج کے اداب اور شرائط سے جہالت کی صورت کیا جائے۔

اور ہم نے کسی ایسے مرید پر (روحانی) فتوحات کا دروازہ کھلتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا جس نے اپنے شیخ کی اجازت کے بغیر مکہ مکرمہ کی طرف سفر کیا یا پہاڑوں میں سیاحت کی یا اس قسم کا کوئی عمل کیا ہو بلکہ ان میں سے بعض بے ادبی کی وجہ سے پردے میں ہو گئے اور اس کے شیخ نے زبان حال سے فرمایا کہ صبر کرو حتیٰ کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے حرم اور اس کے گھر میں داخل ہونے کے لئے اس کے ساتھ ادب سکھاؤں پھر ادب کے ساتھ سفر کرو۔

پس اس شیخ پر اعتراض مناسب نہیں جو اپنے مرید کو حج سے منع کرتا ہے البتہ جب شیخ کے پاس جائیں اور اس (ممانعت) کی علت کے بارے میں پوچھیں کیونکہ اولیاء کرام کا گوشت ان لوگوں کے لئے زہر ہے جو ان پر ناحق اعتراض کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

☆ تربیت گاہ میں قناعت اختیار کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ جب وہ اپنے شیخ کی تربیت میں مقیم ہو تو خشک روٹی پر قناعت کرے کھردرا لباس پہنے اور یوں جس قدر ممکن ہو دنیا میں مشغولیت کا دروازہ بند کردے۔ مشائخ کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو مرید اپنے شیخ کے ہاں تربیت کے لئے قیام کے دوران اپنی نیت میں اخلاص پیدا نہیں کرتا اور کسی اور مقصد کے لئے بیٹھتا ہے وہ طریقت میں کبھی بھی کامیابی حاصل نہیں کرسکتا اگر چہ اس کا شیخ تمام اولیاء کرام میں سے سب سے بڑا ولی ہو اور وہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تنزلی اور ناراضگی کے علاوہ کچھ حاصل نہیں کرسکتا کیونکہ وہ طریقت اور شیخ کا مذاق اڑاتا ہے اور اس کا طریقت سے محبت کا اظہار جھوٹ ہے۔

سترہ سال بازار سے کھاتے رہے

گزشتہ تمام مریدین اپنے شیخ اور طریقت کے ساتھ مخلص رہے ہیں حتیٰ کہ سیدی شیخ شہاب الدین المرحومی رحمۃ اللہ علیہ جو شیخ ابوالسعود الجارحی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ ہیں، سیدی شیخ مدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سترہ سال رہے لیکن انہوں نے نہ تو ان کے ہاں کا کھانا کھایا اور نہ ہی ان کے ہاں پانی پیا وہ بازار کی طرف چلے جاتے اور اپنے لئے کھانے کا سامان خرید لاتے اور فرماتے میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ میں اپنے شیخ کے ہاں اقامت کے دوران کسی اور بات کو شامل کروں، ان سے کہا گیا کہ اپنے شیخ کے کھانے سے تبرک کے طور پر کھالیا کریں کوئی اور نیت نہ کریں تو انہوں نے جواب دیا میں اس مقام تک نہیں پہنچا۔

اور میں (مصنف) نے سیدی علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے: جن مریدین کو اپنے شیخ کے ہاں ٹھہرنے میں زیادہ وقت لگ جاتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ان کی محبت میں مخلص نہیں ہوتے اگر وہ اخلاص اختیار کریں اور دیگر اغراض چھوڑ دیں تو ان کو شیخ کے سامنے کمال درجہ کا ادب حاصل ہوجائے اور وہ تھوڑی سی مدت میں اس کے ہاں رسائی حاصل کرلیں جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں یہ مقام حاصل کر لیتے تھے۔

لیکن جب مریدین کے ہاں کامل اخلاص معدوم ہو تو سلوک میں ان کا معاملہ تدریجی ہوتا ہے تھوڑا تھوڑا حاصل ہوتا ہے اور شیخ کے ہاں ان کا ادب کئی سالوں کے بعد ہوتا ہے بلکہ اکثر مشائخ جن کو ہم نے پایا وہ تنگ دلی میں فوت ہوگئے لیکن ان کے مریدوں میں سے کسی پر (کامیابی کا) دروازہ نہ کھلا لیکن فتح کا دروازہ اس وقت کھلتا ہے جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔

سیدی ابوالسعود الجارحی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جو مرید اپنے شیخ کے ہاں اس کے وظیفہ یا خلوت یا اس مقصد کے ٹھہرتا ہے جو اسے فرقہ چھوڑتے وقت حاصل ہوتا ہے تو وہ خائن ہے اس سے کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی اگر چہ وہ اپنے شیخ کے ہاں حضرت نوح علیہ السلام کی عمر کے مطابق وقت گزارے۔

میں نے ان ہی سے سنا فرماتے تھے: جب کسی شیخ کے پاس کوئی تاجر آئے اور اس کی محبت طلب کرے اور اس کے پاس

تمام مال لے کر آئے اور کہے کہ میں نے اس سے کنارہ کشی اختیار کر لی تو مرشد کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ اسے اپنے پاس محفوظ رکھے اور اس میں تصرف نہ کرے کیونکہ اس زمانے کے مریدین پر جھوٹ غالب ہے لہٰذا بعض اوقات مرید اپنے مال سے کنارہ کشی کرتے ہوئے بغیر سچائی کے لاپروائی سے کام لیتا ہے پھر جب اس کی ہمت کمزور ہو جاتی ہے تو وہ اپنے مال کا محتاج ہو جاتا ہے اور حال وقال کے ذریعے شیخ سے مطالبہ کرتا ہے۔ جس طرح میرے لئے متعدد جماعتوں نے یہی معاملہ کیا۔

میں نے انہی (حضرت ابوالسعود جارحی رحمۃ اللہ علیہ) سے ایک اور بار سنا وہ فرماتے تھے ایک دفعہ میرے پاس ایک جماعت بیٹھی اور انہوں نے اپنے بارے میں مجھے فیصل بنایا میں نے تربیت گاہ میں ان کا وظیفہ نکال کر ان کے دوسرے بھائیوں کو دے دیا تو انہوں نے عہد توڑ دیا اور مجھ سے جدا ہو گئے بلکہ وہ حکمرانوں کے ہاں میرے ساتھ مقدمہ بازی کرنے لگے اور مجھے معلوم ہو گیا کہ جو شخص اپنے شیخ کے ہاں سات قرأتوں یا محض حاضری یا کھانے پینے یا اس غرض سے بیٹھتا ہے کہ لوگ اس کی عزت کریں کیونکہ وہ شیخ کی جماعت سے ہے تو اس نے طریقت کے لئے صلاحیت کو رخصت کر دیا کیونکہ یہ دنیا اور مختلف پیشوں میں مشغولیت ہے اسے چھوڑ کر شیخ کی محبت میں داخل ہوتا ہے۔

☆ بلا اجازتِ مرشد پیشہ اختیار نہ کرے

میں نے سیدی علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ فرماتے تھے: مرید کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنے مرشد کی اجازت کے بغیر کسی پیشے یا عمل میں مصروف ہو اور جب وہ اسے اس عمل کو چھوڑنے کا اشارہ کرے تو اب اسے اس عمل کو جاری رکھنے کا حق نہیں۔

☆ تنگیِ معاش کی فکر نہ کرو

سیدی محمد الغمری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے لئے سوت خریدا اس سے سلائی کرتے اور سید احمد الزاہد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مجاورت کے دنوں میں روزی حاصل کرتے تو انہوں نے ان کو اس بات سے روک دیا انہوں نے عرض کیا اے میرے آقا! میں اپنے بھائیوں سے تکلیف کو دور کرنا چاہتا ہوں کیونکہ میں ان کی معیشت میں تنگی دیکھ رہا ہوں انہوں نے فرمایا: اے محمد! فقراء نے دنیا کو اختیاری طور پر ترک کیا ہے جب کہ وہ ان کے سامنے پیش کی گئی اگر تمام مصر والے میرے عیال ہوئے تو میں ان کی وجہ سے غمگین نہ ہوتا۔

اسی طرح میں (مصنف) نے حضرت ابوالحسن الغمری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے: کہ اگر میرے پاس ایک ہزار مجاور بھی ہوں تو میں ان کی فکر نہ کرتا کیونکہ مجھے کشف اور یقین کے ساتھ علم ہے محض گمان اور اندازہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ضائع نہیں کرے گا اور اس نے ان کو میرے پاس رکھا ہے تو وہ ان کا رزق بھی عطا کرتا ہے۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مرید کے ابتدائی ایام میں شیطان اس کے پاس آتا ہے اور اس سے کہتا ہے تو نے اپنے ہاتھ میں موجود دنیا کو کیسے چھوڑ دیا اور اس کونے میں (تربیت گاہ) میں بیٹھ گیا تو کہاں سے کھائے گا اور کہاں سے پیئے گا اور کہاں سے پہنے گا تو اپنے نفس کو مانگنے اور سوال کرنے کا عادی بنائے گا۔ اس سے کہو کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا ڈر ہے

(وَاِذْ كَانَ يَرْزُقُنِيْ وَاَنَا مُدْبِرٌ عَنْهُ فَكَيْفَ يُضَيِّعُنِيْ وَاَنَا مُقْبِلٌ عَلٰى خِدْمَتِهٖ)

جب وہ مجھے اس حالت میں رزق دیتا ہے کہ میں اس سے پیٹھ پھیرنے والا ہوں تو وہ مجھے کیسے ضائع کرے گا جب کہ اس کی اطاعت کی طرف متوجہ ہوں۔

اس وقت شیطان اس سے جدا ہو جائے گا۔ واللہ اعلم

☆ذکرالٰہی کے لیے مرشد کے حکم کی تعمیل کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ سری اور جہری طور پر ذکر الٰہی کی کثرت کے لئے اپنے شیخ کا حکم مانے اور اس کی یہی مشغولیت ہے اور فرائض اور ذکر کی گئی سنتوں پر اضافہ نہ کرے۔ مشائخ کا اس بات پر اجماع ہے کہ مرید کے لئے دائمی ذکر سے زیادہ جلدی روحانیت پیدا کر کے طریقت کی تکمیل کے لئے کوئی دوسرا طریقہ نہیں اور یہ زنگ آلود تانبے کے لئے ریت کی طرح ہے (جو جلدی زنگ کو دور کرتی ہے) پس وہ اگرچہ چمک کے لئے اسی طرح کوشش کرتا ہے لیکن ایک طویل زمانے کا محتاج ہوتا ہے بخلاف ریت کے ساتھ چمکانے کے جو ذکر کی طرح ہے اس بنیاد پر مشائخ عظام نے فرمایا ہے کہ شیخ کے لئے مناسب نہیں کہ مرید سے عہد لے مگر علوم شریعت سے وافر حصہ حاصل کرنے کے بعد، اس طرح کہ وہ مناظرہ کے لئے تیار ہو جائے جس طرح سلف صالحین نے یہ طریقہ اختیار کیا اور یہ شاذلیہ اور ان کی اتباع کرنے والوں کا طریقہ ہے۔

اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ یہ طریقہ عزیزہ (نایاب) ہے یہ اسی سے قبول کیا جاتا ہے جو صرف اسی میں مشغول ہو اور جسے یہ پورا عطا کیا گیا اسے اس کا بعض بھی عطا کیا گیا اور جس کی توجہ اس کے پیچھے کی طرف مثلاً اپنے درس کے مطالعہ کی جانب ہو اس کی مکمل توجہ ذکر کی طرف نہیں ہو سکتی بلکہ وہ اپنے نفس کے ساتھ لڑائی میں ہوتا ہے اور اگر وہ ذکر میں مشغول ہو جائے تو وہ اچکنے والے (جھپٹا مار کر کوئی چیز لینے والے) کی طرح ہوتا ہے خاص طور پر اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے اور لوگ اس سے کہتے ہیں کہ تم نے کس طرح علم میں مشغولیت کو چھوڑ دیا اور وہمی امور میں مشغول ہو گئے پس اس کے لئے طریقت کی راہ میں تردد پیدا ہو جاتا ہے لہٰذا وہ اس میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ (صوفیاء کی) قوم نے ابتدائی مریدین کے لئے محدثین کا مذہب اختیار کیا ہے یعنی پہلے شریعت کے واضح احکام کو اختیار کرے علماء کے اجتہادات کو اختیار نہ کرے مگر یہ کہ وہ مرید کے لئے تخفیف کا ارادہ کرے پھر جب وہ طریقت میں مضبوط ہو جائے اور اس کی حالت قوی ہو جائے اور شریعت کے تمام واضح احکام جو امر اور نہی سے متعلق ہیں پر عمل کرے اس وقت اسے مجتہدین کے اجتہاد پر عمل اور انہوں نے قرآن وسنت سے جو استنباط کیا ہے پر بحث کا حکم دیا جائے۔

اور بعض اوقات اس کا باطن صاف ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے علماء کے مستند اقوال پر مطلع کرتا ہے اور اسے کتاب دیکھنے کی ضرورت نہیں رہتی جس طرح میرے آقا علی المرصفی اور میرے آقا محمد الشناوی رحمہما اللہ کے لئے ہوا ان دونوں حضرات نے مجھے یہ بات بتائی ہے اس کو "عِلْمُ التَّعْرِيْفِ بِاَحْكَامِ الشَّرِيْعَةِ" (احکام شریعت کی پہچان کا علم) کہا جاتا ہے۔

اور یہ شریعت کے باطن سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ یہ وہ مادہ ہے جس سے عارف روشنی حاصل کرتا ہے۔ اس بات پر صوفیاء

کرام کا اتفاق ہے کہ ذکر کا کم از کم فائدہ یہ ہے کہ وہ نماز میں دل سے حاضر ہوتا ہے اور اس کے دل میں کائنات میں سے کسی چیز کا خیال نہیں آتا یہ کیفیت تکبیر تحریمہ سے سلام پھیرنے تک ہوتی ہے اور جب فرض یا نفل نماز میں اللہ تعالیٰ کے غیر کا خیال دل میں پیدا ہو تو صوفیاء کرام کے نزدیک اس وقت ذکر کی کثرت واجب ہے کیونکہ ابھی تک اسے وہ ذکر حاصل نہیں ہوا جو کمال تک پہنچائے۔

میں نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے: اولیاء کرام ذکر کی ترغیب اس لئے دیتے ہیں کہ اس سے دل روشن ہوتا ہے تا کہ مرید نماز اور دیگر تمام عبادات کو اس طرح بجالائے جس طرح شریعت میں حکم دیا گیا ہے اس کے علاوہ نہیں اور جب اس کے سامنے حجاب ہوتا ہے یا خواہشات میں سے کسی خواہش کی طرف میلان ہوتا ہے تو اس سے عبادات کو شریعت کے حکم مطابق ادا کرنے میں نقص لازم آتا ہے۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

ہمارے اسلاف صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم سے دن رات میں کثرت ذکر مشہور نہیں جس طرح آج کل صوفیاء کرام کا طریقہ ہے لیکن وہ لوگ (روحانی) بیماریوں سے محفوظ تھے۔ پس ان کے دل سلیم اور اخلاق محمدیہ تھے ان کے ہاں ریاکاری، خود پسندی اور منافقت وغیرہ جو آج کل مریدین کا طریقہ بن گیا ہے، نہیں تھی، بلکہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جب یہ لوگ (آج کل کے مریدین) برے اخلاق میں سے کسی عادت کو ختم کرتے ہیں تو اس کی جگہ دوسری بری عادت آجاتی ہے۔

اسی بنیاد پر علماء کرام کا اتفاق ہے کہ مجاہدۂ نفس واجب ہے اور وہ مرید کو سفر کا حکم دیتے ہیں جب وہ اپنے علاقہ میں کسی ایسے شیخ کو نہیں پائے جو اس کی تربیت کرے۔ واللہ اعلم

☆ جائز امور میں مرشد کی مخالفت نہ کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ اس کا مرشد شریعت میں جائز امور میں سے کسی بات کا حکم دے تو وہ اس کی مخالفت نہ کرے اور اس کے خلاف اباحت کے دلائل پیش نہ کرے (کہ یہ محض جائز ہے ضروری نہیں) کیونکہ مرشد کا مقصد مرید کی ترقی ہے اور مباح کام محض مباح ہونے کی وجہ سے ترقی کا باعث نہیں بلکہ مرشد کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مرید کے تمام اوقات امر کی تعمیل اور نہی سے اجتناب میں مصروف ہوں اور وہ ہر ایسے کام میں پایا جائے جس کا اجر ملتا ہے۔[1]

شارع نے مباح کام کو صرف اس لئے رکھا تا کہ کمزور لوگ تکلیف کی مشقت سے آرام پائیں کیونکہ امور شرعیہ میں زیادہ پابندی سے ان پر ملال کا غلبہ ہوتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کے علم ازلی میں یہ بات نہ ہوتی ہے کہ یہ لوگ تھک جائیں گے تو ان کے لئے مباح کام شروع نہ ہوتے بلکہ وہ فرشتوں کی طرح ہوتے جو رات دن تسبیح بیان کرتے ہیں اور کوتاہی نہیں کرتے۔

اس بات پر صوفیاء کرام کا اتفاق ہے کہ جو مرید رخصت سے کام لیتا ہے اور سو جاتا ہے، لغو کلام کرتا ہے اور لذیذ کھانا کھاتا ہے اس سے بھلائی کی امید نہیں ہوتی کیونکہ طریقت مکمل طور پر جدوجہد اور جہاد کا نام ہے اس میں مرتے دم تک آرام برائے آرام

[1] دعوتِ اسلامی کی اصطلاح میں اسلامی بھائیوں، بہنوں، اور طلباء وغیرہ کے لیے امیر اہل سنت کی جانب سے "مدنی انعامات" کے کارڈ غالباً اسی مقصد کے لیے بنائے گئے ہیں کہ متعلقین کی تربیت ہو سکے۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

اور راحت وسکون مناسب نہیں پس تم جان لو! کہ سچے اور بزرگ مرید کی شان یہ ہے کہ وہ احکام شریعت میں عزیمت کو اختیار کرے رخصتوں کو نہیں۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں: مرید کے لئے مناسب نہیں کہ وہ مباح کام یا اس کے علاوہ میں اپنے شیخ کی مشابہت اختیار کرے کیونکہ وہ رسول اکرم ﷺ کا وارث ہے بخلاف مرید کے (اس کا یہ معاملہ نہیں) سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے حتیٰ کہ بچوں اور بوڑھی خواتین وغیرہ سے خوش طبعی کے وقت بھی۔

حضرت امام جلال السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے الخصائص میں نقل کیا ہے کہ

(كَانَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ مُكَلَّفًا بِالْحُضُوْرِ مَعَ اللّٰهِ تعالى حَال خِطَابِهِ لِلْخَلْقِ فَلَا يَشْتَغِلَ عَنِ اللّٰه تَعَالٰى بِشَيْءٍ)

رسول اکرم ﷺ مخلوق سے خطاب کے وقت بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ حاضری کے مکلّف تھے پس کسی وجہ سے بھی آپ اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں ہوئے تھے۔

حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سہل بن عبداللہ تشری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا وہ فرماتے تھے:

میں تیس سال سے اللہ تعالیٰ سے کلام کر رہا ہوں اور لوگوں کا خیال ہے کہ ان سے کلام کر رہا ہوں۔

علماء کرام نے ذکر کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے لئے واجب کا ثواب ہے کیونکہ آپ اپنی امت کے لئے وقف ہوئے اور ان کے لئے احکام بیان کرتے تھے۔

یہی حکم شیخ کا ہے جو مریدین کے لئے ان کے وہ امور دین بیان کرتا ہے جن کا ان کو علم نہیں اور اسے مباح کام کرنے پر بھی ثواب ملتا ہے جب وہ انہیں کو صحیح معرفت کے ساتھ عمل میں لاتا ہے بخلاف مرید کے کہ وہ اس سے حجاب میں ہے پس مرید کو چاہئے کہ وہ اپنے شیخ کو یہ بات کہنے سے پرہیز کرے کہ آپ کس طرح مجھے فلاں کام سے روکتے ہیں اور خود اس پر عمل کرتے ہیں کیونکہ یہ علم کے بغیر جدال اور جھگڑا ہے اور اس کی وجہ سے وہ (مرشد سے کئے ہوئے) عہد کو توڑتا ہے۔ واللہ اعلم

☆ مرشد کا حکم اپنی خواہش سے مقدم کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے نفس کی تمام خواہشات پر مرشد کے حکم کو مقدم کرے اگر وہ آرام گاہ کی صفائی نیز باورچی خانے (کے کام) میں اور آٹا وغیرہ گوندھنے کے سلسلے میں فقراء کی خدمت کا حکم دے تو اس حکم کو ہر اس کام سے مقدم سمجھے جس کا کرنا اس کے نزدیک ترجیح رکھتا ہے کیونکہ ترقی کے راستے کی پہچان اس کے مقابلے میں مرشد کو زیادہ ہے جس طرح جانور کا معالج جانوروں کی بیماریوں کو جانوروں کے مالکوں سے زیادہ جانتا ہے کچھ لوگوں نے اس بات میں مخالفت کی تو وہ مشائخ کی محبت کی برکت اور ترقی سے محروم ہو گئے کیونکہ نفس کا وطیرہ ہے کہ وہ اپنے صاحب کو دھوکہ دیتا ہے وہ جو عبادت کرتا ہے اس میں پوشیدہ عداوت جو ہے اخلاص کے راستے میں رکاوٹ بنتا ہے۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

(اِعْمَلْ بِاِشَارَةِ شَیْخِكَ فَاِنَّ خَطَأَهُ اَرْقٰی مِنْ صَوَابِكَ اَنْتَ)

اپنے مرشد کے اشارے پر عمل کرے اس کی خطا تیری درستگی کے مقابلے زیادہ ترقی کا باعث ہے۔

میں نے سیدی علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے: جس نے اپنے نفس کی مخالفت کی اس نے کامیابی پائی اور جس نے اس کی موافقت اور اپنے شیخ کی مخالفت کی گویا اس نے اسے اپنے شیخ کے ساتھ شیخ بنالیا اور جس کے دو شیخ (مرشد) ہوں وہ کامیابی نہیں پاسکتا کیونکہ صوفیاء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ ارادے کی توحید واجب ہے تاکہ وہ اس کے لئے ایک ہی فکر بنادیں۔

اور وہ فرماتے ہیں: جب مرید ایک حرکت سے دو چیزوں کو حاجب بناتا ہے جس طرح نماز ہے تو وہ اپنے ارادے میں شرک کرتا ہے مگر یہ کہ وہ حاجت شرعی طور پر مطلوب ہو (مثلاً نماز میں اللہ تعالیٰ اور مخلوق دونوں کو سامنے رکھے) اور یہ اس لئے کہ شرک "ظلم عظیم" ہے اگرچہ اس کی اقسام مختلف ہیں لیکن یہ لفظ (ظلم) ظلمت سے نکلا ہے اور جو شخص ظلمت (اندھیرے) میں داخل ہوا وہ راستے میں حیران پریشان ہوتا ہے اور جو حیران ہوا اس کے لئے ترجیح نہیں۔

اور سیدی ابراہیم متبولی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: کوئی بھی صنعت وحرفت ہو عارف کامل کو یہ طاقت حاصل ہوتی ہے کہ وہ مرید کو اس سے اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں پہنچادے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی کئی صنعتوں سے متعلق تھے جب اسلام میں داخل ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے اپنے عمل پر برقرار رکھا اور آپ نے ان کو ان کاموں کے چھوڑنے کا حکم نہیں دیا بلکہ آپ ان کو ان کے دینی امور کی تربیت اور تعلیم دینے لگے یہاں تک کہ وہ کمال کے مراتب تک پہنچ گئے اور ان میں سے بعض تو پہلے مرحلہ میں ہی درجہ کمال کو پہنچ گئے تھے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب تک مرید کو اختیار، تدبیر اور اپنے شیخ کے حکم کے خلاف رائے رہتی ہے وہ اپنے شیخ کی دشمنی اور اس سے لڑائی جھگڑے کے مقام پر رہتا ہے۔ سید محمد وفا رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں ہے۔

اَلْقَیْتُ عَنْ عَاتِقِیْ سَلَاحِیْ - وَصِرْتُ سِلْمًا عَلَی الطَّرِیْقِ

طَرَحْتُ نَفْسِیْ وَبَاطِرَاحِیْ - نَجَوْتُ مِنْ فَجِّهَا الْعَمِیْقِ

میں نے اپنے کندھے سے اپنا ہتھیار اتار لیا ہے اور میں راستے پر سلامتی والا ہو گیا۔

میں نے اپنے نفس کو گرادیا ہے اور اس پھینکنے کے ذریعے میں نفس کی گہری گھاٹی سے نجات پا گیا ہوں۔

پس اے بھائی! اپنے مرشد کے سامنے سر جھکا دے، مارنے والا نہ بن اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت عطا کرے گا۔

☆ مرشد کے حکم کی تعمیل میں جلدی کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے مرشد کے حکم کی تعمیل میں جلدی کرے اور اس کے حکم کی دلیل کی معرفت کے لئے توقف نہ کرے کیونکہ یہ طریقہ، طریقت سے کٹ جانے کا بہت بڑا سبب ہے کیونکہ استدلال کا طریقہ مشائخ اور مجتہدین کے لئے ہوتا ہے مقلدین کے لئے نہیں اور مرشد کا مرید سے ارادہ صرف اس بات کا ہوتا ہے کہ وہ کچھ دل میں پاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے

آیات واحادیث کے جومعانی اس کے دل میں ڈالے ہیں، ان کے ساتھ کلام کرے لیکن وہ لوگوں کی عبارات یاد کر کے ان کو مستقل کرتا ہے جس طرح ایک تحریر کو دوسری جگہ نقل کرتے ہیں اور اس بات پر اجماع ہے کہ جب مرید جرأت کرتے ہوئے اپنے مرشد سے اس کے حکم یا نہی پر دلیل طلب کرے اور مرشد چشم پوشی کی راہ اختیار کرے تو وہ اسے خراب کرتا ہے اور بعض اوقات یہ بات جماعت کے دیگر افراد تک پہنچ جاتی ہے تو ان کی حالت بھی ضائع ہو جاتی ہے اور وہ جھگڑے میں داخل ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا شیخ پر لازم ہے کہ وہ ایسے شخص کو اچھی گفتگو کے ساتھ اپنی مجلس سے نکال دے اور سخت رویہ اختیار نہ کرے جب قرائن کے ساتھ اسے معلوم ہو جائے کہ اس شخص کے ان اخلاق میں ملاوٹ ہے جو صوفیاء کرام کے ہاں معروف ہیں۔

وہ اس طرح کہ اس سے کہے:

(یَا وَلَدِیْ اِنَّکَ قَدْ صِرْتَ مِنْ اَھْلِ الْعِلْمِ بِحَمْدِ اللّٰہِ وَمَا بَقِیَ عِنْدِیْ عِلْمٌ یَکْفِیْکَ فَانْظُرْ اِلٰی اَحَدٍ یَزِیْدُکَ عِلْمًا وَلَا تُخَالِفْنِیْ تغش نَفْسَکَ)

اے میرے بیٹے! الحمد للہ! تو اہل علم میں سے ہو گیا ہے اور میرے پاس ایسا علم باقی نہیں جو تجھے کافی ہو تو کسی ایسے شخص کو تلاش جو تیرے علم میں اضافہ کرے اور میری مخالفت نہ کر تیرا نفس دھوکے میں چلا جائے گا۔

پھر جب شیخ اسے اپنی محبت سے نکال دے اس کے بعد اگر اس میں بھلائی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے ذریعے اس پر احسان کیا ہے تو وہ جلد ہی اپنے شیخ کی طرف لوٹ آئے گا اور اس کے ساتھ ادب اختیار کرے گا اور اگر اس میں بھلائی نہ ہوئی تو اس (مرشد) نے اس سے سکون حاصل کر لیا۔

میرے شیخ، شیخ الاسلام زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں جامع ازہر سے محلہ کبریٰ تک گیا اور میں نے سیدی محمد الغمری رحمۃ اللہ علیہ سے طریقت کا درس حاصل کیا میں ان کے پاس چالیس دن رہا اور ان سے "قواعد الصوفیہ" کتاب تقریباً چار چھوٹی کتابیں پڑھیں اور میں ان سے فقراء کے طریق پر بحث کرتا تھا انہوں نے مجھ سے فرمایا:

(یَازَکَرِیَّا خُذْ کَلَامَ الْقَوْمِ بِالتَّسْلِیْمِ فَاِنَّہٗ لَا یُفْتَحُ ہِیَ طَرِیْقِھِمْ اِلَّا مَنْ سَلَّمَ بِھِمْ)

اے زکریا، تسلیم کرنے کے طریقے حاصل کرو ان لوگوں کے طریقے میں کامیابی اس شخص کو حاصل ہوتی ہے جو ان کے سامنے سرنگوں ہوتا ہے تو میں نے کہا میں نے سنا اور تسلیم کیا اور جب میں نے ان سے مباحثہ چھوڑ دیا تو مجھے جو بھی مشکل پیش آئی انہوں نے اسے مجھ سے اور اپنی ذات سے زائل کرنے میں جلدی فرمائی اور جب میں ان سے بحث کرتا تھا تو جماعت کے بڑے ساتھی مجھ سے ناراض ہوتے اور چھوٹے خوش ہوتے کیونکہ شیخ جواب دیتے اور وہ ان سے سوال کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے تھے اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ صوفیاء کرام کا طریقہ مکمل طور پر ادب اور حقائق کے مطالبہ کا طریقہ ہے بخلاف نقل کرنے والوں کے (ان میں یہ بات نہیں)۔ واللہ اعلم

☆ شیخ کا ادب نماز میں حاضری جیسا کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ اپنے شیخ کی تعظیم اس طرح کرے گویا نماز میں حاضری ہے پس اپنے شیخ کے سامنے صرف ایک قمیص میں کبھی بھی نہ بیٹھے مگر یہ کہ دنیا سے اس قدر بے نیاز ہو کہ اس کے پاس اس کے علاوہ کوئی کپڑا نہ ہو یا وہ سخت گرمی میں ہو۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

مرید کے لئے مناسب ہے کہ وہ اپنے شیخ کے ساتھ ہم مجلس ہونے کے لئے نہایت اچھے کپڑے پہنے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر گناہ سے توبہ کرے جب اس کی مجلس کا ارادہ کرے کیونکہ گناہوں میں ملوث شخص کے لئے شیخ کے دربار میں حاضر ہونا درست نہیں اس کا وہاں داخل ہونا اس وقت صحیح ہوتا ہے جب وہ ہر ظاہری اور باطنی گناہ سے پاک ہو جائے۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

جب مرشد کا مکان دور ہو اور وہ اس کی زیارت کے لئے جائے تو وہ اس کے پاس تنہا جائے اور اس کے ہاں داخل نہ ہو۔ اسی طرح جب وہ اپنے شیخ کی زیارت (ملاقات) کے لئے جائے تو مناسب نہیں کہ وہ اس میں کسی دوسری حاجت کو شامل کرے اگر وہ اس میں کسی دوسری حاجت کو شامل کرے گا تو مرشد اس سے نصف بشاشت کے ساتھ ملاقات کرے گا اور اگر تین حاجات ہوں تو تہائی بشاشت سے ملاقات کرے گا اسی طرح سلسلہ بڑھے گا کیونکہ مرشد کی اپنے مرید سے ملاقات اس (نیت) کے مطابق ہوتی ہے جو وہ لے کر آتا ہے۔

میں (مصنف) ایک مرتبہ سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا اور میرے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا۔ انہوں نے فرمایا: آئندہ کسی کو ساتھ لے کر نہ آنا۔ پھر میرے کان میں کہا "جس پر اس کی خواہش غالب ہو وہ گدھا ہے" میں نے ارادہ کیا تھا کہ خواہش کے مطابق کوئی چیز نہیں کھاؤں گا پھر مجھ پر میرا نفس غالب آ گیا اور میں نے اسے کھا لیا۔

ایک مرتبہ میں اپنے بھائی افضل الدین کی ملاقات کے لیے گیا اور وہ شیخ کے محلے میں تھے میں نے ان کی ملاقات کے بعد کہا میں اپنے آقا علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات بھی اسی طرح کروں جب میں ان کے پاس آیا تو انہوں نے مجھ سے نصف بشاشت کے ساتھ ملاقات کی جس طرح میں ان سے ملاقات کے لیے تنہا آتا تو وہ کرتے تھے انہوں نے فرمایا:

(حُکْمُ الْعَدْلِ مَطْلُوْبٌ) عدل کا حکم مطلوب ہے تو میں مقصود سمجھ گیا اس دن سے میں نے ان کے ساتھ کسی کو شامل کرنا چھوڑ دیا۔[1] واللہ اعلم

---

[1] اس سے وہ مریدین نصیحت پکڑیں جو مرشد کے شہر میں کسی اور کام سے جاتے ہیں اور پھر ضمناً مرشد سے ملنے کا ارادہ کر لیتے ہیں۔ اگر فیض کے متلاشی ہیں تو اولاً نیت مرشد سے ملاقات کی ہی ہو۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

☆مرشد کی طرف ٹانگیں نہ پھیلانا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے مرشد کا ادب کرتے ہوئے اس کی طرف ٹانگیں نہ پھیلائے نہ اس کی زندگی میں نہ فوت ہونے کے بعد نہ رات کے وقت اور نہ ہی دن میں۔

جو مرید اپنے شیخ کے ساتھ اس ادب میں راسخ ہو جاتا ہے وہ ترقی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے لیے مراقبہ کے مقام تک پہنچ جاتا ہے کیونکہ مرشد ترقی کے لیے زینہ ہے اور اس کے لیے پناہ گاہ ہے جہاں وہ پناہ لیتا ہے۔ گویا مشائخ اپنے مرید سے فرماتے تھے: آؤ حق تعالیٰ سے پہلے ہمارے ہاں ٹھہرو حتیٰ کہ تمہارے نفس کی تمام رعونت (تکبر) ختم ہو جائے۔ پس جب رعونت ختم ہو جائے گی تو تم میں جل وعلا کے ساتھ معاملہ کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔

اور جان لو کہ جو شخص اپنے شیخ کے ساتھ ادب کو پوری طرح ملحوظ نہیں رکھتا وہ حق تعالیٰ کے ساتھ ادب پر قادر نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ اس کی خوشبو سونگھتا ہے مرید اپنے شیخ کی طرف سے محرومی پر بھی استفادہ کرتا ہے گویا وہ شیخ سے طلب کرتا ہے اور وہ اسے منع کرتا ہے لیکن مرید پھر بھی اپنے شیخ سے راضی رہتا ہے جس طرح وہ اپنے رب سے اس وقت بھی راضی رہتا ہے جب اسے اس کی طلب کے مطابق عطا نہیں ہوتا اور وہ شیخ کی طرف سے کسی ظاہری سبب کے بغیر سخت رویے پر صبر کر کے سعادت مندی حاصل کرتا ہے۔

پس جو شخص اپنے شیخ کے فعل پر راضی نہیں ہوتا وہ اللہ تعالیٰ کے افعال پر راضی نہیں ہوتا اور جو اس (مرشد) کے ساتھ صبر نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صبر نہیں کرتا، تمام امور میں اسی طرح ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ہر ولی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ مخلوق اس کے پاس ٹھہرے اور وہ اپنے نفس کو پست کرتے ہوئے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھائے۔ مشائخ کے بارے میں اس بات کا گمان کرنے سے بچو کہ وہ مرید کو اس لیے اپنے آداب وتعظیم کا حکم دیتے ہیں کہ وہ مقام ومرتبہ میں اس سے ممتاز رہیں۔ یہ بات مشائخ کے بارے میں بدگمانی ہے۔ وہ ان (مریدین) کو ادب کا حکم اس لیے دیتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادب کی طرف ترقی کریں۔

مرتے دم تک پاؤں نہ پھیلائے

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار رات کے وقت اپنا پاؤں پھیلایا تو ان کے دل میں آواز آئی کہ بادشاہوں کی مجلس میں اس طرح کرنا مناسب نہیں پھر حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے مرتے دم تک خلوت میں بھی اپنے پاؤں کو نہیں پھیلایا۔

مصنف کتاب کا واقعہ

اور خود میرے لیے مشائخ کے ساتھ بہت مرتبہ ایسا ہوا میں نے جب بھی پاؤں پھیلانے کا ارادہ کیا تو ہر مرتبہ میرے سامنے کوئی ولی آجاتا اور میں بیٹھے بیٹھے سو جاتا۔

میرے لیے حضرت سیدی محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ یہ واقع پیش آیا تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے میرے پاؤں کو پکڑا اور

فرمایا: میری طرف سے اسے کھینچ لو میں بیدار ہوا تو ان کے ہاتھ کی نرمی میرے پاؤں میں محسوس ہو رہی تھی اور یہ واقعہ ان کے وصال کے بعد کا ہے۔

تو اے بھائی! اس پر عمل کر اس کا پھل پائے گا۔ و اللہ اعلم!

☆ مجلس میں بلند آواز سے ذکر سے حیاء نہ روکے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ اگر اس کا مرشد اسے مجلس میں بلند آواز سے ذکر کرنے کا حکم دے تو وہ اس کی تعمیل کرے اور حیاء کو بہانہ نہ بنائے کیونکہ اس سلسلے میں مشائخ کی صحیح اغراض ہوتی ہیں۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

جو شخص اپنی طبیعت کے پنجرے کو نہیں توڑتا اس کے لیے پردہ نہیں کھلتا سید عمر بن فارض رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شعر کہا ہے:

تمسك باذيال الهوى و اخلع الحياء

وخل سبيل الناسكين و ان جلوا

عشق کے دامن کو پکڑ اور حیاء (جھجک) کو چھوڑ دے اور لوگوں کی حرکات پر چلنا چھوڑ دو اگرچہ خاطر ہوں۔

حیاء کو اتار پھینکنے سے مراد طبع کے پنجرہ کو توڑنا ہے اور وہ لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور وجد سے حیاء کرنا ہے شرعی حیاء مراد نہیں (جس کی وجہ سے آدمی گناہ سے باز رہتا ہے) کیونکہ حیاء اس کے ایمان کا جزء ہے اور "سبیل الناسکین" سے مراد لوگوں کی حرکات و سکنات میں ان کی رعایت کرنا اور لوگوں کے سامنے حشمت کا اظہار کرنا ہے اس کے ساتھ ساتھ اپنے کے اعمال پر اعتماد کرنا اور اللہ تعالیٰ پر اعتماد نہ کرنا ہے۔ اور اس بات سے وہ عابد بہت کم محفوظ رہتا ہے جس کا کوئی مرشد نہ ہو اور اگر وہ کسی مرشد کو اپنا لے تو اس کی طبیعت کا پنجرہ ٹوٹ جاتا ہے۔

میں نے اپنے آقا محمد الشناوی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے:

ابتدائی مرحلہ میں مرید پر مجلس میں بلند آواز سے ذکر کرنا واجب ہے حتیٰ کہ اس کا حجاب جل جائے کیونکہ یہ (بلند آواز سے ذکر) اس کے دل کے میں بکھرے ہوئے خیالات کو جمع کر دیتا ہے۔ پھر جب وہ ذکر پر قادر ہو جائے اور مخلوق کی بجائے خالق سے اُنس پیدا ہو جائے اس وقت اللہ تعالیٰ کے سوا مخلوق میں سے کسی ایک کی رعایت اس کے لیے درست نہیں پھر جب وہ بلند آواز سے ذکر کرنے کو ترک کر دے جیسے نفس کے پجاری لوگ کرتے ہیں مثلاً وہ قاضی جو اپنے نفس سے جاہل ہے تو اس وقت اسے شرمندگی ہوگی۔ گویا اس نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو اس قسم کے لوگوں پر بلند آواز سے ذکر کرنا واجب ہے تاکہ وہ تکبر سے نکل جائیں۔ واللہ اعلم

☆ ذکر کے وقت پردے میں رہے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ جب وہ ذکر کرے تو اپنے اور اپنے اہل و عیال کے درمیان پردہ ڈال دے اور اس کی اجازت کے بغیر کوئی بھی اس کے پاس نہ جائے تاکہ کوئی خلل پیدا نہ ہو۔

بعض اوقات ذاکر، آنے والے شخص کے منہ پر چیختا ہے تو وہ (آنے والا) بیمار ہو جاتا ہے یا وہ گونگا ہو جاتا ہے۔ جس طرح سیدی تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ ذکر کر رہے تھے اور ان کی لونڈی داخل ہوئی تو انہوں نے اپنی آنکھیں کھولیں اور اس پر چیخے تو وہ شل ہوگئی پس وہ اس کی خدمت کرتے اور اس کے نیچے سے گندگی اُٹھاتے حتیٰ کہ وہ چند سالوں بعد مرگئی، آپ اس سے معذرت کرتے ہوئے فرماتے:

(مَا وَقَعَ لَكِ لَمْ يَكُنْ بِخَاطِرِيْ) تمہارے ساتھ جو کچھ ہوا میرے دل میں اس کا خیال بھی نہ تھا۔ واللہ اعلم

☆ذکر جہر سے کسی کو اذیت نہ پہنچے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ ایسی جگہ پر بلند آواز سے ذکر نہ کرے جہاں کسی قاری یا مدرس یا کسی دوسرے کو تکلیف پہنچے مثلاً وہ جامع (مسجد) ازھر میں بیٹھ کر ذکر کرے کیونکہ آج کل (مصنف کے دور میں) لوگ اس مسجد میں نمازوں کے بعد صرف طلب علم، تلاوت قرآن اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے بیٹھتے ہیں۔

بعض اوقات مجاوروں (مسجد کے نگرانوں اور خدام) میں سے کوئی ایک اعتراض کرتا ہے تو وہ اس سے نفرت کرتا ہے اور بعض اوقات کوئی شخص اس سے کہتا ہے کہ اپنے ذکر سے ہمیں اذیت نہ پہنچاؤ اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے ادبی کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" پڑھنے سے منع کرتا ہے۔

اور بعض اوقات وہ منکرین میں سے کسی ایک کی موجودگی میں آواز بلند کرتا ہے تو وہ اس کی مخالفت میں دل کے ساتھ مذاق اڑاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کا تعلق ٹوٹ جاتا ہے اور غافل لوگوں کے دلوں پر سب سے زیادہ بوجھ رب العالمین کے ذکر کا ہوتا ہے لہٰذا ذاکر کو چاہیے کہ وہ ایسی مساجد میں ذکر کرے جو (نماز وغیرہ سے) چھوڑ دی گئی ہیں اس میں کئی فائدے ہیں۔

اگر جھگڑالو لوگوں میں سے کوئی شخص کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کو پسند کرتا ہوں لیکن مجھے اس کے آواز بلند کرنے سے اذیت پہنچتی ہے تو ہم اس کی آزمائش کریں گے اور اس سے کہیں گے ہمارے ساتھ بیٹھو ہم کچھ دیر ذکر خفی کرتے ہیں اس دوران تم نحو وغیرہ کے درس کو چھوڑ دو اگر وہ اس کو اچھا سمجھے جب بھی تم اسے دعوت دو، تو اس صورت میں وہ ذکر خداوند سننے کی محبت میں سچا ہوگا ورنہ اس کی حالت مخفی نہیں۔

"لا الله الا الله" کے بارے میں سیدی عمر بن فارض رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مقابلے میں اس قول کی کیا حیثیت ہے؟

وہ فرماتے ہیں:

تهذب اخلاق الندامی فيهتدی

بها لسبهل العزم من لا له عزم

تو اپنے ہم نشینوں کے اخلاق کو سنوارتا ہے تو اِس عمل کی بدولت ایسا شخص عزم کی طرف رہنمائی پاتا ہے جو اس دولت سے مالا مال نہیں تھا۔

وَيَكْرُمُ مَنْ لَا يَعْرِفُ الْجُودَ كَفُّهُ

وَيَحْلُمُ عِنْدَ الْغَيْظِ مَنْ لَا لَهُ حِلْمُ

اور ایسا شخص سخاوت کی طرف مائل ہو جاتا ہے جس کی ہتھیلی دینا نہیں جانتی تھی اور غصے کے وقت ایسا شخص حلم سے آراستہ ہو جاتا ہے جو حلم کی دولت سے محروم تھا۔

وَلَوْ نَضَحُوا مِنْهَا ثَرَىٰ قَبْرِ مَيِّتٍ

لَعَادَتْ إِلَيْهِ الرُّوحُ وَانْتَعَشَ الْجِسْمُ

اگر (تیرے) وہ ہم نشیں اخلاق کے پانی سے کسی قبر کی مٹی کو گیلا کریں تو مردہ جسم میں روح واپس آجائے اور جسم تروتازہ ہو جائے۔

وَلَوْ قَرَّبُوا مِنْ حَانِهَا مُقْعَدًا مَشَىٰ

وَتَنْطِقُ مِنْ نَجْوَىٰ مَذَاقَتِهَا الْبُكْمُ

اور اگر وہ اُس میخانے سے کسی اپاہج کو قریب کریں تو وہ چل پڑے اور ایسا شخص سرگوشی کرتے ہوئے بول پڑے جو پیدائشی طور پر گونگا تھا۔

وَفِي سُكْرَةٍ مِنْهَا وَلَوْ عُمْرَ سَاعَةٍ

تَرَى الدَّهْرَ عَبْدًا طَائِعًا وَلَكَ الْحُكْمُ

اور اگر تمہیں اُن (اخلاق) کی حلاوت ایک لمحہ بھی نصیب ہو جائے تو تم لوگوں کو یوں اپنا اطاعت گزار غلام پاؤ گے کہ تمہارا ہی حکم نافذ العمل ہوگا۔ الی آخر ما قال و اللہ اعلم

☆ مرشد کی خاص مجلس سے دُور رہے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے شیخ کی اس مجلس میں کبھی بھی نہ بیٹھے جو دنیاداروں کے لیے خاص ہے کیونکہ اس میں مرید کا کوئی نفع نہیں بخلاف شیخ کے کیونکہ اسے تمام لوگوں کی طرف رحمت و شفقت اور تعلیم و تربیت کے حوالے سے قبول کر کے ان کی طرف توجہ کا حکم دیا گیا ہے۔

پس مرید کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اپنے شیخ کی بات کو محسوس کرے جب وہ اسے ان لوگوں کے ساتھ بیٹھنے سے روکے کیونکہ اس نے اس ڈر سے روکا ہے کہ کہیں غیر شعوری طور پر اس کی طبیعت ان کی طبیعتوں سے کچھ حاصل نہ کر لے پس وہ ضائع ہو جائے گا اور اس کے علاج کے لیے اس کے مرشد کو مشقت برداشت کرنا پڑے گی اور مرید کو دنیاداروں کے ساتھ مرشد کی مجلس پر اعتراض کرنے سے بچنا چاہیے کیونکہ وہ ان کے دلوں کو نرم کرنے کے لیے یہ عمل کرتا ہے کیونکہ وہ آہستہ آہستہ غیر شعوری طور پر ان کو دنیا کی محبت سے پھیرنا چاہتا ہے کیونکہ مشائخ ٹیڑھے لوگوں کو سیدھے راستے پر لانے میں مشغول ہوتے ہیں۔ اور جو شخص سیدھے

راستے پر ہے اور اطاعت گزار ہے وہ اس سے راحت میں ہوتے ہیں۔

پس تم جان لو کہ جو مرید اپنے شیخ کے ساتھ دنیاداروں کی مجلس میں بیٹھا ہے وہ بے ادب ہے۔ واللہ اعلم [1]

☆بغیر اجازتِ مرشد دیگر مشائخ سے ملاقات نہ کرے

مرید کی شان (ذمہ داری) سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے دور کے مشائخ سے ملاقات نہ کرے جب تک اس کا مرشد صراحتًا یا اشارتًا اسے اجازت نہ دے اگرچہ وہ بزرگ جن سے ملاقات کر رہا ہے اس کے مرشد کے دوستوں میں سے بڑی شخصیت ہی کیوں نہ ہو کیونکہ مرید کے لیے شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ اس کا صرف ایک مرشد ہو جس طرح ابتدائی صفحات میں اس کا بیان گزر چکا ہے اور جب مرید اپنے شیخ کو کافی نہ سمجھے تو دوسرے مرشد کو اپنا مرشد بنا سکتا ہے۔

اور جب مشائخ اپنے مریدین کو دوسرے مشائخ کے پاس جانے اور دیگر برادران طریقت پر اپنی سرداری قائم کرنے سے منع کریں تو ان پر اعتراض کرنا جائز نہیں بلکہ (ان کے منع کرنے کو) اچھے معنی پر محمول کرنا چاہئے اور یہ (خیال کرے) کہ انہوں نے مرید کو دوسرے مشائخ کی زیارت سے صرف اس لیے منع کیا کہ انہیں ان (مریدین) کے اعتقاد میں پھسلنے کا ڈر ہے لٰہذا وہ نہ تو اس کے ہاتھ پر کامیابی حاصل کر سکے گا اور نہ اُس کے ذریعے کامیاب ہوگا۔

مرشد کے خلاف ہو گیا

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کتنے ہی مرید (دوسرے مشائخ کی) ملاقات کی وجہ سے خراب ہو گئے پھر جب اپنے مشائخ سے جدا ہوئے تو ان مشائخ اور ان کی جماعت کے خلاف ہو گئے اور جب کوئی ان سے الگ ہونے کی وجہ پوچھتا تو جواب دیتے اگر ہم ان سے بھلائی دیکھتے تو ان سے جدا نہ ہوتے اور ہر معلوم شدہ بات کہی نہیں جاتی (یعنی بتانا ضروری نہیں)۔

اس وقت وہ مکمل طور پر تباہ ہو جاتے ہیں خصوصاً جب اپنے مرشد سے جدائی کے بعد ان لوگوں کے پاس جاتے ہیں جو ان (کے مرشد) پر اعتراض کرتے ہیں تو اس سے ان کی نفرت اور تنقیص بڑھ جاتی ہے۔

لیکن جب اللہ تعالیٰ اس مرید کو بھلائی کی طرف لوٹانا چاہتا ہے اور اسے اس کی ہدایت کا الہام کرتا ہے تو وہ اسے اس شخص کے پاس لے جاتا ہے جو اس کے مرشد کے بارے میں اچھا اعتقاد رکھتا ہے پس اس کے بارے میں اس کا عقیدہ درست ہو جاتا ہے حتیٰ کہ وہ اس کی جدائی پر پشیمان ہوتا ہے اور اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔

پھر جب وہ رجوع کرلے تو شیخ پر لازم ہے کہ وہ اسے قبول کرے جب اس کا دل اس (مرید) کی صداقت کی گواہی دے ورنہ اسے قبول کرنا مناسب نہیں تا کہ باقی فقراء ضائع نہ ہو جائیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ مرید کا اپنے شیخ کے ساتھ ادب اس وقت کامل ہوتا ہے جب وہ اپنے شیخ کے مقام کو دیکھ لے اور اس کی معرفت کامل طور پر حاصل کرلے ورنہ اس سے اس کے حق میں خلل لازم آئے گا۔

---

[1] ایسا تب ہے جب مرشد و شیخ کی مرضی کے برخلاف بیٹھے۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

کیونکہ وہ اپنے مرشد سے اس کے مقام کی ہی گواہی دیتا ہے لہٰذا وہ مرشد میں جو نقص دیکھتا ہے وہ مرید کا اپنا حال ہوتا ہے جبکہ اسے اس کا شعور نہیں ہوتا کیونکہ مرشد اس کا آئینہ ہوتا ہے۔ جس طرح پہلے اسی باب میں بارہا ذکر ہو چکا ہے اگر مرید کا اپنے شیخ کے ساتھ ادب کامل ہو تو وہ ایک لحظہ میں اسے اپنے رب کے حضور پہنچا دیتا ہے۔ واللہ اعلم

☆ مرشد کو گھر کھانا کھانے کا اصرار نہ کرے

مرید کی شان سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ اپنے مرشد کی کامل طور تعظیم کرے اور اس سے اس بات کا مطالبہ نہ کرے کہ وہ اس کے گھر میں آئے یا اس کا کھانا کھائے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں ہے، (فرماتے ہیں):

(وَهَانَ عَلَيْكَ مَنِ احْتَاجَ اِلَيْكَ)

جو تیرا محتاج ہوگا وہ تیرے نزدیک حقیر ہوگا (یعنی اس کی عزت نہ ہوگی)۔

بعض علماء کرام نے ارشاد خداوندی

﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ......﴾[1]

اپنے رب کے راستے کی طرف حلاوت کے ساتھ دعوت دو۔

کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جن کو وہ دعوت دے رہا ہے ان سے بے نیاز رہے کیونکہ جب (دین کا) داعی مریدین کے مال کا محتاج ہوگا تو وہ ان لوگوں کی نگاہ میں حقیر ہوگا جن کو دعوت دے رہا ہے اس لیے عام طور پر اس کا کلام ان میں موثر نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم

☆ مرشد کی استعمال شدہ چیزوں سے بچے

مرید کے آداب میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ وہ اپنے مرشد کے کپڑے اور جوتا نہ پہنے اس کے بچھونے پر نہ بیٹھے اور نہ ہی اس کے مصلّی پر نماز پڑھے اس کی عدم موجودگی میں بھی اور موجودگی میں بھی مگر یہ کہ وہ اسے اس کام کی اجازت دے۔

کسی شہرت پسند نے فقراء کی مجلس میں سیدی محمد حنفی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کا جبّہ پہنا اور وہ اسی کے اوپر تھا۔ سیدی محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی طرف ایک نظر کی تو وہ اسے لے کر چلا گیا اور ان کی طرف توجہ نہ کی اس دن سے وہ تباہی کی طرف چلا گیا اور حرام کام کرنے لگا وہ مصر میں بہت مقبول تھا لیکن کسی دل میں اس کی طرف محبت اور دوستی کی نظر نہ رہی۔

یہ وہ بات ہے جس کا ہم نے معائنہ کیا اور ہم نے نہیں دیکھا کہ کسی شخص نے ادب کیا ہو اور کوئی بھی اس پر غضب ناک ہوا ہو۔

مرشد کے تبرک کو تبدیل نہ کرے

مرید کے لیے مناسب نہیں کہ جب اس کا شیخ اسے کوئی کپڑا یا جوتا، ٹوپی، مسواک دے تو وہ اس کو تبدیل کر دے بعض

---

[1] سورۃ النحل آیت 125۔

اوقات مرشد نے اس میں مرید کے لیے صوفیاء کے اخلاق میں سے کوئی چیز لپیٹ رکھی ہوتی ہے۔

جس طرح نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لیے چادر کو لپیٹا اور آپ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) بہت بھولتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(فَمَا نَسِيتُ شَيْئًا بَعْدَ ذَالِكَ سَمًّا سَمِعْتُهٗ وَرَاَيْتُهٗ)

اس کے بعد میں کوئی چیز نہیں بھولا جو کچھ میں نے سنا یا دیکھا۔

منقول ہے کہ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مسواک عطا فرمائی لوگوں نے اس کے بدلے میں ایک سو دینار دینا چاہا تو انہوں نے انکار کر دیا۔

میں (مصنف) کہتا ہوں مجھے جو واقعات پیش آئے ان میں سے ایک یہ کہ میں نے "شیخ مشرف الدین واسطی" رحمۃ اللہ علیہ کو مکہ مکرمہ میں حجر اسود کے سامنے ایک جبہ دیا۔ لوگوں نے اسے تیس دینار میں لینا چاہا تو انہوں نے انکار کر دیا۔

اسی طرح میں نے "شیخ تقی الدین ابن المقتول" (رحمۃ اللہ علیہ) کو رسول اکرم ﷺ کے مواجہ شریف کے سامنے سبز رنگ کا اُونی کپڑا دیا تو انہوں نے ان کو پچاس درہم دے کر لینا چاہا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ واللہ اعلم

مرشد کے جوتے کا ادب

میں نے سب کے شیخ، شیخ الاسلام زکریا رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے: جب مرشد مرید کو قمیض یا جُوتا ہبہ کرے تو اسے اس کی تعظیم کرنی چاہیے وہ اس کپڑے میں کوئی گناہ نہ کرے اور نہ ہی اس جُوتے میں گناہ کے مقام کی طرف جائے اور اسے چاہیے کہ اپنے شیخ کے اخلاق یعنی حیاء، کرم، دنیا سے بے رغبتی (زُہد) اور تمام گناہوں سے اجتناب کی راہ اختیار کرے۔ یہ شیخ کے لباس کی تعظیم ہے فرماتے ہیں سچے مرید اسی طرح اپنے مشائخ کے ساتھ ترقی کی منازل طے کرتے ہیں۔

میں نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے:

مرید کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب وہ اپنے شیخ سے ملاقات کے لیے جائے اور اس پر اس کی نگاہ پڑے تو وہ جوتا اتار کر ننگے پاؤں جائے مگر یہ کہ زمین پر نجاست ہو یا کوئی ایذا رساں چیز ہو۔ [1]

(مصنف فرماتے ہیں) میں نے اپنے آقا ابو الفضل شیخ بیت بنی الوفا اور سید علی الخواص رحمہما اللہ کے ساتھ اکثر اسی طرح کا معاملہ کیا۔

☆ مرشد کے بنائے نگراں پر اعتراض نہ کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اس شخص پر طعن نہ کرے جسے اس کے مرشد نے کسی دینی یا دنیوی معاملے میں یا علم کی تدریس یا وعظ یا وقف کی نگرانی یا مال خرچ کرنے کے لیے یا بطور نقیب اپنا نائب مقرر کیا ہو یا اس کے علاوہ کوئی ذمہ داری سونپی ہو۔

---

(1) اہل محبت مبارک سرزمین بالخصوص مدینہ طیبہ میں جو ننگے پاؤں جاتے ہیں اس میں بھی یہ ہی ادب کا پہلو ہے۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

پس جو شخص اس سلسلے میں اپنے مرشد پر اعتراض کرتا ہے گویا وہ باآواز بلند لوگوں کے سامنے اعلان کرتا ہے کہ سنو! اور گواہ ہو جاؤ میں نے اپنے فلاں مرشد سے کیا ہوا عہد توڑ دیا ہے اور میں نے صوفیاء کے طریقے سے رجوع کر لیا ہے۔

یہ اس لیے کہ اس نے اس کی بیعت (اس کی ہر بات) سننے اور ماننے پر کی ہے جس کا وہ اسے حکم دے یا اس سے روکے۔ نیز یہ کہ وہ اس کے افعال کو اچھے معنیٰ پر محمول کرے گا کیونکہ وہ مرشد دنیا اور آخرت کے امور کو اس (مرید) کے مقابلے میں زیادہ جانتا ہے۔

جان لو! جو شخص اپنے مرشد کے کسی عمل پر اعتراض کرتا ہے چاہے پوشیدہ طور پر ہو یا وقف یا نقیب کے سلسلے میں جس کو اس نے مقرر کیا ہے، جھگڑتا ہے تو وہ اس عہد کو توڑتا ہے جو مرشد نے اس سے لیا ہے اور وہ عہد اور اطاعت سے نکل جاتا ہے اور مرشد پر لازم ہے کہ وہ اس کو ڈانٹ ڈپٹ کرے اور درگاہ سے نکال دے۔

اور گویا اس (مرید) نے اپنے شیخ کو کمزور عقل والا اور اپنے آپ کو مرشد کے مقابلے میں زیادہ عقلمند خیال کیا ہے کیونکہ اگر اس کا اعتقاد یہ ہوتا کہ اس کا مرشد اس سے زیادہ عقلمند ہے تو وہ کبھی دل سے بھی اعتراض نہ کرتا۔

پھر مرشد کے ساتھ یہ معاملہ کوئی سچا مرید نہیں کرتا ایسا کام وہ کرتا ہے جو مرشد کے پاس دھوکے سے داخل ہوا اسی وجہ سے مستقبل میں اس نے بے ادبی کے ذریعے اس عہد کو توڑا۔

مرشد کے بارے عقیدہ کیا رکھے؟

میں نے سید علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے:

''جب تک مرید اپنے مرشد کے بارے میں یہ اعتقاد نہ رکھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے تمام مملکت کی تدبیر پر قادر ہے تو اس (مرید) کا عقیدہ ناقص ہے اور وہ اپنے مرشد کے بارے میں جاہل ہے۔''

پھر شیخ کی توجہ دنیا کی طرف نہیں ہوتی کیونکہ وہ بارگاہ خداوندی کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ اس کا ولی (نگران) ہوتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ اس کا ولی ہوتا ہے تو وہ ہر اس شخص کو ہلاک کر دیتا ہے جو اس کے ولی سے خیانت کرتا ہے وہ نائب ہو، ٹیکس لینے والا ہو، وہ سرکاری کارندہ ہو یا کوئی بھی بااثر فرد ہو اور اللہ تعالیٰ اس شیخ اور ان فقراء کے لیے ان کے حقوق اس سے لیتا ہے یا اسے ایسی بیماری میں مبتلا کرتا ہے جس سے مرتے دم تک شفاء حاصل نہیں ہوتی یا اسے محتاج کر دیتا ہے یا اس کا حال ظاہر کر دیتا ہے یا قیامت تک اسے عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔

ایک حدیث مبارکہ کا حکم

خلاصہ یہ ہے کہ اگر مرید بن کے چہرے اپنے رب کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہوں تو وہ ہر اس شخص کی عزت کریں جس کو مرشد نے ان پر مقدم کیا ہے لیکن مشائخ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہوتی ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا اور ان کے غلام ہونے کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اعتراض کیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(اِنَّ اُسَامَۃَ لِلتَّحقِیقِ بِالْاِمَارَۃِ وَاِنَّ اَبَاہُ مِنْ قَبْلَہٗ کَانَ حَقِیقًا بِھَا)

اسامہ امیر بننے کے مستحق ہیں اور ان سے پہلے ان کے والد اس کی حق دار تھے۔ پھر آپ نے صحابہ کرام کو خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((اَیُّھَا النَّاسُ اِسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا یَعْنِیْ لِاُمَرَائِکُمْ وَاِنْ تَاَمَّرَ عَلَیْکُمْ عَبْدٌ حَبْشِیٌّ))

''اے لوگو! سنو! اور مانو۔ یعنی اپنے امراء کی بات (سنو اور مانو) اگر چہ کوئی حبشی غلام تمہارا امیر مقرر ہو۔''[1]

اور یہ سب اللہ تعالیٰ کا ادب ہے جس نے اسے حکمران بنایا اور اس کے لیے حکمرانی مقرر کی۔

کون سا مرید اعتراض کرتا ہے؟

پھر اے بھائی! تم پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہونی چاہیے کہ مرشد پر یہ مذکورہ اعتراض ان مریدین کی طرف سے کبھی بھی نہیں ہوتا جو اس کی محبت میں سچے ہوتے ہیں یہ ان کی طرف سے ہوتا ہے جو ظالم اور دُوری کا شکار ہوتے ہیں۔

اور ہمیں رسول اکرم ﷺ کے خاص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کسی سے یہ بات نہیں پہنچی کہ انہوں نے ظاہری اور باطنی طور پر مطلقاً حضور ﷺ پر اعتراض کیا ہو اور ارشاد خداوندی ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا○﴾[2]

تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

اور مشائخ کرام مقام ادب میں نبی اکرم ﷺ کے وارث ہیں اگر چہ (آپ کے اور اُن کے) مقام میں تفاوت ہے۔ پس اے مریدین! اپنے مرشد پر اعتراض کرنے سے بچو اگر چہ دل کے ساتھ ہی ہو اس سے تمہارے مرشد کا دل میلا ہو گا اور تم سے اوراد کا حصول رُک جائے گا جس طرح ہم نے اپنے مشائخ کے ساتھ تجربہ کیا ہے۔

☆ مرشد کے عیب پر عدم آگاہی کی دعا کرے

مرید کی شان سے یہ بات ہے کہ وہ اس دعا سے غافل نہ رہے کہ جس قدر ممکن ہو اللہ تعالیٰ اسے اس کے مرشد کے عیب پر مطلع نہ کرے کیونکہ مرید کے لیے مرشد کے عیب کا ظہور مرشد سے اس کی نفرت کا سبب ہوتا ہے پھر یہ بات صرف اس مرید کے لیے واقع ہوتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بدبختی کا شکار بنایا اور اس کے لیے کمال کا ارادہ نہیں کیا اور ایسے مرید بہت کم ہوتے ہیں جو اپنے مرشد میں کوئی خرابی دیکھنے کے بعد اس کی صحبت میں ثابت قدم رہیں۔

---

① شرح ریاض الصالحین، جلد1، صفحہ181، باب فی المر بالمحافظة علی النساء و آدابھا

② سورۃ النساء آیت 65۔

حضرت شیخ محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''میں طریقت میں اپنے مشائخ میں سے کسی ایک کے لیے نہیں نکلا مگر میں نے طریقت میں اس کے لیے سچائی اختیار کی

اور کہا:

(اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَنِّیْ عَیْبَ مُعَلِّمِیْ) یا اللہ! میرے معلم کے عیب مجھ سے چھپا دے۔''

اور آپ فرماتے تھے:

''جو شخص اپنے مرشد کے ساتھ اس راستے پر چلتا ہے وہ اس کی برکت کو حاصل کر لیتا ہے۔'' واللہ اعلم

☆ آخری عمر میں صحبتِ مرشد لازم اختیار کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے مرشد کی صحبت کو غنیمت جانے جب اس کی زیادہ عمر گزر جائے اور موت کا وقت قریب آجائے کیونکہ یہ پھل حاصل کرنے کا وقت ہوتا ہے۔ پس مرشد اپنی زندگی کے تمام مجاہدات کا پھل اسے دیتا ہے۔ نیز طریقت میں جامع کلمات عطا کرتا ہے۔

پس اس شخص کی کیا ہی خوش بختی ہے جو مرشد کی آخری عمر میں اس کے ساتھ رہتا ہے اور اس کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرتا ہے کیونکہ وہ کسی مشقت اور تھکاوٹ کے بغیر اپنے تمام مجاہدات کا پھل اسے عطا کرتا ہے پس وہ مقام علم میں شیخ کے مساوی ہو جاتا ہے اور شیخ کے لیے اس پر عطائے فیض کا حکم لگتا ہے اس کے علاوہ نہیں۔ واللہ اعلم

☆ مرشد کو اپنے پاس بلانے کی بجائے خود حاضری دے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ کبھی بھی مرشد کو اس بات کی تکلیف نہ دے کہ وہ سفر سے واپس آیا ہے لہٰذا وہ اسے سلام کرے یا بیماری کی وجہ سے عیادت کرے یا کسی کی موت پر تعزیت کرے بلکہ وہ خود اپنے شیخ کے پاس جائے اور اسے سلام کرے یا تعزیت کرے۔

اور جب مرشد کے اس کے پاس نہ جانے کی وجہ سے مرشد کے بارے میں دل میں کوئی تبدیلی آجائے تو یہ اس کے ساتھ بے ادبی ہے لہٰذا اس پر تجدید عہد لازم ہے۔

سیدی علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ کے اکابر مریدین میں سے ایک کے لیے اس قسم کا واقعہ ہوا اس نے اپنے مرشد سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کے گھر میں آئیں اور اسے سلام کریں۔ جب وہ حج سے آیا لیکن وہ نہ جا سکے تو اس نے اپنے مرشد کو چھوڑ دیا چنانچہ اس سے امداد منقطع ہو گئی۔ یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔ واللہ اعلم

☆ مرشد کے ماضی کے بارے کلام نہ کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ باطنی طور پر بھی شیخ کا ادب کرے جس طرح ظاہر میں کرتا ہے پس اپنے شیخ کے حق میں کبھی بھی آنے والے شخص سے ایسی گفتگو نہ کرے جس کی وجہ سے مرشد کا سامنا کرنے سے شرم آئے۔ یہ بہت بڑی خیانت

ہے جس میں مرید پڑ جاتا ہے یہ اس طرح کہ مثلاً کسی شخص سے گفتگو کرتے ہوئے کہے اے شخص! تمہارا کیا خیال ہے میرا مرشد ہر رات جماع کرتا ہے؟ تمہارا کیا خیال ہے میرا مرشد طریقت میں داخل ہونے سے پہلے گناہ کیا کرتا تھا؟ جس طرح ہم سے گناہ ہوتے تھے یا ایسا نہیں تھا اور کیا وہ ریا کاری کرتا اور منافقت کرتا تھا اور دنیا سے محبت کرتا تھا یا نہیں؟

یہ تمام فضول باتیں ہیں اور ان کا کوئی فائدہ نہیں سوائے اس کے کہ مرشد کی توہین کا دروازہ کھولنا ہے۔

پس مرید پر واجب ہے کہ وہ اپنے مرشد کی طرف تعظیم کے ساتھ دیکھے اور اس کے ذہن میں کبھی بھی ایسی بات کا تصور نہیں آنا چاہے جو مرشد کے نزدیک عیب ہو نہ ماضی کے بارے میں نہ مستقبل کے بارے میں کیونکہ فقیر ابن وقت ہوتا ہے (یعنی اس کا تعلق زمانہ حال سے ہوتا ہے)۔

میں نے اپنے (روحانی) بھائی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے: دل کی صفات میں سے کسی بات کی تعبیر کس طرح صحیح ہو سکتی ہے جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے وہ اسے جس طرح چاہے بدلتا ہے۔

بعض اوقات کوئی شخص کسی ایک کی برائی بیان کرنا شروع کرتا ہے تو اس کا کلام مکمل ہونے سے پہلے وہ شخص خرابی سے کمال کی طرف پلٹ جاتا ہے تو برائی کا بیان گذشتہ حالت پر واقع ہوتا ہے جس کا وصف اس وقت بیان کرنا صحیح نہیں۔ واللہ اعلم

☆ مرشد کے سامنے باادب بیٹھے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے مرشد کے سامنے باادب بیٹھے جس طرح غلام، بادشاہ کے سامنے بیٹھتا ہے اور مرشد کی مجلس میں کثرت کے ساتھ جانے سے پرہیز کرے کیونکہ اس کی کثرت سے عام مریدین کی نگاہ میں اس کی ہیبت ختم ہو جاتی ہے جس طرح اہل مکہ اور کعبۃ اللہ کے پڑوس میں رہنے والوں سے کعبۃ اللہ کی عزت چلی جاتی ہے۔ [1]

وہ اس کو دیکھ کر کہاں روتے ہیں کیونکہ اس کے پڑوس میں رہنے کے دنوں میں ان کی آنکھیں خشک ہو جاتی ہیں اور قاعدہ یہ ہے:

قاعدہ

(اِنَّ کُلِّ شَیْءٍ کثرت مُشَاھَدَتُہٗ ھَانَ فِی الْعُیُوْنِ)

جس چیز کا مشاہدہ زیادہ ہوتا ہے وہ نگاہوں میں بے قدر ہو جاتی ہے۔

اور مرشد، مرید کا کعبہ ہوتا ہے وہ اپنے تمام کاموں میں اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

اسی وجہ سے جو ہم نے بیان کیا ہے عام طور پر مشائخ کے خدام، اولاد اور ان کی بیویاں ان کی برکت سے محروم ہوتی ہیں کیونکہ یہ لوگ ان کو زیادہ دیکھتے اور ان پر جرأت کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

☆ مرشد کی طرف پیٹھ نہ کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ جب وہ درس وغیرہ کے وقت اپنے مرشد کے پاس بیٹھا ہو اور اُٹھ جائے تو ادب کا

---

[1] فی زمانہ اس کا اندازہ مسجد حرام میں ''کعبۃ اللہ شریف'' کی طرف پاؤں پھیلا کر بیٹھنے والوں کے طرزِ عمل سے لگایا جا سکتا ہے۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

تقاضا یہ ہے کہ اس کی طرف پیٹھ نہ کرے حتیٰ کہ دور چلا جائے یا دیوار وغیرہ کے ذریعے اس سے چھپ جائے۔

اور جو شخص اپنے مرشد کا ادب نہیں کرتا وہ ادب کی بُو بھی نہیں سُونگھتا کیونکہ مرشد ہی وہ شخصیت ہے جو مرید کو اپنے دروازے سے بارگاہ ربوبیت میں داخل کرتا ہے اور اس کے لیے کوئی دوسرا دروازہ نہیں ہے۔

اور جس شخص کے لیے بادشاہوں کے دروازوں میں واسطہ نہ ہو اس کے لیے داخل ہونا ممکن نہیں۔ واللہ اعلم

☆ مرشد کو جواب دینے پر مجبور نہ کرے

مرید کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے شیخ کو باطنی طور پر اس سوال کا جواب دینے پر مجبور نہ کرے جو سوال اس نے اس سے کیا ہے یا جو حکایت اس کے سامنے بیان کی یا اسے کوئی واقعہ پیش آیا بلکہ اپنی حاجت ذکر کر کے خاموش رہے، اگر مرشد جواب دے تو ٹھیک ورنہ دل کے ساتھ طلب جواب سے اعراض کرے (یعنی دل میں بھی خیال نہ لائے) تاکہ اس کا مرشد جواب کے لزوم کی وجہ سے محکوم نہ قرار پائے۔ یہ نہایت مناسب طریقہ ہے بخلاف اس کے جو طلبائے علم اختیار کرتے ہیں۔

اور (مرید اور طالب علم میں) فرق یہ ہے کہ طالب علم کا مقصود نقل پر مطلع ہونا ہے کہ وہ اس کے ذریعے لوگوں کو فتویٰ دے اور پڑھائے اگرچہ اس نے اس کا ذائقہ چکھا نہ ہو بخلاف فقیر کے کہ وہ نفس کو اس بات کا ذائقہ پہنچائے بغیر صبر نہیں کرتا۔

کیونکہ جس چیز میں بندے کے لیے ذوق نہ ہو تو اس کی رُوح طلوع ہوتے ہی وہ جدا ہو جاتی ہے بخلاف اس کے جس کا ذائقہ حاصل ہو جائے کیونکہ وہ اسی پر فوت ہوتا ہے اور اسی پر اُٹھایا جاتا ہے۔ اور میں نے سیدی علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے:

میں نے واقعات میں سے کسی واقعہ کے بارے میں اپنے مشائخ میں سے کسی شیخ سے سوال کرنے کی کبھی جرأت نہیں کی اور نہ ہی میں نے ان میں سے ایک کو اپنے مکالمہ کی وجہ سے چھوڑا ہے میں انتظار کرتا تھا کہ وہ میرے ساتھ گفتگو کے لیے فراغت اور میرے کلام کے لیے مستعد ہونے کے بعد مجھ سے کلام کا خود آغاز کریں گے۔ اس وقت کلام ادب اور کفالت کے ساتھ ہوتا تھا (حسب ضرورت ہوتا) جس طرح میں دنیا کے عظیم ترین بادشاہ سے کلام کرتا ہوں۔

حضرت امام ترمذی اور دیگر محدثین رحمہم اللہ نے مرفوع حدیث نقل کی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يُوَقِّرْ كَبِيرَنَا وَيَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَيَعْرِفْ لِعَالِمِنَا حَقَّهُ)) [1]

وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے بڑوں کی عزت نہیں کرتا اور ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے عالم کے حق کو نہیں پہچانتا جان لو! کہ مشائخ کا احترام توفیق اور ہدایت ہے اور اس میں خلل نافرمانی اور ذلت ہے۔ واللہ اعلم

☆ مرشد کے ساتھ ہمیشہ قلبی تعلق رہے

مرید کے آداب سے یہ بات بھی ہے کہ اس کا قلبی تعلق اپنے مرشد کے ساتھ ہمیشہ رہے اس کے سامنے جھکا رہے اور اس کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تمام امداد مرشد کے دروازے سے عطا کرتا ہے اور اس کا مرشد وہ مظہر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے احسانات

① الجامع الصغیر، حرف لام، جلد 2، صفحہ 481، رقم الحدیث: 7694، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

کے افاضہ کا واسطہ بنایا ہے اور کوئی مدد اور فیض اس کے واسطے کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ اگر چہ تمام دنیا مشائخ سے بھری پڑی ہو۔ اور یہ اس لیے کہ اس کی توجہ کسی اور کی طرف نہ ہو کیونکہ کسی دوسرے کے لیے اس کے پاس امانت نہیں۔ اس بات کو سمجھ۔

حضرت شیخ زین الدین الخوافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

"مرید پر یہ عقیدہ لازم ہے کہ وہ اپنے خاص مرشد سے مدد طلب کرے اور یہ بعینہ اس کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کرنا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہیں۔ (یہ طریقہ اس لیے ضروری ہے) تاکہ مرید اللہ والوں کے راستے کو حقیقتاً حاصل کرے ارشاد خداوندی ہے:

﴿سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا۝﴾[1]

اللہ کا دستور ہے کہ پہلے سے چلا آتا ہے اور ہرگز تم اللہ کا دستور بدلتا نہ پاؤ گے۔

وہ فرماتے ہیں: جان لو کہ مرید کا اپنے دل کو اپنے مرشد سے وابستہ رکھنا جلد فتح پانے کے سلسلے میں بہت بڑا ضابطہ اور تمام اصول کی اصل ہے۔ شیخ کا معاملہ لوہار کی طرح ہے جب کہ دوسرے لوگ آلات کی طرح ہیں تو جس طرح ہتھوڑا، آئرن، دھونکنی، کوئلہ اور آگ وغیرہ آلات لوہار کے بغیر جمع کیے جائیں تو عمل درست نہیں ہوسکتا اسی طرح طریقت کے آلات ذکر، خلوت اور مجاہدہ جب جمع ہوں تو مرید کو کامیابی حاصل نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کے دل کا آئینہ چمکتا ہے لہٰذا دل کا مرشد سے وابستہ ہونا ہی اصل ہے جیسا کہ ہم نے تجربہ کیا ہے۔

مرشد کا فیض کیوں رکتا ہے؟

جن مریدین کا فیض اور ترقی رُک جاتی ہے اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ ان کے دل کا مرشد سے تعلق تسلیم کرنے، حق کا اقرار کرنے اور ہمت صادقہ کے طور پر نہیں ہوتا اور دل کے اس ربط کو ختم کرنے والے بڑے بڑے کاموں میں سے ایک بات قلبی طور پر مرشد پر اعتراض کرنا ہے۔

حضرت شیخ زین الخوافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"تمام مریدین نے تجربہ کیا تو فیض اور امداد کے ختم ہونے کی بنیاد اعتراض کو پایا تو جس طرح مرید پر واجب ہے کہ وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض نہ کرے اسی طرح اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے شیخ پر بھی اعتراض نہ کرے بلکہ ہر کام میں اس کی موافقت کرے کسی بھلائی کے کرنے کا حکم دے یا کسی کام سے منع کرے چاہے مرید کا نفس اسے ناپسند کرے یا پسند کرے۔

ارشاد خداوندی ہے:

﴿......وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۝ۧ﴾[2]

---

[1] سورۃ فتح آیت 23۔

[2] سورۃ بقرہ آیت 216۔

اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور تمہارے لیے بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

اور اے مریدین! تمہارے مشائخ تمہیں اسی بات کا حکم دیتے ہیں جس کا حکم تمہیں تمہارا رب دیتا ہے۔ واللہ اعلم

شیخ کی عبادت کے افضل ہونے کا عقیدہ

مرید کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ یہ اعتقاد رکھے کہ اس کے مرشد کے اعمال کا ہر ذرہ اس (مرید) کی ایک ہزار سال کی پوری عبادت سے افضل ہے۔

اسی لیے حضرت ابوسعید خراز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: (رِيَاءُ الْعَارِفِيْنَ أَفْضَلُ مِنَ إِخْلَاصِ الْمُرِيْدِيْنِ)

عارفین کا دکھاوا، مریدین کے اخلاص سے افضل ہے۔

اس کا معنی یہ ہے کہ مرید کے اخلاص میں یہ خرابی پائی جاتی ہے کہ وہ اپنے اخلاص کو دیکھتا ہے بخلاف عارف کے کہ وہ مکمل طور پر ریا سے پاک ہو چکا ہوتا ہے اور مرید اپنے شیخ کے حق میں جس بات کو ریاء کی صورت میں دیکھتا ہے وہ اس کی اپنی صفت ہے۔ عارف سے ریاء کس طرح درست ہو سکتا ہے حالانکہ وہ کشف اور یقین کے ساتھ گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا اور اس کے تمام افعال کا خالق ہے اس کا عمل کے ساتھ تعلق صرف تکلیف کی حد تک ہے۔

حضرت احمد بن ابی احواری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ اپنے شیخ ابوسلیمان الدارانی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا:

میں جب تنہا ہوتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے معاملات میں لذت محسوس کرتا ہوں لیکن جب لوگوں کے درمیان ہوتا ہوں تو مجھے وہ لذت محسوس نہیں ہوتی۔

انہوں نے فرمایا:

(إِنَّكَ إِذًا لَضَعِيْفٌ وَلَوْ قُوِّيْتَ لَاسْتَوىٰ عِنْدَكَ نَظَرُ الْخَلْقِ وَعَدَمِ نَظْرُهُمْ)

ابھی تک تم کمزور ہو اگر تم مضبوط ہوتے تو تمہارے نزدیک لوگوں کا دیکھنا اور نہ دیکھنا برابر ہوتا۔

(مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں ان کے قول کہ "عارف کی ریاء مرید کے اخلاص سے افضل ہے۔" کی وضاحت اس طرح ہے کہ عارف مخلوق سے حق کی صورت کو دیکھتا ہے پس اگر وہ ان کو دیکھنے پر قادر ہو تو یہ حدیث پر عمل ہے۔ (حدیث شریف میں ہے:)

(أَرُوا اللّٰهَ مِنْ أَنْفُسِكُمْ خَيْرًا)

اللہ تعالیٰ کو اپنے آپ سے اچھا کام دکھاؤ۔ [1]

---

① کنز العمال، جلد 8، صفحہ 467، رقم الحدیث: 23692، مجمع الزوائد، جلد 3، صفحہ 344۔

اور اس آیت کریمہ پر عمل ہے:

﴿......وَسَیَرَی اللّٰهُ عَمَلَکُمْ وَرَسُوْلُهٗ......﴾ [1]

اور اب اللہ اور رسول تمہارے کام دیکھیں گے۔

یہ ریاء محمود ہے مذموم نہیں اور عارف جب تک کامل ہوگا وہ مخلوق کے لیے ریاء کاری نہیں کرتا جو کچھ ہم نے کہا اس کی تائید حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے ہوتی ہے جو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ:

(مُنْذُ ثَلَاثِیْنَ سَنَةً اُکَلِّمُ اللّٰهَ وَالنَّاسُ یَظُنُّوْنَ اِنِّیْ اُکَلِّمُهُمْ)

میں تیس سال سے اللہ تعالیٰ سے کلام کر رہا ہوں اور لوگ سمجھتے ہیں کہ میں ان سے کلام کر رہا ہوں۔

☆ مرشد کی محبت اور خدمت سے پیٹھ نہ پھیرے

مرید کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے مرشد کی محبت اور خدمت سے پیٹھ نہ پھیرے مگر کوئی ایسی ضرورت ہو جس کی وجہ سے مرشد اسے معذور سمجھے۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

"جو شخص مثلاً ستر سال خدمت کے بعد ایک لحظہ بھی اپنے مرشد سے پیٹھ پھیرتا ہے تو اس لحظہ میں وہ جس چیز سے محروم ہوتا ہے وہ اس سے زیادہ ہے جو کچھ اس نے ستر سال میں پایا تو ہائے اس شخص کا نقصان جس نے اپنے مرشد سے پیٹھ پھیری۔ اس کا حکم اس شخص کے حکم کی طرح ہے جو اپنے رب کی عبادت سے پیٹھ پھیرتا ہے، اس قسم کی باتوں سے اکثر مرید بے خبر ہوتے ہیں اسی لیے وہ نفع سے محروم ہوتے ہیں، پس اس بات کو جان لو۔"

☆ ظاہر اور باطن میں بے ادبی نہ کرے

مرید کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ اس سے بے ادبی کبھی بھی نہ ہو نہ ظاہر میں اور نہ باطنی طور پر، کیونکہ سچا مرید جب اپنے دل کو اپنے مرشد سے وابستہ کر لیتا ہے اور اس کے ظاہری آداب کو اختیار کر لیتا ہے تو باطنی مدد مرشد کے دل سے مرید کے دل کی طرف چل پڑتی ہے۔ جس طرح ایک چراغ دوسرے چراغ سے روشنی حاصل کرتا ہے۔

اور جب مرشد کی طرف سے مدد آتی ہے اور مرید کے دل کو بے ادبی سے لتھڑا ہوا پاتی ہے تو وہ مدد واپس لوٹ جاتی ہے۔ اور جس طرح مرشد کا کلام سچے مرید کے باطن کی خیر خواہی میں ہوتا ہے اسی طرح مرشد کی باطنی امدادیں بھی ہوتی ہیں اور جو شخص اپنے باطن کو تمام مخالفتوں سے پاک کر دیتا ہے اور مرشد کے ساتھ ادب کی راہ اختیار کرتا ہے تو تمام امداد، احوال اور علوم جو شیخ کے دل میں ہوتے ہیں اس مرید کے دل کی طرف چلے جاتے ہیں۔

تو کیا ہی خوش بختی ہے اس شخص کی جو اپنے نفس کو اپنے مرشد کے ساتھ روک رکھتا ہے اور اپنے نفس کے ارادوں سے نکل

---

[1] سورۃ توبہ آیت 94۔

جاتا ہے نیز اپنی مراد کو اپنے شیخ کی مراد میں فنا کر دیتا ہے اور اس کی روح اس (مرشد) کی رُوح کے ساتھ چمٹ جاتی ہے تا کہ وہ مرشد کے ساتھ اختیار نہ رکھنے سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اختیار نہ رکھنے کی طرف ترقی کرے اور وہ اللہ تعالیٰ سے کسی بات کو اس طرح سمجھتا ہے جس طرح اپنے مرشد سے سمجھتا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل کا مالک ہے۔

☆ بوقتِ خندہ پیشانی وکلام باادب رہے

مرید کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب اس کا شیخ اس سے خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آئے اور کلام کرے اس وقت وہ اس کی زیادہ تعظیم کرے اور کسی صورت میں ملاحظۂ ادب کو نہ چھوڑے بے شک سچا مرید اپنے مرشد سے کھل کر بات کرتے ہوئے بھی زیادہ احترام اور عزت اور تعظیم کا زیادہ خیال رکھتا ہے۔

صوفیاء کرام یہ شعر پیش کرتے ہیں:

كُلَّمَا ازْدَادَ بسطة وَخُضُوعًا

زِدْتَ فِيهِ مَهَابَة جلَالًا

جب بھی مرشد کی عاجزی اور خشوع زیادہ ہو تمہارے دل میں (اس کی) ہیبت اور بزرگی زیادہ ہونی چاہیے۔

میں نے سیدی علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ فرماتے تھے:

مرید کی شرائط میں سے یہ بات ہے کہ وہ اپنے مرشد کی عزت واحترام ہمیشہ زیادہ سے زیادہ کرے حتیٰ کہ اس سے جدا ہو جائے اور وہ اس کے بارے میں گواہی دے رہا ہو کہ وہ موجودہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ کامل ہے۔

اور اسے اپنے مرشد کے کلام کا رد کرنے سے بچنا چاہئے اگر چہ ترجیح والی بات مرید کے پاس ہو۔ کیونکہ مرشد اپنے مرید سے وہی بات کہتا ہے جس میں اس (مرید) کی ترقی دیکھتا ہے پس مرید کو اپنے مرشد کی بات پر خاموش رہنا چاہیے نہ تو وہ اس سے جھگڑا کرے اور نہ ہی اس میں کوئی شک کرے۔

اور جب اسے جھگڑے کا خطرہ ہو اگر چہ دل میں ہی ہو تو وہ فوری طور پر توبہ کے لیے جلدی کرے کیونکہ دل میں جھگڑے کا پیدا ہونا بعینہٖ ظاہری جھگڑا ہے اور یہ مریدین پر حرام ہے اور جو مرید دل سے اعتراض کرتا ہے وہ شیطان کا مسخرہ ہے اور اس کا پردہ اہل طریقت کے نزدیک کھلا ہوتا ہے۔

☆ اپنے سلسلے کو اچھا سمجھے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اس بات کا اعتقاد رکھے کہ اس کا طریقہ تمام طریقوں سے زیادہ عمدہ ہے کیونکہ وہ کتاب وسنت پر سونے اور موتیوں سے لکھا ہوا ہے۔ اگر وہ یہ اعتقاد نہیں رکھتا تو اس سے لازم آئے گا کہ وہ اپنے نفس کو اس سے اعلیٰ طریقے کی طرف کھول رہا ہے اور یہ بات مرید کے دل کو (روحانیت سے) بکھیر دیتی ہے اور وہ جس راستے کو اختیار کیے ہوئے ہے

اس میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتا۔

سید یوسف العجمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

''جو شخص اپنے طریق (تصوف) کے بارے میں یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ یہ انبیاء کرام، مرسلین عظام اور مقرب فرشتوں کا راستہ ہے اسے اس سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا اور اس پر یہ اعتقاد واجب ہے کہ طریقت کے مشائخ اللہ تعالیٰ، اس کے احکام، علوم ربانیہ اور اسرار الٰہیہ کا علم دوسروں کے مقابلے میں زیادہ رکھتے ہیں۔''

اور میں نے سیدی علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے:

''مرید پر لازم ہے کہ وہ اپنے شیخ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک راستہ ہے۔''

اور اس کے احوال کو اپنی عقل کے ترازو پر نہ تولے۔ بعض اوقات شیخ سے ایسی صورت سامنے آتی ہے جو ظاہر میں مذموم ہوتی ہے لیکن باطن میں محمود ہوتی ہے۔

جس طرح حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے واقعہ میں ہے [1]

پس مرید پر لازم ہے کہ وہ تسلیم کرے کہ اس قسم کا عمل شیخ کامل سے کبھی بھی صادر نہیں ہوتا یہ تو ناقص شیخ سے صادر ہوتا ہے کامل شیخ مخلوق کے ساتھ عرف کے مطابق چلتا ہے اور اس پر کوئی ایسی بات ظاہر نہیں ہوتی جس کی ظاہر شریعت مذمت کرے یا عرف میں اسے عجیب سمجھا جائے۔

پس جان لو کہ صوفیاء کے نزدیک جس شخص کی اطاعت واجب ہے وہ کتاب وسنت کے سامنے جھک جانے والا ہے اور اس قسم کے مرشد کو اس سے کم درجہ کے علم کے ساتھ مقید نہیں کہا جا سکتا اس بات کو سمجھو۔

مرشد کا کام پہلے کرے

مرید کی شان میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب اس کا مرشد اسے کسی کام کے لیے بھیجے اور وہ دیکھے کہ راستے میں کسی مسجد میں جماعت کھڑی ہے تو وہ جماعت کی طرف نہ جائے بلکہ اپنے مرشد کی حاجت کی طرف جائے پھر وقت کے اندر نماز پڑھے خصوصاً جب ضروری حاجت ہو جس طرح کسی مجبور کی مدد کرنا۔

میں (مصنف) کہتا ہوں صوفیاء کرام نے اس طرح فرمایا ہے اور اس سلسلے میں اس واقعہ سے استدلال کیا جاتا ہے کہ

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی ایک جماعت کو کسی کام کے لیے بھیجا اور فرمایا تم میں سے کوئی ایک بنو قریظہ کے ہاں پہنچنے سے پہلے نماز نہ پڑھے ان میں سے بعض نے اسی طرح کیا حالانکہ عصر کا وقت نکل چکا تھا اور بعض نے جب وقت نکلنے کا خوف محسوس کیا تو نماز پڑھ لی اور فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے حقیقتاً نماز کو موخر کرنے کا ارادہ نہیں فرمایا بلکہ آپ کی مراد جلدی کرنا تھا۔ جب انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آپ نے دونوں میں سے کسی ایک فریق پر بھی سختی نہ فرمائی۔'' [2]

---

[1] حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ تفصیلی ہے سورہ کہف کی تفسیر پڑھیں۔ ۱۲ ہزاروی

[2] صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 19، باب صلاۃ الطالب والمطلوب۔

پس ان فریقوں میں سے ایک فریق کا عمل صوفیاء کرام کی گواہی دیتا ہے لیکن اس زمانے میں مرید کے لیے مناسب ہے کہ وہ باجماعت نماز کو اس حاجت پر ترجیح دے، جس کے لیے اسے اس کے مرشد نے بھیجا ہے کیونکہ اس زمانے کے اکثر مشائخ اس چیز کی معرفت میں جو مرید کی طرف نسبت کرتے ہوئے افضل عبادت ہے، رسول اکرم ﷺ کی وراثت کے مقام تک پہنچنے میں کوتاہ ہیں، اس بات کو سمجھو۔ واللہ اعلم

☆ مرشد کی ہر شرط کو پورا کرنا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ ہر اس عمل کو پورا کرے جو اس کے مرشد نے اس پر شرط رکھا ہے چاہے وہ عادت کے مطابق مرید کے لیے مشکل ہو یا آسان، کیونکہ صوفیاء کرام کا تمام طریقہ مجاہدہ اور مشقت اُٹھانا ہے اور اس میں آرام بالکل نہیں۔ اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ مرید اپنے مرشد پر کوئی شرط نہیں رکھ سکتا کہ (وہ اس شرط کے پورا ہونے پر) اس کی اطاعت کرے گا اور اس کے سامنے جھک جائے گا۔ جس طرح میت کے لیے غسل دینے والے پر کوئی شرط نہیں ہوتی۔

اور جو مرید اپنے مرشد کے ساتھ سچا ہوتا ہے اس کے اور میت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوتا۔

اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ مرید کو اس بات کا حق نہیں کہ وہ اپنے برادران طریقت میں سے کسی ایک کو اپنی خدمت کا مکلف بنائے جو وہ خود کر سکتا ہے۔ یہ اس لیے ہے تا کہ وہ مخلوق سے تکلیف کو دور کرے اور اپنے آپ کو ان کے احسان سے پاک رکھے جس قدر ممکن ہو۔

اور اس مشقت کے سلسلے میں مرشد کی مشابہت سے بچنا چاہیے کیونکہ بعض اوقات مرشد کے اعضاء اپنی خدمت سے کمزور ہو جاتے ہیں کیونکہ اس نے زندگی کا ایک طویل عرصہ سخت مجاہدہ کیا۔

اور بعض اوقات لوگ ان (مشائخ) کی خدمت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں اور اسے اپنے اوپر فضیلت والا سمجھتے ہیں کہ اس نے ان کو اس کا اہل بنایا لیکن مرید کا یہ معاملہ نہیں ہے۔

اور میں نے سیدی علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے: بعض مشائخ ایسے ہیں جو قلبی طور پر لوگوں کو اپنی خدمت سے دور کرتے ہیں اور ان لوگوں میں سے کوئی بھی ان سے سوال نہیں کرتا کہ وہ ان کی حاجت کو پورا کرے۔

کیونکہ کامل وہ ہے جو اپنے اعمال کے پھل کے ساتھ دنیا سے مکمل طور پر نکل جاتا ہے اس کے رأس المال (اصل پونجی) سے کچھ بھی کم نہیں ہوتا۔

وہ فرماتے ہیں: ہمارے شیخ اپنی روٹی خود پکاتے اور اپنی تمام حاجات کو خود پورا کرتے تھے اور اس سلسلے میں اپنے مریدین میں سے کسی سے سوال نہیں کرتے تھے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو۔ واللہ اعلم

☆ مرشد کے بارے میں اچھا اعتقاد رکھے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اس بات کا اعتقاد رکھے کہ اس کا مرشد اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والا اور مخلوق کا

خیر خواہ ہے اور اس بات پر صوفیاء کرام کا اتفاق ہے کہ مرید کی شرائط میں سے ایک شرط امانت ہے کیونکہ وہ اسرار و رموز حاصل کرنے کے درپے ہوتا ہے اور اسرار صرف امانت دار لوگوں کو عطا کیے جاتے ہیں۔

- پس اس کے لیے کسی راز کو افشاء کرنا جائز نہیں مگر یہ کہ اس کا مرشد یا شریعت اسے پھیلانے کی اجازت دے۔ اور بعض اوقات وہ حال سے مغلوب ہو کر ربوبیت کے راز فاش کر دیتا ہے اور اس کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آتا ہے جیسا اس زمانے میں (منصور) حلاج کے ساتھ پیش آیا۔ [1] اور سچے اولیاء اور باعمل علماء اسے پوشیدہ رکھتے ہیں اور جب وہ فقیر کے ورد میں آجاتا ہے تو اسے ہدایت حاصل نہیں ہوتی پس مرید پر اسے چھپانا لازم ہے۔ واللہ اعلم

مرشد کی خدمت میں باطہارت حاضری دے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے مرشد کے پاس ظاہری اور باطنی طہارت اور تسلیم کے بغیر نہ جائے اور نہ اس کے سامنے بیٹھے تمام مریدین نے اپنے مشائخ کے ساتھ یہی طریقہ اختیار کر کے ترقی حاصل کی ہے۔

حضرت شیخ ابومدین مغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

"میں اپنے ابتدائی مرحلہ میں اپنے شیخ کے پاس اس وقت تک داخل نہ ہوا جب تک میں نے غسل نہ کر لیا اور جب تک اپنے کپڑے اور اپنا عصا اور جو کچھ میرے اوپر تھا، اسے دھو نہ لیا اور جب تک میں نے اپنے دل کو اپنے تمام ظنی (غیر یقینی) علوم و معارف سے پاک نہ کر لیا۔

میں اس کے بعد داخل ہوتا اگر وہ مجھے قبول فرماتے اور میری طرف متوجہ ہوتے تو یہ میری سعادت کا عنوان ہوتا اور اگر وہ مجھ سے منہ پھیر لیتے اور مجھے چھوڑ دیتے تو میں اپنے اندر عیب دیکھتا اور اپنی نحوست خیال کرتا۔"

اس بات پر صوفیاء کرام کا اتفاق ہے کہ مرید کسی گناہ گار کے بارے میں یہ اعتقاد نہ رکھے کہ وہ ہمیشہ گناہ کرتا رہے گا۔

اکثر مرید اس مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں اور یوں وہ (روحانی) سیر سے رُک جاتے ہیں۔ پس مرید کو علماء شریعت کے اس قول میں غور کرنا چاہیے کہ ظالم جب کسی شخص سے ایک درہم لے پھر وہ دیوار کے پیچھے چھپ جائے تو ہمارے لیے جائز ہے کہ ہم اس چیز سے کھائیں جو ہم اس کے ہاتھ میں دیکھیں اور ہمارے لیے یہ خیال کرنا جائز نہیں کہ یہ چیز اسی درہم سے ہے اور اس چیز سے نفع حاصل نہ کرنے کا فتویٰ دیا جائے البتہ محض تقویٰ کے طور پر ایسا ہو سکتا ہے اور یہ عمل اس مسلمان ظالم کے بارے میں حُسن ظن کے طور پر ہے۔ (یعنی یہ خیال کیا جائے کہ یہ کھائی جانے والی چیز اس نے اس حرام درہم کے بدلے میں نہیں لی۔)

صوفیاء کرام نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندوں کو گناہ نقصان نہیں دیتا کیونکہ وہ اس پر اصرار نہیں کرتے اور ہو سکتا ہے یہ گناہ گار اور ظالم ان ہی لوگوں میں سے ہو۔

اور جو شخص اپنے نفس میں کوئی برائی نہیں دیکھتا اور تمام لوگوں کو اپنے آپ سے بہتر خیال نہیں کرتا وہ طریقت میں کامیابی نہیں پاتا اگرچہ اسے معارف اور کرامات میں سے بہت کچھ دیا گیا ہو۔

اسی طرح صوفیاء کرام اس بات پر بھی متفق ہیں کہ جو مرید اپنے مرشد کے پاس اس کی آزمائش کے لیے جاتا ہے وہ ناپسندیدہ اور جاہل ہے۔ کیونکہ مشائخ کی آزمائش ہرگز نہیں کرنا چاہیے نہ اُن سے کرامت طلب کی جائے اور نہ ہی دل کے وسوسوں پر عمل کیا جائے۔

---

[1] منصور حلاج نے انا اللہ کہا تو ان کو سولی پر چڑھا دیا گیا اگرچہ ان کا مقصد ربوبیت کا دعویٰ نہیں تھا بلکہ یہ کہ ہر چیز میں قدرت الٰہیہ کے مظاہر کے وجود کے طور پر کہا۔

اور جو مرید ان سے یہ چیز طلب کرے وہ جاہل اور ان کا بے ادب ہے اور بعض اوقات ناپسندیدگی اس میں پکی ہو جاتی ہے لہٰذا اس کے بعد اسے اپنے مرشد کے ذریعے کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔واللہ اعلم

میں (مصنف) نے سیدی علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے:

مشائخ سے اسرار پر کلام کا مطالبہ نہ کیا جائے ان سے صرف (روحانی) بیماریوں اور ان کے علاج کا مطالبہ کیا جائے۔

وہ فرماتے ہیں: مکاشفات مریدین کے احوال سے ہیں عارفین کے احوال سے نہیں۔واللہ اعلم

☆مرشد کی خدمت میں خاموشی اختیار کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ جب وہ اپنے مرشد کے پاس بیٹھے تو خاموشی اختیار کرے اور اس کے سامنے ہرگز کوئی بات نہ کرے مگر یہ کہ مرشد کی اجازت کی کوئی علامت پائی جائے اور جب تک کوئی علامت نہ پائے بطور ادب اس پر خاموشی لازم ہے اور اس کے سامنے آواز بلند کرنے سے بھی پرہیز کرے۔اگرچہ علم سے متعلق ہو چہ جائیکہ بے مقصد بات ہو۔

اسی طرح اس کے لیے مناسب نہیں کہ وہ بے تکلف ہو جائے اور کثرت سے ہنسے بلکہ ادب اور وقار کے ساتھ بیٹھے۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

"زیادہ ہنسنا دل کی غفلت سے ہوتا ہے اور جب دل غافل ہو تو زبان رُک جاتی ہے۔"

بعض مریدین اپنے مرشد کے ادب میں اس قدر مبالغہ کرتے ہیں کہ انہوں نے کبھی بھی اپنے مرشد کے چہرے کی طرف نہیں دیکھا۔

مرشد کی ہیبت سے بخار ختم

حضرت سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں ایک دفعہ کمزور ہو گیا۔میرے شیخ ابوالنجیب رحمۃ اللہ علیہ میرے پاس تشریف لائے تو ان کی ہیبت سے میرے جسم سے پسینہ نکلنے لگا تو مجھے اسی وقت شفا حاصل ہو گئی حالانکہ مجھے سخت بخار تھا اور میں تمنا کرتا تھا کہ مجھے پسینہ آئے تا کہ میرے بخار میں تخفیف ہو لیکن مجھے پسینہ نہیں آ رہا تھا۔

فرماتے ہیں: ایک دن میں گھر میں اکیلا تھا اور میرے پاس رومال تھا جو میرے شیخ نے عطا کیا تھا۔وہ زمین پر گرا اور اتفاق سے میرے پاؤں پر آن پڑا۔اس سے مجھے قلبی تکلیف ہوئی اور اس بات سے میں خوف زدہ ہو گیا کہ میرے پاؤں نے ایسی چیز کو چھوا جس پر میرے مرشد کا اثر ہے۔تو اولیاء کرام کے احترام کی وجہ سے میں نے بارگاہِ خداوندی سے بہت بڑی برکت پائی۔

حضرت امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

میں ابتدائی دور میں اپنے استاذ ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کے پاس روزے اور غسل کے ساتھ داخل ہوتا تھا۔اور اکثر ایسا ہوتا کہ میں آپ کے مدرسہ کے دروازے پر جاتا تو ان کی عظمت کے پیش نظر واپس آ جاتا کہ میرے جیسا آدمی ان کے پاس حاضر ہو؟ اور اگر میں جرأت کر کے داخل ہو جاتا اور مدرسہ کے درمیان میں پہنچ جاتا تو مجھ پر ہیبت طاری ہو جاتی اور میں ان کی ہیبت سے کانپ جاتا۔اور بہت دفعہ میرا جسم بے حس ہو جاتا حتیٰ کہ اگر کوئی شخص مجھے سوئی چبھوتا تو مجھے اس کا احساس نہ ہوتا۔

فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ میں نے کبھی ان کی کسی حالت پر دل میں بھی اعتراض لایا ہو حتیٰ کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

مشائخ طریقت (رحمہم اللہ) فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اپنے مرشد کی زیارت سے فائدہ نہیں اٹھاتا اور نہ ہی ان کی محبت سے قبولیت کا فائدہ حاصل کرتا ہے تو اس سے اقتداء کا نور نکل جاتا ہے۔

((مَنْ لَمْ یَرَ شَیْخَہٗ نَائِبًا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِیْ اِرْشَادِہٖ لَمْ یَعْمَلْ طَرِیْقَ الْحَقِّ))

اور جو شخص اپنے مرشد کو ہدایت دینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب خیال نہیں کرتا وہ حق کے راستے تک نہیں پہنچ سکتا۔

کیونکہ جس کو اپنے مرشد کا ادب حاصل نہیں اسے حق کے ساتھ ادب بھی حاصل نہیں ہوتا۔

اور یہ بات جان لو کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ کا اہل بناتا ہے تو اس کے لئے کسی ایسے عارف کو ظاہر کرتا ہے جس کی وہ اقتدا کرتا ہے اور ایسا اس کی صداقت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ مریدین کے لئے مشائخ کا حصول اس لئے نہیں ہوتا کہ ان لوگوں میں صدق نہیں ہے۔

حضرت سیدی ابراھیم الدسوقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جو شخص اپنی کسی بھی حالت کو اپنے مرشد سے چھپاتا ہے وہ خیانت کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور جس شخص کے دل میں مرشد کی کسی حالت کے بارے میں تہمت کا خیال بھی آئے اس کی محبت بکھر جاتی ہے۔ واللہ اعلم

بوقتِ اختلاف مرشد کے فیصلے کا انتظار کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ جب اس کے اور دیگر برادران طریقت کے درمیان بغض پیدا ہو تو یہ معاملہ اپنے مرشد کے پاس نہ لے جائے اور اس سے مطالبہ نہ کرے کہ وہ اس کے بھائی کے خلاف اس کا ساتھ دے بلکہ اس پر واجب ہے کہ وہ اپنے شیخ کے فیصلے کا انتظار کرے کیونکہ شیخ کو حق حاصل ہے کہ وہ ان میں سے جسے چاہے جھڑک دے اور وہ زیادتی کرنے والے سے پوچھے کہ تم نے اپنے بھائی پر زیادتی کیوں کی ہے؟ اور دوسرے سے کہے تم نے کیا جرم کیا حتیٰ کہ تیرے بھائی نے تجھ پر زیادتی کی اور تجھ پر مسلط ہوا۔

اس سلسلے میں طبرانی شریف کی مرفوع حدیث ہے (یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا)

((مَا تَوَادَّ اثْنَانِ فَفُرِّقَ بَیْنَھُمَا اِلَّا بِذَنْبٍ یُحْدِثُہٗ اَحَدُھُمَا))

جب دو آدمیوں کے درمیان محبت ہو پھر ان کے درمیان جدائی ہو جائے تو اس کی وجہ ان میں سے کسی ایک کا گناہ ہوتا ہے۔[1]

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں ہے فرماتے ہیں:

کوئی بندہ جانتے بوجھتے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر کسی ایسے شخص کو مسلط کرتا ہے جس کو وہ پہچانتا نہیں حتیٰ کہ اس پر عذاب سخت ہو جاتا ہے۔

سیدی محمد الغمری رحمۃ اللہ علیہ اس شخص سے جس سے اس کا برادر طریقت ناحق لڑتا' فرماتے تھے: تم اپنے بھائی کے ساتھ عفو و

---

[1] الجامع الصغیر، حرف میم، جلد 2، صفحہ 481، رقم الحدیث: 7879، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

درگزر کا سلوک کیوں نہیں کرتے اس کے ساتھ نرمی اختیار کرو اور جوانمردی اختیار کرو جس کا حق محبت ہے۔ پھر دوسرے سے فرماتے تم نے اپنے بھائی پر زیادتی کرتے ہوئے شریعت سے تجاوز کیا ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں:

(خِيَارُ النَّاسِ مَنْ إِذَا أَحْسَنُوا اسْتَبْشَرُوْا وَإِذَا أَسَاءُوْا غَفَرُوْا)

لوگوں میں سے بہترین لوگ وہ ہیں کہ ان سے نیکی کا سلوک کیا جا رہا ہو تو وہ خوش ہوتے ہیں اور برائی پر معاف کر دیتے ہیں۔ واللہ اعلم

☆ مرشد کو بطور استفہام مخاطب کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے مرشد کو یوں خطاب کرے جیسے کوئی بات پوچھ رہا ہے کلام میں پہل نہ کرے اور جواب بھی احترام کے ساتھ دے اور جس طرح وہ اپنے برادران طریقت سے بلند آواز سے کلام کرتا ہے اس طرح مرشد سے کلام نہ کرے۔

میں نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے:

جب تم کسی حاجت کے لیے اپنے مرشد سے کلام کرو تو اپنی آواز بلند نہ کرو اور اس کا نام کنیت اور لقب کے بغیر نہ لو جس طرح تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو بلکہ ان کی تعظیم و احترام کرو یہی بات بطور وراثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چلی آ رہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں منع فرمایا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسم گرامی سے یوں پکاریں۔ اے احمد اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جس طرح ہم ایک دوسرے کو پکارتے ہیں [1] بلکہ ہم "یا نبی اللہ" اور "یا رسول اللہ" کہیں۔

اسی طرح تم اپنے مرشد کو "یا سیدی" اور "یا ولی اللہ" کہہ کر پکارو اور یوں کہو: (يَا وَاسِطَتَنَا عِنْدَ اللّٰهِ) اے اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے وسیلہ یا اور اس طرح کے دیگر الفاظ استعمال کرو۔

میں نے ان ہی (حضرت سید علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ) سے سنا آپ فرماتے تھے: مرید کے لئے مناسب ہے کہ وہ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہ السلام کی حالت کو یاد رکھے جب اس پر شیخ کے احوال میں سے کوئی بات مشکل ہو جائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب بھی حضرت خضر علیہ السلام پر اعتراض کرتے اور وہ اس کام کی علت بتا دیتے تو وہ اسی وقت اعتراض چھوڑ دیتے حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انکار صرف سمجھنے کے طور پر تھا کیونکہ آپ معصوم تھے اور انبیاء کرام میں ادب، حیا اور تسلیم کرنا سب لوگوں سے زیادہ پایا جاتا ہے۔ اس بات کو سمجھو۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ جب کلام فرماتے اور کوئی مرید مقابل بھی بات کرتا تو فرماتے:

---

[1] ارشاد خداوندی ہے:

﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا......﴾ (سورہ نور آیت 63)

رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

(وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِیْ فَاعْتَزِلُوْنِ) اگر تم مجھے نہیں مانتے تو مجھ سے الگ ہو جاؤ۔

اور آپ فرماتے تھے:

جو شخص اپنی کسی حالت کو اپنے مرشد سے چھپاتا ہے اور اس کے سامنے ذکر نہیں کرتا اگرچہ اشارے کنائے سے ہو تو وہ اس سے خیانت کرتا ہے اور اس سے طریقت میں باطنی طور پر گرہ آ جاتی ہے اور اگر وہ اپنے دل کی بات مرشد کو بتا دیتا ہے تو وہ اپنے کلام کے ذریعے اس گرہ کو کھول دیتا ہے۔ واللہ اعلم

☆ کسی دوسرے شیخ کی طرف توجہ نہ کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ جب اس کے شہر میں کوئی دوسرا شیخ ظاہر ہو اور مریدین اور اکابر اس کی طرف متوجہ ہوں اور اپنے شیخ کو چھوڑ دیں تو وہ اس کی طرف توجہ نہ کرے۔

اور جو اس کی طرف توجہ کرتا ہے تو یہ اس کی اپنے مرشد کے ساتھ ابتدائی صحبت کے فساد کی دلیل ہے۔

اور صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

جو مرید اپنے شیخ کے بارے میں یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ اس کی تربیت کے بارے میں دوسروں سے زیادہ علم رکھتا ہے تو اس کی صحبت اس کے ساتھ منعقد نہیں ہوتی اور مرشد کے دل سے کوئی راز اس کی طرف جاری نہیں ہوتا۔

بے شک جب مرید یہ یقین رکھتا ہے کہ شہر میں اس کا مرشد منفرد ہے (مرشد ہونے میں تنہا ہے) تو اس کی محبت مضبوط ہوتی ہے اور اس کی صحبت پختہ ہو جاتی ہے۔ جب کہ اس کے برعکس عقیدے کا حکم اس کے برعکس ہے۔

اس بات پر صوفیاء کرام کا اتفاق ہے کہ جو مرید اپنے واقعات اور کشف میں مشغول ہو جاتا ہے اور اپنے مرشد کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تو بہت تھوڑے عرصہ میں اس کے اور اس کے مرشد کے درمیان تعلق ختم ہو جاتا ہے۔

مرید پر اگرچہ علوم اور احوال کا دروازہ کھل جائے لیکن مرشد کے علم و احوال کا دروازہ وسیع تر اور زیادہ ہوتا ہے۔

اور میں نے سید علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے:

مرید پر لازم ہے کہ وہ اپنے تمام واقعات اپنے شیخ سے بیان کرے مرشد جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھے اور جاری رکھے اور اس میں اس کی موافقت کرے اور جو اللہ تعالیٰ کے غیر کی طرف سے ہو اس سے منہ پھیرنے کا حکم دے۔

بے شک جس واقعہ میں شبہ ہو گا شیخ کے سامنے ذکر کرنے کی برکت سے اس کے زائل ہونے کی امید ہوتی ہے اور مرید کو ان واقعات اور کشف کے صحیح ہونے کا علم حاصل ہوتا ہے جس طرح شیخ کے ادب کی وجہ سے اس پر فیضان ہوتا ہے اور شیخ پر فیضان ہوتا ہے ان امور کی تعلیم اور دھوکے کے مقامات سے نکالنے کی وجہ سے۔

اور بعض اوقات مرشد اس بات کو خود برداشت کرتا ہے جو اس (مرید) پر اترتی ہے کیونکہ اس میں کھوٹ کم اور مرشد کی شفقت زیادہ ہوتی ہے اور وہ حق تعالیٰ کی بارگاہ میں پناہ حاصل کرتا ہے۔

میں نے سیدی علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ فرماتے تھے:

مرید پر لازم ہے کہ اپنے تمام واقعات اپنے مرشد کے سامنے ذکر کرے کیونکہ وہ اس کے مقام، حکمتوں اور مفاسد کو اس کی نسبت زیادہ جانتا ہے نیز اس نے ان امور کا تجربہ حاصل کیا۔ حالات کا سامنا کیا' خطرناک امور پر سواری کی اور مردوں (کاملین) کے مقام تک پہنچا۔ اور مرید کا معاملہ اس شخص کی طرح ہے جو کسی جنگل میں تاریکی میں داخل ہوتا ہے جہاں کبھی کوئی شخص نہیں چلا اسے اس میں خطرناک مقامات کی پہچان نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ نفع ونقصان میں امتیاز کرسکتا ہے اور اس کا حکم اس شخص کی طرح ہے جس کے لئے طبیب کو لایا جائے اور وہ دوائی اور بیماری دونوں کی معرفت رکھتا ہے وہ اس کے لئے دوائی بیان کرتا ہے اور وہ ایسی باتوں پر مشتمل ہوتی ہے جو اس کے لئے نقصان دہ اور اس کی خواہش کے موافق ہوتی ہیں۔ واللہ اعلم

☆ مرشد جہاں بٹھائے بیٹھ جائے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ جب اس کا مرشد سفر پر جائے اور اسے وہاں چھوڑ جائے تو وہ اپنے مرشد کے مکان میں ٹھہرنے کو لازم پکڑے جہاں وہ بیٹھتا تھا اور جب بھی اس مکان کے پاس سے گزرے اپنے شیخ کو سلام کرے گویا وہ اس سے غائب نہیں اور اس کی عدم موجودگی میں اس کی عزت واحترام کا اسی طرح خیال رکھے جس طرح اس کی موجودگی میں خیال رکھا گیا ہے۔

اس بات پر صوفیاء کرام کا اتفاق ہے کہ مرید کے لئے مرشد سے یہ کہنا مناسب نہیں کہ مجھے اجازت دیں میں آپ کے ہاں سو جاؤں یا آپ کے ساتھ کھانا کھاؤں یا کسی کام کاج کے سلسلے میں آپ سے جدا ہو جاؤں وغیرہ وغیرہ۔

بلکہ اس سلسلے میں مرشد جو بات مناسب سمجھے اسے دیکھے بعض اوقات مرشد اس کی اس بات کو قبول کر لیتا ہے تو مرید اس سے بہت دور چلا جاتا ہے اور اس کے بعد شیخ کے دل میں اس سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔

اسی طرح ہر وہ کام جو مرشد پر جرأت کی دعوت دیتا ہے اور اس کے احترام کو چھوڑنے کی دعوت دیتا ہے پھر جب تک مرید کی یہ حالت رہتی ہے وہ کامیابی حاصل نہیں کرسکتا۔

☆ مرشد کی بات کو ترجیح دے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ جب اس کا مرشد کسی کام کے سلسلے میں اس سے مشورہ طلب کرے تو وہ اس سلسلے میں فیصلہ شیخ کی طرف پھیر دے جیسے صحابہ کرام کیا کرتے تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دینوی اور اخروی تمام امور کا علم تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ رکھتے تھے۔ آپ کا طلب مشورہ ان کے دلوں میں الفت پیدا کرنے اور بارگاہ نبوی میں ان کے مقام ادب کو بیان کرنے یا اس کام کی معرفت حاصل کرنے جس کے بارے میں مشورہ طلب کرتے تھے' کے لئے ہوتا تھا۔

مرشد کا حکم بھی یہی ہے کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث ہوتا ہے۔ ورنہ مرشد کا مرید سے مشورہ طلب کرنا اس لئے نہیں ہوتا کہ وہ مرید کی رائے کا محتاج ہے۔

سیدی ابراہیم الدسوقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

مرید کے ادب سے یہ بات نہیں کہ وہ اپنے مرشد سے پوچھے کہ اس نے بیٹھنے کے لئے اس جگہ کو کیوں لازم پکڑ رکھا ہے اور جب وہ وہاں سے منتقل ہو تو یہ سوال بھی نہ کرے کہ وہ کیوں منتقل ہوا ہے اور اپنے شیخ کے بارے میں یہ خیال بھی نہ کرے کہ اس کا فلاں جگہ بیٹھنا یا وہاں سے منتقل ہونا عادت کے طور پر ہے۔ کسی صحیح نیت کی بنیاد پر نہیں ہے کیونکہ مرشد اس بات سے محفوظ ہے کہ وہ کوئی کام شرعی غرض کے بغیر کرے۔

اسی طرح اپنے مرشد کے کلام کی ظاہر کے خلاف تاویل کرنے سے بھی بچنا چاہئے جب وہ اسے حکم دے بلکہ کسی تاویل کے بغیر اس حکم کو بجالانے میں جلدی کرے۔ جس طرح بعض صحابہ کرام کا واقعہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ

(لَا يُعَلِّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْعَصْرَ اِلَّا فِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ)

''تم میں سے کوئی ایک نبی قریظہ میں پہنچنے سے پہلے نماز عصر ادا نہ کرے۔'' ①

کچھ پہلے یہ بات بیان ہو چکی ہے۔

☆ مرشد کی بات مانے اگرچہ بظاہر خطا ہو

اور سیدی یوسف عجمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

مرید کے آداب میں سے یہ بات ہے کہ وہ اپنے مرشد کی بات پر ٹھہر جائے اس کی تاویل نہ کرے بلکہ مرشد نے جو حکم دیا ہے اس پر عمل کرے اگرچہ (بعد میں) ظاہر ہو کہ مرشد سے خطا ہوئی ہے۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

مرید پر لازم ہے کہ وہ مرشد کی جس بات کو خطا سمجھتا ہے اسے اپنی درست بات سے اچھا سمجھے کیونکہ مرشد کے کلام کا مطلب اس پر مخفی ہوتا ہے اور وہ نفوس کے دھوکوں سے پاک ہوتا ہے۔

اور اگر کہے کہ میرے خیال میں آپ نے فلاں فلاں ارادہ کیا ہے تو یہ ارادت کے راستے سے پیٹھ پھیرنا ہے اور اکثر مرید کی رسوائی کی وجہ یہی تاویل ہے کیونکہ یہ نفس کا حصہ ہے اور جو اپنے نفس کی خواہش کی موافقت کرتا ہے وہ کامیابی حاصل نہیں کرتا۔ واللہ اعلم

☆ نماز میں بھی مرشد کی طرف پیٹھ نہ کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ ایسی جگہ نماز نہ پڑھے جہاں مرشد کی طرف پیٹھ ہوتی ہے اگر مرشد موجود ہو ممکن حد تک بچے مگر اس میں شرعی عذر ہو تو کوئی حرج نہیں جس طرح وہ پہلی صف میں نماز پڑھ رہا ہے اور اس کا مرشد دوسری صف میں ہے یہ نقصان دہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم

☆ مرشد کی توجہ پیش نظر رہے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر یا کوئی عبادت کرے تو اپنے مرشد کی نظر کو اپنی طرف متوجہ

---

① صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 19، باب صلاۃ الطالب والمطلوب۔

خیال کرے تا کہ ادب اور دل جمعی حاصل ہو۔ اور یہ اس پر واجب ہے جب تک اپنے مرشد کی اجازت کے تحت ہو اور اگر مرشد اسے تربیت اور اپنی ذات کے ساتھ مستقل ہونے کی اجازت دے تو اس کے بعد اس کی حالت اپنے رب کے ساتھ مرشد کی حالت جیسی ہو جاتی ہے ہے جس طرح رسالہ کے آخر میں یہ بات تفصیل سے بیان ہوگی۔

☆ مشائخ میں سے ہونے کا دعویٰ نہ کرے

مرید کی شان میں سے یہ بات بھی ہے کہ صوفیاء کی قوم میں سے ہونے کا دعویٰ نہ کرے جب تک تمام مخلوق کو اپنے سے بہتر حالت میں خیال نہ کرے۔ خاص طور پر دوسرے شیخ کی جماعت سے کیونکہ جو شخص کسی شیخ کی تربیت سے نکلتا ہے اور اپنے آپ کو کسی مسلمان سے اعلیٰ خیال کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے کیونکہ یہی وہ گناہ ہے جس کی وجہ سے دوری ہو جاتی ہے اور یہ بات اکثر مریدین پر مخفی ہے اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

☆☆☆

خاتمہ: دوسرا باب

شیخ کی صفات کے بارے

اگر کوئی مرید ہم سے پوچھے کہ شیخ کی کون سی صفات ہیں جن کی بنیاد پر ہم پر لازم ہے کہ ہم اس کے سامنے ادب اختیار کریں اور اس کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کریں نیز اس کے ہر حکم میں اس کی تقلید کریں۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرشد کی صفت یہ ہے کہ وہ علوم شریعت میں بہت کامل ہو اس طرح کہ اگر مذاہب اربعہ کے علماء میں سے مشائخ اسلام جمع ہو جائیں اور تمام فقہ میں مناظرہ کریں تو وہ مذہب کی بات نقل کرتے ہوئے جواب دے اور واضح دلائل سے ان کی بات کاٹے اور شریعت میں جو بات صراحتاً ذکر نہیں ہوئی اس کا حکم اجتہاد و استدلال سے بیان کرے اور مذاہب اربعہ کی تقریر سے اس مذہب والوں کے قائم مقام ہو۔ پھر اس کے بعد اپنے اقوال افعال اور عقائد میں کتاب وسنت کا پابند ہو اور تمام خیالات کے میزان کے ساتھ معرفت رکھتا ہو وہ قلبی خیالات ہوں یا شیطان یا فرشتے کی طرف سے یا ربانی خیالات ہوں اور وہ ان خیالات کے درمیان فرق کر سکے۔

اس کی شرط میں سے یہ بھی ہے کہ وہ بیماریوں کی پہچان رکھتا ہو جن کا جسموں اور ارواح سے تعلق ہے تاکہ وہ اپنے مرید کو دوسروں سے سوال کرنے سے بے نیاز کر دے۔

وہ ان تمام اعمال واحوال کی پہچان رکھتا ہو جس سے مرید کو ترقی حاصل ہوتی ہے یا ترقی رک جاتی ہے یہاں تک کہ وہ کامل لوگوں کے مقامات تک پہنچ جائے اور عین الحقیقت سے آگاہی حاصل کر لے۔

اس کی شرط سے یہ بات بھی ہے کہ وہ مرید کو اپنی طرف مائل کرنے اور رکاوٹوں سے چھٹکارا دلانے پر قادر ہو۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ مرید سچا ہو اور اس کا عمل شیخ کے اشارے کے مطابق ہو ارشاد خداوندی ہے:

﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ......﴾

بے شک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت دو۔ [1]

① (سورہ قصص آیت 56) یعنی جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے ہدایت نہیں ملتی، ہدایت کے دو معنی ہیں: راستہ دکھانا، مطلوب تک پہنچانا۔ یہاں دوسری قسم کی ہدایت کی نفی ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ ۱۲ ہزاروی

☆ شیخ کو استاد کب کہا جائے؟

اگر پوچھا جائے کہ شیخ کو استاد کا لقب کب ملتا ہے۔
تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب اس میں یہ تین خصلتیں جمع ہو جائیں یعنی
(دِینُ الْاَنْبِیَاءِ وَتَدْبِیرُ الْاَطِبَّا وَسِیَاسَةُ الْمُلُوْکِ)
اس کے پاس انبیاء کرام کا دین، طبیبوں کی تدبیر اور بادشاہوں کی سیاست ہو۔
پس جس شخص میں یہ تین خصلتیں جمع ہوں ہو حقیقتاً استاد کا لقب حاصل کرے گا کیونکہ یہ تمام مقامات کے ارکان ہیں (یعنی تصوف کے تمام مقامات میں ان باتوں کا ہونا ضروری ہے)۔

☆ مرشد و شیخ کے چار مراتب

میں نے سیدی علی الخواص اور سید علی المرصفی اور اپنے بھائی افضل الدین رحمہم اللہ سے سنا انہوں نے بارہا فرمایا: اور یہ تینوں ایک دوسرے کے قول کی تصدیق کرتے ہیں کہ
چار مراتب ایسے ہیں کہ اس زمانے میں لوگ ناحق طور پر ان میں مشائخ سے ٹکراؤ کی راہ اختیار کرتے ہیں اور وہ ذکر کی تلقین، گدڑی پہننا شملہ لٹکانا اور مرید کو خلوت میں داخل کرنا ہے۔
ان تمام کاموں کی کچھ شرائط میں جو ضروری ہیں کیونکہ جب شرط نہ پائی جائے تو مشروط نہیں پایا جاتا ہے۔
اور جو شخص کہتا ہے کہ تم نے جو شرائط ذکر کی ہیں وہ اہل طریقت کے ہاں شرائط نہیں ہیں کیونکہ وہ ان کو حاصل کرنے سے عاجز ہے تو ایسا شخص جاہل ہے اور گزشتہ تمام مشائخ کی بے ادبی کرتا اور ان کو جہالت کی طرف منسوب کرتا ہے، جس طرح اس زمانے کے بعض خود ساختہ مشائخ نے ناحق طور پر یہ راہ اختیار کی ہے۔

1. تلقین ذکر کرنے کی شرائط

جو شخص ذکر حقیقی کی تلقین کرتا ہے اور یہ وہ ذکر ہے جو مقام کمال تک پہنچاتا ہے تو اس کے لئے شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس بات پر قادر کرے کہ وہ "لا الہ الا اللہ" کے تمام علوم جو اسے عطا ہوتے ہیں مرید تک پہنچا دے پس وہ ان احکام شریعت سے لا علم نہ ہو جو شارع علیہ السلام نے واضح الفاظ میں بیان کئے ہیں اور وہ واجبات مستحبات، محرمات، مکروہات اور مباحات ہیں۔
اس تلقین کے بعد وہ اسے کتب فقہ کے مطالعہ سے بے نیاز کر دیتا ہے بلکہ وہ تمام آئمہ مجتہدین کے مذاہب کا لوگوں کو درس دیتا ہے۔ اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ یہ طاقت نہیں دیتا وہ اہل طریقت کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے حقیقتاً ان صفات سے موصوف نہیں ہوتا اسے ان لوگوں کی مشابہت کا اجر ملے گا اس کے علاوہ نہیں۔

2. گدڑی پہنانے کی شرائط

اور جو مرشد اپنے مرید کو حقیقی گدڑی پہناتا ہے تو بلند مرتبہ مشائخ کے نزدیک مقام تک پہنچانے کی شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

اسے یہ طاقت دے کہ وہ مرید کے اندر پائی جانے والی تمام گھٹیا صفات سلب کر لے جب وہ اسے اپنا خرقہ اتارنے کا حکم دے وہ ٹوپی کے نیچے والا کپڑا ہو یا اوپر والی چادر یا ازار یا قمیض۔ پس اس لباس کے اتارنے کے بعد مرید میں کوئی گھٹیا صفت نہ پائی جائے اور نہ نعمت کا تکبر پایا جائے بلکہ اس کا باطن بچے کے باطن کی طرح ہو جائے جو ہر گھٹیا حرکت سے پاک ہوتا ہے۔

پھر مرشد اسے اسی طرح پہنائے جو اس کے اوپر ہے۔ اس کی مثل جو اس سے اتارا ہے اور اخلاق محمدیہ سے جو کچھ اسے حاصل ہوا ہے وہ اس پر انڈیل دے اور مجاہدہ اور ریاضت کے ساتھ اس کا علاج کرے اور وہ اس رنگ میں رنگا جائے پس اس کے بعد اس سے نفس کا تکبر ظاہر نہ ہو اور نہ ہی کوئی گھٹیا حرکت۔

اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ اس پر قادر نہ کرے وہ صوفیاء کرام کے ساتھ مشابہت اختیار کرتا ہے اور وہ حقیقی صوفیاء میں سے نہیں ہے لہٰذا اسے ان کے ساتھ مشابہت کا اجر ملے گا اس کے علاوہ نہیں۔

3. شملہ لٹکانے کی شرط

اور جو شخص مرید کے لئے دستار کا شملہ حقیقتاً لٹکاتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ اس بات کی طاقت دیتا ہے کہ وہ مرید کو بڑھنے اور ہر چیز میں اضافہ راز کی خلعت عطا کرے۔ وہ جس کی طرف دیکھے یا اسے ہاتھ سے چھوئے حتیٰ کہ اگر وہ کسی پتھر یا لکڑی کو کھینچے تو وہ اس کے ساتھ کھنچی جائے پس اس کے لئے شملہ لٹکانا نعمت پیدا ہونے کا اظہار ہے اور اس پر اس کو ثواب ملتا ہے۔

اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے جب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا شملہ لٹکایا اور حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے گھر کی چھت کا شہتیر چھوٹا تھا جو دوسری دیوار تک پہنچتا نہیں تھا آپ نے اسے کھینچا تو وہ آپ کے ساتھ کھینچ گیا اور آپ پانی کی ایک ہتھیلی سے کامل وضو فرما لیتے۔

پس جس شخص کو اللہ تعالیٰ مرید کیلئے اس راز کی قدرت نہ دے تو اس کے لئے شملہ لٹکانا صوفیاء کے ساتھ مشابہت کے طریقے پر ہے پس اس کو نیت کا اجر ملے گا اگر اس کی نیت صحیح ہو کیونکہ بعض اوقات مرید شملہ لٹکانے کے ذریعے خود ساختہ شیخ بنتا ہے اور اپنے آپ کو دوسروں سے بلند سمجھتا ہے اور یہ حرام ہے حضرت ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے علماء نے یہ فتویٰ دیا ہے۔

4. مرید کو خلوت میں داخل کرنا

اور مرید کو خلوت میں داخل کرنے والے کے لئے شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے کشف صحیح کے ذریعے مطلع کر دے کہ یہ مرید خلوت کی تمام شرائط کو پورا کر سکتا ہے اور اس سلسلے میں کوئی خلل نہیں ہوگا یہ اس لئے کہ اسے خلوت کا فائدہ حاصل ہو اسی طرح اللہ تعالیٰ اسے اس بات پر بھی مطلع فرماتا ہے کہ مرید کو خلوت کے تمام فائدے حاصل ہو چکے ہیں تاکہ وہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دلیل اور معرفت کے ساتھ داخل کرے۔

کیونکہ جو شخص خلوت کے آداب کو قائم نہیں کرتا اور نہ ہی اسے اس کے فوائد حاصل ہوتے ہیں وہ سچا مرید نہیں ہے۔

جس طرح ہر وہ شیخ جسے اللہ تعالیٰ خلوت کے فوائد پر مطلع نہ فرمائے وہ سچا شیخ نہیں ہے وہ حقیقت میں اپنے نفس کے

ذریعے ہلاک کیا جاتا ہے۔اور وہ اہل طریقت کا مذاق اڑانے والے لوگوں میں سے ہے۔

اس کا حکم ایسے مسخرے کی طرح ہے کہ جب وہ کسی قاضی یا امیر کے دروازے سے نکلے تو ماں بچے اس پر ہنستے ہیں اور بندے کے لئے یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

جب تمہیں یہ بات معلوم ہوگئی تو میں کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔

خلوت اور مرید کے لیے پہلی شرط

مرید کی شرط سے یہ بات ہے کہ جب وہ خلوت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور اس کے لئے کوئی صورت ظاہر ہو تو وہ اپنے شیخ سے ذکر کرے۔خاص طور پر جب وہ اسے کہے میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں یا میں پاک ہوں یا اس طرح کی کوئی دوسری بات کہے (معاذ اللہ) اور اسے اپنے شیخ سے چھپائے اور اس کی طرف مائل ہونے سے گریز کرے وہ اس کے ذمہ میں ہلاک ہوگا (یعنی وہ مرشد کی حفاظت و ذمہ میں آچکا ہے) اور چاہئے کہ کہے میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا وہ پاک ہے اس کی مثل کوئی نہیں۔پھر اس صورت کو سامنے لانے سے غافل ہو کر ذکر میں مصروف ہو جائے جس قدر ممکن ہو حتیٰ کہ اس کے لئے اس کے ذکر کے اسرار میں سے کوئی سر (راز) روشن ہو جائے اور وہ اسے اس (صورت) کے ذکر سے بے نیاز کردے۔

دوسری شرط

اور یہ بھی شرط ہے کہ جب تک وہ خلوت میں ہے اپنی ہمت کو کسی کرامت کے حصول سے متعلق نہ کرے اور خلوت کے دوران کسی دیوار وغیرہ کا سہارا ہرگز نہ لے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس کا ذکر کرے اپنے سر کو جھکائے رکھے اور آنکھوں کو بند رکھے مجلس کے آغاز سے آخر تک اسی طرح کرے اور اس سلسلے میں حدیث قدسی میں بیان ارشاد خداوندی کو سامنے رکھے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

{اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ}[1]

جو شخص میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا ہم نشین ہوتا ہوں۔

تیسری شرط

اور اس خلوت کی ایک شرط یہ ہے کہ جب اسے برے خیالات آئیں تو ثابت قدم رہے اور دل میں ایسے خیالات سے بچے کہ مجھے اس طریقت کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ ہی اس خلوت کی ضرورت ہے۔کیونکہ سالک کے ابتدائی مراحل میں برے خیالات لازماً آتے ہیں اور خلوت میں بھی آتے ہیں کیونکہ شیطان اس کے خلاف لشکر کشی کرتا ہے اور اس پر سوار ہو جاتا ہے اور اپنے گھڑ سواروں اور پیدل دستوں کے ساتھ اس سے لڑتا ہے کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ یہ شخص حق تعالیٰ کے ہم نشینوں میں شامل ہونے کا عزم کر رہا ہے اور شیطان اللہ تعالیٰ سے حسد کرنے والوں میں سے ہے اور وہ جس شخص کو دیکھتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا

---

① اشعۃ اللمعات، جلد2، صفحہ621، مطبوعہ: فرید بک سٹال، لاہور۔

چاہتا ہے تو وہ اس کی نیت کو بدلنے اور اسے الٹے پاؤں پھیرنے کی حرص رکھتا ہے۔

لہٰذا وہ ہمارے لئے بھلائی کبھی نہیں چاہتا لیکن مرید پر واجب ہے کہ اسے جب بھی اس کے نفس یا شیطان کی طرف سے کوئی بات پیش آئے تو وہ اپنے شیخ کے ذریعے مدد طلب کرے "ان شاء اللہ" وہ عوارض دور ہو جائیں گے۔

چوتھی شرط

خلوت کی شرط یہ بھی ہے کہ وہ خلوت میں جانے سے پہلے اپنے نفس کو کم بولنے اور کم کھانے کا عادی بنائے تاکہ وہ گوشہ نشینی کو اختیار کر سکے اور اس کا کلام کم اور بیداری زیادہ ہو۔

پانچویں شرط

اس کی ایک شرط یہ ہے کہ وہ مرشد کی اجازت کے ساتھ خلوت میں داخل ہونے کے لئے خالص نیت کرے اور اس کے لئے اچھی نیت اور شیخ کی اجازت کے بغیر داخل ہونا جائز نہیں اور اسے چاہئے کہ وہ اس سے اپنے اخلاق کو مہذب بنانے کا ارادہ کرے تاکہ لوگ اس کے شر سے آرام پائیں۔ ایک مرفوع حدیث شریف میں ہے:

((شَرُّ النَّاسِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اِتِّقَاءَ فُحْشِهٖ))

لوگوں میں بدترین شخص وہ ہے جسے لوگ اس کی بدکلامی سے بچنے کے لئے چھوڑ دیں۔ ①

چھٹی شرط

خلوت کی ایک شرط یہ ہے کہ وہ خلوت میں خوف کے ساتھ داخل ہو جس طرح مسجد میں داخل ہوتا ہے اس لئے کہ یہ خاص بارگاہ خداوندی ہے اور اپنے نفس کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کرے جب بھی داخل ہو اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز یعنی بیوی، اولاد اور مال سے قطع تعلق کرے پس اس کے دل میں ان میں سے کسی کا خیال نہ آئے۔ کیونکہ ان کا خیال پیچھے کی طرف توجہ کی علامت ہے۔

اس بات پر صوفیاء کرام کا اتفاق ہے کہ جس شخص کی توجہ پیچھے کی طرف ہو وہ اپنے مطلوب تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ اور ایک شرط یہ ہے کہ وہ خلوت میں داخل نہ ہو جب تک اس کا شیخ اس سے پہلے داخل نہ ہو اور اس میں اللہ تعالیٰ کے لیے قلبی حضوری اور دلجمعی کے ساتھ دو رکعتیں نہ پڑھ لے۔ پھر وہ مرید کے دل میں اس کا فیضان ڈالے تاکہ اس پر فتح کا راستہ کھل جائے۔

خلوت کے لیے مزید شرائط

اس کی ایک شرط یہ ہے کہ اس کے لئے جو کرامات واقع ہوں ان کی طرف توجہ نہ کرے بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کے ساتھ ادب کے طور پر قبول کرے۔ اور اسے اس پر آگاہی نہ ہو اور اگر اسے اس پر آگاہی ہو تو یہ دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔ اسی طرح مرد کے لئے کرامات عورتوں کے لئے حیض کی طرح ہیں ② پس جس شخص کا اللہ تعالیٰ پر یقین مضبوط ہوتا ہے

---

① الجامع الصغیر، حرف شین، جلد 2، صفحہ 300، رقم الحدیث: 4879، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

② یعنی یہ عادت کی بات ہے اس پر کمال کا دارومدار نہیں جب تک ایمان اور اعمال صالح کی دولت سے مالا مال نہ ہو۔ ۱۲ ہزاروی۔

وہ کسی کرامت کا محتاج نہیں ہوتا جو اسے اس کے دین میں ثابت قدم رکھے۔

اس کی ایک شرط یہ ہے کہ وہ اپنے شیخ کی روحانیت کو اپنے ساتھ متصل خیال کرے اور اس سے اس کا شیخ کسی دوسرے مرید کی روح سے متصل ہونے کی وجہ سے پردے میں نہ ہو بلکہ شیخ کی روحانیت اپنے تمام مریدین کی مدد کرتی ہے اگرچہ وہ لاکھوں کی تعداد میں ہوں۔

مرید کو اپنے شیخ کے واسطہ کو چھوڑنے سے بچنا چاہئے اور وہ بلا واسطہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہ ہو ورنہ وہ بکھر جائے گا اور اسے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔

اور اس کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ ہمیشہ مراقبہ میں رہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر فرمائے اور یہ ایک لحظہ کے لئے بھی اس حاضری سے غافل نہ ہو پس جو شخص اپنے رب سے اس طرح غافل ہوتا ہے تو غفلت اسے خلوت میں داخل ہونے سے پہلے والی حالت سے بھی کم تر حالت کی طرف لوٹا دیتی ہے۔

یہ بھی شرط ہے کہ خلوت کی مدت میں روزہ دار رہے اس لئے کہ بھوک مٹی اور پانی کے اجزا میں اترتی ہے وہ جس قدر بھی ہو پس دل صاف ہو جاتا ہے۔

یہ بھی شرط ہے کہ وہ خلوت میں تاریک جگہ میں ہو جس میں سورج کی شعاع یا دن کی روشنی داخل نہ ہو تاکہ وہ اپنے نفس سے ظاہری حواس کے راستوں کو بند کر دے کیونکہ قلبی حواس کے کھلنے کے لئے یہ شرط ہے۔

ہمیشہ پاک رہنا بھی اس کی شرائط میں سے ہے لہٰذا ایک لحظہ بھی بے وضو نہ رہے بلکہ جب بھی بے وضو ہو وضو کرنے میں جلدی کرے تاکہ اس کے دل میں انوار چمکیں۔

یہ بھی شرط ہے کہ صرف جائز کلام کرے اور فضول کلام کا دروازہ بالکل بند کر دے کیونکہ جب بندہ فضول کلام کرتا ہے تو بندے کے دل سے ربانی انوار نکل جاتے ہیں اور اس کا دل تاریک ہو جاتا ہے اور وہ اس نور سے خالی ہو جاتا ہے جو خلوت کی وجہ سے حاصل ہوا تھا۔

البتہ اپنے واقعات کے بارے میں اپنے شیخ سے کلام کرنے اور اس خادم سے گفتگو کرنے میں کوئی حرج نہیں جسے اللہ نے خلوت کے زمانے کے لئے خادم بنایا لیکن یہ بھی بقدر ضرورت ہوتا ہے۔

اس کی ایک شرط یہ ہے کہ جس خلوت میں وہ ٹھہرا ہوا ہے وہ لوگوں کے کلام سے دور ہو۔ کیونکہ لوگوں کا کلام دل میں تاریکی پیدا کرتا ہے بخلاف شرعی کلام کے، جس طرح پہلے گزر چکا ہے (یعنی وہاں لوگوں کی آواز نہ پہنچے)۔

✧ یہ بھی شرط ہے کہ وضو اور نماز کے لئے جائے تو سر کو جھکائے ہوئے ہو کسی شخص کی طرف نہ دیکھے اور نہ سر اور گردن کو ڈھانپے ہوئے ہو کیونکہ بعض اوقات اسے خلوت میں پسینہ آتا ہے پس جب وہ نکلتا ہے تو اسے ہوا نقصان پہنچاتی ہے اور وہ کمزور ہو جاتا ہے اور (یوں) وہ خلوت کے آداب سے کٹ جاتا ہے۔

اور اس بات سے بچنا چاہئے کہ وہ لوگوں کو دیکھے یا وہ لوگ تعظیم کے ساتھ دیکھیں جب وہ وضو اور نماز کے لئے نکلے کیونکہ یہ قاتل زہر ہے۔

خلوت کی ایک شرط یہ ہے کہ وہ تنہا نماز نہ پڑھے بلکہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھے سیر ہو کر کھانے اور زیادہ پانی پینے سے بھی بچے کیونکہ یہ دل کو سخت کر دیتا ہے اور حجاب پیدا کرتا ہے نیز دل کو تاریک کرتا ہے اور سستی' بے کاری پیدا کرتا ہے اور اس سے نیند آتی ہے۔

ایک شرط یہ ہے کہ ہمیشہ شب بیداری اختیار کرے کیونکہ یہ چار عناصر پانی' مٹی' ہوا اور آگ کو پگھلاتی اور کھول دیتی ہے اس وقت وہ عالم ملکوت کو دیکھتا ہے اور اپنے رب کی رضا کا مشتاق ہوتا ہے ہر ایسی چیز سے نفرت کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دیتی ہے۔

ایک شرط یہ ہے کہ کسی آیت یا حدیث کو خیال میں لانے یا سمجھنے میں تسلسل اختیار نہ کرے چہ جائیکہ کوئی دوسری بات ہو کیونکہ خلوت ایسے کاموں کے لئے مناسب نہیں۔

یہ بھی شرط ہے کہ وہ خلوت کا دروازہ اپنے شیخ کے علاوہ کسی کے لئے نہ کھولے کیونکہ جب رسول اکرم ﷺ نے غار حرا میں خلوت اختیار کی تو آپ کے ساتھ کوئی اور نہیں تھا۔

یہ شرط بھی ہے کہ اس ذکر سے جس کا حکم اسے اس کے شیخ نے دیا' غفلت اختیار نہ کرے کیونکہ یہ ولایت کی رسم ہے جب اس کا دل شیخ سے وابستہ ہو۔

ایک شرط یہ ہے کہ وہ خلوت کے لئے کوئی مدت مقرر نہ کرے کہ جب وہ مدت پوری ہو گی تو وہ نکل جائے گا مثلاً جس شخص نے چالیس دن مقرر کئے اور دل میں خیال کیا کہ جب یہ مدت پوری ہو گی تو وہ نکل جائے گا تو وہ اس خیال کی وجہ سے پہلے دن ہی خلوت سے نکل گیا کیونکہ اس سے خلوت کے دنوں میں دل جمعی نہیں ہو گی پس خلوت نشین پر واجب ہے کہ خلوت کو اپنی قبر قرار دے کہ اس سے وہ صرف قیامت کے دن نکلے گا۔

یہ بات حضرت شیخ نجم الدین الکبریٰ رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کی اور فرمایا: یہ باریک بات ہے اکثر فقراء اس سے آگاہ نہیں ہیں۔

اور میں (مصنف) نے حضرت علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ فرماتے تھے: جس نے خلوت (خاء نقطے والی) کے معنی کو محکم کیا اس کے لئے وجود جلوت (جیم کے ساتھ) ہو گیا اور وہ حق تعالیٰ کے رازوں کو مخاطب کرتا ہے۔

اور مخلوق کے دلوں میں سے بعض اپنے رب سے صرف عظمت کے پردے میں ہوتے ہیں۔

خلوت کے 25 فوائد

خلوت کے وہ فوائد کہ جب تک شیخ کو کشف کے طریقے پر ان کے حصول کا علم نہ ہو جائے اس کے لئے مرید کو خلوت میں داخل کرنا درست نہیں وہ کشف کی انواع سے پچیس ہیں۔

اور اس پر اتفاق ہے کہ ان کا حصول (انوار الٰہی کے) صحیح طور پر کھلنے کی علامت ہے اور جس شخص کو یہ حاصل نہ ہوں اس کا علم، کسب اور صنعت وحرفت میں مشغول ہونا خلوت میں داخل ہونے سے افضل ہے جو شخص خلوت میں جاتا ہے اس سے پوچھا جاتا ہے تمہیں کشف اور علوم میں سے کیا حاصل ہوا؟ اگر ہم اسے دیکھیں کہ وہ ہمارے سامنے ان پچیس فوائد کو واضح کرتا ہے تو ہم اس کی تصدیق کریں گے ورنہ اس سے منہ پھیر لیں گے۔

1- خلوت نشین کے لئے پہلا کشف یہ ہے کہ عالم حشر جو اس سے غائب ہوتا ہے اس سے پردہ ہٹ جاتا ہے اور لوگ اپنے گھروں کے اندر جو کام کرتے ہیں اس کے سامنے کوئی تاریکی اور دیوار ان سے آڑ نہیں بنتی لیکن اسے خصوصاً اس سے توبہ کرنی چاہئے کیونکہ کشف سلطانی ہے۔

اسے چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس کے اسم مبارک "اَلسَّتَّارُ" کے ظہور کا سوال کرے۔ "کشف حِسّی" اور "کشف خیالی" میں یہ فرق ہے کہ بندہ کسی شخص یا کسی فعل کو دیکھ کر اپنی آنکھیں بند کرے پھر بھی کشف باقی رہے تو یہ خیالی ہے اور اگر وہ زائل ہو جائے تو وہ جان لے کہ ادراک کا تعلق کسی مخصوص مکان سے ہے۔

2- "عقلی معانی" اس پر حسی صورتوں میں اتریں اور اس کے بعد وہ اپنے فکر کو تھکانے کا محتاج نہ ہو اس چیز کو حاصل کرنے کیلئے جس کا طریقہ عقل (غور وفکر) ہے۔

3- کچھ برتن لائے جائیں جن میں مختلف مشروب ہوں تو اسے چاہئے کہ ان میں سے دودھ کو پی لے اگر ایسا نہ ہو تو پہلے دودھ پھر شہد پئے اور اگر دودھ اور شہد جمع ہوں تو یہ افضل ہے۔ شراب پینے سے بچے اس سے نفسانی خواہشات کی بیماری پیدا ہوتی ہے۔ اگر شراب بارش کے پانی میں ملی ہوئی ہو تو اسے پی لے[1] اور جو نہروں، کنوؤں اور چشموں کے پانی سے ملی ہو اسے نہ پئے اور اس پر ذکر لازم ہے۔ حتیٰ کہ اس سے عالم خیال چلا جائے اور عالم معانی جو مادہ سے خالی ہے روشن ہو جائے۔

4- اس کے لئے مذکورہ بالا حالت ظاہر ہو اور مشاہدہ کی حضوری میں ذکر سے بے نیاز ہو جائے۔

5- اللہ تعالیٰ مملکت کے تمام مراتب اس پر پیش کرے تو اسے ان کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہئے۔

6- اس کے سامنے معدنی پتھروں وغیرہ کے اسرار ظاہر ہوں اور وہ ہر پتھر کے راز اور نقصان کے اعتبار سے اس کی خاصیت کو جان لے اور صحیح کیمیاء کا عمل معلوم ہو جائے جس میں زمانوں کے گزرنے سے تبدیلی نہ آئے تو اس کے لئے مناسب نہیں کہ ان میں سے کسی چیز کی طرف متوجہ ہو۔

7- اس کے لئے سبزیوں کے اسرار کھل جائیں حتیٰ کہ ہر سبزی اسے نواز دے اور اپنے اندر کے خواص کی خبر دے لیکن اس کے لئے اس کی طرف توجہ کرنا مناسب نہیں جو اس کی طرف توجہ کرے اسے دور کر دیا جاتا ہے۔ اور اس کشف کے حصول کے وقت اس کی غذا وہ چیز ہونی چاہئے جس کی رطوبت اور حرارت زیادہ ہو۔

---

① اس سے مراد حالت کشف ہے، عمومی حالت میں شراب پینا مراد نہیں کیونکہ یہ حرام ہے۔ ۱۲ ہزاروی

-8 اس کے لئے تمام حیوانات کے اسرار ظاہر ہو جائیں حتیٰ کہ کیڑوں، مکوڑوں کے بھی اور وہ اسے سلام کریں اور اللہ تعالیٰ نے ان میں جو خاصیات رکھی ہیں وہ نفع بخش ہوں یا نقصان دہ وہ جانور اسے ان خاصیات کی خبر دیں اور یہ بھی بتائیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت تسبیح وتمہید کی مختلف اقسام کے ذریعے کرتے ہیں۔

اور یہاں ایک بڑا نکتہ ہے وہ یہ کہ خلوت نشین اگر ان جہانوں کو اللہ تعالیٰ سے اس ذکر میں مشغول دیکھے جو خلوت میں اس پر لازم ہے تو جان لے کہ یہ ''کشف خیالی'' ہے حقیقی نہیں بے شک اس کا خیال ہی موجودات میں قائم کیا گیا ہے اور اگر وہ ان مختلف قسم کے ازکار میں مشغول دیکھے تو یہ ''کشف حقیقی'' ہے۔

-9 اس کے ذریعے عالم حیات کے سفر کا راز کھل جائے جو زندگی کا سبب ہے اور ہر ذات میں جو اس کا اثر ہے واضح ہو جائے نیز یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اس سفر میں عبادات کس طرح شامل ہیں پس وہ زندہ نماز کو مردہ نماز سے ممتاز کر سکے۔

-10 یہ کہ اس کے لئے مختلف جسمانی شکلیں ظاہر ہوں اور خوف میں ڈالنے والے امور کے ساتھ اسے مخاطب کیا جائے مختلف حالات کا شکار ہو اور اس کے لئے (گھومنے والی چیزیں) قائم کی جائیں جن میں وہ تبدیلیوں کی صورتوں کو دیکھے اور کس طرح کثیف چیز لطیف اور لطیف چیز کثیف بن جاتی ہے۔

-11 اس کے لئے باطن کی مثالوں کا نور ظاہر ہو حتیٰ کہ اس سے پردہ طلب کرے پس چاہئے کہ ذکر کو مقدم کرے اور خوف نہ کھائے۔ کیونکہ یہ چیز اس سے کٹ جائے گی اور دور ہو جائے گی۔

-12 اس کے لئے طوالع کا نور اور تمام تراکیب کی صورت کا ظہور ہو اور وہ بارگاہ الٰہی میں حاضری کے آداب اور حق جل وجلالہ کے سامنے ٹھہرنے کے آداب نیز وہاں سے مخلوق کی طرف نکلنے کے آداب کی پہچان حاصل کر لے یہاں سے اسے اس بات کی پہچان حاصل ہو جائے گی کہ جو چیز ظاہر میں کم ہو رہی ہے وہ باطن میں زیادہ ہوتی ہے۔ اور ذات ایک ہے اور وہاں حقیقت میں کمی نہیں ہے۔

-13 ''علوم نظریہ'' (غور وفکر والے علوم) کے مراتب اس کے لئے ظاہر ہو جائیں اور اسے ان مغالطہ میں ڈالنے والی باتوں کا علم ہو جائے جو ذہنوں پر وارد ہوتی ہیں اور اس بات کا علم کہ سر الٰہی کائنات میں کس طرح جاری ہے۔

-14 اس کے سامنے صورت، محسوسات اور خیال کا عالم ظاہر ہو اور جو کچھ اس کے پاس اس کے وجود میں مددگار ہو۔

-15 اس کے سامنے ''قطبیت'' کے مراتب اور ان کی علامات ظاہر ہوں اس سے پہلے اس نے جس چیز کا مشاہدہ کیا ہے وہ عالم لسان ہے اس جگہ اسے اشارات، اجمال اور وہب کے عالم عطا کئے جاتے ہیں۔

-16 اس کے لئے ''عالم عزت'' کھول دیا جائے اور اسے تمام ''سلیم دلائل'' اور ''مستقیم احکام'' جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطہ سے نازل ہوئے ہیں کی معرفت کے طریقے سے حاصل ہو جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کے قول اور مخلوق کے قول میں امتیاز کر سکے۔

اگرچہ اللہ تعالیٰ اس قول کو بندوں کی طرف سے نقل کرے اور اس کے ہاں ان احادیث کی کشف کے ذریعے تائید ہو جائے جن کو "ضعیف" کہا گیا ہے۔ نیز اس سے بارگاہ خداوندی کے تمام مقامات و مراتب کی پہچان حاصل ہو جائے نیز جو ان کے مقابل ہیں توقیر اور تعظیم کے ساتھ۔

17- اس کے لئے اسرار کے گہرے مقامات کھل جائیں۔

18- اس کے لئے حیرت، قصور، عجز اور اعمال کے خزانوں کا عالم واضح ہو اور یہ جنت میں بلند مرتبہ ہیں۔ فقط

19- تمام جنسیں اور تمام جنتی اور ان سب کے مراتب اس کے لئے واضح ہو جائیں اور وہ تنگ راستے پر کھڑا ہو پھر جہنم اس کے طبقات اور اہل جہنم کے مراتب واضح ہوں اس وقت وہ کشف اور یقین کے ساتھ ان اعمال کو پہچان لے گا جو دونوں گھروں (جنت اور جہنم) تک پہنچانے والے ہیں۔

20- اس کے سامنے اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کی ارواح کھل جائیں وہ ان کو حیران اور نشے میں دیکھے کیونکہ ان پر خوف کا سلطان غالب آ گیا۔

21- اس کے سامنے ایسا نور واضح ہو جس میں وہ اپنے آپ کے علاوہ کسی کو نہ دیکھے اور اسے وجہ اور حیرانگی پکڑ لے اور چراغ کی طرح ادھر ادھر جھکے اور نفس میں ایسی لذت پائے جس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔

22- اس کے سامنے انسانوں کی صورتوں کی طرح صورتیں ظاہر ہوں اور کچھ پردے جن کو دور کیا جائے اور کچھ سفید پردے اور وہ تسبیح کر رہی ہوں جو عقل کو حیران کر دے جب وہ ان میں اپنی صورت کو دیکھے تو اسے حیرانگی نہ ہو۔

23- اس کے لئے رحمانی اسرار ظاہر ہوں پس وہ اپنے کام کا انجام اور اسماء الٰہیہ میں اس کے مرتبہ کی پہچان حاصل کرے۔

24- وہ کتاب و سنت میں اجتہاد کرنے والوں کے تمام احوال کے مقامات، اختلاف کی پہچان حاصل کر لے اور خلوت سے باہر آ جائے اور اس نے سچے فقراء کے دیوان سے اپنے نفس کو الگ کر لیا۔

اور جو شخص خلوت سے نکل کر اپنے آپ کو دوسرے ساتھیوں سے اچھا سمجھے تو تمام اہل طریقت کا اتفاق ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے کیونکہ یہ وقت ان (شیطانی) وسوسوں کا ہے جن کی وجہ سے آدم علیہ السلام بارگاہ خداوندی سے باہر نکلے جس طرح اس خاتمہ سے کچھ پہلے گزر چکا ہے۔

25- اللہ تعالیٰ اسے ہوا اور پانی پر چلنے کی طاقت دے اور وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اپنی ہمت کے ساتھ تصرف کرنے لگے اور اس کے لئے زمین لپیٹ دی جائے اور اس وقت اسے وہ قیمتی جوڑا پہنایا جاتا ہے جس کے بارے میں اس کے دل میں کبھی خیال بھی نہ ہوگا۔

یہ خلوت کے فوائد و نتائج ہیں اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

☆ خلوت نشینی سے حصولِ علومِ ضروریہ

میرے بھائی حضرت عباس حرینی رحمۃ اللہ علیہ چالیس دن یا اس سے زیادہ دن خلوت نشینی اختیار کرتے اور فرماتے:

جس خلوت سے "خلوت نشین" کو یہ علوم حاصل نہ ہوں وہ بے کار ہے اس کی استعداد ناقص ہے۔ وہ علوم یہ ہیں۔

جمع اکبر کی حضوری کا علم قدموں کے پھیلنے کا علم، خوش بختی اور بدبختی کے اسباب، اور تمام احوال میں کرامت اور استدراج میں فرق کا علم، مخلوق کے مختلف طبقات کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے ہاں عالم کے مراتب کا علم، اور تمام حیوانات کے ان کے پہلے باپ تک نسب کی پہچان۔

تجلیات الٰہیہ کا علم، عالم غیب میں عالم شہادت کے بطون کا علم، اور اس کے برعکس (کا علم)۔

اور اس علم کی وجہ سے بعض اہل کشف پھسل گئے اور انہوں نے جسموں کا حشر نہ ہونے کا قول کیا۔ (یعنی میدان محشر میں جسم جمع نہیں ہوں گے) جب انہوں نے دیکھا کہ ارواح ہر صورت میں چلی جاتی ہیں جس کے بارے صاحب روح چاہتا ہے۔

لیکن ایسے شخص سے یہ بات غائب ہو گئی کہ آخرت میں ارواح میں جسم لپیٹے جائیں گے اور یہ دینوی حالت کے برعکس ہوگا۔

مقام اسلام، مقام ایمان، مقام احسان اور مقام ایقان میں قرآن مجید کے تمام جواہر کا علم ہو۔

ان علوم میں سے ایک علم یہ ہے کہ آخرت میں فرشتوں کے مراتب کا تفصیلی علم ہو۔ دو ضدوں کا جمع ہونا، کشادگی والے کو تنگی میں داخل کرنا، زمانے کا لپیٹ دیا جانا، ایک جسم کا ایک ہی وقت میں دو یا زیادہ جگہوں میں حاضر ہونا (اس کا بھی علم ہو)۔

ان ہی علوم سے حیوانات کے کلام کا علم ہے کہ وہ اپنی نماز کی حالت میں اپنے رب کی حمد کے ساتھ کس طرح اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں زمینی فرشتوں اور تمام آسمانوں کے درمیان ہوا کے فرشتوں سے متعلق آلات کا علم اور عالم برزخ کا علم ہے۔

ان علوم میں سے ایک علم یہ ہے کہ حجابات کی تخلیق سے جو چیزیں غیب میں ہیں ان کو ظاہر کرنے کا علم، قدسی سایوں کا علم جو حروف لوح محفوظ میں لکھے گئے ان کی کیفیت کا علم اور چھ جہتوں (شمال جنوب مشرق مغرب اوپر اور نیچے) سے کائنات کے طول و عرض کا علم۔

ان ہی میں سے "فردانیت" (یکتا ہونا) اور "صمدانیت" (اللہ کا بے نیاز ہونا) کے قرب کا علم اور یہ مقامات قرب ستر ہزار ہیں۔ اور ہر قرب کے اہل کے متعلق احکام کا علم، اس طرح حاصل ہو کہ ان سب کو دل سے املاء کرائے۔

ان میں سے لوگوں کی پھٹن کو جوڑنے اور جوڑوں کو پھاڑنے کے ذریعے جدا کرنے کے علوم ہیں اور ان اسباب کا علم جن کی وجہ سے بتوں کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ رب بنالیا گیا اور جن لوگوں نے اپنے نبی کی شریعت کے خلاف اپنا دین بنایا ان کا شبہ کیا تھا۔

ان علوم میں سے مقامات رجوع کا علم اور اللہ تعالیٰ کے کلام میں رجوع کیوں ہے وہ ذاتی طور پر ہے یا ایسی صفت کی وجہ سے جو اس کے ساتھ قائم ہے لیکن اس سے زائد ہے یا اس کے علم یا نسبت خاص کی وجہ سے ہے اور تمام آیات میں محل اعجاز کیا ہے۔

ان میں سے حروف کا بولنے کی حالت میں فرشتوں کی شکل میں ہونے کا علم ہے اس طرح کہ صاحب کشف مخلوق کے کلام کو تمام فضاء میں فرشتوں کی شکل میں دیکھتا ہے۔

ان میں سے نافرمان لوگوں میں سے ان لوگوں کی علامات کا علم جن کو بدبختی چھوتی ہے اور ان کو ان لوگوں سے الگ کرنا جن کا بدبختی میں کوئی حصہ نہیں ان کی پیشانی دیکھ کر جان لینا اور اللہ تعالیٰ کے اس قول جیسی ارشادات میں جو باتیں پوشیدہ ہیں ارشاد خداوندی ہے

﴿وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ......﴾ [1] اور دوڑو اپنے رب کی بخشش کی طرف۔

اور یہ بات معلوم ہے کہ مغفرت کی طرف اس وقت جلدی کرے گا جب گناہ میں واقع ہو اور گناہ سے ممانعت آئی ہے اور یہ علم عظمت والا علم ہے ان علوم میں وہ علم غیب ہے جو حق جل وعلاء کے ساتھ خاص ہے (یعنی اس کے بتائے بغیر کوئی نہیں جانتا) اور وہ غیب بھی جس پر اس کے خاص بندے مطلع ہوتے ہیں اور کیا ہر دو زمینوں کے درمیان آسمان ہے جس میں فرشتے ہیں؟

ان ہی میں سے تمام عالم میں ثابت شدہ احکام شریعت کا علم ہے نیز تمام معجزات و کرامات کا علم اور ان کو مقام محمد ﷺ سے نکالنا۔ ان میں سے آیات برزخیہ اور کائناتی کرامات کے مظاہر کا علم ہے اور ان علوم و اسرار کا علم جن کو اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کے ساتھ خاص کیا۔ انفہامات قدسیہ الہامات ملکیہ صحف فردوسیہ اور حضرت یومیہ کا علم ہے۔ [2]

ان میں سے علم ادب ہے جس کی اتباع پوری امت پر واجب ہے۔

اور ان میں سے "علم کنوز" (خزانوں کا علم) اور تمام خزانوں کے طلسمات کو کھولنا حروف تہجی میں سے جس حرف کی ساتھ چاہے مخصوص عدد اور مخصوص حال پر اور دنیا کے تمام خزانوں میں جیسے چاہے تصرف کرے کیونکہ وہ جمہور انبیاء اور اولیاء کی اقتداء میں اسے چھوڑ دے۔

ان میں سے بعض معانی کو بعض کے ساتھ ملانے کا علم ہے جس طرح الفاظ کو ملایا جاتا ہے یہ علم غریب ہے (نادر ہے) کیونکہ معانی الفاظ کے بغیر نہیں پائے جاتے اور معانی کا الفاظ سے الگ ہونا عقلاً محال ہے۔

ان ہی میں معانی کو اسرار سے الگ کرنا یا مراتب ایمان کو سمجھنا رازوں کی وضاحت اور متعین طریقے پر انبیاء اور اولیاء کے درمیان باہم فضیلت جس طرح وہ بارگاہ خداوندی میں ہے کا علم ہے۔

ان ہی میں سے دنیا اور آخرت میں خواہشات کے پردوں اور جن کی وجہ سے بندہ اللہ تعالیٰ سے پردے میں ہو جاتا ہے اور جن سے پردے میں نہیں ہوتا) کا علم ہے۔

ان ہی علوم میں سے دلائل و براہین کے پیدا ہونے کا علم ہے اور اس سے وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے سلسلے میں جو کچھ عقل پیدا کرتی ہے وہ اس شخص پر رد کر دیا جائے گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ﴾ (نہ اس سے کوئی پیدا ہوتا ہے اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا)۔ [3] اس بات کو سمجھو! ان ہی علوم میں سے طبیعتوں کا علم ہے اور اس علم سے انسان اس بات کو جانتا ہے کہ

---

① سورۃ آل عمران آیت 133۔

② یہ علم تصوف کی اصطلاحات ہیں۔ ۱۲ ہزاروی

③ سورہ اخلاص آیت 3۔

وہ اپنی فطرت کے اعتبار سے تمام تعریفوں اور مذمتوں کے قابل ہے اور مذمت سے صرف انبیاء کرام علیہم السلام خارج ہیں۔اس علم والا مدح پر خوش اور مذمت پر غمگین نہیں ہوتا کیونکہ اس پر کوئی عجیب چیز وارد نہیں ہوتی اور یہ علم تمام علوم سے زیادہ معزز ہے۔

ان ہی علوم میں سے تمام اقوال' افعال اور عقائد میں حق و باطل کے درمیان امتیاز کرنے کا علم ہے اور باطل کو مردہ سمجھنا جس میں روح نہیں ہے اور یہ کہ حق زندہ ہے۔جس طرح خشک اور تازہ دانے میں امتیاز ہوتا ہے اور اس پر قرآن وسنت سے دلائل قائم کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی اگر وہ دلائل نہ پائے جائیں۔**العیاذ باللہ**

ان ہی علوم میں قبض وبسط کا علم ہے اور اس کی وجہ سے اس مقام والا شخص اللہ تعالیٰ کے بسط کو حالتِ قبض اور قبض کی حالت کو بسط میں دیکھتا ہے۔[1] اور اسی طرح سے کیوں کہ اللہ تعالیٰ میں متضاد صفات جمع ہیں۔(مثلاً رزق کشادہ کرنا (بسط) اور تنگ کرنا (قبض) دونوں صفات پائی جاتی ہیں۔اللہ تعالیٰ کی جو صفات نصوص شرعیہ کی وجہ سے اس بات سے خارج ہوں جس طرح اللہ والوں کے ہاں معروف ہے۔

ان ہی علوم میں سے ان تمام راستوں کا علم ہے جن سے شیطان' تمام سالکین پر داخل ہوتا ہے اور ان امور کی معرفت ہے جن سے ان راستوں کو بند کیا جاتا ہے اور یہ تمام علوم میں سے زیادہ شرف اور بزرگی والا ہے۔

ان ہی علوم میں سے ان صفات واحکام کا علم ہے جو روح کے لئے اللہ کے جسم میں داخل ہونے سے پہلے تھے اور وہ صفات جو اس کے داخل ہونے کے بعد کی ہیں۔

اور اس علم کی وجہ سے سالک کو اس وجہ کا علم حاصل ہو جاتا ہے جو اجتماعات سے حاصل ہوتی ہے حتیٰ کہ عذاب دونوں (روح اور جسم) کو ہوتا ہے کیونکہ یہ دونوں الگ الگ مکلف نہیں ہیں۔(کلام مکمل ہوا) یہ (مذکورہ بالا) خلوت سے حاصل ہونے والے علوم ہیں جن کو میرے بھائی افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے۔

☆ چوبیس علوم اور خلوت نشینی

سیدی علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وہ خلوت جس سے فارغ ہونے کے بعد خلوت نشین کو ان (درج ذیل) علوم پر اطلاع نہ ہو اس کا کوئی فائدہ نہیں اور یہ شرعی (خلوت) نہیں بلکہ ریا کاری کے زیادہ قریب ہے۔

1. ان میں سے پہلا علم یہ ہے کہ اس کے لئے ہلاکت کے طریقے کے علم سے پردے اٹھ جائیں اور یہ ستر ہزار (70,000) پردے ہیں اور یہ اس طرح ہے کہ جب وہ نماز میں داخل ہو تو پردے اٹھ جائیں اور یہ کہ اسے "مشاہدات عیانیہ" اور "مکالمات بیانیہ" کے آداب کا علم دیا جائے۔

---

[1] قبض اس حال کا نام ہے جو بحالتِ حجاب دل پر چھا جائے اور بسط اس کیفیت کا نام ہے جس کو دل پر چھائے ہوئے کا اُٹھ جانا کہتے ہیں۔(کشف المحجوب صفحہ 535،مکتبہ زاویہ،لاہور)١٢۔ہزاروی

2. دوسرا علم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اہل جنت کی معرفت عطا کرے اور اس میں داخل ہونے والے موحدین اور ان میں داخل نہ ہونے والوں کی پہچان حاصل ہو جائے۔
3. تیسرا علم یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے ان تمام چیزوں کا علم عطا کرے جو "امام مبین" (قرآن مجید) میں شمار کیے گئے ہیں اور ان کی تعداد یوں ہے کہ ساٹھ ہزار تین سو کو اس کی مثل میں نو اور تین بار ضرب دی جائے۔
4. چوتھا علم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے مقام اسلام' مقام ایمان' مقام احسان اور مقام ایقان میں کتاب وسنت کے احکام کی معرفت عطا کرے اور اس کی حالت اس طرح ہو جائے کہ وہ ہر عبادت کی شرائط اس کے ارکان' سنتوں اور آداب کو ان چاروں مقامات میں سے ہر مقام میں پہچان لے یہ نادر علم ہے۔
5. پانچواں علم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے حقائق کے رموز کھولنے اور دقائق کے پوشیدہ مقامات کھولنے کا علم عطا فرمائے۔
6. چھٹا علم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے نماز کے ذریعے اپنی خاص بارگاہ میں داخل ہونے کے آداب کا علم عطا فرمائے اور اس کے بنیادی آداب دس ہزار (10,000) میں اور فروع بے شمار ہیں اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ کی جس طرح اس کی قدر کا حق ہے۔
7. ساتواں علم اللہ تعالیٰ اسے ایسا علم عطا کرے کہ وہ قرآن مجید اور تمام آسمانی کتابوں میں امتیاز کر سکے اور تمام شریعتوں کے درمیان بھی امتیاز کر سکے کہ ہر شریعت میں دوسری شریعت کے مقابلے میں زائد کیا ہے اور کم کیا ہے؟

سیدی ابراہیم المتبولی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جب میں نے خلوت نشینی اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بات پر مطلع فرمایا کہ میں تمام آسمانی کتابوں کو قرآن مجید کی طرف لوٹاؤں اور تمام قرآن کو معانی کے اعتبار سے سورہ فاتحہ کی طرف اور فاتحہ کو "بسم اللہ" کی "باء" کی طرف اور باء کو نقطہ کی طرف لوٹاؤں۔ اور میں حروف تہجی میں سے جس حرف سے چاہتا تھا مجتہدین کے مذاہب کو نکالنے کے قابل ہو گیا۔

8. آٹھواں علم یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے اسماء کی حاضری کا علم عطا فرمائے اور شریعت میں ہر قول کو اسم الٰہی کی طرف نسبت کر سکے۔
9. نواں علم یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کی علامات کا علم عطا کرے اور اس کی اصولی علامات ایک ہزار (1,000) ہیں ہر علامت ایک سال بعد واقع ہوتی ہے وہ تقدیر مبرد کے امور کی معرفت حاصل کر لیتا ہے نیز وہ امور جو ممنوع کاموں سے متعلق ہیں وہ ان کو معلق تقدیر کے ساتھ مضبوط کرتا ہے اور مبرمہ میں تخفیف کرتا ہے تا کہ اس کے ساتھ ٹکراؤ نہ ہو جس کی شارع علیہ السلام نے خبر دی ہے۔
10. دسواں علم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ان تمام زبانوں کی معرفت عطا کرے جو انسانوں اور جنوں کے ساتھ خاص ہیں پس ان میں سے کسی ایک کا کلام سمجھنا پوشیدہ نہ ہو اگر چہ وہ اپنی اصلی شکل کے علاوہ شکل اختیار کرے۔
11. گیارھواں علم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اسرار کا اس قدر علم عطا کرے کہ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور کشف کے طریق میں اس

مقام میں آپ کے وارث ہوں، کے علاوہ مخلوق کے علم کو لپیٹ لے۔

12. بارھواں علم۔ اللہ تعالیٰ اسے وہ علم عطا کرے جسے ہر انسان صرف اس کی ابتدا دیکھ کر حاصل کرے وہ خیر ہو یا شر۔

13. تیرھواں علم۔ اللہ تعالیٰ اسے خطاؤں کو اس پانی سے دھونے کی معرفت عطا کرے جس سے لوگ طہارت حاصل کرتے ہیں۔ پس وہ کبیرہ اور صغیرہ گناہوں نیز مکروہات اور خلاف اولیٰ کاموں میں اس پانی کو دیکھتے ہی امتیاز کر سکے پس وہ خطاء نہ کرے۔

14. چودھواں علم۔ اللہ تعالیٰ اسے طبیعتوں کا علم عطا فرمائے اور اس چیز کی معرفت جو تمام حیوانات میں سے اس کی طبیعت سے انتقال کو قبول کرتی ہے اور جو قبول نہیں کرتی۔

15. پندرھواں علم۔ اللہ تعالیٰ اسے ان علوم کی معرفت عطا کرے جو انسان کے ساتھ خاص ہیں اور وہ علوم جو فرشتوں کے ساتھ خاص ہیں۔ نیز وہ علوم جو جانوروں کے ساتھ خاص ہیں اور وہ علوم جو بندے کے ساتھ قبر میں جاتے ہیں اور آخرت تک اس کے ساتھ رہتے ہیں۔ اور وہ جن کا حکم موت کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے۔

16. سولھواں علم۔ اللہ تعالیٰ اسے ان اسمائے الٰہیہ کی معرفت عطا کرے جو ظاہر ہیں نیز کون سا اسم پہلے ظاہر ہوا اور کون سا اسم ظہور میں اس سے متصل ہے اسی طرح سلسلہ جاری رکھے۔

اور تمام اسماء میں کونسا اسم سلب کا محافظ ہے۔

17. سترھواں علم۔ اللہ تعالیٰ اسے ادب کی معرفت عطا کرتا ہے جو (قیامت کے دن) اٹھنے اور حشر و نشر سے جنت میں داخل ہونے تک کے ساتھ خاص ہے اور اس ادب کی معرفت جو جنت میں ہوگا۔

اور کیا یہ شریعت کے آداب سے اخذ کیا گیا یا اللہ تعالیٰ اہل جنت کی طرف الہام فرماتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادب کسی جگہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ وہ ہمیشہ کے لئے واجب ہے۔

18. اٹھارہواں علم۔ اللہ تعالیٰ اسے اس بات کی معرفت عطا کرتا ہے کہ وہ تمام امور کو اللہ تعالیٰ اور مخلوق کی طرف منسوب کر سکتا ہے اور اسی سے وہ افعال کی تخلیق کے مسئلہ کی حقیقت کو سمجھ لیتا ہے جن افعال کی حقیقت سے علماء کی عقلیں عاجز ہیں۔

19. انیسواں علم۔ اللہ تعالیٰ اسے اس بات کی معرفت عطا کرتا ہے کہ وہ تمام مجتہدین اور ان کی اتباع کرنے والوں کے اقوال کو جمع کر سکتا ہے اور ان کو عین شریعت کی طرف یوں لوٹاتا کہ کسی ایک قول کو دوسرے قول پر ترجیح نہ دے اور یہ بات کشف اور یقین کے ساتھ ہوتی ہے محض اندازے سے نہیں۔

20. بیسواں علم۔ اللہ تعالیٰ اسے قرآن وسنت کے اسرار کی معرفت عطا کرتا ہے جسے ''علم حقیقت'' کہا جاتا ہے وہ اس کے اور شریعت کے درمیان مطابقت پیدا کرتا ہے اور دونوں کے لئے ایک ہی حقیقت قرار دیتا ہے جس کے دو مرتبے ہیں ایک اوپر والا اور دوسرا نیچے والا۔

21. اکیسواں علم۔ اللہ تعالیٰ اسے تمام علوم کی معرفت عطا کرتا ہے حتیٰ کہ ایسا شخص جس چیز کو عین سعادت سمجھتا ہے اس میں ہلاک ہو جاتا ہے جیسا کہ براہمہ کے علوم [1]۔

22. بائیسواں علم۔ اللہ تعالیٰ اسے اقوال و افعال اور اغراض کے طور طریقے بتائے اور اس چیز کی معرفت حاصل ہو جس سے ان صورتوں کی حالت محض دیکھنے سے ظاہر ہوتی ہو حالانکہ ان کی جنس مختلف ہے۔

23. تیئیسواں علم۔ اللہ تعالیٰ اسے مردوں کے مقام اور ہر انسان کے مقام کی معرفت عطا کرتا ہے یا تو اس کے منہ کی گولائی کو دیکھ کر یا آنکھ کی پتلی (آنکھ کا وہ حصہ جس سے دیکھتا ہے) دیکھ کر معلوم ہو جائے۔

24. چوبیسواں علم۔ اللہ تعالیٰ اسے آیات اور سورتوں کی تفصیل اور تمام انبیاء کرام کی معرفت عطا کرتا ہے باوجود ان کے طبقات کے مختلف ہونے کے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ہر ایک کو اس کی جنس کے دوسرے افراد پر فضیلت دی ہے۔

تو یہ دن اور رات کی خلوت کے نتیجے میں حاصل ہونے والے چوبیس علوم ہیں جو زیادہ کرے تو اس کے حساب سے اضافہ ہوتا ہے چالیس دن تک۔ (سیدی علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام مکمل ہوا)

☆ مرشد کب اور کیوں مرید بنائے؟

شیخ کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ مشیخت کے لئے نہ بیٹھے جب کہ اس کے شہر میں وہ شخص موجود ہو جو طریقت میں ہجرت کے سلسلے میں اس سے مقدم ہو مگر یہ کہ یہ شخص طریقت میں اس سے زیادہ علم رکھتا ہو پھر مریدین کی راہنمائی کے لئے اس سے اجازت طلب کرے جس طرح نائب کا معاملہ ہوتا ہے۔ اسی طرح اس بات پر اتفاق ہے کہ فقیر کے لئے عہد وغیرہ لینے جو مشیخت سے متعلق ہے کے درپے ہونا جائز نہیں مگر اس کے بعد جب اس کا شیخ اسے اس منصب پر بٹھائے یا اپنے رب کی اجازت سے بیٹھے جو (اجازت) وہ اس کے دل میں ڈالے اور وہ ان شرائط کے ساتھ ہو جو اس قوم (صوفیاء کرام) میں معروف ہیں۔

اور الحمد للہ میرے شیخ نے مجھے بیٹھنے کی اجازت عطا فرمائی تھی جس طرح مقدمہ میں اس کا بیان گزر چکا ہے اور وہ میرے شیخ عارف باللہ سیدی محمد شناوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جب شیخ کو معلوم ہو جائے کہ مرید مستقل مقام کا مالک ہو چکا ہے اور اس کی تربیت کامل ہو چکی ہے اور وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے وقت میں داخل ہو چکا ہے تو اس پر واجب ہے کہ اپنی جہت سے اس کی امداد کو ختم کر دے اور اسے اس کے رب کے حوالے کر دے اگر وہ چاہے تو اس کو بندوں کے درمیان قائم رکھے اور اگر چاہے تو اسے ان سے چھپا دے۔ اس کے بعد شیخ کے لئے اس پر حکم نہیں ہوتا۔

وہ فرماتے ہیں:

---

[1] براہمہ، برہمہ کی خلاف قیاس جمع ہے۔ یہ ہند کے حکماء تھے جو قیامت کے دن اُٹھنے کا انکار کرتے تھے اور ان کا تعلق براہم نامی شخص کے ساتھ تھا۔ ۱۲ ہزاروی

مرید پر لازم ہے کہ جب وہ اپنے شیخ کے مساوی ہو جائے یا اس سے بڑھ جائے تو اس کے ساتھ ادب کو لازم پکڑے اور اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ کبھی بھی اس کی بے ادبی کرے بلکہ اس کا احترام کرے اگر چہ اس کی اقتداء کرنے والا نہ ہو۔

فرماتے ہیں:

ہم اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ وہ ہمیشہ اپنے شیخ کی اقتداء کرے۔

پس اے بھائی! اس باب میں جن آداب کا ذکر کیا گیا ہے ان کو اپنے نفس پر پیش کر و اگر دیکھو کہ وہ نفس میں پائے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔ بے شک تو مرید بن گیا۔

اور اگر تم دیکھو کہ یہ آداب تمہارے نفس میں نہیں پائے جاتے تو مرید ہونے کا دعویٰ کرنے سے بچو۔ کیونکہ یہ جھوٹ اور بہتان ہے اور چاہے کہ یہ آخری باب ہو۔ واللہ اعلم

تیسرا باب

پیر بھائیوں کے ساتھ آداب کے بیان میں

اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے یہ بات جان لو کہ مریدوں کے آداب بے شمار ہیں کیونکہ یہ تمام کتب الٰہیہ احادیث نبویہ' آثار صحابہ اور اسلاف کے آداب کا مجموعہ ہیں لیکن ہم مرید کے ان آداب کو یہاں جمع کرتے ہیں جو اس کے تمام برادران طریقت کے ساتھ ہیں وہ یہ کہ۔

☆ جو اپنے لیے پسند کرے وہی ان کے لیے

ان کے ساتھ وہی معاملہ کرے جسے وہ ان کی طرف سے اپنے ساتھ پسند کرتا ہے ان کے لئے بھلائی کی امید رکھے اور ان کے گناہوں سے چشم پوشی کرے جس کی وہ اپنے لئے امید رکھتا ہے وہ تمام باتیں جن کو سمجھنے کے مقامات میں وہ ان میں مشغول ہوتے ہیں ان کو اچھی بات پر محمول کرے جس کی وہ اپنے لئے ان سے امید رکھتا ہے اگر وہ اس سے سرزد ہو۔

ان کے لئے توبہ کی قبولیت کی امید رکھے اگر چہ وہ پورے اہل اسلام کے برابر گناہ کریں جس طرح اگر وہ خود گناہ کرے تو قبولیت توبہ کی امید رکھتا ہے۔ پس جس شخص نے اس تفصیل پر عمل کر لیا جو ہم نے ذکر کی ہے تو اس نے اپنے برادران طریقت کے حقوق کو ادا کر دیا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

مرید ہر حق ادا نہیں کر سکتا

پھر اے بھائی! تجھ پر مخفی نہ رہے کہ مرید اپنے بھائیوں کے تمام آداب کو اختیار کرنے کی طاقت نہیں رکھتا کیونکہ وہ ان کے حقوق کی بجائے اللہ تعالیٰ کے حق میں مشغول ہے لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ کے حق اور اس کے بندوں کے حق کو جمع کرنے پر قادر نہیں ہے اسے ان بعض اخلاق کا حکم دیا جاتا ہے جو باہم میل جول اور پڑوسی ہونے کے حوالے سے ضروری اور وہ معاشرتی زندگی میں واجب کی طرح ہیں۔

پھر جب اس کی سیر مکمل ہو جاتے اور وہ مردوں (کامل اولیاء) کے مقام تک پہنچ جائے اس وقت اس سے تمام اخلاق کمالیہ کے ساتھ متصف ہونے کا مطالبہ کیا جائے گا۔

اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ اخلاق محمدیہ (ﷺ) ہر شخص کو عطا نہیں کئے جاتے اگر وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ خصوصی میں داخل ہو جس میں عام طور پر سالک اس وقت داخل ہوتا ہے جب وہ سلوک میں کامل ہو جائے اور اس بارگاہ میں حاضری اس

شخص پر حرام ہے جس میں نفس کے تکبر میں سے کچھ بھی باقی ہو۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ جو شخص طہارت کے مقامات میں سے کچھ حصہ بھی خشک چھوڑ دے جس تک پانی یا (تیمم کی صورت میں) مٹی نہیں پہنچی تو اس کا وضو اور نماز درست نہیں ہوتی۔

پھر جب وہ اس مقام میں ٹھہر جاتا ہے تو اسے اخلاق محمد یہ کا لباس جو اس کے مقدر میں ہے پہنا دیا جاتا ہے چنانچہ وہ بغیر کسی تکلف کے اس لباس کے ساتھ واپس لوٹتا ہے اور اس کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ ہر حق دار کا حق کامل طور پر ادا کرے وہ اس کا والد ہو یا بیوی ہو اولاد ہو اور پڑوسی وغیرہ جو بھی ہو۔

اگر ہم اسے ابتدائی مرحلہ میں اس بات کا حکم دیں تو وہ اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق کو جمع کرنے سے کمزوری کی وجہ سے طریقت کی سیر پر قادر نہیں ہوگا' جس طرح پہلے گزر چکا ہے۔

پھر اگر فرض کرلیں کہ وہ ان پر عمل کرلے گا تو خرابیوں اور خفیہ حیلوں کی کثرت کی وجہ سے جو مرید کے اعمال میں پائے جاتے ہیں' جسم بغیر روح کی طرح ہوگا۔

جب تم نے یہ بات جان لی تو ہم کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔

☆ان کی لغزش پر خوش نہ ہو

مرید کے اپنے پیر بھائیوں کے ساتھ آداب میں سے یہ بات ہے کہ اگر ان کا ستر کھل جائے تو کبھی بھی اس کی طرف نہ دیکھے اور نہ ہی کسی لغزش کی طرف دیکھے جو پہلے ہو چکی ہے کیونکہ اس قسم کا کام اس سے بھی سرزد ہوسکتا ہے۔

پھر جب اس سے واقع ہوگا تو وہ تمام برادران طریقت سے چاہے گا کہ وہ اس پر رحم کریں اور اس کا عذر قبول کریں اور کہیں کہ ابلیس نے اسے اللہ تعالیٰ کے ارادے کے ساتھ اس کام میں ڈالا ہے اور اس نے اس سے بھی بڑے لوگوں کو اس میں ڈالا۔ اس قسم کی سوچ رکھے۔

اسی طرح اس کے لئے مناسب ہے کہ وہ ان کے ساتھ عذر قائم کرے اور حقیر نہ سمجھے۔ جس طرح وہ ان سے یہ بات ناپسند کرتا ہے کہ وہ اس کی برائی پر خوش ہوں اور اس کے عذر کو قبول نہ کریں اسی طرح ان کا حال ہے وہ بھی اسی شخص کو ناپسند کرتے ہیں جو ان کی برائی پر خوش ہو اور ان کو عار دلائے۔

اور اگر ان سے کہا جائے کہ تم اپنی برائی پر خوش ہونے والوں کو اس طرح سمجھو کہ وہ تمہارے سامنے عذر پیش کررہے ہیں تو وہ یہ بات نہیں سنتے اور نہ ہی اس پر قادر ہیں تو اس کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔

☆عیوب کی پردہ پوشی کرے

صوفیاء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو فقیر لوگوں کے عیبوں پر مطلع ہوتا ہے اگرچہ کشف کے ذریعے ہو تو وہ شیطان کے پاس حاضر ہے بارگاہ خداوندی اور فرشتے کی بارگاہ میں نہیں۔

وہ فرماتے ہیں:

ہر ایسا کشف جس کے ذریعے صاحب کشف لوگوں کے عیبوں پر مطلع ہو تو وہ شیطانی کشف ہے اس پر لازم ہے کہ اس سے توبہ کرے۔ وہ فرماتے ہیں: جو شخص لوگوں کے عیبوں کی طرف دیکھتا ہے اور ان کو برائی پر محمول کرتا ہے اس کا نفع کم ہوتا ہے اس کا اندر خراب ہو جاتا ہے اور اسے اپنے شیخ کی محبت سے نفع حاصل نہیں ہوتا پس اس پر واجب ہے کہ وہ اپنی نظر اپنی پوشیدہ باتوں کی طرف نہ بڑھائے بلکہ ان پر پردہ ڈالے جہاں تک دوسرے لوگوں کا تعلق ہے تو جب اس کو اس کی خبر دی جائے اور وہ اس پر پردہ ڈال سکے تو ایسا کرے اور اگر اس کے علاج کی ضرورت ہو تو شیخ کی طرف اس کی راہنمائی کرے کیونکہ مرید اپنے غیر کی اصلاح کے لئے تیار نہیں ہوتا بلکہ وہ صرف اپنے نفس کی اصلاح میں مشغول ہوتا ہے تاکہ اپنی رعونیت (تکبر) سے نکلے۔

طبرانی شریف کی مرفوع حدیث ہے:

((مَنْ تتبع عَوْرَاتِ النَّاسِ تتبع الله تعالى عَوْرَتِهٖ وَمَنْ الله عَوْرته ففحه وَلَوْ فِيْ جَوْفِ رِحْلَةٍ))

جو شخص کسی شخص کی پوشیدہ باتوں کے پیچھے پڑتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی پوشیدہ باتوں کے پیچھے پڑتا ہے (ظاہر کرتا ہے) اور اللہ تعالیٰ جس کی پوشیدہ باتوں کے پیچھے پڑا اسے اس نے ذلیل کیا اگرچہ اپنے گھر کے اندر ہو۔ [1]

اپنے عیب ظاہر ہو گئے

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(وَاللّٰهُ لَقَدْ اَدْرَكْنَا اَقْوَامًا لَا عُيُوْبَ لَهُمْ فَتَجَسَّسُوْا عَلٰى عُيُوْبِ النَّاسِ فَاَحْدَثَ اللّٰهُ لَهُمْ عُيُوْبًا)

اللہ کی قسم! ہم نے ایسے لوگوں کو پایا جن میں کوئی عیب نہ تھا انہوں نے لوگوں کے عیبوں کو تلاش کرنا شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان میں عیب پیدا فرما دیئے۔

میں نے سیدی علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے: جو شخص اپنے بھائیوں میں لغزشیں دیکھ کر ان پر پردہ نہیں ڈالتا اللہ تعالیٰ اس پر اس کی اپنی پوشیدہ کوتاہیوں کو کھول دیتا ہے جس قدر وہ ان کی لغزشوں کو ظاہر کرتا ہے۔

سیدی احمد الزاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جب تم میں سے کوئی ایک اپنے بھائی کو گناہ کرتا ہوا دیکھے جسے وہ کھلے عام نہیں کرتا تو اس کی پردہ پوشی کرے اور وہ سرعام اس کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کو جھڑکے اور جس شخص کو اس کا علم نہیں اس کے سامنے ظاہر نہ کرے۔ اور وہ جھڑک کو قبول نہ کرے (باز نہ آئے) تو اس کی بھلائی کے لئے لوگوں کے سامنے اسے جھڑکے اپنے نفس کی تسلی کے لئے نہیں۔ ہو سکتا ہے وہ باز آ جائے اور یہ جھڑک اثر انداز ہو۔

اور جب تک وہ اپنے گھر میں دروازہ بند کر کے گناہ کرے تو یہ کھلم کھلا نہیں ہے مگر یہ کہ وہاں بچے ہوں اور وہ جو کچھ دیکھیں آگے بیان کریں تو وہ مردوں (بالغوں) کی طرح ہیں۔

---

[1] سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 378، باب ما جاء فی تعظیم المؤمن۔

اسے معافی ملی تم مبتلا ہو گئے

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جب تمہیں کسی کی لغزش کی خبر پہنچے اور وہ حاکم کے ہاں ثابت نہ ہو تو اسے اس پر عار نہ دلاؤ۔ اور جو اس کو پھیلائے اسے جھٹلاؤ اگر یہ حاکم کے ہاں ثابت نہ ہو۔ خصوصاً جب وہ اس کا انکار کرتا ہو کیونکہ اصل چیز پاکدامنی ہے جب تک حاکم کے ہاں عادل گواہ گواہی نہ دیں پھر جب اس سے یہ جرم ثابت ہو پھر بھی اسے عار دلانے سے باز رہو کیونکہ

(فَرُبَّمَا عَافَاهُ اللّٰهُ وَابْتَلَاكُمْ) بعض اوقات اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیتا ہے اور تمہیں مبتلا کر دیتا ہے۔

تربیت گاہ سے نکال دو

سیدی محمد الغمری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جب تم کسی فقیر کو دیکھو جو درسگاہ میں موجود فقراء کی عیب جوئی کرتا ہے تو وہ بُرے لوگوں میں سے ہے اور جو بات انہیں اس عمل پر ابھارتی ہے وہی اس کا وصف ہے اور شیخ پر لازم ہے کہ وہ اسے نکال دے اگر وہ توبہ نہ کرے کیونکہ وہ فقراء کی حالت کو خراب کر دے گا اور ان کے درمیان بدگمانی پیدا کرے گا اور اگر وہ حکم شرعی کے بغیر نہ نکلے تو اس کو نکلنے پر مجبور کرو نکال دو اور اس پر انصاف کے ساتھ وزن قائم کرو اور چشم پوشی نہ کرو (یعنی دلائل کے ساتھ اس پر جرم ثابت کرو) ورنہ عنقریب درس گاہ کو تم پر خراب کر دے گا۔

☆ تربیت گاہ کے نگران پر اعتراض نہ کرے

آپ فرماتے تھے:

نگران کو چاہئے کہ وہ کنوارے نوجوانوں کو علیحدگی میں کبھی سونے نہ دے کیونکہ شیطان انسان میں خون کی طرح چلتا ہے اور بعض اوقات وہ کسی ایک کو ان کے ساتھ حماقت کا وسوسہ دیتا ہے اور ان کو برے کام کی ترغیب دیتا ہے۔ جو ان کے شایان شان نہیں ہے۔ پس وہ کم سونے والے اور سننے والے فقراء کے دلوں کو مشغول رکھتا ہے۔

اور درس گاہ کے فقراء میں سے کسی ایک یا ان کے علاوہ کسی کیلئے بھی مناسب نہیں کہ وہ نگران پر اعتراض کرے کہ وہ کیوں کنواروں کو اس بات سے منع کرتا ہے اس طرح یہ کمزوری اس کی طرف منسوب ہوگی کیونکہ مجاورین کے بچوں کو جو قرآن مجید پڑھتے ہیں ایک دوسرے سے الگ کرنا یہ نگران کی ذمہ داری سے ہے کیونکہ وہ شیخ کی زبان حال ہے۔

پس جب وہ کسی بچے کو کسی عالم کے حوالے کرے کہ وہ اسے پڑھائے اور اس کی تربیت کرے تو اس پر اعتراض کرنے کا کسی کو حق نہیں بلکہ ہر ایک پر واجب ہے کہ وہ تہمت کے مقام سے بھاگے۔

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

(مَنْ سَلَكَ مَسَالِكَ التُّهَمِ فَلَا يَلُوْمِنُ مَنْ اَسَاءَ بِهِ الظَّنَّ)

جو شخص تہمتوں کے مقام میں چلے تو وہ اپنے بارے میں بدگمانی کرنے والوں کو ملامت نہ کرے۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

شیطان کے لئے درس گاہ کو خراب کرنے اور ان لوگوں کے دین کو ہلاک کرنے کے لئے ان کو ایک دوسرے کے خلاف ابھارنے اور باہم غرض کے مختلف ہونے کے ساتھ ان کو وسوسہ دینے سے بڑا ہتھیار کوئی نہیں وہ ہر ایک کے لئے اس بات کو مزین کرتا ہے کہ وہ حق کے ساتھ قائم ہے اور اس کا مخالف باطل پر ہے۔ پس کوئی بھی فریق اپنی بات سے رجوع کرنے کے قریب نہیں ہوتا۔ سیدی محمد الغمری رحمۃ اللہ علیہ اور اسی طرح سیدی مدین رحمۃ اللہ علیہ کی درسگاہ میں جب کوئی قریب البلوغ خوبصورت لڑکا آتا تو وہ اسے قبول نہ فرماتے اور ارشاد فرماتے:

ایسا خوبصورت لڑکا جس کی طرف پاک دامن دل مائل ہوا سے درس گاہ میں داخل کرنا اسی طرح ہے

(مَنْ يَجْعَلُ عَلٰى سَطْحِ دَارِهٖ قِطَعَ لَحْمٍ وَيَطْلُبُ الْحِدَادِيَ اَنْ لَا تَنْزِلَ عَلَيْهَا)

جیسے کوئی شخص اپنے مکان کی چھت پر گوشت کا ٹکڑا رکھے اور چیلوں سے کہے کہ وہ وہاں نہ اتریں۔

پس جو فقراء درس گاہ میں مقیم ہیں ان کو اس قسم کی خرابیوں سے آگاہ رہنا چاہئے اور ان کو شیخ یا اس کے مقرر کردہ نگران پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے جب وہ کسی نوجوان لڑکے کو نکالیں اور وہاں رہنے سے منع کریں یہ عمل نہایت بہتر ہے۔ واللہ اعلم

☆ پیر بھائیوں پر مال خرچ کرنا

جب مرید پر اللہ تعالیٰ مال کے دروازے کھولے تو اس کی شان سے یہ بات ہے کہ وہ اپنے آپ پر اور اپنے بھائیوں پر درجہ بدرجہ خرچ کرے چاہے وہ مولی یا لکڑی ہی ہو اور دوسرے بھائیوں کو چھوڑ کر کسی چیز کو اپنے ساتھ خاص کرنے کا نفس کو عادی نہ بنائے کیونکہ جو شخص خواہشات میں اپنے نفس کو اپنے بھائیوں پر ترجیح دیتا ہے وہ کبھی بھی فلاح نہیں پا سکتا۔

اور طریقت میں سرداری لوگوں کو ان کے کرم، ایثار، دلوں کے کینے، حسد اور کھوٹ سے پاک ہونے کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے مشائخ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر مرید اپنے بھائیوں کی حاجت کے وقت اپنے مستقبل کی حاجات کے لئے ایک نصف (درہم) بھی بچا کر رکھتا ہے وہ فقراء کے طریق سے بالاتفاق نکل جاتا ہے۔

محققین حضرات فرماتے ہیں:

(كَلَامُنَا فِي الْحَلَالِ اَمَّا مَا فِيْهِ شُبْهَةٌ فَلَا يُمْسِكُهٗ بِحَالٍ)

ہمارا کلام حلال مال کے بارے میں ہے جس میں شبہ ہو اسے کسی حال میں روک کر نہ رکھے۔

مال جمع کرنا کب درست ہے؟

حضرت شیخ ابو القاسم جنید (بغدادی) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فقیر کے لئے دنیا (کے مال) سے کچھ بھی روک کر رکھنا جائز نہیں مگر یہ کہ وہ حج پر خرچ کرنے کی نیت کرے تو اپنے شیخ کے اشارے سے اس کے لئے روک لے۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

فقیر "ابن الوقت" ہوتا ہے اس کی نظر ماضی اور مستقبل کی طرف نہیں ہوتی اس پر واجب ہے کہ وہ اپنے باطن کو ان تمام باتوں سے پاک کرنے کا عمل کرے جن کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔

اور وہ ہر ایسی خواہش ہے جس کی طرف دل مائل ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنے منتخب بندوں کو منع کیا ہے جب تک وہ طریقت کا سالک ہے اس کا یہی حال ہونا چاہئے۔ جب اس کی حالت کامل ہو جائے اور کامل لوگوں کی حالت تک پہنچ جائے اس وقت وہ جان لے گا کہ اس نے کیا کرنا ہے اور کیا چھوڑنا ہے؟ اگر وہ دنیا کو چھوڑے گا تو بھی حق کے ساتھ اور اگر اسے اختیار کرے گا تو بھی حق کی ساتھ' کیونکہ وہ طبیعت کی رسی سے نکل چکا ہے اور دنیا اس کے ہاتھ میں آ گئی ہے دل میں نہیں ہے لہٰذا وہ اس میں دانا عالم کی طرح تصرف کرتا ہے اور کسی کے ساتھ بخل نہیں کرتا۔

مگر یہ کہ شریعت (کسی جگہ) خرچ کرنے سے اسے منع کرے۔ گویا وہ (خرچ کرنا) اسے اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے یا اسے کسی گناہ میں ڈالنے کا سبب ہے۔ پھر جب دنیا اس کے دل سے نکل جائے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے نفس کو مقدم کرے اپنے غیر پر اس کو ترجیح دے جب اسے اس مسئلہ میں عدل کرنے کی زیادہ حاجت ہو اور اس کا نفس محتاج لوگوں کے مقابلے میں اس کے زیادہ قریب ہے۔

سخاوت اختیار کرے

اس بات پر صوفیاء کرام کا اجماع ہے کہ مرید جب ان لوگوں کو چھوڑ کر دنیا جمع کرنے یا کھانے یا کپڑوں کے حوالے سے رخصت حاصل کرتا ہے تو اس کے باطن میں لازمی طور پر بخل' لالچ اور حرص کی پرورش ہوتی ہے۔

اس کے بعد وہ شدید علاج کا محتاج ہوتا ہے کاش اس کے بعد وہ زائل ہو جائے جس کو شک ہو وہ تجربہ کر لے اور اللہ تعالیٰ کسی بخیل کو کبھی اپنا ولی نہیں بناتا۔

اور اگر ولی بعض اوقات کسی حکمت کے تحت مال روک لے تو اس وجہ سے وہ کرم (سخاوت) سے نہیں نکلے گا کیونکہ وہ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے موصوف ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ میں ایک نام "المانع" ہے یعنی حکمت کے تحت (منع کرنا) بخل کی وجہ سے نہیں اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔

مصنف کے بچپن کا واقعہ

میں اپنے بچپن میں ہر اس چیز کو پھینک دیتا جو میرے پاس آتی میں اسے حقیر جانتا تھا حالانکہ میں ایک درہم کا بھی محتاج ہوتا تھا۔ میں یہ کام اس لئے کرتا تھا تاکہ مجھے سخاوت کی عادت ہو جائے اور دنیا سے محبت کرنے والوں کی نگاہ میں حقیر قرار پائے اور میرے نفس کو مجاہدہ حاصل ہو۔

جب میں دیکھتا کہ میں مکمل طور پر اس کی محبت سے نکل چکا ہوں تو میں سو جاتا ہوں میں دیکھتا کہ قیامت قائم ہو گئی اور پل صراط رکھ دیا گیا ہے جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ جس طرح حدیث شریف میں آیا ہے۔ اور وہ بلندی کی طرف نصب کیا گیا ہے جیسے چھت سے لٹکنے والی رسی ہوتی ہے اکثر لوگ اس پر چڑھتے ہوئے پھسل کر جہنم میں گر رہے ہیں۔

میں نے اس پر چڑھنے کا ارادہ کیا تو مجھے طاقت نہ ہوئی مجھے کہا گیا اپنی بائیں ہتھیلی کو کھولو میں نے کھولا تو میری انگلیوں کے درمیان سے معمولی پراگندہ غبار کی مقدار کوئی چیز نکلی تو کہا گیا اس نے تجھے روک رکھا ہے میں نے دوبارہ چڑھنا چاہا تو چڑھنے سے پہلے جاگ گیا۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے تنبیہ کہ دنیا کو نہ روکوں۔ پس تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

☆ دینی شفقت، دنیوی شفقت سے زیادہ ہو

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ اس کے ہاں اپنے بھائیوں کے دین پر شفقت ان کے دنیوی معاملات میں ان پر شفقت سے زیادہ ہو۔

پس جن اوقات میں عطائیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی تقسیم ہوتی ہے جیسے سحری کا وقت اور دوسرے فضیلت والے اوقات، ان میں وہ ان کو بیدار کرے اور یہ ان کے معاملات کی درستگی نرم الفاظ اور قیادت کے طور پر ہو سختی اور حقیر قرار دینے کے طریقے پر نہیں پس بعض اوقات ان کے نفسوں میں حرکت پیدا ہوتی ہے اور وہ سنتے نہیں۔

ذمہ دار نماز کے لیے اٹھائے

اسی طرح ان کو وقت سے پہلے بیدار کرے تاکہ نماز کا وقت داخل ہو تو وہ تیار ہوں پس ان کو امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ کے فوت ہونے یا فرض نماز سے سنت موکدہ کے فوت ہونے کا ڈر نہ ہو جس طرح وسوسہ والے گروہ کا معاملہ ہے وہ کہتے ہیں وقت میں گنجائش ہے اور اکثر ان میں سے کسی ایک سے نماز باجماعت چلی جاتی ہے۔

اسلاف میں سے ایک بزرگ کی جب نماز باجماعت چلی جاتی تو وہ اسے تنہا ستائیس مرتبہ پڑھتے اور یوں اپنے نفس سے مجاہدہ کرتے اگرچہ جمہور علماء اس سے منع کرتے ہیں۔

اسلاف میں حضرت امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں جو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں ان کی نماز باجماعت فوت ہو جاتی تو وہ پچیس مرتبہ لوٹاتے تھے۔

میں نے "جامع ازہر" کے طلباء میں سے ایک شخص کو دیکھا وہ علم منطق کا مطالعہ کر رہا تھا اور عصر کی نماز کے لئے جماعت کھڑی ہو گئی۔

نماز میں وقت کافی ہے

میں نے پوچھا: (اَلَا تُصَلِّیْ؟) تم نماز نہیں پڑھتے؟ اس نے کہا: (اَلْوَقْتُ مُتَّسِعٌ) وقت کافی ہے۔ میں نے اس سے کہا: (صَحِیْحٌ وَلٰکِنْ هَلْ تُفِیْدُ تَجْمَعُ لَکَ فِیْ صَلَاتِکَ مِثْلِ هٰذِهِ الْجَمَاعَةِ) یہ بات ٹھیک ہے لیکن تمہیں اس بات کی

طاقت حاصل ہے کہ تم اس جماعت کی مثل نماز کا ثواب جمع کر سکو؟ اس نے کہا نہیں۔ میں نے کہا: (فَقُمْ فَصَلِّ وَلَا تَغُشَّ نَفْسَكَ؟) اٹھو اور نماز پڑھو اور اپنے نفس کو دھوکہ نہ دو۔

سونے والے کو افضل سمجھے

اور جو شخص رات کو کھڑا ہو کر پوری رات نماز پڑھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو اپنے ان بھائیوں سے افضل نہ سمجھے جن کو وہ سحری کے وقت جگاتا ہے بلکہ وہ ان کی نیند میں اپنی نماز سے زیادہ اخلاص سمجھے کیونکہ سوئے ہوئے سے قلم اٹھالیا گیا۔[1] کھڑے ہونے والے سے نہیں بعض اوقات قلم لکھتی ہے کہ فلاں شخص رات بھر دکھاوے اور شہرت کے لئے کھڑا رہا اور اس کے دل میں مٹھاس اس وقت پیدا ہوتی ہے جب راتوں کی تاریکیوں میں لوگ اس پر مطلع ہوتے ہیں اور وہ بارگاہ خداوندی میں کھڑا ہوتا اور اس بات کا حیاء نہیں کرتا کہ بندوں کو رب ساتھ کھڑا ہونے کے آداب کیا ہیں اس قسم کے لوگ گناہ کے زیادہ قریب ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ جو شخص رات کو قیام کرتا ہے اور اپنے آپ کو سونے والوں سے افضل سمجھتا ہے لیکن مقصود اللہ تعالیٰ کا شکر نہیں ہوتا وہ لعنت اور (بارگاہ خداوندی سے) دھتکارے جانے کا مستحق ہے یہی تو ابلیس کا گناہ تھا تو وہ بارگاہ خداوندی سے دھتکار دیا گیا پس اس بات کو سمجھو۔

پیر بھائی کو افضل سمجھو

اس بات پر تمام مشائخ کا اتفاق ہے کہ بندے پر یہ بات واجب ہے کہ وہ مسلمان ساتھی سے اپنے نفس کو کم درجہ میں سمجھے اور جو شخص اپنے نفس کو اس طرح نہیں سمجھتا وہ تکبر کرنے والوں میں سے ہے اور تکبر کرنے والے جہنم میں جائیں گے۔

اگر وہ اپنے آپ کو تمام ہم عصر لوگوں سے بہتر سمجھتا ہے تو وہ جہنم میں ان سب سے نیچے ہوگا اور اگر اسے جنت میں داخل کیا گیا تو بھی سب سے نیچے ہوگا کہ اس شخص کے برعکس جو اپنے آپ کو ان لوگوں سے کم سمجھتا ہے۔

حضرت سیدی عبدالعزیز دیرینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جو شخص چاہتا ہے کہ اس کا تمام وجود اس کو خیر کی طرف لائے تو وہ اپنے نفس کو درجہ میں تمام مخلوق سے نیچے رکھے کیونکہ مخلوق کے ساتھ مدد پانی کی طرح ہے اور پانی پست جگہوں میں جاری ہوتا ہے بلند یا برابر جگہوں میں نہیں۔

پس جو شخص اپنے آپ کو اپنے ہم نشین کے برابر سمجھتا ہے اس کی مدد ٹھہری رہتی ہے اس پر جاری نہیں ہوتی یا اس سے بلند سمجھے تو اس (ہم نشین) کی مدد کا ایک ذرہ بھی اس کی طرف نہیں جاتا۔

ہم نے (اپنی کتاب) "العھود" میں اس کی وضاحت کی ہے اس کی طرف رجوع کرو۔

احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت

سیدی احمد بن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگردوں کو جو وصیت کی اس میں ایک مختصر وصیت یہ ہے۔ (فرماتے ہیں)

---

[1] اس سے مراد یہ ہے کہ اس وقت اس سے گناہ سرزد نہیں ہوتا۔ (ہزاروی)

جو شخص تم پر شیخ بننا چاہے اس کے شاگرد بن جاؤ اگر وہ اپنا ہاتھ تمہاری طرف بڑھائے کہ تم اس پر بوسہ دو تو تم اس کے پاؤں کو بوسہ دو اور تم دم کے آخری بال بن جاؤ کیونکہ پہلی ضرب سر پر پڑتی ہے۔

اگر یہ خصلت ہر بھلائی کی جامع نہ ہوتی تو ہمارے سردار حضرت احمد بن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگردوں کی تربیت کا اختتام اس پر نہ کرتے۔

حضرت یعقوب الخادم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن عرض کیا:

(یَاسَیِّدِیْ اَوْصِنِیْ) اے میرے آقا! مجھے کچھ وصیت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا:

اپنے بھائیوں کے خادم بن جاؤ ان کو اپنے نفس پر ترجیح دو اس کے بعد ان کی طرف سے پہنچنے والی اذیت برداشت کرو اپنے آپ کو ان سے بلند سمجھنے سے بچو اس طرح تم کسی گڑھے میں گر جاؤ گے پھر ان میں سے کوئی ایک تمہاری مدد نہیں کرے گا۔

پھر فرمایا: اے یعقوب! بلخ کی کھجوروں کے درختوں کو دیکھو جب وہ اپنے سینے کے بل کھڑے ہیں اور اپنے پڑوسیوں پر بلند ہیں تو ان کے بوجھ کا وزن انہی پر ڈالا گیا اور اگر وہ اس چیز کو اٹھاتے ہیں جو ان پر رکھی گئی تو کوئی بھی ان کی مدد نہیں کرتا۔

اور گول کدو کے درخت (بیل) کو دیکھو جب اس نے اپنا رخسار زمین پر رکھ دیا تو اگر وہ بوجھ اٹھائے جب اٹھائے تو اسے اس کا بوجھ محسوس نہیں ہوتا۔ اہل بصیرت کے لئے یہ نصیحت ہے۔

آپ اکثر فرماتے تھے: جس کے لئے ایسا رخسار نہ ہو جسے روندا جاتا ہو اس کی ہتھیلی نہیں ہوتی جس پر بوسہ دیا جائے (یعنی جو ایسی عاجزی نہیں کرتا اس کی عزت نہیں ہوتی)۔

لیکن یہاں اس بات کو سمجھنے کے لئے ایک نکتہ ہے اور وہ ہمارے لئے اس شخص کی شاگردی اختیار کرنا ہے جو ہمارا شیخ بنتا ہے جب تک اس میں خود پسندی اور تکبر پیدا نہ ہو اگر ہم اسے جان لیں اگرچہ قرائن کے ساتھ ہو تو ہم اس کی تعظیم اور اس کے پاؤں چومنے سے اس پر شفقت کی وجہ سے رک جائیں اس پر تکبر کرتے ہوئے نہیں۔ واللہ اعلم

☆ نگران سے ٹکراؤ نہ ہو

اس کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ تربیت گاہ میں یا اس کے علاوہ اپنے امام پر تنگی نہ کرے وہ باوجود کمزوری کے مقتدیوں کی بھول کو برداشت کرتا ہے۔ بلکہ ہرگز اپنے نفس کی بھول اور اپنے رب سے اس کی غفلت کو بھی برداشت نہ کرے۔ بعض اوقات یہ عمل اسے سرداری کی محبت کی طرف کھینچتا ہے پس وہ اس کے بعد اپنے شیخ کے ذریعے فلاح نہیں پائے گا۔

اور سرداری کی محبت کی علامت یہ ہے کہ جب وہ معزول ہو جائے تو اس کے دل میں کدورت پیدا ہو اور اس کے اخلاص کی علامت یہ ہے کہ جب وہ معزول ہو تو اس کے سینہ میں کشادگی پیدا ہو۔

ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "مدرسہ بیبرسیہ" میں عصر کی نماز کسی عذر کی وجہ سے تنہا پڑھ رہے تھے ایک آدمی آیا اور اس نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی سلام پھیرنے کے بعد آپ نے اس سے فرمایا۔

(یَا اَخِیْ لَا تَعُدْ تُصَلِّیْ خَلْفِیْ فَاِنِّیْ عَاجِزٌ عَنْ تَحْمِلُ نَقْصُ صَلَاتِیْ نَفْسِیْ فَکَیْفَ اَقْدِرُ عَلٰی تَحْمِلِ صَلَاتِكَ)

اے بھائی! آئندہ ایسا نہ کرنا کہ میرے پیچھے نماز پڑھو میں تو اپنی نماز کے نقصان کو برداشت کرنے سے عاجز ہوں تو میں کس طرح تمہاری نماز کو برداشت کرنے پر قادر ہوں گا۔

اور یہ ضابطہ ہے۔

(اَلسَّلَامَةُ مُقَدِّمَةٌ عَلَی الْغَنِیْمَةِ)

سلامتی غنیمت سے مقدم ہے۔

اور (لِکُلِّ رِجَالٍ مَشْهَدٌ) ہر آدمی کے لئے ایک حاضری کی جگہ ہے۔

لہٰذا تمہیں ان پر اعتراض کرنے سے بچنا چاہئے وہ یقینی طور پر تم سے زیادہ علم والے تھے بلکہ مجتہد مطلق اور حضرت امام ابو یوسف، حضرت امام مزنی اور ابن القاسم رحمہم اللہ کی طرف نسبت کی وجہ سے مجتہد منتسب بھی تھے۔

جس طرح تم نے خود ان کی تحریر سے معلوم کیا۔

مجتہد مطلق کی دو قسمیں ہیں: 1- منتسب اور 2- غیر منتسب

منتسب وہ ہوتا ہے جو اپنے امام کے مذہب میں مختلف اقوال میں سے کسی قول کو ترجیح دینے کی حد تک پہنچ جائے اور اس کے قواعد سے نہ نکلے۔ اور غیر منتسب وہ ہوتا ہے جو مستقل مذہب اختیار کرتا ہے جس کی طرف کسی نے اس سے سبقت اختیار نہیں کی۔ واللہ اعلم

☆ پیر بھائیوں کے لیے بُری مثال نہ بنے

فقیر کے آداب سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے شیخ کی بے ادبی میں اپنے ساتھیوں کے لئے مثال نہ بنے جس طرح وہ اپنے شیخ کی ماتحتی اور تربیت سے نکل جائے اور اس کی اجازت کے بغیر نکاح کرے اور وظائف اور مختلف پیشوں کے ذریعے دنیا طلب کرے اور یوں اپنے نفس کے لئے کشادگی پیدا کرے اور خواہشات کے مطابق کھائے اور اس کے باوجود دوسروں کو اس سے روکے۔

حتیٰ کہ اگر اس کا شیخ اس سے کہے کہ اپنے ساتھیوں پر ایک نصف خرچ کرو تو وہ جواب نہ دے۔ اس صورت میں اپنے شیخ اور ساتھیوں کے ساتھ بے ادبی کا سلوک ہے کیونکہ تربیت گاہ میں جتنے حضرات ہیں وہ اس کے عمل کو دلیل بنائیں گے اور وہ کہیں گے کہ شیخ ایسا شخص ہے جو فلاں سے کہتا ہے کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے اسے خرچ کرو۔ اس طرح کمزور مریدین ضائع ہو جائیں گے۔ پھر سب سے زیادہ قبیح بات جس میں فقیر پڑتا ہے وہ شیخ کے اس پر غصہ کی وجہ سے اس کی توہین کرنا ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا عنوان ہے اور جو اس کی توہین کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر لعنت بھیجتا ہے۔

اس پر ناراضگی کے پکا ہونے کی ایک علامت یہ کہ اس کی حالت اس طرح ہو جائے کہ جب اسے شیخ کے ساتھ ادب کے بلند مقام کی طرف بلایا جائے اس سے پہلے کہ اس میں کوئی تغیر و تبدل ہو تو وہ جواب نہ دے اور مجالس ذکر کی حاضری اور وظائف

وغیرہ بھاری ہوں اور وہ اس کی بجائے نیند اور مسجد کے دروازے پر یا کسی اور جگہ لغو کلام کو اختیار کرے۔

اور جب اسے کہا جائے کہ اپنے شیخ کے ساتھ یا تنہا شب بیداری کرو تو اس کے دل میں گھٹن ہو اور قریب نہیں کہ اس پر ان باتوں میں سے کوئی بات آسان ہو۔

اور بعض اوقات کوئی دنیادار اسے اپنے ساتھ شادی وغیرہ کا کھانا پکانے کے لئے شب بیداری کی دعوت دیتا ہے تو وہ رات بھر اس کے ساتھ جاگتا ہے اور اس سلسلے میں دل میں کوئی بوجھ محسوس نہیں کرتا اور اگر اس سلسلے میں کوئی شخص اس سے کلام کرے تو وہ اپنے لئے کمزور دلائل قائم کرتا ہے۔

اس قسم کے لوگوں کے لئے شیخ کا کوئی میزان قائم کرنا مناسب نہیں بلکہ اس کو اجنبیوں کی طرح کر دے اور اپنے دل میں یہ بات نہ کہے کہ یہ میرا مرید تھا پس میں اسے مناقشہ سے نہیں چھوڑوں گا یعنی اس پر جرح کرتا رہوں گا۔

کیونکہ بعض اوقات وہ شیخ کی نافرمانی کرتا ہے اور مجالس میں اس کی عزت کرتا ہے جس طرح بعض حضرات کے لئے واقع ہوا۔ پس شیخ کو اپنے زمانے سے آگاہ رہنا چاہئے اور ہر ایک کو اس کے مقام پر رکھے۔ وہ دسویں صدی ہجری کے نصف آخر میں عجیب وغریب باتیں دیکھے گا۔ (مصنف اپنے دور کے حالات کا شکوہ فرما رہے ہیں۔۱۲ ہزاروی)

اور چاہئے کہ وہ میرے آقا شیخ کے علم پر ہو کہ جس مرید نے اپنے شیخ کی مخالفت کی اور اس کی تربیت سے نکل گیا۔ شیطان اس پر غالب آگیا اور اس پر اس طرح سوار ہونے لگا جس طرح گدھے پر سوار ہوتا ہے اور وہی (شیطان) اس میں اس کی طرف سے بولنے لگا بعض اوقات شیخ اس قسم کی حالت سے بے خبر ہوتا تو وہ اس کے قلت حیا اور الفاظ کی قباحت پر تعجب کرتا اور خیال کرتا ہے کہ یہ اس کے مرید کے کلام سے ہے حالانکہ یہ شیطان کے کلام سے ہوتا تھا۔

مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

مجھے ایک واقعہ پیش آیا کہ ایک مرید میری تربیت سے نکل گیا اور ایک مرتبہ میری نصیحت پر غصے میں آگیا میں نے اپنا سر ننگا کیا اور اس نے سر سے ناروا سلوک کیا اور میں نے اس کے حق میں اس طرح بخشش طلب کی جس طرح میں اجنبی لوگوں کے حوالے سے کرتا تھا جن کے ساتھ میری صحبت نہیں تھی اور میں نے اس سے قطع تعلق کے مقابلے میں اس عمل کو زیادہ آسان اور معمولی سمجھا۔ اس کے اور دوسرے بھائیوں کے لئے یہ بات تھی کہ وہ اس سے چھپ جاتے اور اس کی عزت کے درپے ہوتے جب وہ ان کے طریقے سے نکل جاتا اور اس میں تبدیلی آجاتی۔

پھر شیخ کو چاہئے کہ وہ چوری چھپے دور کے طریقے سے نصیحت کرے اور بعض اوقات اس کی تعریف کرے اور اس سے کہے کہ تم نے ہمیں بہت زیادہ وحشت میں ڈالا اس کے برادران طریقت کو بھی اسی بات کا حکم دے۔

پس بعض اوقات اس کی آگ بجھ جاتی ہے اور اپنے بھائیوں کے سامنے روتا ہے اور جو شخص اس حکمت عملی کو چھوڑ دیتا ہے۔ وہ اس شخص کی طرح ہے جو جنگل میں اپنی بکریوں پر غصہ نکالتا ہے جب وہ اس سے بھاگ جاتی ہیں اور خود شہر میں آرام کرتا

ہے اوران بکریوں کو بھیڑیئے کے لئے چھوڑ دیتا ہے جوان کو پھاڑ کھاتا ہے۔واللہ اعلم

☆تربیت گاہ میں مکمل طور پر چشم پوشی اختیار کرے

اس کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ اس کا تانا بانا (یعنی مکمل طور پر) چشم پوشی ہو کوئی اسے جو بھی اذیت دیں زبانی طور پر عمل سے یا گمان سے وہ چشم پوشی اختیار کرے خصوصاً وہ برادران طریقت جو تربیت گاہ میں جھوٹوں میں سے ہیں کیونکہ شیطان ان جیسے لوگوں کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانے میں مشغول ہوتا ہے۔یعنی ان کے پاس ایسا نور نہیں ہوتا جو ابلیس کو جلا دے۔

اور مشائخ ہمیشہ فسادی لوگوں کی ایک جماعت کو اپنے پاس رکھنے میں مبتلا ہوئے ہیں تو شیخ ان پر صبر کرتا ہے اور ان کی طریقت سے سلوک سے دوسروں کو بچاتا ہے تاکہ وہ ان کے ناقص احوال کو دیکھ کر ضائع نہ ہو جائیں۔

سیدی علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جھوٹے مرید کو چاہئے کہ جب شیخ لوگوں کو اس کی ہم نشینی سے ڈرائے تو وہ خوش ہو یہ اس پر لازم ہے تاکہ وہ سستی میں اس کی پیروی کرنے کے گناہ سے بچ جائے جب اس کے اس عمل کا تکرار ہوگا تو اس کے شیخ کا عہد ٹوٹ جائے گا۔

سیدی احمد الزاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جو مرید اپنی عزت کے خلاف کلام پر صبر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہے اور اللہ تعالیٰ کے علم پر راضی رہے تو اللہ تعالیٰ اسے امام اور پیشوا بنا دیتا ہے اور جب مرید اس کلام سے تعلق پیدا کرے جو اس کے بارے میں کہا جاتا ہے تو وہ لوگوں کے پیچھے چلا جاتا ہے۔

حضرت سیدی محمد الغمری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جو شخص چاہتا ہے کہ وہ امام بنے اور لوگ اس کی اقتدار کریں وہ اپنے بھائیوں کی خدمت میں اپنی نیت کو خالص کرے ان کے ظلم اور اپنی عزت کے بارے میں ان کی گفتگو اور ان کی طرف سے اس خدمت کو بری نیت پر محمول کرنے اور اسی طرح دیگر احوال کو برائی پر محمول کرنے پر صبر کرے۔

حضرت امام حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مرید کے آداب میں سے یہ بات ہے کہ اپنے برادران طریقت کی خدمت کرے پھر ان سے معذرت بھی کرے کہ ان کے حق سے واجب کی اادیگی نہیں کر سکا پھر اقرار کرے کہ اس کے نفس نے ان کے حق میں خیانت کی۔اس طرح ان کے دلوں کو خوش کرے۔

اگرچہ وہ جانتا ہو کہ وہ اپنی ذمہ داری سے بری الذمہ ہو گیا ہے جب تک اس پر حد یا تعزیر مرتب نہ ہو۔ورنہ وہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والوں میں داخل ہو جائے گا اور یہ حرام ہے جس طرح اس سے پہلے باب میں تقریر گزر چکی ہے۔

حضرت امام ابوبکر بن فورک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

سندان (آئرن) کو سندان (مضبوط) اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ہتھوڑوں سے کوٹے جانے پر صبر کرتا ہے۔ واللہ اعلم

☆ پیر بھائیوں سے ایثار اور کرم کا سلوک

اس کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے برادران طریقت سے اپنے حقوق کے ایثار اور کرم کے ساتھ سلوک کرے نہ تو دنیا کی طرف توجہ کرے اور نہ ہی معلوم وظیفہ کے بدلے حاکموں کی طرف نگرانی یا سفیر کا عہدہ طلب کرے مگر یہ کہ مجبور ہو جائے۔

اگر یہ صورت ہو کہ سختی کے ساتھ اس سے سفارت یا نگران بننے کا مطالبہ کیا جائے تو وہ اپنے بھائیوں کے سامنے عذر پیش کرے اور کہے کہ مجھے معذور سمجھو میں مجبور ہو گیا تھا لہٰذا اس بات میں کوئی بھی میری اتباع نہ کرے مگر یہ کہ میری مثل ہو جائے اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ وہ لوگ اس کی مشابہت اختیار کریں اور اس کے عمل کو دلیل بنائیں پس اس سلسلے میں اس کی پکڑ ہوگی۔

حضرت امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

معلوم بات کی طرف جھکاؤ کی تاریکی وقت کے نور کو بجھا دیتی ہے۔

(یعنی سلسلہ وظیفے کے ساتھ کوئی عہدہ لینا) پس فقیر کو اس بات کے دعویٰ سے بچنا چاہئے کہ اس کا میلان نہیں ہے یا اس قسم کے کام سے اسے کوئی نقصان نہیں ہوگا اور اس سلسلے میں اپنے شیخ کی طرف رجوع کرے اگر وہ اسے معلوم (وظیفہ) کی طرف مائل ہونے اور مطالبہ نہ کرنے کا حکم دے تو اس کی بات سنے کیونکہ وہ اس پر اور اس چیز پر جو اس پر غالب آتی ہے امیر ہے۔

☆ چغل خور کی تصدیق نہ کرے

اس کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ اپنے بھائیوں کے بارے میں چغل خور کی تصدیق نہ کرے اگر وہ اس کی طرف یہ بات نقل کرے کہ تمہارے بھائی تمہیں ناپسند کرتے ہیں اور کہے کہ میں نے گزشتہ رات ان سب کو دیکھا کہ وہ حلقہ باندھے ہوئے تمہاری خرابیاں بیان کر رہے تھے اور تمہاری کوتاہیاں بیان کرتے ہوئے تمہارے خبیث نفس کا تذکرہ کر رہے تھے۔

تو یہ اس سے کہے اے فلاں! مجھے اپنے برادران طریقت کی محبت اور دوستی کا یقین ہے اور تمہارا کلام محض گمان ہے پس میں یقین پر تجھے ترجیح نہیں دے سکتا۔

اس طرح وہ چغل خور محتاط ہو جائے گا اور دوبارہ تمہاری طرف کوئی بات نقل نہیں کرے گا۔

اور اگر تم کہو کہ میں تمہاری تصدیق نہیں کروں گا حتیٰ کہ تمہیں اور ان کو اکٹھا کروں اور دیکھوں کیا وہ تمہاری بات کی تصدیق کرتے ہیں یا تجھے جھٹلاتے ہیں۔

تو اس طرح وہ دوبارہ کبھی بھی ان کی طرف سے چغل خوری نہیں کرے گا جس طرح ہم نے تجربہ کیا ہے۔

اور شیطان کا ان مریدین کے خلاف جو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہیں سب سے مضبوط ہتھیار یہ ہے کہ وہ ان کو ایک دوسرے کے خلاف اکساتا ہے [1] کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ان کی خواہش ریاکاری اور مخلوق کے ہاں مقام حاصل کرنے کی طلب ہے

---

[1] میرے پیر و مرشد حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطاری قادری نے اپنے مریدین کو اسی آفت سے بچانے کے لیے ہمیں یہ نعرہ سکھایا ہے "محبتوں کے چور، چغل خور، چغل خور"۔ الحمد للہ عزوجل ان کے تمام مریدین اس سے اجتناب کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

اور وہ ہر اس شخص کا مقابلہ کرتے ہیں جوان کے مقام کو گرانے کی کوشش کرتا ہے۔

اگر ابلیس کو معلوم ہو جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے مخلص ہیں تو وہ ان کو اس کے علاوہ کسی دوسرے کام میں مشغول کر دے۔ پس فقراء کو چاہئے کہ اس قسم کی باتوں سے پرہیز کریں۔ واللہ اعلم

☆ پیر بھائیوں کی خدمت میں سستی نہ کرے

اس کی شان سے یہ بات ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی خدمت کے لئے کمر بستہ ہو جائے اور خدمت کے سلسلے میں ان کا پیش رو بنے اور اپنے نفس کو سست اور کمزور نہ کرے اور اس بات سے بھی بچے کہ تربیت گاہ میں فقراء اس کی ضرورتوں کو پورا کرنے میں اس کی معاونت کریں اور وہ ذکر اور قرآن کو دلیل بنائے بلکہ پہلے وہ امور معاش کو دیکھے جن کی طرف دل کا میلان ہوتا ہے پھر ذکر اور قرأت کو اختیار کرے۔

اور جو شخص فقراء کی خدمت نہیں کرتا اسے غور کرنا چاہئے اگر وہ سب کے سب کہیں ہم پر اسے قائم کرنا لازم نہیں تو کس طرح ان میں سے ہر ایک کی حالت یہ ہوگی کہ وہ لقمہ کی طرف چلتا ہے اور اسے تمام دینی کاموں پر مقدم کرتا ہے۔ پس جو خدمت نہیں کرتا تو کم از کم خدمت کرنے والے کا شکریہ ادا کرے اور اس کی فضلیت کا اعتراف کرے۔

تو مرید کو اپنے شیخ یا نگران کی بات سننا چاہئے جب وہ اس سے کہے لکڑیاں لاؤ یا گندم کی ٹوکری چکی کے پاس اٹھا کر لے جاؤ یا اسے لے آؤ یا روٹیوں کا تھال مطبخ کی طرف لے جاؤ' یا مطبخ کے لئے ایندھن لاؤ وغیرہ وغیرہ۔ تو تربیت گاہ میں سے جو لوگ اس کے ذمہ دار ہیں وہ خود یا دوسروں کی مدد سے لائیں۔

تربیت گاہ سے نکال دو

جان لو! شیخ کے لئے مناسب ہے کہ وہ ان لوگوں کو نکال دے جو خدمت سے انکار کریں کیونکہ وہ باقی جماعت کو بھی ضائع کریں گے اور ان پر رزق تک پہنچنے کا دروازہ تنگ کر دیں گے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ بندے پر اس کے رزق کو اسی قدر آسان کر دیتا ہے جس قدر بندہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے بندوں کی خدمت کرتا ہے۔

جو مجاورین مروت والے ہیں ان کے لئے دوسروں پر بوجھ بننا مناسب نہیں یا یہ کہ وہ بوڑھی عورتوں' بیوہ عورتوں اور نابینا افراد کے ساتھ زاویہ (تربیت گاہ) میں زندگی گزار دیں۔

میرے ہاں ایک جماعت نے اپنی اور اپنے بھائیوں کی خدمت سے سستی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے رزق کے اسباب تنگ کر دیئے۔

اسی طرح تربیت گاہ کے فقراء میں سے ایک جماعت کے ساتھ یہ معاملہ ہوا ان میں سے تیسرا حصہ رات کی تاریکی میں چلا گیا ہم نے تحقیق کی تو ان کے تہائی حصے کو یوں پایا کہ انہوں نے علم اور قرآن میں مشغولیت کو ترک کر دیا تھا وہ دن بھر تاجروں کی

دکانوں اور بازاروں میں بیٹھے رہتے یا تربیت گاہ میں نکمے فارغ لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوتے انہوں نے نہ دنیا حاصل کی اور نہ ہی آخرت۔

رزق کس پر کشادہ ہوتا ہے

میں نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے:

اللہ تعالیٰ اس پر رزق آسان کر دیتا ہے۔ جو اخلاص کے ساتھ اس کی عبادت کرتا اور اپنے بھائیوں کی خدمت کرتا ہے۔

میں نے ان کو یہ بات فرماتے ہوئے بھی سنا کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے پر اس کا رزق آسان اور کشادہ نہیں کرتا جب تک وہ زندہ رہے مگر جب وہ اپنے رزق میں سے زائد کے ساتھ اپنے بھائیوں کی طرف متوجہ ہو۔

اسی طرح کسی قوم پر اللہ تعالیٰ ان کا رزق آسان اور کشادہ نہیں کرتا مگر یہ کہ وہ اپنی حاجت سے زائد کو ایک دوسرے کی طرف لوٹائیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص مخلوق کی ضروریات کو پورا کرتا ہے اس کا پورا وجود اس کی مدد کرتا ہے اور جو شخص صرف اپنے نفس کی ضروریات کو پورا کرنے میں مصروف ہوتا ہے اپنے بھائیوں کی خدمت نہیں کرتا۔ وجود اس کی خدمت سے پیچھے ہٹ جاتا ہے اور بعض اوقات جب وہ اسے حصول رزق کی تکلیف میں ڈالتا ہے تو وہ سخت تھکاوٹ محسوس کرتا ہے۔ جس شخص کو شک ہو وہ تجربہ کرلے۔

جس طرح شیخ جب اپنے نفس کو فقراء سے ممتاز کرتا ہے اور ان کو اپنے نفس پر کچھ بھی ترجیح نہیں دیتا یا اپنے پاس موجود رزق وغیرہ میں ان کو شریک نہیں کرتا اسی طرح اس پر یہ رزق بند ہو جاتا ہے۔

اور سچا مرید ان صفات کو دیکھتا ہے جو شیخ میں پائی جاتی ہیں اور وہ رزق وغیرہ کی کشادگی میں اس کی مثل ہونے کی طلب رکھتا ہے۔

ایک جماعت نے جب اپنے پاس موجود رزق میں فقراء سے بخل کیا اور اسے اپنے ساتھ خاص کر لیا اور حال وقال کے ساتھ لوگوں سے مانگنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے رزق کو پھیر دیا۔

گویا اللہ تعالیٰ زبان حال سے فرشتوں سے فرماتا ہے: میرے بندوں کی حالت کو دیکھو پس جس کو یوں دیکھو کہ وہ کھانے' لباس اور جو کچھ اس کے پاس ہے اس میں وہ لوگوں کو اپنے اوپر ترجیح دیتا ہے تو اس کے رزق میں اضافہ کر دو۔ اور جسے یوں دیکھو کہ وہ فقراء کے نام پر شکار کرتا ہے پھر اسے اپنے ساتھ خاص کرتا ہے اس سے رزق پھیر دو۔

پس مرید کو اس قسم کی صورت حال پر آگاہ ہونا چاہئے اور خدمت کے حوالے سے وہ اپنے بھائیوں کو اپنے اوپر ترجیح دے اور ان کے نفسوں اور جسموں کو آرام پہنچائے اور شیخ کی بات مانے کیونکہ شیخ کا مقصود یہ ہے کہ اس کی تمام جماعت اس کی طرح ہو جائے ان میں سے ہر ایک کی تربیت گاہ ہو' فقراء (مریدین اور شاگرد) اور دستر خوان (لنگر) ہو۔ واللہ اعلم

☆باجماعت نماز میں سستی میں مثال نہ بنے

اس کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ باجماعت نماز یا علم وادب کی مجلس میں حاضری سے سستی کرنے میں اپنے بھائیوں سے مقدم نہ ہو۔ جو مرید اس سلسلہ میں اپنے برادران طریقت سے آگے بڑھتا ہے وہ ان کے ساتھ بے ادبی کا سلوک کرتا ہے اور جو بھی اس کی اتباع کرے گا اس کا بوجھ اس پر ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے:

((لَا یَزَالُ قَوْمٌ یَتَأَخَّرُوْنَ - یَعْنِیْ عَنْ صَلَاۃِ الْجَمَاعَۃِ حَتّٰی یُؤَخِّرَھُمُ اللّٰہُ فِی النَّارِ))

جولوگ نماز باجماعت سے پیچھے رہتے رہیں گے اللہ تعالیٰ ان کو پیچھے رکھتے ہوئے جہنم میں ڈالے گا۔[1]

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ

(اَنَّ صَلَاۃَ الْجَمَاعَۃِ فَرْضٌ فِی الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ وَلَوْ اَنَّہٗ صَلّٰی وَحْدَہٗ عَصَی اللّٰہَ عزوجل)

پانچوں نمازوں میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا فرض ہے اگر وہ تنہا پڑھے گا تو اللہ عزوجل کا نافرمان ہوگا۔

پھر جو شخص مجلس خیر سے پیچھے رہتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اپنے نفس کو اپنے بھائیوں کے سامنے جھڑکے اور اس پر سختی کرے اور ان سے کہے اس سلسلے میں میری پیروی کرنے سے بچو میں نے اس بھلائی سے پیچھے رہ کر غلطی کی ہے۔

اس سلسلے میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے سبقت فرمائی وہ اپنے نفس کی مذمت کرتے اور اپنے ساتھیوں سے فرماتے:

(اِحْذَرُوْا اَنْ تَقْتَدِوْا بِاَفْعَالِیْ فَاِنِّیْ رَجُلٌ قَدْ خَلَطْتُ فِیْ دِیْنِیْ)

میرے کاموں میں میری اتباع کرنے سے بچو میں ایسا شخص ہوں جس کے دین میں ملاوٹ ہوگئی (یہ ان کی تواضع تھی)۔

مرید کو چاہئے جب وہ مجلس کے آغاز سے پیچھے رہ جائے اور اس کے درمیان میں آئے چاہے دعا سے فراغت کے بعد آئے تو وہ حاضر ہو اور کبھی بھی شرم محسوس نہ کرے۔

جس طرح اس شخص کا حکم ہے جو جماعت کے پاس اس وقت آتا ہے جب وہ آخری قعدہ میں ہوتے ہیں تو اس کے لئے مستحب ہے کہ تکبیر تحریمہ کہے تاکہ اسے جماعت کی فضیلت کی ایک جزء یا کچھ چھوٹے اجزاء حاصل ہو جائیں۔

اور جو فقیر بھلائی سے رک جائے تو اسے اپنے بھائیوں کے جواب میں دلائل نہیں دینے چاہیں جب وہ اسے اس بات پر ملامت کریں کیونکہ یہ تو باطل نفس کی طرف سے مجادلہ (جھگڑا) ہے۔

بلکہ اس کے لئے جلد از جلد استغفار مناسب ہے اور یوں کہے اللہ تعالیٰ تم سب کو میری طرف سے اچھی جزاء دے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ تم لوگ مجھ سے بہت زیادہ محبت کرتے ہو اور میرے مقابلے میں تم میرے دین کا زیادہ خوف رکھتے ہو۔

یہ اس لئے تاکہ دوبارہ اگر ایسی بات ہو تو وہ خیر خواہی کا اظہار کرسکیں بخلاف اس کے جو اپنے نفس کی حمایت میں جھگڑتا ہے اسے وہ دوبارہ نصیحت نہیں کریں گے کیونکہ انہیں اس کے سخت غصہ کا خوف ہوگا۔ واللہ اعلم

---

[1] صحیح مسلم، ابن خزیمہ: رقم الحدیث 1614۔

☆مجلس ذکر کے ختم ہونے سے پہلے نہ جائے

مرید کی اپنے برادران طریقت کے ساتھ تعلق کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ وہ مجلس ذکر سے فراغت سے پہلے نکلنے کے ذریعے اپنے بھائیوں کے لئے مثال نہ بنے خاص طور پر جب مجلس میں ذکر اچھے طریقے سے ہو رہا ہو کیونکہ اس سے ذکر کرنے والوں کے دل کمزور ہو جاتے ہیں اور کم کھانے اور کم پینے کے ذریعے مجلس کے لئے تیار ہو جائے تا کہ وہ بے وضو ہو کر نئے سرے سے طہارت کا محتاج نہ ہو یعنی بیٹھنے سے فارغ ہونے تک خاص طور پر جب نماز جمعہ کے بعد عصر تک مجلس ہو حدیث شریف میں ہے:

((مَنْ صَلَّى الْجُمُعَةَ وَجَلَسَ لِذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى إِلَى الْعَصْرِ كَانَ كِتَابًا فِي عِلِّيِّيْنَ))

جو شخص نماز جمعہ پڑھے اور پھر عصر تک اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ذریعے بیٹھ جائے اس کا نام علیین (بلند مقام فرشتوں) میں لکھا جاتا ہے۔[1]

اور حدیث شریف میں ہے:

((اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا))

مومن ایک دیوار کی طرح ہیں جس کا بعض حصہ دوسرے بعض کو مضبوط کرتا ہے۔[2]

دوسرے دیکھتے ہیں

کمزور مریدین کا کام یہ ہے کہ وہ عبادت کو معمولی سمجھتے ہیں جب اس پر عمل کرنے والے زیادہ نہ ہوں اور ان کا عزم اس (عبادت) کے لئے مضبوط ہو جاتا ہے جب اس پر عمل کرنے والے زیادہ ہوں پس کسی عقل مند کے لئے مناسب نہیں کہ وہ ان بھائیوں کی خیر کے لئے ہمت کی کمزوری کا سبب بنے۔

میں نے بعض مجاورین کے لئے ایک مرتبہ وضو خانے میں جانے اور تربیت گاہ کے دروازے سے نکلنے کو دس مرتبہ شمار کیا اور یہ جمعہ کی نماز سے عصر کی نماز کے درمیان کا وقت تھا۔

میں اس کے پیچھے وضو خانے میں اترا میں نے دیکھا کہ وہ ایک ایک بیت الخلاء کا چکر لگا رہا ہے اور کچھ دیر ٹھہرتا ہے پھر تربیت کی طرف جھانکتا ہے تو میں جان گیا کہ وہ ذکر کی حاضری سے اپنے نفس کو راحت پہنچا رہا ہے (یعنی کنارہ کشی کر رہا ہے)

اگر وہ سچا ہوتا ہے تو گندگی کو دیکھنے کے لئے جو شیطانوں کے بیٹھنے کی جگہ مجلس ذکر کو نہ چھوڑتا۔ تو سمجھدار آدمی وہ ہے جو اپنے نفس کو خبردار کرتا ہے اور اسے نیکی پر مجبور کرتا ہے حتیٰ کہ وہ نیکی کو پسند کرنے لگتا ہے۔ اور وہ شاذونادر ہی اس سے تھکتا ہے۔

اور میں نے سیدی علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے:

حلقہ ذکر سے نکلنے سے بچو جب ذکر کے آخر میں مجلس جوبن پر ہو کیونکہ اس سے کمزور لوگوں کی ہمت کمزور ہو جاتی

---

① الأذكار من كلام سيد الابرار، باب الحث على ذكر الله تعالى......الخ، (مفہوماً) صفحہ 69، مطبوعہ: شرکۃ دار الارقم، بیروت۔

② الجامع الصغیر، حرف میم، جلد 2، صفحہ 548، رقم الحدیث: 9143، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

ہے۔شاید اسی وجہ سے جہاد کی صف سے پھرنے کو حرام قرار دیا۔البتہ یہ کہ وہ لڑنے کے لئے پھرے یا کسی دوسری جماعت سے ملنے کے لئے جائے جو ان کے ساتھ مل کر لڑ رہی ہے۔ذکر کرنے والا یقینی طور پر اللہ تعالیٰ کے راستے میں شیطان سے لڑتا ہے پس اسے ادب کا خیال رکھتے ہوئے ایک کونے سے دوسرے کونے کی طرف پھرنا نہیں چاہئے مگر اس دوسری جگہ لڑنے یا ان لوگوں کے پاس جانے کے لئے جو اس جگہ میں ہیں اور وہ کمزور دل کے ساتھ ذکر کر رہے ہیں پس وہ ان کے دل کو ذکر پر مضبوط کرے اور اپنے ذکر سے شیطان کر بھگائے کیونکہ جب وہ ذاکر کے دل میں کمزوری دیکھتا ہے تو اس کو سواری بنا کر اس کے دل پر سوار ہو جاتا ہے پس اس کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتا اور ہلاک کر دیتا ہے۔

پس جب اس کے پاس وہ شخص آئے جو ہمت اور عزم کے ساتھ ذکر کرتا ہے تو وہ اسے شیطان سے چھڑا دیتا ہے جس طرح مجاہد قیدی کو دشمن سے چھڑاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہد کے لئے جائز قرار دیا ہے کہ لڑائی کے لئے قائم صف میں جہاں چاہے کھڑا ہو اور وہاں سے پھرنا اس پر حرام نہیں۔واللہ اعلم

شیخ کی اجازت کے بغیر مجلس سے نہ جائے

اور اس کی شان سے یہ بات ہے کہ اس مجلس ذکر سے نہ پھیرے جس میں وہ اپنے شیخ کے ساتھ ہوتا ہے اگرچہ ضروری حاجت کے لئے ہو مگر یہ کہ صراحتاً یا اشارتاً شیخ سے اجازت طلب کرے۔

خاص طور پر شیخ کے مریدوں میں سے جس کا مقام بلند ہو کیونکہ اس پر مشاورت (اجازت لینا) لازم ہے تاکہ دوسرے اس کی اقتداء نہ کریں اس طرح حلقہ ذکر کمزور ہو جائے گا۔

کیونکہ مجالس ذکر اس لئے قائم کی جاتی ہیں تاکہ لوگ ایک دوسرے کو مضبوط کریں جب ان میں سے ایک سست ہو تو اس کے ساتھ والا ہشاش بشاش ہوتا ہے۔اور جب فقراء مجلس ذکر کی عظمت کا خیال رکھیں اور اس کی شان کو سمجھیں جب فقراء کی ہمت کمزور ہو جائے اور جب اس میں حاضری کو معمولی بات سمجھیں اور جب ان کے غیر کی ہمت ختم ہو جائے خاص طور پر شیخ کی جماعت کے بڑے لوگ اور ان میں سے کوئی ایک جب مجلس سے پھر جائے اور ابھی فراغت نہ ہوئی ہو تو یہ امیر لشکر کی طرح ہے جب وہ ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ لڑائی سے نکل جاتا ہے کیونکہ لشکر کی اکثریت اس کے پیچھے چلتی ہے۔

تو اکابر مجلس کو اس بات کی حرص ہونی چاہئے کہ ان میں سے کوئی ایک فارغ ہونے سے پہلے مجلس سے نہ اٹھے تاکہ لوگ اس کی اقتدا نہ کریں کیونکہ شیطان ان مجالس سے کبھی بھی جدا نہیں ہوتا۔

گھر جا کر دیکھ کیا ہو رہا ہے

بعض اوقات وہ (شیطان) کسی فقیر کو اپنے ذکر میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ دیکھتا ہے اور وہ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو دوسرے (فقیر) سے کہتا ہے:

(قُمْ فَانْظُرِ السُّوْقَ مَنْ عَلٰى بَابِ الزَّاوِيَةِ اَوْ اِذْهَبْ اِلٰى بَيْتِكَ فَانْظُرْ مَا ذَا يَصْنَعُوْنَ وَارْجِعْ)

اٹھو! بازار کی طرف دیکھو کہ زاویہ (تربیت گاہ) کے دروازے پر کون ہے یا اپنے گھر کی طرف جاؤ اور دیکھو وہ کیا کر رہے ہیں پھر واپس آ جانا۔

اس سے ابلیس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کو اس کی توجہ اور حضوری سے ہٹا دے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اور اس کا اجر کم ہو جائے۔

پس جب شیطان، فقیر کے دل میں وسوسہ ڈالے تو اسے چاہئے کہ وہ اس کے مکر کو رد کر کے اس کے سینے پر دے مارے اور کہے:

(اِخْسَأْ لَعَنَكَ اللّٰهُ اَتُرِيْدُ اَنْ تُخْرِجَنِيْ مِنْ حَضْرَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِلٰى حَضْرَتِكَ)

دفع ہو جاؤ تجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو تو مجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی حاضری سے نکال کر اپنے پاس بلانا چاہتا ہے۔

اگر ابلیس کا وسوسہ اس سے دور نہ ہو تو وہ اپنے شیخ کو بتائے اور اس سلسلے میں اس سے اجازت لے اگر وہ نکلنے کی اجازت دے تو ٹھیک ہے ورنہ اس پر ابلیس کی مخالفت لازم ہے۔

مجلس سے کیسے جائے؟

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کے نائبین کو جو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے ہیں، ہر اس چیز میں جو ان کے درجات میں ترقی کا سبب ہے امت پر امین بنایا ہے۔ جس طرح اس ارشاد خداوندی میں اشارہ ہے۔

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ[1] ......﴾

ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر یقین لائے اور جب رسول کے پاس کسی کام میں حاضر ہوتے ہیں جس کے لئے جمع کئے گئے ہوں تو نہ جائیں جب تک ان سے اجازت نہ لے لیں۔

اور ذکر، قرأت قرآن اور علم کے سلسلے میں مشائخ کی مجالس یقینی طور پر ایک امر جامع ہے لہٰذا ان میں سے کسی ایک کے لئے مناسب نہیں کہ وہ ان سے اجازت لئے بغیر جدا ہو۔

پھر جب وہ کسی حاجت کے لئے اپنے شیخ سے جدا ہونے کی اجازت لیں تو ان کے لئے مناسب نہیں کہ ایک ہی مرتبہ سب اٹھ کھڑے ہوں اس طرح باقی لوگوں کے دل کمزور ہو جائیں گے۔ بلکہ وہ ٹھہر ٹھہر کر ایک ایک کر کے کھڑے ہوں۔

پھر جب اہل مجلس ذکر سے فارغ ہوں اور بیٹھنے کا ارادہ کریں تو وہ اپنی ان جگہوں کی طرف چلے جائیں جہاں وہ حلقہ میں آنے سے پہلے بیٹھے ہوئے تھے اور ذکر کے بعد حلقہ کی طرح بیٹھنا مناسب نہیں اس طرح کہ وہ دوسری طرف کو خالی چھوڑ دیں پس اس میں شیطان داخل ہو جائے گا جس طرح نماز کی صفوں کے بارے میں حدیث شریف آئی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ

---

① سورۃ نور آیت 62۔

(اَنْ یَتَرَاصُّوْا فِی الصُّفُوْفِ لِئَلَّا یَدْخُلَ الشَّیْطَانُ بَیْنَھُمْ فَیُوَسْوِسُ لِاَحَدِھِمْ فِی الصَّلٰوۃِ بِمَا لَیْسَ لَہٗ بِہٖ حَاجَۃٌ)
وہ صفوں میں مل کر کھڑے ہوں تا کہ شیطان ان کے درمیان داخل نہ ہو اس طرح وہ کسی ایک کے دل میں اس بات کا وسوسہ ڈالے گا جس کی اسے حاجت نہیں۔

اور یہ بات معلوم ہے کہ مجالس ذکر شیطان سے لڑائی ہے اور جب دشمن دور ہو گا تو وہ ہمارے ساتھ لڑائی کے مقابلے میں (اس صورت میں) زیادہ قوی ہو گا۔

محفلِ ذکر میں نعت خوانی؟

مشائخ فرماتے ہیں: اشعار (مثلاً نعت شریف) پڑھنے والے کے لئے مناسب نہیں کہ وہ ذکر سے فراغت کے بعد اشعار پڑھے مگر یہ کہ ذاکرین کے نفوس قرار پکڑ لیں اور ذکر کی واردات سے فارغ ہو جائیں لہٰذا ذکر کے اثر پر اشعار پڑھنا مناسب نہیں کیونکہ اس سے جماعت کے دل بکھر جائیں گے۔

اسی طرح اشعار پڑھنے والے کو اشعار پڑھنے کی عادت نہیں بنانی چاہئے چاہے وہ ہشاش بشاش ہونے کے لئے اس کے محتاج ہوں یا نہ۔ بلکہ اشعار پڑھنے کو اس وقت کے ساتھ خاص کرے جب ان کی ہمت کو ذکر سے کمزور دیکھے۔

اور یہ اس باب سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ......﴾[1]

اے غیب کی خبر دینے والے نبی مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو۔

اور جب تک ان کی ہمت قوی ہو اس کے لئے اشعار پڑھنا مناسب نہیں کیونکہ ان کے دلوں کو بارگاہ خداوندی میں حاضری کے لئے جمعیت حاصل ہے لہٰذا ان کے دلوں میں اشعار کے معانی ڈالنے سے وہ دل اللہ تعالیٰ سے بکھر جائیں گے۔

سید مدین رحمۃ اللہ علیہ کسی شعر گو کو کچھ وقفہ کے بعد شعر گوئی کی اجازت دیتے تھے پس جماعت (ذکر سے) خاموش ہو جاتی حتیٰ کہ آپ ان میں کچھ دیر کے لئے اکتاہٹ دیکھتے پھر نعت خواں کو نعت پڑھنے کے لئے کہتے جب ان کے حواس جمع ہو جاتے تو ان کے ساتھ مل کر ذکر کرتے اور مجلس سے فارغ ہونے تک مسلسل یہی صورت رہتی۔

اور بعض اوقات فقراء کی ہمت کو مضبوط دیکھتے تو نعت خواں کو نعت پڑھنے سے بالکل روک دیتے۔

اسی وجہ سے صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

خود شیخ کو نعت پڑھنی چاہئے کیونکہ وہ ان کی دلجمعی اور دلوں کے بکھرنے کو زیادہ جانتا ہے۔ اور اگر وہ میسر نہ ہو تو کوئی نیک آدمی ہو جو فقراء کی اصطلاحات کو جانتا ہو جن کا ذکر اس کتاب کے خاتمہ میں سماع کے بیان کے وقت تفصیل سے ہو گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

---

[1] سورۃ انفال آیت 64۔

دعا کے بعد مجلس ذکر سے نکلنا

پھر جب دعا مانگ کر مجلس ذکر سے پھر جائیں تو ان میں سے کسی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے مطلقاً کلام کرے البتہ شرعی ضرورت کے تحت کر سکتا ہے کیونکہ مجلس ذکر کے بعد لغو کلام ذکر کے ذریعے حاصل ہونے والے نور کو مٹا دیتا ہے۔

پس تمام فقراء اپنی خلوت گاہ یا ان جگہوں کی طرف سر جھکائے ہوئے خاموشی کے ساتھ واپس جائیں جہاں وہ بیٹھتے ہیں اور وہ اس کام میں مشغول ہو جائیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے شیخ نے ان کے ذمہ لگایا ہے وہ قرأت ہو یا ذکر یا علم کے حصول میں مشغولیت یا کسی کام کو پورا کرنا وغیرہ۔

مشائخ فرماتے ہیں:

صوفیاء کرام نے مرید پر لازم کیا کہ وہ مختلف اذکار کو ملا کر پڑھے تا کہ ان کے انوار دل پر تہہ بہ تہہ وارد ہوں اور قول وفعل کے ذریعے حرام اور شبہ والے امور کا جو ارتکاب کیا ہے ان سے حاصل ہونے والی تاریکیاں کوچ کر جائیں۔

وہ فرماتے ہیں جو مجلس کے بعد لغو کام کرتا ہے گویا اس نے ذرہ بھر ذکر نہیں کیا اور بعض اوقات اس کا ایک ساعت کا لغو کام اس پوری مجلس کے نور پر غالب آ جاتا ہے۔ پس شیخ یا نگران کو چاہئے کہ وہ فقراء کو اس قسم کی باتوں سے خبردار کرے اور ان سے کہے۔

اے فقراء! اپنے اوراد وظائف کی طرف اجر وثواب کے ساتھ اٹھو اور ذکر کے نور کو لغو کام کی تاریکیوں سے نہ ملاؤ حتیٰ کہ یہ فقراء کی عادت بن جائے اور انہیں تنبیہ کی ضرورت نہ پڑھے۔ واللہ اعلم

☆ پیر بھائیوں کی خیر خواہی

مرید کی شان یہ ہے کہ وہ اپنے برادران طریقت کے لئے وہ چیز پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور مراتب کمال تک پہنچنے کا راستہ ان کے قریب کرے جس طرح اپنی ذات کے لئے پسند کرتا ہے اور یہ ہمیشہ ذکر میں مشغولیت کے ساتھ ہوتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر مرید کے لئے راستے اور گھاٹیاں بنائی ہیں جب تک ان سب کو طے نہ کرے کمال تک نہیں پہنچ سکتا۔

اگر چاہے تو ایک ہفتہ میں طے کرے چاہے تو ایک مہینے میں طے کرے چاہے تو ایک سال میں اور چاہے تو کئی سالوں میں طے کرے۔ جس قدر اس کا عزم اور ہمت ہو پھر وہاں تک رسائی حاصل کرنے کے بعد باقی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی جاری تقدیر کے مطابق عیش کرے گا سب سے زیادہ انعام اس پر ہوتا ہے۔ جو ان منازل کو ایک ہفتہ میں طے کرے اس کے بعد وہ جو ایک مہینے میں اور اس کے بعد وہ جو ایک سال میں طے کرے اسی طرح یہ سلسلہ آگے بڑھے گا۔

دوسرے غافل ہوں تو یہ ذکر کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ زاویہ تربیت گاہ میں اس کے برادران طریقت ذکر سے غفلت کریں تو ان مواقع کا خیال رکھے اور ان کی غفلت کے وقت وہ تنہا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تا کہ اس کے بھائیوں پر بھی رحمت نازل ہو اور یوں وہ ان سے حسن سلوک کرے اور اس کے لئے بھی بہت بڑا اجر لکھا جائے گا اور جن جن بولنے والی یا خاموش چیزوں نے اس کی آواز کو سنا ہو گا وہ

قیامت کے دن اس کے لئے گواہی دیں گی اوران کی گواہی کواللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ ①

اور بعض اوقات دوسرے برادران طریقت غافل ہوتے ہیں تو ایک شخص کا ذکر اجر وثواب میں ان غافل لوگوں کی تعداد کے مطابق ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اس کے ذکر کو پسند کرتے ہیں اور وہ اسے اپنی خوراک اور ہر بیماری سے شفا سمجھتے ہیں۔

سیدی محمد السروی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بتایا کہ ایک جماعت نے بطور شرط کہا کہ وہ سیدی محمد الغمری رحمۃ اللہ علیہ کے زاویہ (تربیت گاہ) کو جو "محلہ کبریٰ" میں ہے اسے رات یا دن میں ذکر سے خاموش پاتے ہیں تو اسے ایسا نہ پایا اور وہ اس طرح تھا جیسے طواف کرنے والوں کے لئے کعبہ ہوتو آپ کی جماعت کی یہ صورت تھی۔

شیخ شمس الدین الطمیخی رحمۃ اللہ علیہ جو سیدی شیخ ابوالعباس الغمری رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے ایک تھے نے مجھے خبر دی کہ مجاور کا بیٹا یا اس کا چچازاد یہ میں آتا تو کسی کو جرأت نہ ہوتی کہ اسے سلام کرے حتیٰ کہ نقیب سے مشورہ کر لے۔

اور ان میں سے ایک سے جب اس کا بھائی گالی گلوچ کرتا یا توہین آمیز کلمہ کہتا تو وہ اس کا رد نہ کرتا بلکہ اسے یاد رکھتا اگر درگزر نہ کرتا یہاں تک کہ جس دن وہ مجلس اختیار کرتے اور وہ اپنی چابی اپنے گھٹنے کے نیچے رکھتا حتیٰ کہ کوئی اجنبی داخل نہ ہوسکتا پھر وہ اپنا مقدمہ شیخ کے سامنے پیش کرتے تو وہ ظالم سے مظلوم کا حق لے کر دیتا اور جو اپنے بھائی سے چشم پوشی کرتا وہ شیخ کے نزدیک اس سے زیادہ معزز ہوتا جو اپنا حق وصول کرتا اور وہ شیخ ان سے کہتا کہ فقیر کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنے بھائی کا سخت کلام جو اس نے غصے کی حالت میں کیا ہے، اسے روک رکھے کیونکہ بعض علماء غصے کی حالت میں طلاق کو درست قرار نہیں قرار دیتے کیونکہ اس وقت اس کی عقل کام نہیں کرتی۔ ②

اور وہ فرماتے تھے: جو شخص لوگوں کے ہر کلام کو یاد رکھتا ہے جو انہوں نے اس کے بارے میں کیا ہو تو ایسے شخص کے دشمن زیادہ ہوتے ہیں اور اس کی ہمت پست لوگوں کی طرف چلی جاتی ہے۔

سیدی احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں ہے:

جو شخص اپنی ذات کا بدلہ لیتا اور اس کی طرف سے جواب دیتا ہے وہ ضائع ہوجاتا ہے اور تھک جاتا ہے اور جو شخص لوگوں سے چشم پوشی کرتا اور اپنے معاملے کو اپنے مولیٰ کے سپرد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گھر والوں اور خاندان کے علاوہ لوگوں کے ذریعے

عربی نسخہ صفحہ 106 میں یہاں کچھ عربی اشعار ہیں۔

① اِجل مرآتك ترى الحق المقين — واخرج عن ذاتك لتفرح بآخرين
تنظر ما فاتك على طول السنين يا عبدالحندوس — لفقدوا عبوس، تحمل للدبوس، وللمسكين تدوس
دخان المشعل، و دقات الطبول — وافعل لا تفعل، تحير فيها العقول
ما اسرع ما يعزل ومن بعد الوصول اينو قال محبوس فى قفصوا يدوس — اياك الناموس يطلع كالقادوس ہلا و اندق روس

② یعنی جب اتنا غصہ ہو جب عقل کام کرنا چھوڑ دے ورنہ طلاق تو غصہ میں ہی ہوتی ہے۔ ۱۲ ہزاروی

اس کی مدد کرتا ہے۔ واللہ اعلم

☆ بڑوں کی سختی برداشت کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ جب وہ شیخ کے تربیت گاہ میں ٹھہرا ہوا ہو تو جھڑک اور سخت بات زاویہ (تربیت گاہ) کے بڑے لوگوں مثلاً خطیب' امام' نگران وغیرہ سے برداشت کرے جب تک وہ سالک ہوں کیونکہ ناقص شخص کے لئے ان کے بھائیوں پر فضیلت اسی وجہ سے دیکھتا ہے کہ وہ تربیت کرتے ہیں' تعلیم دیتے اور خدمت کرتے ہیں۔

لہٰذا وہی جھڑکتا ہے جو اپنے آپ کو اس سے اوپر سمجھتا ہے پس جب اس کا سلوک مکمل ہو جائے تو اس کی حالت یوں ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے آپ پر ان کی فضیلت اس اعتبار سے سمجھتا ہے کہ وہ اس کے اجر کا سبب ہیں اسی وجہ سے ان کے حکم کو مانا جاتا ہے جب وہ اسے اپنی حاجات کو پورا کرنے کے لئے کہتے ہیں لیکن اگر ان لوگوں کی حاجات ہو تو شیخ کی اجازت سے پورا کیا جائے۔

اور اگر زاویہ (تربیت گاہ) سے متعلق ضروریات ہوں تو شیخ سے خصوصی اجازت لینے کی ضرورت نہیں بلکہ وہ اس کی اجازت میں شامل ہے۔

اور نگران کو اختیار ہے کہ وہ زاویہ کی ضروریات کے لئے وہاں مقیم لوگوں میں سے جس سے چاہے کام لے۔

☆ نگران پر اعتراض نہ کرے

یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ مجاورین پر اپنے نفس کے لئے اس شخص کے خلاف باطل تعصب حرام ہے جسے شیخ نے نگران یا جابی یا خادم بنایا ہے اسی طرح اس پر طعن کرنا بھی حرام ہے مثلاً یہ کہنا کہ یہ شخص اس ذمہ داری کے لائق نہیں ہے بلکہ اس پر ماننا لازم ہے کیونکہ جس کو شیخ نے مقرر کیا ہو اس پر طعن کرنا شدید ضرر اور ایک دوسرے کے دلوں کو تشویش میں مبتلا کرنا ہے اور ان پر ان کے اسباب معاش کا دارومدار ہے۔

اور بعض اوقات وہ حکام کے سامنے شکایات کی کثرت اور تنگی کی وجہ سے زاویہ سے نکل جاتے ہیں اور کوئی پیشہ اختیار کر کے کام کرتے ہیں یا کمزور فقہاء اور مساکین کے وظائف کے لئے محنت کرتے ہیں پس وہ محلے کی کسی مسجد یا سبیل کو کسی کے پاس نہیں دیکھتے مگر اس کے لئے کوشش کرتے ہیں۔

پس مومنوں کے دل ان سے بیزار ہو جاتے ہیں حالانکہ پہلے وہ ان سے برکت حاصل کرتے تھے کیونکہ انہوں نے اپنے دلوں کو خیر سے نکال دیا اور دنیا کی محبت سے دلوں کو بھر لیا اور زاویہ سے نکلنے سے پہلے زاویہ والوں کو تنگ کیا۔

اور بعض اوقات ابلیس ان کے ساتھ زاویہ میں ٹھہرتا ہے اور وہی ان کا شیخ بن جاتا ہے اگر وہ خرابیوں اور جھگڑوں کو باقی رکھیں پس وہ ان کے درمیان ایک دوسرے کے خلاف وسوسے ڈالتا ہے بدگمانی پیدا کرتا ہے اور ان کی گفتگو دوسرے حضرات تک پہنچا کر فتنے پیدا کرتا ہے حتیٰ کہ ان کے پاس دنیا اور آخرت کے عمل کے لئے وقت نہیں بچتا۔ اور وہ اس (ابلیس) کے سامنے اس قدر جھکتے ہیں جس قدر اپنے انسانی شیخ کے سامنے نہیں جھکتے جب کہ یہ شیخ ان کو ان باتوں کی دعوت دیتا ہے جو ان کی نفسانی

خواہشات کے خلاف ہیں۔

اور ابلیس ان کو ان باتوں کی دعوت دیتا ہے جن کی خواہش ان کے نفس کرتے ہیں اور ان کے قبیح کاموں کو ان سے پردے میں کر دیتا ہے حتیٰ کہ ان میں سے کوئی ایک اس لغزش سے جس میں وہ واقع ہوا، توبہ اور استغفار کے قریب نہیں جاتا۔

اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ شیطان کے لئے ان کے درمیان جھگڑے پیدا کرنے اور بعض کو بعض کے خلاف مشغول کرنے سے بڑا کوئی جال نہیں جس کے ذریعے وہ شکار کرتا ہے۔

اس طرح وہ ان کو اللہ ﷻ (کے ذکر) سے پھیر دیتا ہے اور یہ شیطانوں کی طرح ہو جاتے ہیں وہ صرف نقائص کا ذکر کرتے ہیں اور دوسروں کی خفیہ باتوں پر مطلع ہوتے ہیں ان کی بری صفات ان لوگوں کے لئے ظاہر ہوتی ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ دوسروں کی صفات ہیں۔

☆مرید معلم بن جائے تو؟

مرید جب فقیہ ہو تو اس کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ جب نگران اس سے پڑھنے والوں میں سے کسی ایک سے فقراء کی حاجات کو پورا کرنے کے لئے کام لے تو وہ مخالفت نہ کرے۔

جس طرح روٹیاں پکانا اور آٹا گوندھنا' بلکہ مجاور پر لازم ہے کہ وہ اپنی اور اپنے بھائیوں کی خدمت خود کرے یا اپنی اولاد کے ذریعے جو اس کے پاس پڑھتے ہیں۔

اور جو شخص اس سلسلے میں مخالفت کرے اور اپنی اولاد کو کسی ایک کی خدمت سے منع کرے حالانکہ وہ زاویہ کے لنگر سے کھاتے ہیں تو وہ اسے فاسد غرض کی نسبت کرتے ہیں اسے ست کہتے اور اس کی عزت پر حملہ کرتے ہیں خاص طور پر جب اس کی اولاد خوبصورت ہو۔

یہ اس صورت میں ہے جب نگران عام اجازت کے تحت ان سے خدمت لے اور اگر شیخ زاویہ واضح حکم دے کہ وہ ان سے خدمت لے تو فقیہ کو اس سے روکنے کا قطعاً کوئی حق نہیں۔

تربیت گاہ میں خدمت کر لو

پس وہ فقیہ جو زاویہ کے بچوں کو پڑھاتا ہے ماہر ہونا چاہیے وہ ان کو درجہ بدرجہ رکھے اور اپنے بھائیوں میں سے کسی کو اپنے بارے میں بدگمانی کی راہ نہ دے اور اپنی اولاد کو بھی ترغیب دے کہ جس طرح وہاں عادت ہے کہ باری باری کام کرتے ہیں یا جس طرح شیخ مناسب سمجھے وہ ان ضرورتوں کو پورا کرنے میں حصہ لیں۔

ہو سکتا ہے وہاں کوئی شخص ایسا ہو جو اپنی ذہنی پراگندگی کی وجہ سے نفع حاصل نہ کر سکے لیکن خدمت کے ذریعے نفع حاصل کر لے جس طرح تربیت گاہوں (مدارس وغیرہ) میں مشاہدہ کیا جاتا ہے ایک شخص بیس سال وہاں ٹھہرتا ہے لیکن قرآن مجید حفظ نہیں کر سکتا۔

تو جس طرح واضح ہے ایسا شخص فقیہ بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا لیکن وہ خدمت کرتا ہے یا ذکر اور وظائف کے ذریعے عبادت میں مشغول رہتا ہے ورنہ اس کا بیکار ہونا اسے برے کاموں کی طرف لے جاتا ہے پس زاویہ کے تمام فقہاء کے لئے مناسب ہے کہ وہ اپنی اولاد کو ضرورتوں کو پورا کرنے کی ترغیب دیں اور اپنی اولاد کو دوسروں پر ترجیح نہ دیں۔ واللہ اعلم

☆ شک وشبہ کے شکار مرید کی حفاظت

مریدین کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ اس کے جو بھائی تردد میں ہیں ان کو ترغیب دیں کہ وہ صبح وشام فقراء کے ساتھ زاویہ میں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہیں اور زاویہ میں لغو باتوں یا غفلت کے ساتھ نہ بیٹھیں اور نہ ہی لوگوں کی تاریخیں کرنے کے لئے بیٹھیں۔ کیونکہ ابلیس اس قسم کے لوگوں کے گھات میں ہوتا ہے پس وہ شیخ کی مجلس کی نیت وعظ سے حاضر ہوتے ہیں اور اپنے گھر میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہیں۔

پس فقیر کو اپنے بھائیوں پر رحمت بننا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے مجلس ذکر میں بھائیوں کی کثرت کو پسند کرے مرشد بننے کی چاہت میں نہیں۔

جس طرح بعض حضرات اس چیز میں پڑ گئے اور جب وظیفہ لمبا ہو تو حاضری کی ترغیب متعین ہوتی ہے جس طرح جمعۃ المبارک کی رات، عید کی رات یا قدر ومنزلت والی راتوں میں شب بیداری۔

بعض اوقات کچھ لوگ اکتا جاتے ہیں اور وہ سو جاتے ہیں اور باقی لوگ جاگتے رہتے ہیں۔ اور جب جماعت کم ہو تو سب پر نیند طاری ہو جاتی ہے اور اس طرح مجلس باطل ہو جاتی ہے اور اگر ان میں سے کوئی ایک ظہر اور عصر کے درمیان تھوڑی دیر کے لئے سو جائے تو وہ اسے آنے والی رات کی بیداری سے روک دیتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ((اِسْتَعِيْنُوْا عَلٰى قِيَامِ اللَّيْلِ بِالْقَيْلُوْلَةِ وَبِاَكْلَةِ السَّحَرِ عَلَى الصِّيَامِ))

رات کے قیام پر قیلولہ (دوپہر کے وقت کچھ آرام کرنا) اور روزے پر سحری کھانے کے ساتھ مدد حاصل کرو۔ [1]

سیدی عبدالعزیز الدیرینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

ظہر سے پہلے سونا گزشتہ شب بیداری کا اور ظہر کے بعد سونا آئندہ رات کی شب بیداری کا علاج ہے۔

سچا مرید اپنے شیخ کے زاویہ کے حوالے سے شرم محسوس کرتا ہے اگر ورد و وظائف کے اعتبار سے اس کے نظام میں خلل آئے بلکہ ہر وہ عمل جو وہ اللہ تعالیٰ کے لئے کرتا ہے اگر اسے معطل دیکھے (تو عار محسوس کرتا ہے) جس طرح اسی کتاب میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔

مقام تہمت پر جانے سے روکنا

اور مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کو تہمت کی جگہوں میں جانے سے روکے اس طرح کہ ان میں

---

① الجامع الصغیر، حرف الف، جلد ۱، صفحہ 66، رقم الحدیث: 986 (مفہوماً)، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

سے ایک اس طرح ہو جائے کہ جب حرام کام یا بے حیائی کے حوالے سے اس کی طرف فسق کی نسبت کی جائے تو لوگ اس کی تصدیق کریں تو شیخ پر لازم ہے کہ وہ اسے تہمت کے مقامات میں جانے سے روکے تا کہ وہ دروازہ بند ہو جائے جو بے حیائی کے ظاہر ہونے کے حوالے سے لوگوں کی تصدیق کی صورت میں آتا ہے۔ اگر وہ قلت دین کے اسباب میں واقع ہونے سے اپنے ظاہر کی حفاظت کرے تو اس کے بارے میں کوئی بھی جھوٹ اور بہتان کو قبول نہ کرے بلکہ لوگ اس شخص کو حجت لائیں جو اس کی طرف نقائص کی نسبت کرتا ہے اور کہیں ہر گز نہیں کہ فلاں شخص اس قسم کے کام میں پڑے۔

جان لو! شیخ کا اس کو ادب سکھانا اور اس کے اپنے ظاہر کی حفاظت میں سستی کرنے پر ہے تہمت پر نہیں۔ واللہ اعلم

پیر بھائیوں کو مجلس ذکر کی ترغیب دے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے برادران طریقت کو رحمت اور نرمی کے ساتھ صبح و شام مجلس ذکر کی ترغیب دے جب شیخ مجلس کی حاضری سے پیچھے رہے اور وہ اس حاضری کو شیخ کی حاضری کے ساتھ مشروط نہ کرے کیونکہ شیخ کے لئے مریدین کے اوراد کے علاوہ بھی اوراد و وظائف ہوتے ہیں۔

اگر شیخ کی ان کے ساتھ حاضری ہوتی ہے تو وہ اس لئے کہ وہ ان کے دلوں اور ہمت میں بھلائی سے کمزوری دیکھتا ہے کوئی اور وجہ نہیں۔

اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ مرید اپنے احوال میں شیخ کی مشابہت اختیار نہ کرے مگر یہ کہ شیخ اسے حکم دے پس مرید پر وہ ورد لازم ہے جو شیخ نے اس کے ذمہ لگایا ہے اور وہ ضرورت کے بغیر جماعت کے ساتھ ذکر سے پیچھے نہ رہے اور اس پر بھی اپنے برادران طریقت سے معذرت کرے۔

سیدی شیخ مدین رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین میں سے ایک شخص جماعت کے ساتھ ذکر کیا کرتا تھا پھر اس ذکر کو چھوڑ کر تنہا ذکر کرنے لگا شیخ نے اس سے اس بارے میں پوچھا تو اس نے کہا:

(یَاسَیِّدِیْ اِنَّ الْاِجْتِمَاعَ اِنَّمَا جَعَلَ لِمَنْ هِمَّتَهٗ ضَعِیْفَةٌ وَقَلْبَهٗ مَیِّتٌ وَاَنَا بِحَمْدِ اللّٰهِ قَلْبِیْ صَارَ حَیًّا اَنْ لَا اَحْتَاجَ اَنْ تَقْوٰی بِغَیْرِیْ)

اے میرے آقا! اجتماع ان لوگوں کے لئے ہے جن کی ہمت کمزور اور دل مردہ ہیں اور الحمد للہ میرا دل زندہ ہے اپنے غیر کے ذریعے اسے مضبوط کرنے کی مجھے حاجت نہیں ہے۔

تو حضرت شیخ نے اسے زاویہ سے نکالنے کا حکم دیا اور فرمایا: اس قسم کے لوگوں کی وجہ سے جماعت ضائع ہو جاتی ہے پس ہر فقیر کہنے لگتا ہے مجھے ذکر میں غیر کے ساتھ اجتماع کی حاجت نہیں اور اسی طرح زاویہ کی علامت چلی جاتی ہے۔

کیونکہ نفس کی عادت ہے کہ وہ خیانت اور جھوٹے دعوے کرتا ہے پس اجتماع میں شیخ کے حکم کی تعمیل اور علامت کو قائم رکھنا ہے۔ واللہ اعلم

☆ پیر بھائیوں کی راہ نمائی کرنا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے برادران طریقت کی راہ نمائی کرے اور ان کو شریعت اور صوفیاء کے آداب سکھائے لیکن اپنے آپ کو ان سے بلند مرتبہ نہ سمجھے بعض اوقات ان میں سے ایک شخص میں اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص اور اس کے ساتھ معاملہ میں حسن زیادہ ہوتا ہے لہٰذا اس کا دوسرے مرید سے زیادہ علم والا ہونے سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس سے افضل ہے۔

اس زمانے کے بہت سے مشائخ اس بات سے الگ ہیں وہ اپنے بارے میں یہ گمان رکھتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے مریدین سے افضل ہیں کیونکہ وہ ان سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔

پس اس شیخ کو جو اپنے آپ کو افضل سمجھتا ہے ہماری ان مذکورہ باتوں سے آگاہی حاصل کرنی چاہئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

☆ رب کی بارگاہ میں قریب ترین راستے سے داخل ہونا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے برادران طریقت کی راہ نمائی کرے کہ وہ اپنے رب کی بارگاہ میں اس راستے سے حاضر ہوں جو قریب ترین ہے اور اس کو اس کی پہچان حاصل ہے۔

اور ہر اس بات کی طرف ان کی راہ نمائی کرے جس میں وہ اپنے نفسوں کو ڈانٹ ڈپٹ کریں جب وہ مجالس خیر سے پیچھے رہیں۔ شاید یہ ڈانٹ اس خیر کو چھوڑنے کے خلل کو پورا کر دے۔

اور کسی فقیر کے لئے مناسب نہیں کہ وہ جھڑکنے کے سلسلے میں اپنے نفس سے چشم پوشی کرے کہیں اس سے مجھے سستی نہ آ جائے۔ جس طرح پیچھے رہنے والے کے لئے مناسب نہیں کہ وہ ایسے عذر پیش کرے جن کو شیخ اور برادران طریقت قبول نہ کریں۔ اس طرح وہ اپنے نفس کو دھوکے میں رکھے گا۔

وہ فرض کرے کہ اگر کوئی انسان اسے مجلس ذکر کی حاضری پر ایک ہزار دینار دیتا ہے اور اس کا نفس یہ خیال کرتا ہے کہ ایک ہزار دینار اس سے رہ جائیں گے لیکن اس کے باوجود وہ کسی ضرورت کا عذر پیش کرتا ہے جس میں اپنے وقت کو خرچ کرتا ہے تو یہ شخص اس دن ذکر سے پیچھے رہنے میں سچا ہے۔

اور اگر وہ اپنے نفس کو دیکھتا ہے کہ وہ ایک ہزار دینار کی وجہ سے حاضری کی حرص رکھتا ہے اور ان تمام کاموں کو چھوڑ دیتا ہے جو اس مجلس کی حاضری سے ٹکراتے ہیں تو وہ پیچھے رہنے میں جو عذر پیش کرتا ہے اس میں جھوٹا ہے۔

کیونکہ "سُبْحَانَ اللّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کے کلمات مومن کے نزدیک زمین بھر سونے سے زیادہ ترجیح رکھتے ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔

﴿اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَیْرٌ اَمَلًا﴾ [1]

---

[1] سورۃ کہف آیت 46۔

مال اور بیٹے یہ جیتی دنیا کا سنگار ہیں اور باقی رہنے والی اچھی باتیں ان کا ثواب تمہارے رب کے یہاں بہتر اور وہ امید میں سب سے بھلی۔

حضرت ابن عبداللہ ﷺ فرماتے ہیں: "الباقیات الصالحات" سے مراد بندے کا سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر پڑھنا ہے۔

پس جس چیز کے بارے میں اللہ تعالیٰ گواہی دے کہ وہ بندے کے لئے بہتر ہے تو اس کے لئے مناسب نہیں کہ اس کی مخالف چیز کو اس پر ترجیح دے بلکہ بعض اوقات وہ اس وجہ سے کافر ہو جاتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

میں نے اپنے برادرانِ طریقت میں بعض حضرات کو دیکھا کہ وہ نماز فجر کے وقت نیند کے غلبہ کو بہانہ بناتے ہیں پس وہ کبھی بھی حاضری کے قریب نہیں جاتے پھر جب قلعہ میں کسی کے پاس کام ہو یا کسی دوسرے شخص کے پاس کام ہو اور اس کے فوت ہونے کا ڈر ہو تو وہ پوری رات کو تسبیح کے ساتھ بیدار رہتا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ صبح کے وقت نیند کے غلبہ کے دعوئی میں جھوٹا ہے۔

ذکر پر دنیا کو ترجیح دینا؟

میں نے ایک علیحدگی پسند جماعت کو دیکھا وہ رسول اکرم ﷺ پر درود شریف کی مجلس میں میرے ساتھ نہیں بیٹھتے تھے ان میں کسی ایک کو اونگھ آجاتی اور وہ دائیں بائیں گرتا تھا میں اس کے منہ میں کسی میٹھی چیز کا ٹکڑا رکھ دیتا یا اس کے ہاتھ میں کچھ درھم رکھتا تو وہ سمجھتا کہ یہ اس کے لئے ہیں تو وہ فوراً بیدار ہو جاتا اور اس سے نیند چلی جاتی۔

تو یہ قوی ترین دلیل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور رسول اکرم ﷺ پر درود شریف پر دنیا کو ترجیح دیتا تھا۔

اس قسم کے لوگوں کے لئے شیخ اختیار کیا جاتا ہے جو ان کی کثافتوں کو دور کرتا ہے حتیٰ کہ اس کا دنیا کے لئے داعیہ آخرت کی جہت کی طرف بدل جاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے تو وہ بیدار ہو جاتا ہے اور جب درہم اور حلوہ دیا جائے تو وہ سو جاتا ہے اور اسے کامل ایمان کا ذائقہ حاصل ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

☆ نیکی میں پیر بھائیوں سے سبقت لے جانا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ ہر مشکل کام دنیوی ہو یا اخروی اس میں دوسرے برادرانِ طریقت سے پہل کرنے والا ہو جس طرح لکڑیاں اور گندم لا کر زاویہ (تربیت گاہ) کی چھت پر رکھنا اور پوری پوری رات جاگنا۔

جو مرید دعوئی کرتا ہے کہ وہ شیخ کے ہاں ہجرت میں سب سے زیادہ قدیم ہے تو وہ ان مریدین کے مقابلے میں جن کی مجاورت کا زمانہ قریب ہے۔ وہ اس عمل کا حق زیادہ رکھتا ہے کیونکہ تمام مجاور زاویہ (تربیت گاہ) کے بڑے مجاوروں کے فعل کو دیکھتے ہیں۔

اسی وجہ سے صوفیاء فرماتے ہیں:

فقیر کو چاہئے کہ وہ شک اور تہمت کے مقامات برے اعمال کے ارتکاب میں سب لوگوں سے زیادہ دور رہے تا کہ جب وہ

اپنے برادران طریقت کو نصیحت کرے تو وہ اسے سنیں (ایسا نہ ہو کہ) وہ مثلاً ان کو شب بیداری کا حکم دے اور خود سو جائے۔ ان کو دنیا اور اس کے جمع کرنے سے زہد (بے رغبتی) کی ترغیب دے اور خود دنیا میں رغبت رکھے اور اسے جمع کرے اور لوگوں کے ساتھ قرض اور تجارت وغیرہ کا معاملہ کرے۔

وہ جن فقراء کو کسی بات کا حکم دیتا ہے اور خود اس پر عمل نہیں کرتا تو وہ زبان حال سے کہتے ہیں اپنے نفس کو نصیحت کرو اور وہ اس کی عزت کے درپے ہوتے ہیں تو زاویہ کے بڑے بڑے مجاورین کو اس قسم کے عمل سے پرہیز کرنا چاہئے۔ یہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اس پر شیخ کو بدرجہ اولیٰ عمل کرنا چاہئے۔

شیخ کو چاہئے کہ گندم اور لکڑیاں اٹھانے' کاٹنے' گاہنے یا کاشتکاری میں ان کی مدد کرے چاہے ایک بار یا ایک دن ہی ہو۔ اس سے فقراء کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور ان میں دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔ (حدیث شریف میں ہے)

((وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ))

اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں ہوتا ہے جب تک بندہ اپنے پر بھائی کی مدد میں پڑتا ہے۔[1]

نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام جب لکڑیاں جمع کرنے کے لئے نکلتے تو رسول اکرم ﷺ ان کے ساتھ تشریف لے جاتے تھے ان کے ساتھ لکڑیاں جمع کر کے ان کو گھر لے آتے۔ حضرت امام علی رضی اللہ عنہ بھی یہی کام کرتے تھے اور آپ فرماتے تھے:

کوئی کامل شخص جب تک اپنے اہل وعیال کو نفع پہنچاتا ہے اس میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا (یعنی وہ کامل ہی رہتا ہے)۔

واللہ اعلم

☆ پیر بھائیوں کے دشمن سے دشمنی ظاہر کرنا

اس کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ اگر کوئی اس کے برادران طریقت سے ناحق عداوت رکھے تو چونکہ اس پر ان کے حقوق واجب ہیں لہٰذا اسے ظاہر کرے اور دل میں دشمن نہ رکھے مگر یہ کہ وہ اہل کشف میں سے ہو اور اس شخص کی آخروی بدبختی اس کے لئے ظاہر ہو جائے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

اسی طرح برادران طریقت کے حقوق میں سے یہ بات بھی ہے کہ جس شخص کو فساد کی وجہ سے زاویہ سے نکالا گیا جب وہ زاویہ میں نماز وغیرہ کے لئے آئے تو اس کے ساتھ کھانے یا اس کے ساتھ بیٹھنے میں موافقت نہ کرے اور اپنے بھائیوں کے دلوں کے بدل جانے کا خوف رکھے کیونکہ جس کا فساد اور اس کا فتنوں میں مبتلا ہونا ثابت ہو گیا اس کا دل رکھنے کی بجائے اہل زاویہ کے دلوں کا خیال رکھنا زیادہ بہتر ہے۔

یہ وہ عمل ہے کہ بہت سے لوگ نتائج سے بے خبر ہو کر اس میں مبتلا ہیں پس مناسب ہے کہ سادہ لوح شخص اس قسم کی بات سے خبردار رہے اور اس پر لازم ہے کہ زاویہ کے سچے لوگوں کی موافقت میں اس سے عداوت کا اظہار کرے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس مفسد کی ندامت کے اظہار اور اپنے بھائیوں سے اچھے تعلقات کی طرف راہ نمائی بھی کرتا رہے حتیٰ کہ وہ اس کے پرانے حق کے

---

[1] الأذکار من کلام سید الابرار، باب التعزیۃ، صفحہ 131، مطبوعہ ایضاً

واجب ہونے کی وجہ سے اس کے قیام کو خوش دلی سے قبول کرلیں۔

کیونکہ انسان سے قیامت کے دن اس کی ایک گھڑی کی صحبت کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا پس کسی شخص کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اس مفسد کے بارے میں خوش دلی کا مظاہرہ کرے حتیٰ کہ وہ تمام حضرات اس سے خوش دلی ظاہر کریں اوران میں سے کوئی ایک بھی باقی نہ رہے۔

☆ مخالف کی غیبت نہ کرے

پھر زاویہ (تربیت گاہ) کے اکثر فقراء کا یہ بھی طریقہ ہے کہ جس شخص کو فساد کی وجہ سے نکالا گیا اس کی غیبت بہت زیادہ کرتے ہیں اور ہر آنے والے یا ہر پوچھنے والے کے سامنے اس کے نکلنے کا سبب ذکر کرتے ہیں اور یہ بات جائز نہیں اور بعض اوقات غیبت اور اس سے دل کو سکون پہنچانے کے لئے اس کی عزت کے درپے ہوتے ہیں چنانچہ وہ اس سے زیادہ فاسق اور بری حالت والے ہوجاتے ہیں۔

اور بعض اوقات جلد ہی وہ اس میں مبتلا ہوتے ہیں پس وہ رسوا ہوتے ہیں اور ان کو بھی اسی طرح نکالا جاتا ہے لہٰذا جس شخص کو زاویہ سے نکالا گیا اس کی عزت کے درپے ہونے سے رکنا اور اسے چھوڑ دینا واجب ہے اور رات دن' ہفتوں اور مہینوں اس کی برائی میں ملوث ہونا جائز نہیں۔

اور بعض اوقات اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کے بعد اس کی توبہ قبول کرتا ہے لہٰذا کسی حالت میں بھی اس کی غیبت کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ بہتان اور جھوٹ ہوگا لہٰذا فقراء کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ بعض اوقات فقیر کسی وجہ سے زاویہ کی طرف لوٹ آتا ہے اور کوئی ایک اسے وہ باتیں بتاتا ہے جو ان لوگوں نے اس کے بارے میں کہی ہوتی ہیں چنانچہ جس نے اس کی عزت پر حملہ کیا اس سے اس کی دشمنی سخت ہوجاتی ہے حتیٰ کہ ان میں سے کوئی ایک اپنے بھائی سے دنیا اور آخرت میں چشم پوشی کے لئے تیار نہیں ہوتا۔

اے بھائیو! اس بات پر غور کرو اور میں نے جو کچھ تمہارے لئے بیان کیا ہے اس پر عمل کرو۔ واللہ اعلم

☆ سرکشی کا مقابلہ سرکشی سے نہ کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کی اس بات کی طرف راہ نمائی کرے کہ جو شخص ان کے خلاف سرکشی کرتا ہے وہ اس کے خلاف سرکشی ترک کردیں اور ان کو باغی کے مقابلہ کا حکم ہرگز نہ دے اور کہے فاسد کا مقابلہ شفقت کے طریقوں سے ہوتا ہے۔ جس طرح دین میں غفلت برتنے والوں کی اکثریت کرتی ہے۔

صحیح حدیث شریف میں ہے:

((اَدِّ الْاَمَانَةَ لِمَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ))

جو شخص تیرے پاس امانت رکھے اس کی امانت ادا کرو اور جو تجھ سے خیانت کرے اس سے خیانت نہ کرو۔ [1]

حضرت داؤد علیہ السلام کی زبور میں ہے اے داؤد! جو شخص آپ کے خلاف سرکشی کرے اس کا جواب نہ دیں اگر آپ چاہتے

---

① الجامع الصغیر، حرف الف، جلد1، صفحہ 183، رقم الحدیث: 3081 (مفہوماً)، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

ہیں کہ میں آپ کی مدد کروں اور جو شخص اپنے خلاف سرکشی کرنے والے کو جواب دیتا ہے اسی سے میری مدد دور ہو جاتی ہے۔

زبور میں ہی ہے:

اپنے دشمن کے خلاف اپنی دعا کی قبولیت میں تاخیر طلب نہ کرو ورنہ میں تیری دعا کی قبولیت کو موخر کر دوں گا تا کہ تیرے ساتھ اس کی مثل معاملہ کروں جب تو کسی انسان پر ظلم کرے اور وہ تیرے خلاف دعا کرے اگر تو اپنی دعا کی جلد قبولیت چاہتا ہے تو اپنے دشمن کی تیرے خلاف دعا کی فوری قبولیت پر تعجب نہ کرو۔ واللہ اعلم

☆ تربیت گاہ میں بیمار کی خدمت سے غافل نہ ہو

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ اگر زاویہ میں اس کے بھائیوں میں سے کوئی بیمار ہو جائے تو اس کی خدمت سے غافل نہ ہو خصوصا رات کے وقت جب لوگ سو جاتے ہیں اور اسے چھوڑ دیتے ہیں اور اس کی دیکھ بھال کرنے کے لئے نہ اس کے گھر والے ہوتے ہیں اور نہ ہی دوست احباب۔ اس وقت اس کی خدمت یا ہسپتال لے جانے کے لئے یہ متعین ہو جاتا ہے۔ روایات میں آیا ہے کہ قیامت کے دن آدمی سے اس کے تمام بھائیوں اور ساتھیوں کے حقوق کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

پھر اگر فقیر مریض کے پاس کوئی چیز ہو جسے مرض پر خرچ کرے تو اس کے برادران طریقت کو چاہئے کہ وہ اپنے مال میں سے اس پر خرچ کریں یا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر قرض لیں جب وہ اسے اٹھا کر ہسپتال لے جائیں تو اس کے پاس آنے جانے اور دیکھ بھال کرنے والے کی خیر خواہی اور اس کی نگرانی کے حوالے سے اپنا حق ادا کریں اور اس کے پاس آتے جاتے رہیں حتیٰ کہ وہ ٹھیک ہو جائے یا فوت ہو جائے۔ حدیث ہے:

((وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ))

اور اللہ تعالیٰ بندے کی مدد فرماتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔ واللہ اعلم

☆ تربیت گاہ کے معذور لوگوں کی خدمت کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ زاویہ (تربیت گاہ) کے نابینا افراد بوڑھی خواتین اور یتیموں کی خدمت، فالج زدہ کو اس کی حاجت کی جگہ لے جائے اور اس کی ڈاڑھی اور کپڑوں کو جوؤں سے پاک کرے جب وہ اس سے اس بات کا مطالبہ کرے اسی طرح نابینا کو اس کے کپڑے اٹھا کر دے۔

یہ وہ کام ہیں جو اس کے لئے قرب خداوندی کا باعث ہیں۔ کیوں کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی کفالت میں ہیں اور وہی ان کا ولی ہے جب زاویہ کے مضبوط اور تندرست لوگ نابیناؤں، بیوؤں اور یتیموں کو خوشی پہنچاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر ان کے رزق کے اسباب آسان کر دیتا ہے ان کو وسعت عطا کرتا ہے جب کہ اس کے برعکس معاملہ میں برعکس نتیجہ ہوتا ہے۔

حضرت سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(مَنْ اَرَادَ نُزُوْلَ الرَّحْمَةِ عَلَيْهِ فَلْيَخْدِمِ الْعُمْيَانَ وَالْاَيْتَامَ وَكُلَّمَا زَادَ الْعَبْدُ فِي الرَّحْمَةِ عَلَى الْعَبِيْدِ زَادَهُ اللّٰهُ

دَرَجَاتٍ فِي الْجَنَّةِ)

جو شخص اپنے اوپر نزول رحمت چاہتا ہے وہ نابیناؤں اور یتیموں کی خدمت کرے بندہ جس قدر بندوں پر رحمت میں اضافہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسی قدر جنت میں اس کے درجات کو بڑھاتا ہے۔

اور سیدی شیخ عثمان الحطاب رحمۃ اللہ علیہ اندھوں اور یتیموں کی خدمت کرتے اور ان کے لئے ان کے کپڑے اور ڈاڑھیاں دھوتے اور ان کو ان کی قضائے حاجات کی جگہ لے جاتے اور ان کے لیے کھانا پکاتے' گندم صاف کرتے اور ان کے لئے چکی سے ٹوکری (مراد آٹے کا کوئی برتن بوری وغیرہ) اٹھا کر لاتے اور فرماتے اس میں تیری عزت ہے۔ واللہ اعلم

☆ تربیت گاہ میں سادات کی خدمت بڑھ چڑھ کر کرنا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ زاویہ میں "مجاور سادات" کی خدمت دوسروں کے مقابلے میں زیادہ کرے اور ان میں سے کسی ایک کے ساتھ لڑنے سے پرہیز کرے کیونکہ یہ لڑائی ان کے جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائی کی طرح ہے اور اگر سادات میں سے کوئی ایک اس پر زیادتی کرے تو اسے تقدیر خداوندی کے جاری ہونے کے مشابہ سمجھے اور اسے صبر و رضا کے ساتھ برداشت کرے۔

☆ ظالم کو ظلم سے روکے

اسی طرح اس کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ ظالم کا ہاتھ پکڑ کر اسے ظلم سے قول و فعل کے ذریعے روکے ورنہ زاویہ کے فقراء میں فساد بپا ہو جائے گا۔

اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ فقراء کو لاٹھیوں کے ساتھ ایک دوسرے کو مارتے اور ایک دوسرے کو گالیاں دیتے ہوئے دیکھے اور خاموش رہے بلکہ جس قدر ممکن ہو ان کو لڑائی سے روکے لیکن حسن حکمت اور نرم گفتگو کے ذریعے (روکے) اکثر دیکھا گیا کہ بعض فقراء، دو جھگڑنے والوں کے درمیان مداخلت نہیں کرتے اور خیال کرتے ہیں کہ ان کی حالت ان (دونوں) سے زیادہ بری ہے۔

ان کی یہ بات ظالم کا ہاتھ نہ روکنے کے لئے دلیل نہیں بن سکتی ہے پس اس پر لازم ہے کہ وہ ظالم کا ہاتھ روکے اگرچہ وہ اس سے بری حالت والا ہو۔

زاویہ کے بعض سادہ مشائخ کے سامنے یہ واقعہ رونما ہوا کہ فقراء میں سے دو فقیر ان کے سامنے لاٹھیوں کے ساتھ ایک دوسرے کو مارنے لگے حتیٰ کہ انہوں نے ایک دوسرے کو خون آلود کر دیا' وہاں موجود حضرات نے کہا اے سردار! کیا آپ ان کو ایک دوسرے کے ساتھ لڑنے سے روکتے نہیں؟ انہوں نے فرمایا: (اَلنَّجَاسَةُ لَا تُطَهِّرُ غَيْرَهَا) نجاست سے کسی دوسری چیز کو پاک نہیں کیا جا سکتا۔

یہ ان کی سادگی (تقویٰ) کے حوالے سے جواب اور شریعت کی اتباع زیادہ مناسب ہے۔ واللہ اعلم

☆ حکمت سے کام لے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کو غم میں مبتلا نہ کرے جب شیخ اسے حکمرانوں وغیرہ میں سے کسی ایک

کے پاس کسی کام کے لئے بھیجے اور وہ شیخ کے بارے میں اچھا عقیدہ نہ رکھتا ہو اور وہ شیخ کو گالی دے یا اس کی حاجت کو پورا نہ کرے۔

تو ادب کا تقاضا ہے کہ حکمت کے طور پر اس کے خلاف جواب دے اور اس کا سخت کلام پہنچا کر شیخ اور برادران طریقت کو غمگین نہ کرے وہ کلام جو شیخ کے بارے میں کہا، بلکہ اس کی سفارت اچھی ہونی چاہئے اور اپنے بھائیوں کی طرف سے شیخ کو صرف اچھی بات پہنچائے اور بعض اوقات شیخ 'امیر کے پاس ایسے شخص کی سفارش کرتا ہے جو شفاعت کا مستحق نہیں ہوتا کیونکہ اس کے گناہ کی قباحت زیادہ ہوتی ہے پس شیخ کو صبر کرنا چاہئے حتیٰ کہ سزا اپنی حد کو پہنچے۔

پھر اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ جب اس شخص سے ملاقات کرے جس سے شیخ کی بے ادبی کے الفاظ نقل کئے ہیں تو شیخ کی طرف سے اسے سلام پہنچائے اور ملی جلی گفتگو کرے اور جو کچھ اس کی طرف سے شیخ کے حق میں واقع ہوا' اس پر اس کو برا بھلا نہ کہے خاص طور پر جب اس علاقہ کے اکابر میں اس شخص کا نام ہو تو ایسے شخص کے ساتھ ملی جلی گفتگو واجب ہے تاکہ وہ شیخ کا دشمن بن کر اسے اور اس کی جماعت کو اذیت نہ پہنچائے۔

کوئی چندہ نہ دے تو ناراض نہ ہو

اگر کبھی ایسا ہو کہ شیخ اپنا نمائندہ علاقے کے کسی تاجر کے پاس بھیجے اور اس سے گندم یا لکڑیوں کی قیمت ادھار کرے اور وہ کوئی چیز نہ دے اور منع کر دے تو مناسب ہے کہ شیخ تک اسی طرح کی بات پہنچائے جس طرح امراء کے ساتھ معاملہ کیا اور اس کی بات شیخ تک نہ پہنچائے۔ احسان کرنے والا مختار ہوتا ہے چاہے تو احسان کرے اور چاہے تو نہ کرے۔ شرعی طور پر اس کے مال پر پابندی نہیں لگائی جا سکتی اور نیکی شیخ اور اس کی جماعت میں منحصر نہیں۔ (کسی اور کے ساتھ بھی ہو سکتی ہے) لہٰذا شیخ اور اس کی جماعت کو اس زمانے میں کسی تاجر پر ناراض ہونے سے بچنا چاہئے بعض اوقات اس کی معیشت شیخ کے مقابلے میں تنگی کا شکار ہوتی ہے کیونکہ اس زمانے میں کاروبار کی قلت ہے (مصنف اپنے زمانے دسویں ہجری کے نصف آخر کی بات کر رہے ہیں)۔

اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ کمینگی کے سلوک سے اپنے نفسوں کو بچاتے ہیں بخلاف فقراء کے کہ ان کا تانا بانا حال اور قال کے ساتھ مکمل طور پر سوال کرنا ہے مگر جن کو اللہ تعالیٰ (بچانا) چاہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو فقیر اس شخص کے بارے میں جو اسے قرض نہ دے یا ھبہ نہ کرے یا اسے صدقہ نہ دے ناراضگی کا اظہار کرتا ہے اس نے فقراء کے طریقہ سے خوشبو نہیں سونگھی اور اسے اس شخص پر غصہ آ رہا ہے جس نے اس کا کوئی جرم نہیں کیا تو یہ حاسد کی طرح ہے۔

میں نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ فرماتے تھے:

جب تم اپنے نمائندہ کو کسی کام کے لئے بھیجو اور اس وقت وہ کام نہ ہو تو اس نمائندہ اور جس سے سوال کیا گیا کے بارے میں دل میلا نہ کرو کیونکہ اس کام میں تاخیر اس وقت کی وجہ سے ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقرر کیا ہے پس ممکن نہیں کہ وہ کسی دوسرے وقت میں ہو۔ واللہ اعلم

☆اپنے دل کی نگرانی کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کے حوالے سے اپنے دل کی حفاظت کرے جب بھی اس میں کسی مسلمان کے بارے میں کوئی تبدیلی یا تشویش دیکھے تو اپنے نفس کو ملامت کرے اور اس بات کو دل سے زائل کرنے کی کوشش کرے اور بھائی چارے کے واجب حق کو قائم رکھتے ہوئے جو کچھ ہوا اپنے بھائی سے معذرت کرے اور خیال کرے کہ اس نے اپنے بھائی کے بارے میں دل میں کوئی خیال لا کر خطا کی ہے اگر چہ اس میں وہ سچائی کے مرتبہ تک پہنچ جائے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

(لَا تَثِقْ بِوُدِّ مَنْ لَا یُحِبُّكَ اِلَّا مَعْصُوْمًا)

جو شخص تم سے محبت نہیں کرتا اس کی دوستی کو بھی معصوم سمجھو۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

تم پر صوفیاء کرام کی صحبت لازم ہے کیونکہ ان کے ہاں برے کام سے معذرت سے کئی طریقے ہیں۔

پس معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کو اس کی کسی لغزش کی وجہ سے جو اس سے سرزد ہوئی حقیر جانتا ہے وہ بھائی چارے کا حق پورا نہیں کرتا اور جن باتوں میں تمہارا بھائی تمہارا محتاج ہوتا ہے ان میں سے زیادہ حق اس وقت ہوتا ہے۔ جب اس کا جانور پھسل جائے۔

صوفیاء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بندہ فقراء کی طریقت میں اس وقت ثابت قدم ہوتا ہے جب وہ تمام مخلوق سے اس کے مناسب رحمت کا سلوک کرتا ہے وہ نیک ہوں یا برے۔ واللہ اعلم

☆قریب المرگ کو وصیت کی تلقین کرنا

مرید کی ذمہ داری میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اس کے برادران طریقت میں سے جس کی موت کا وقت آ جائے اسے وصیت کرنے اور اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی تلقین کرے اور اس سلسلے میں شرم محسوس نہ کرے صبح تک اس کے پاس جاگتا رہے۔ جس طرح کچھ پہلے یہ بات گزر گئی ہے، بعض اوقات اسی وقت موت واقع ہو جاتی ہے تو یوں وہ اس کا حق ادا کر کے جدا ہوتا ہے۔

کچھ لوگ مریض کو یہ بات کہنے میں حیاء محسوس کرتے ہیں کہ وصیت کرو پس وہ مر جاتا ہے اور لوگوں کے حقوق اس کے ذمہ باقی ہوتے ہیں اور اس کے وارثوں کے درمیان ایسا اختلاف پیدا ہوتا ہے جس میں کوئی بھلائی نہیں ہوتی اور ترکہ کا زیادہ حصہ حاکم لے جاتے ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

جب وہ اس مریض کو کلمہ شہادت کی تلقین کرے اور وہ "لا" (نہیں) کہے تو اس کے بارے میں بدگمانی مناسب نہیں وہ

شیطانوں کی وجہ سے "لا" کہتا ہے جو بڑے لوگوں کے پاس حاضر ہوتے ہیں تا کہ ان کو دین اسلام سے فتنہ میں ڈالیں جس طرح حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہو جب ان کی روح پرواز کرنے لگی تو انہوں نے فرمایا: "لَا بَعْدُ"۔

حاضرین نے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: شیطان میرے سامنے آیا اور وہ اپنی انگلی کاٹتے ہوئے کہہ رہا تھا اے احمد رحمۃ اللہ علیہ میرا فتنہ میں اس سے کہہ رہا تھا دور نہیں۔ یعنی میں تجھ سے اور تیرے فتنہ سے مایوس (بے خوف نہیں) مگر میری روح توحید پر ظاہر ہوئی ہے فقیر کو چاہئے کہ مریض کا ذکر برائی کے ساتھ کرنے سے پرہیز کرے بعض اوقات اسی بیماری میں اس کی موت واقع ہوتی ہے اور اس کے عمل پر مہر لگ جاتی ہے۔

اور وہ آخرت کی طرف یوں جاتا ہے کہ اپنے مخالف کی خدمت سے بری الذمہ نہیں ہوتا اس معاملہ سے، بہت کم لوگ محفوظ ہیں۔ لہٰذا فقیر کو اس قسم کی باتوں سے بچنا چاہئے۔ واللہ اعلم

اور مرید کا تانا بانا اپنے بھائیوں کی لغزشوں سے درگزر اور معافی ہونی چاہئے۔ (مطلب یہ کہ وہ سراپا درگزر رہو) اور جو اس پر زیادتی کرے یہ اس پر زیادتی نہ کرے اگرچہ جواب دینے کے طور پر اللہ تعالیٰ نے یہ اس کے لئے جائز قرار دیا ہے کیونکہ اس کی مثل جواب دینا مشکل ہے بعض اوقات کمی زیادتی ہو جاتی ہے اور بعض اوقات دشمن کے مقابلے میں اس شخص پر زیادتی کا اثر کم ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ پس بدلہ دینے کی اجازت کمزور لوگوں کے لئے ہے۔ ارشاد (خداوندی) ہے۔

﴿...... فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ......﴾ ①

تو جس نے معاف کیا اور کام سنوارا تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔

سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جو شخص تجھ پر ظلم کرے اسے معاف کر دے شارع علیہ السلام نے تجھے اسی بات کا حکم دیا ہے یہ نہ کہو کہ شریعت نے میرے لئے جائز قرار دیا ہے کہ جیسا اس نے کیا اس کی مثل کے ساتھ مقابلہ کروں کیونکہ ((فَكَمْ مِنْ مُبَاحٍ تَرْكُهٗ اَفْضَلُ)) کتنے ہی جائز کاموں کو چھوڑنا جائز ہے۔

آپ فرماتے تھے:

جس قدر ہو سکے اپنا حق اپنے بھائی کے لئے چھوڑ دو اور اپنے برادران طریقت میں سے اہل مروت کی لغزشوں کو برداشت کرو۔

تم پر لازم ہے کہ لوگوں کی خوبیوں کو دیکھو برائیوں کو نہیں کیونکہ ہر مسلمان میں اچھے اخلاق بھی ہوتے ہیں اگرچہ وہ لوگوں میں سب سے بڑا فاسق ہو۔

آپ فرماتے تھے:

اگر تم اپنے مسلمان بھائی کو اس کی کسی شرط کی وجہ سے چھوڑ دو تو اسے تین دن رات سے زیادہ مدت نہ چھوڑو اور تین دن کے

---

① سورۃ شوریٰ آیت 40۔

بعد اسے سلام کرنے میں پہل کروتا کہ تم دو آدمیوں میں سے بہتر آدمی قرار پاؤ کہ تم پر لازم ہے کہ ہر تمام مخلوق سے اذیت برداشت کرو اور اس کا کڑوا گھونٹ بھرو صحیح مرفوع حدیث ہے۔

((لَا اَحَدٌ اَصْبَرَ عَلٰی اَذًی مِنَ اللّٰہِ))

اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی بھی اذیت پر صبر کرنے والا نہیں۔[1]

اس کے رزق کا فیضان ان لوگوں کو بھی ملتا ہے جو اس کے لئے اولاد اور بیوی ثابت کرتے ہیں نیز اس کے نبیوں اور کتابوں کا انکار کرتے ہیں۔ پس فقیر کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے متصف ہو کر اذیت برداشت کرے۔ میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ میں ۹۴۷ھ میں بیت اللہ شریف کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے دل میں سوچا لیکن مجھے کوئی ایسی دعا معلوم نہ ہوئی جو طواف کے دوران پڑھنے کے بارے میں حدیث میں آئی ہے تو میں نے سنا کوئی کہنے والا حجر اسود کے اندر سے کہہ رہا تھا یوں کہو۔

حجر اسود کے اندر سے کہہ رہا تھا

اَللّٰھُمَّ اَفْرِغْ عَلَیَّ مِنَ الْاَخْلَاقِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ مَا اَتَحَمَّلُ بِہِ الْاَذٰی مِنْ جَمِیْعِ الْعِبَادِ

یا اللہ! مجھے اخلاق محمد یہ میں سے وہ (اخلاق) عطا فرما جس کے ساتھ تمام بندوں کی ایذا رسانی کو برداشت کروں۔

اَللّٰھُمَّ اَفْرِغْ عَلَیَّ مِنَ الْاَخْلَاقِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ مَا اَتَلَقّٰی بِہِ الْاَقْدَارِ الْجَارِیَۃِ عَلَیَّ بِالرِّضٰی وَالتَّسْلِیْمِ

یا اللہ! مجھے اخلاق محمد یہ میں سے وہ خلق عطا فرما جس کے ذریعے میں اپنے اوپر جاری تقدیر کو تسلیم و رضا کے ساتھ برداشت کرسکوں۔

اَللّٰھُمَّ اَفْرِغْ عَلَیَّ مِنَ الْاَخْلَاقِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ مَا اَکُوْنُ بِہٖ ھَادِیًا مَھْدِیًّا،

یا اللہ! مجھے اخلاق محمد یہ میں سے وہ خلق عطا فرما جس کے ذریعے میں ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ ہو جاؤں۔

اَللّٰھُمَّ اَفْرِغْ عَلَیَّ مِنَ الْاَخْلَاقِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ مَا تَصِیْرُ بِہٖ حَرَکَاتِیْ وَ سَکْنَاتِیْ کُلُّھَا مَرْضِیَۃً عِنْدَکَ

یا اللہ! مجھے اخلاق محمد یہ میں سے وہ خلق عطا فرما جس کے ذریعے میری تمام حرکات و سکنات تیری مرضی کے مطابق ہو جائیں۔

اَللّٰھُمَّ اَفْرِغْ عَلَیَّ مِنَ الْاَخْلَاقِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ مَا اَتَجَمَّلُ بِہٖ بَیْنَ یَدَیْکَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

یا اللہ! مجھے اخلاق محمد یہ میں سے وہ خلق عطا فرما جس کے ذریعے میں دنیا اور آخرت میں تیرے سامنے حسن و جمال اختیار کروں۔

اس کے بعد ہمیشہ دعائے مسنون کے بعد اور یہ میری یہی دعا ہوگی۔

---

[1] شرح النووی، کتاب صفۃ القیامۃ ...... الخ، باب احد اصبر ...... الخ، رقم الحدیث: 2804، مطبوعہ: دار الخیر، بیروت۔

☆ پیر بھائیوں کو دعا میں یاد رکھنا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کو دعا' مغفرت اور عفو و درگزر کے حوالے سے نہ بھولے جب بھی اپنے رب ﷻ کے ساتھ خالص وقت پائے وہ دن ہو یا رات' حالت سجدہ ہو یا اس کے علاوہ (حالت)' ان کے ان حقوق کو پورا کرنے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ دعا کے لئے مقرر فرشتہ کہتا ہے: (وَلَكَ مِثْلُ ذٰلِكَ) ''اور تیرے لئے بھی اس کی مثل ہو'' اور فرشتے کی دعا رد نہیں ہوتی۔

میں نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا:

جب تم میں سے کوئی کدورت سے صاف وقت پائے تو اللہ تعالیٰ سے اپنے زمانے کے تمام مسلمانوں کے لئے مغفرت طلب کرے اور یہ مسلمانوں کے حقوق میں سے سب سے بڑا حق ہے اور اس سے ہر شخص آگاہ نہیں ہو سکتا سوائے ان مخصوص لوگوں کے جو ہمارے پیچھے چلتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔

((لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ))

تم میں سے کوئی شخص (کامل) ایمان والا نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اپنے بھائی کے لئے وہ بات پسند کرے جو اپنے لئے کرتا ہے۔ [1]

اور قرآن عظیم میں ہے:

﴿......رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ......﴾ [2]

اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ایمان کے ساتھ ہم سے پہلے گزر گئے۔

اسی پر ان لوگوں کو قیاس کیا جاتا ہے جو ایمان کے ساتھ ہم سے پیچھے ہیں یا ہمارے برابر ہیں (سب کے لئے دعا ہے)۔

پھر بے شک ان کے لئے مغفرت دو قسم کی ہے یا تو اس طرح کہ اللہ تعالیٰ ان بندوں اور نامناسب کام میں پڑنے کے درمیان کوئی رکاوٹ کھڑی کر دے یا جب وہ نافرمانی کریں تو ان کا مواخذہ نہ فرمائے۔ مغفرت کی تیسری صورت نہیں۔

اور موحدین کی جو جماعت جہنم میں جائے گی وہ شرعی طور پر اس سے مستثنیٰ ہے تاکہ کوئی معترض مغفرت کی عمومی دعا پر اعتراض نہ کرے۔ واللہ اعلم

☆ ہر محسن کی فضیلت کا اعتراف کرے

مرید کی شان سے یہ بات ہے کہ وہ اپنے برادران میں سے ہر اس شخص کی فضیلت کا اعتراف کرے جو اس کے ساتھ نیکی کرتا ہے خاص طور پر جو شخص ہدیہ دینے میں پہل کرتا ہے کیونکہ وہ اس کے ابتداء کرنے کا بدلہ نہیں دے سکتا۔

اسی لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیگر صحابہ کرام پر کسی توقف اور کچھ دیکھے بغیر اسلام لانے میں سبقت کرنے کی

---

[1] صحیح ابن حبان، کتاب الایمان، باب ذکر اطلاق اسم الایمانی......الخ، رقم الحدیث: 179، صفحہ 166، مطبوعہ: دار المعرفہ، بیروت۔

[2] سورہ حشر آیت 10۔

فضیلت حاصل ہے۔

پس فقیر کو ماہر منصف ہونا چاہئے اگر کوئی ہدیہ میں اس سے سبقت کر جائے تو اپنے لئے فضیلت نہ دیکھے اسی طرح بدلہ دینے والے کے بارے میں یہ خیال نہ کرے کہ وہ سبقت کرنے والا ہے۔

فقیر کو اس بات سے بھی پرہیز کرنا چاہئے کہ وہ (بدلہ) لے اور بدلے میں کچھ نہ دے بلکہ اس کے لئے مناسب بات یہ ہے کہ جو شخص اس پر احسان کرے اس کا بدلہ دے اور اس سلسلے میں سستی نہ کرے جس طرح ایک گروہ نے عادت بنالی ہے کہ وہ لوگوں سے صدقات اور تحائف وصول کرتے ہیں (اور خود کچھ نہیں دیتے) [1] بے شک سچا فقیر لوگوں کے احسانات اٹھانے سے ممکن حد تک بھاگتا ہے۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جو شخص تجھے تحفہ دینے میں پہل کرتا ہے تم اس کا بدلہ نہیں دے سکتے۔ اسی طرح جو شخص یہ بات کہنے میں پہل کرتا ہے کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں اگر اس کے بعد تم اس سے محبت کرو تو اس درجہ کو نہیں پہنچ سکتے جو اس نے تجھ سے محبت کرنے میں پہل کر کے حاصل کیا ہے کیونکہ تمہاری اس سے محبت، اس کی تجھ سے محبت کا نتیجہ ہے۔

☆ آنے والے پیر بھائی کی عزت کرنا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ اس کا جو برادر طریقت اس کے پاس آئے اس کی عزت کرے اور جب تک ہو سکے اکیلا کچھ نہ کھائے۔ اور جو شخص کہے کہ میں تجھ سے بغض رکھتا ہوں تو اس کی اس بات پر پریشان نہ ہو بلکہ ان (بری) صفات کو تلاش کرے جن کی وجہ سے وہ اس سے بغض رکھتا ہے اور ان کو زائل کرے۔ پھر دیکھے اگر بغض زائل ہو جائیں تو ٹھیک ورنہ دوسری اور تیسری بار تلاش کرے۔

جان لو! اسے اس قسم کی بات سے کہ وہ اس سے بغض رکھتا ہے کوئی اذیت پہنچانا مناسب نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک خاتون نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: (اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْكَ) "میں آپ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتی ہوں" آپ نے فرمایا: ((لَقَدْ اِسْتَعَذْتَ بِعَظِيْمِ الْحِقِيْ بِاَهْلِكِ)) تم نے عظیم ذات کی پناہ مانگی ہے اپنے گھر والوں کے ہاں چلی جا [2] آپ نے اسے طلاق دے دی اور اس بات کا احترام کرتے ہوئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی ہے اس کے قریب تشریف نہ لے گئے۔

پس تم جان لو کہ جس فقیر کا برادر طریقت اس سے کہے میں تیرے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں اور وہ اس سے اپنے شر کو نہ روکے تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہت کم ادب رکھتا ہے۔ اس کے لئے کامیابی کی امید نہیں۔

کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہنے والے کو اذیت پہنچاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے مدمقابل ہوتا ہے جس طرح بعض صوفیاء

---

① گویا ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ آئے ہو تم کیا لے کر آئے ہو، جاتے ہو تو کیا دے کر جاتے ہو۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

② اس خاتون کا نام "بنت الجون" تھا۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

نوٹ: اس حدیث کی وضاحت کے لیے مدارج النبوۃ جلد نمبر 3 مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت صفحہ 436 تا 438 کا مطالعہ فرمائیں۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

کرام نے فرمایا۔واللہ اعلم

☆اپنے پیر بھائی سے جھوٹ نہ بولنا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے برادر طریقت سے جھوٹ نہ بولے۔کیونکہ اس میں اس کے حق کی توہین ہے البتہ تعریض [1] میں گنجائش ہے جب کلام کی مجبوری ہو۔اسی طرح برادر طریقت کا یہ حق بھی ہے کہ جب اس کا بھائی اس کے پاس آئے تو وہ اٹھ کر کھڑا ہو اگرچہ وہ اسے ناپسند کرے خصوصاً جب آنے والا حافظ قرآن یا عالم ہو (یعنی آنے والا اس کے کھڑا ہونے کو ناپسند کرے)۔

میں نے سیدی علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا فرماتے تھے:

فقیر کے لیے مناسب ہے کہ وہ اپنے بھائی میں جو دینی کمی دیکھے تو اس میں اس کی مدد نہ کرے جیسے وہ چاہتا ہو کہ لوگ محافل میں اس کے لئے کھڑے ہوں کیونکہ اس صورت میں کھڑا ہونا اس کے دین اور اس کے بھائی کے دین کے لئے نقصان دہ ہے۔

سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اپنے بھائی کے لئے محافل میں کھڑا ہونے کو ترک نہ کرو اس سے بعض اوقات کینہ اور بغض پیدا ہوتا ہے پھر تم اس کے ازالہ سے عاجز ہو جاؤ گے۔لوگوں کی صورت حال یہ تھی کہ جب محافل میں کوئی ایک دن کے لئے کھڑا ہوتا تو وہ پریشان ہو جاتے۔پھر یہ حالت ہوگئی کہ جب ان کے لئے کوئی شخص کھڑا نہ ہوتا ان کے دلوں میں کدورت پیدا ہو جاتی پھر یہ حالت ہوگئی کہ جو ان کے لئے کھڑا نہ ہوتا اس میں عیب ظاہر کرتے تو فقیر کو چاہئے کہ شرعی طریقے پر اپنے زمانے کے لوگوں کے ساتھ چلے' ورنہ اسے بہت بڑی تھکاوٹ ہوگی اور بعض اوقات وہ اپنے شہر یا علاقہ سے زیادہ اذیتوں کی وجہ سے نکل جاتا ہے۔ان تمام باتوں کی بنیاد سیاست (حکمت عملی) کی قلت اور اپنے زمانے کے لوگوں کی طبیعتوں کی پہچان کا کم ہونا ہے۔

اے بھائی! تم اپنے بھائی کا حق ادا کرتے ہوئے اس کے لئے کھڑے ہو یہ خیال کرتے ہوئے نہیں کہ وہ اپنے لئے قیام کو پسند کرتا ہے کیونکہ یہ اس کے بارے میں بدگمانی ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

''اپنے بھائی کی موت پر اعتماد کرتے ہوئے اس کے حق میں کوتاہی نہ کرو''

بے شک اس کے حق کی ادائیگی میں آدمی کے حق کی ادائیگی کے اعتبار میں اجر وثواب ہے اور اس لئے بھی ثواب ہے کہ اس میں ادب کے حوالے سے تم اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہو۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اگر تمہارا کوئی برادر طریقت اکابر اولیاء کرام یا امراء میں سے کسی ایک کی طرف منسوب ہو تو اس کے نسب میں طعن کرنے سے بچو اگرچہ دل میں ہی ہو پس تم اس شخص' اللہ تعالیٰ اور جو اس کا باپ ہے کے درمیان داخل ہو کر بہت بڑے گناہ میں مبتلا ہو جاؤ

[1] تعریض کا مطلب یہ ہے کہ جھوٹ نہ ہو بلکہ کلام میں کسی بات کی طرف اشارہ کنایہ ہو۔۱۲ ہزاروی

گے بلکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ نسب میں طعن کرنا کفر ہے۔ واللہ اعلم

☆ پیر بھائیوں سے بخل نہ کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ جب اس کا بھائی نکاح کے سلسلے میں اس سے مدد طلب کرے اگرچہ زائد قمیض یا کھڑاؤں کے ذریعے ہو یا گندم میں سے کچھ ہو۔ کیونکہ اس سلسلے میں معاونت' عبادات سے افضل ہے کہ بعض محققین نے ذکر کیا ہے کہ نکاح میں مدد کرنا' مجاہدین اور مکاتب غلاموں کی مدد سے افضل ہے کیونکہ یہ (نکاح) نفل نیکیوں سے افضل ہے۔

کیونکہ جو شخص جہاد یا نیک کام کرتا ہے وہ نکاح کے ذریعے پیدا ہوتا ہے اور سبب کے حوالے سے ثواب بڑھتا ہے اگر نکاح نہ ہوتا تو نہ مجاہد پایا جاتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا۔

اس بات میں عام فقراء سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں بلکہ ان میں سے بعض کہتے ہیں۔

آج کے زمانے میں کیا بات فقیر کو نکاح پر مجبور کرتی ہے اور وہ اسے اس سے نفرت دلاتے ہیں تاکہ وہ اس کی مدد سے اپنے آپ کو آزاد کرے جب کہ پہلے نیک بزرگوں نے یہ طریقہ اختیار نہیں کیا۔ واللہ اعلم

☆ گناہ کے سبب کسی مسلمان کو کافر نہ کہے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ کسی بھی اہل قبلہ (مسلمان) کو اس کے کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہ کہے اگرچہ لوگ اس میں مبتلا ہوں کیونکہ آج کل لوگ گفتگو میں پرہیز نہیں کرے اور جن الفاظ سے کفر لازم آتا ہے ان میں اور دوسرے الفاظ کے درمیان امتیاز کی پہچان مشکل ہے کیونکہ کسی کو کافر قرار دینا بہت کڑوی بات ہے۔ بلکہ اس میں کم از کم بات یہ ہے کہ وہ کسی انسان کے بارے میں اس بات کی خبر دیتا ہے کہ وہ شخص ہمیشہ جہنم میں رہے گا اس کی زندگی میں اور اس کے مرنے کے بعد بھی اس پر اسلام کے احکام جاری نہیں ہوتے۔ پھر یہ بات عقیدے کی طرف لوٹتی ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ وہ اپنے عقیدے کو تحریر میں لانے سے عاجز ہے چہ جائیکہ دوسروں کے عقیدے کو کسی عبارت میں تحریر کر سکے۔

حدیث شریف میں ہے:

((مَنْ قَالَ لِاَخِیْهِ یَا کَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا فَاِنْ کَانَ کَمَا قَالَ وَاِلَّا رَجَعَتْ وَجَعَلَتْ عَلَیْهِ))

جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کو کہے اے کافر! تو یہ کفر ان میں سے ایک کی طرف لوٹتا ہے اگر بات اسی طرح ہے جس طرح اس نے کہی ہے تو ٹھیک ورنہ وہ اس (کہنے والے) کی طرف لوٹے گی اور اس پر واقع ہوگی[1]

اس کا معنی یہ ہے کہ کفر کا فتویٰ لگانے والا کافر ہو جائے گا۔[2]

---

① صحیح بخاری، کتاب الادب، باب من اکفر اخاہ...... الخ، صفحہ 1064، رقم الحدیث:6103، مطبوعہ: دار السلام، ریاض۔

② اس سلسلہ میں مکمل راہنمائی کے لیے میرے شیخ طریقت حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری کی کتاب ''کفریہ کلمات'' کا مطالعہ مفید رہے گا۔

(ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

کیونکہ اس نے کسی مسلمان کو اللہ کے اسلام کی وجہ سے کافر کہا ہے اس بات کو سمجھو۔

☆ پیر بھائیوں کے بارے بری گفتگو سے زبان کو بچائے

مرید کو چاہئے کہ اپنی زبان کو اپنے بھائیوں کے لئے کڑوی گفتگو کا عادی نہ بنائے اس طرح وہ شریر لوگوں میں سے ہو جائے گا۔

حدیث شریف میں ہے:

((شَرُّ النَّاسِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اِتِّقَاءَ فُحْشِهٖ))

لوگوں میں سے بدترین آدمی وہ ہے جس کو لوگ اس کی بدکلامی کی وجہ سے چھوڑ دیں۔ [1]

تو یہ رسول اکرم ﷺ کی طرف سے اس بات کی شہادت ہے کہ فحش کلام کرنے والا بدخو آدمی سب لوگوں سے برا ہے۔

میں نے حضرت سیدی علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ فرماتے تھے:

کسی مسلمان کو گالی دینے سے پرہیز کرو بعض اوقات تم میں سے کوئی ایک کسی انسان کے باپ کو گالی دیتا ہے تو دوسرا اس کے باپ کو گالی دیتا ہے۔

اور سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

(اَلتَّوَرُّعُ فِي الْمَنْطِقَةِ اَشَدُّ مِنَ التَّوَرُّعِ فِي اللُّقْمَةِ وَالثِّيَابِ)

گفتگو میں پرہیز لقمہ اور کپڑوں میں پرہیز سے زیادہ ضروری ہے۔

☆ مخلوق میں سے کسی کو حقیر نہ جانے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ مخلوق میں سے کسی کو بھی حقیر نہ سمجھے مگر جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب اسے پیدا کیا اور صورت عطا کی تو اسے حقیر قرار نہیں دیا تو کیسے درست ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کا اہتمام کرے اور اسے عدم سے وجود میں لائے اور تم اسے حقیر جانو یہ محض جہالت ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے تجھے اس بات کا حکم نہیں دیا کہ تم اس کے بندوں میں سے کسی ایک کو حقیر جانو اس نے تمہیں حکم دیا کہ تم اس کے ان اعمال کو برا جانو جو شریعت کے خلاف ہیں اس کے علاوہ نہیں۔ اور تم اس حال میں گناہ گار کو (نیکی کا) حکم دو اور (برائی سے) روکو کہ تم اسے حقیر نہ سمجھو بعض اوقات ایک شخص اللہ تعالیٰ کے علم میں تم سے بلند مرتبہ ہوتا ہے اور تم فاسقوں میں سے ہوتے ہو اور وہ قیامت کے دن تمہاری سفارش کرے گا۔ نبی اکرم ﷺ کے اس ارشاد گرامی پر غور کرو کہ آپ نے لہسن کے پودے کے بارے میں فرمایا کہ ((اِنَّهَا شَجَرَةٌ اُكْرِهُ رِيْحُهَا)) میں اس کی بو کو ناپسند کرتا ہوں۔

پس آپ نے اس کی ذات (پودے) کو ناپسند نہیں فرمایا اس کی بو کو ناپسند فرمایا اور یہ بات جان لو کہ کفار اور گناہ گار لوگوں سے ہماری دشمنی صفات کی دشمنی ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ جب وہ اسلام قبول کر لیتے ہیں اور ان کی حالت اچھی ہو جاتی ہے تو ہم پر

[1] الجامع الصغیر، حرف شین، جلد 2، صفحہ 300، رقم الحدیث: 4879، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

ان کو ناپسند کرنا حرام ہو جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

☆ پیر بھائیوں کی حاجات ضروریہ کو نوافل پر مقدم کرنا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے برادران طریقت کی ضروری حاجات کو اپنی تمام نفلی عبادات پر مقدم کرے کیونکہ وہ بھلائی جس کا نفع دوسروں تک پہنچے وہ اس نیکی سے بہتر ہے جس کا نفع صرف فاعل کو پہنچتا ہے خصوصاً جب اس کے شیخ کا یہ حکم ہو۔ جس طرح اس سے پہلے باب میں گزرا ہے۔

البتہ یہ کہ اس کا شیخ اسے ان کی خدمت سے روک دے تو اس کے لئے جائز نہیں کیونکہ بعض اوقات مقام مجاہدہ میں ان کے نفسوں کو مشقت میں ڈالا جاتا ہے۔

اور عادتاً خدمت کرنا صرف ان اکابر کے حق میں ہے جو اپنے علاج سے فارغ ہو چکے ہیں (مجاہدہ وغیرہ کر چکے ہیں) اور ان کی حالت یہ ہو گئی ہے کہ ان سے ایک بال تبدیل نہیں ہوتا کیونکہ وہ اس بات پر گواہی دیتے ہیں جو ان کے بارے میں لوگ کہتے ہیں جو کچھ وہ خود اپنے بارے میں جانتے ہیں اس پر نہیں۔

اور ہم نے پہلے باب میں ذکر کیا کہ جو شخص اپنے بھائیوں کی خدمت کرتا ہے اس کے لئے مناسب ہے کہ وہ اس وجہ سے اپنے آپ کو ان سے بلند مرتبہ نہ سمجھے ورنہ دنیا اور آخرت میں بد بخت ہو جائے گا۔

دنیا میں بدن کی بہت زیادہ تھکاوٹ اور خدمت کی وجہ سے اور آخرت میں ثواب سے محرومی کی وجہ سے۔

ادب کا تقاضا یہ ہے کہ ان کی خدمت کو اپنے اوپر واجب سمجھے اور یہ کہ وہ ان کے کچھ حقوق ادا کر رہا ہے۔ تمام مشائخ نے اپنے نفسوں کا تجربہ کیا تو انہیں سیادت (سرداری) کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تواضع کی بنیاد پر پایا۔

میں نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے:

مرید کے لئے مناسب نہیں کہ وہ شیخ کی بات کا انکار کرے جب وہ اسے اس کے کسی بیمار پیر بھائی کی خدمت سے منع کرے کیونکہ بعض اوقات وہ مرض اس کے لئے عذاب ہوتی ہے۔ بلکہ اس کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا واجب ہے کہ شیخ اس مریض پر زیادہ رحم کرنے والے ہیں لیکن جب اس کی سزا مکمل ہو جائے تو اس وقت اسے اس کی خدمت کا حکم دے۔

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضرات فرماتے تھے:

یہ طریق (تصوف) صرف ان کے لئے درست ہے جو اپنی ارواح سے کوڑے کرکٹ کی صفائی کرتے ہیں۔

ثواب کی نیت سے بیت الخلاء کی صفائی میں جلدی کرنا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور حصول ثواب کی خاطر ''بیت الخلاء'' کی صفائی میں جلدی کرے اور اگر بیت الخلاء کے لئے اجرت پر خادم موجود ہے تو اس سے باہر اور وضو خانے کے گرد کی صفائی کرے لیکن یہ ایسے وقت میں ہو جب لوگ غافل ہوں جیسے دوپہر کے وقت یا سحری کے وقت جب اسے کوئی دیکھ نہ رہا ہو کیونکہ نفس کے لئے لذت اور حلاوت

ہے جب تم تواضع کے ساتھ پہچانے جاؤ گے تو یہ تکبر کی لذت جو متکبرین کو حاصل ہوتی ہے اس سے یہ لذت بہت بڑی ہے اور یہ عمل حضرت امام غزالی، سید علی الخواص اور شیخ امین الدین امام جامع مسجد الغمری رحمہم اللہ کا تھا۔

جب طہارت حاصل کرنے کے برتن میں پانی کم ہو تو چاہئے کہ اسے پورا کر دے یہ نگران کی مدد ہے کیونکہ بزرگوں کا طریقہ ہے کہ وہ پانی سے ہی طہارت حاصل کرتے ہیں اس سلسلے میں ان پر کسی کا احسان نہیں ہے۔

اور جب وہ حوض یا ٹینکی میں کوئی چیز بھر دے تو گویا اس نے اس کی طہارت کا پانی بھر دیا اور چاہئے کہ وہ اس سلسلے میں وضو کرنے والوں پر احسان نہ جتائے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو مرید اپنے برادران طریقت کی خدمت کرتا ہے اس کے چہرے پر نور اور انس پیدا ہو جاتا ہے اور اس عمل سے جس نے تکبر کیا اس کے چہرے پر سیاہی چھا گئی۔

سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ جب پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنتے جن میں آپ مسجد کی صفائی کرتے تھے اور بیت الخلاء کی صفائی کرتے تو گویا وہ روشن موتی ہوتے۔

تو اے بھائی! اپنے بھائیوں کی خدمت کر و رحمٰن تجھ سے راضی ہوگا اور تو جنت کے بلند درجات میں داخل ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

☆ خیر خواہی کے لیے ضروری اشیاء اپنے پاس رکھنا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ استرا، چھری، سوئی، قینچی، جوتی گانٹھنے کا آلہ اور دھاگہ اور وہ چیزیں اپنے پاس رکھے جن کی عام طور پر ضرورت پڑتی ہے۔

اس کا فائدہ یہ ہے کہ وہ دوسروں کو تکلیف نہیں دے گا اور ان چیزوں کو بطور ادھار دے کر انہیں نفع پہنچائے گا۔

اسی طرح آداب میں سے یہ بات ہے کہ وہ اپنے پاس کنگھی، خلال کرنے کا آلہ، مسواک، اعضاء کو پونچھنے کے لئے رومال، نماز کے لئے مصلی رکھے، مسجد کے علاوہ جہاں وقت ہو اسے بچھا کر اس پر نماز پڑھے۔

پہلے باب میں یہ بات گزر چکی ہے کہ پہلے بزرگ سجادہ محض بوجھ کے لئے ساتھ نہیں رکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے محفوظ رکھا، نماز کی ضرورت کے لئے ہوتا تھا۔

اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ شخص بارگاہ خداوندی میں حاضر نہیں ہو سکتا جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہو۔ جس طرح جنت میں داخل ہونے کے بارے میں آیا ہے۔

دونوں حاضری کے مقامات اللہ تعالیٰ کے سامنے ہیں اگرچہ نماز میں ہو اور وہ عزت نفس اور نفس میں اپنے رب کے فضل سے غفلت کے طور پر نہ کہ حاضری کے طور پر بے نیازی کا پایا جانا ہے۔

پس جان لو! جو شخص تواضع اور فقر ایسے اخلاق کو اپناتا ہے تو کسی بھی وقت اس کے لئے بارگاہ خداوندی میں حاضری کے لئے رکاوٹ نہیں ہوتی۔

☆ پیر بھائی کی بے ادبی پر استغفار کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ جب اس سے اپنے بھائی کے حق میں بے ادبی ہو جائے تو وہ طلبِ مغفرت کی طرف جلدی کرے (اور اس کا طریقہ یہ ہے) اپنا سر ننگا کر کے جوتوں کی جگہ اس طرح کھڑا ہو کہ اس کا بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ پر ہو تا کہ نماز کی حالت کی مخالفت ہو جائے۔ سر کو زمین کی طرف جھکائے اور جو کچھ اس سے اس کے بھائی کے حق میں سرزد ہوا اس پر نادم ہو۔

اگر اس کا بھائی اس کے عذر کو قبول نہ کرے تو ادب کا تقاضا ہے کہ وہ نہ بیٹھے بلکہ اس وقت تک کھڑا رہے یہاں تک کہ اس کا بھائی اس پر رحم کھائے۔

اور اس پر لازم ہے کہ اپنے نفس کو ملامت کرے اور نفس کی طرف سے ذرہ بھر بھی جواب نہ دے بلکہ اعتراف کرے کہ اس نے اپنے بھائی پر ظلم کیا ہے۔

اگر وہ طویل وقت کھڑا رہے حتیٰ کہ گناہ سے نکل جائے تو وہ (جس پر ظلم ہوا) اس کو قبول کرے سچا ہو یا جھوٹا' اگر ایسا نہیں کرے گا تو (قیامت کے دن) حوض پر نہیں آئے گا۔ ترمذی وغیرہ میں حدیث آئی ہے۔

میں نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے:

جب تمہارا بھائی عذر پیش کرتے ہوئے آئے تو اسے قبول کرو بالخصوص جب وہ مغفرت طلب کرتے ہوئے طویل وقت کھڑا رہے پس اگر تم میں سے کوئی ایک اپنے دل میں اس کے لئے نرمی نہ پائے تو اپنے نفس کو ملامت کرے اور اس سے کہے تیرا بھائی! تیرے پاس تیرے حق میں (کوتاہی) معافی مانگنے آیا تو تو نے اسے قبول نہ کیا تم نے کتنی مرتبہ اس کے حق میں کوتاہی کی لیکن تو نے اس کی طرف توجہ نہ کی پس تیرا حال اس سے بدتر ہے۔

اس تمام گفتگو سے صوفیاء کرام کا مقصد دل کی کدورت کو دور کرنا ہے کچھ اور نہیں اور جو شخص قلبی کدورت پر راضی ہوتا ہے اس کے لئے طریقت میں قدم نہیں ہوتا کیونکہ

(فَاِنَّ رَاْسُ مَالُ الْاِنْسَانِ هُوَ قَلْبُهٗ) انسان کی اصل پونجی اس کا دل ہے۔ واللہ اعلم

☆ پیر بھائیوں سے حسد نہ کیا جائے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں سے حسد نہ کرے جب ان کی عبادات زیادہ ہوں اور لوگ ان کے معتقد ہو جائیں بلکہ جب ان کی نیکیاں زیادہ ہوں تو یہ ان کے لئے خوش ہو اور اپنے بھائی کے ساتھ ادب کا سلوک کرنے پر حریص ہو اور جب ادب کے ساتھ عمل کرے تو واجب ہے کہ اس کے تمام بھائی اسی طرح عمل کریں حتیٰ کہ ان کے درمیان تمیز نہ ہو سکے اور صوفیاء کرام کی قوم کو دوسروں پر فضیلت ہر چیز میں ہر چیز کے ساتھ ادب کی رعایت کرنے سے حاصل ہوتی ہے حتیٰ کہ وہ اپنے سب لوگوں کو قبلہ رخ کرتے ہیں اور اس عمل کو ادب میں سے خیال کرتے ہیں۔

اور اگر کسی برتن کا منہ نہ ہو جس طرح (ٹونٹی کے بغیر) لوٹا اور مٹی کا پیالہ تو وہ اس کے منہ کی نیت کرتے ہیں اور اس کو قبلہ

رخ کرتے ہیں جو (قبلہ) اللہ تعالیٰ سے مناجات کا محل ہے۔

زائرین کی ایک جماعت، نیکی میں مشہور فقراء کے پاس گئی اور ان کے لوگوں کو غیر قبلہ کی طرف دیکھا تو وہ سلام کئے بغیر واپس ہو گئے اور کہنے لگے اگر یہ لوگ باادب ہوتے تو اپنے لوگوں کا رخ قبلہ کی طرف کرتے۔

☆ سفر کے آداب

عنقریب خاتمہ (کے باب) میں ان حضرات کے سفر کے آداب کے ضمن میں آئے گا کہ ان میں سے ایک (یعنی سب کے لئے مستحب ہے کہ جب سفر کرے تو وہ کمر بستہ ہو اور قریب قریب قدم رکھے اس سے تھکاوٹ کی شدت نہیں رہتی۔

حدیث شریف میں ہے:

((اِذَا اَحَدُکُمْ سَافِرْ فَلْيشد وَسْطه وَيُقَارِبُ بَيْنَ خطاهٗ))

جب تم میں سے کوئی ایک سفر کرے تو اپنی کمر کس لے اور قدم قریب قریب اٹھائے۔

یہ بھی مستحب ہے کہ جب ان میں سے کوئی ایک سفر کرے تو اپنے بھائیوں سے گلے مل کر ان سے رخصت ہو اگر وہ مرد ہوں (بڑی عمر کے ہوں) اور اگر بچے ہوں تو اشارے کے ساتھ ان سے رخصت ہو۔ پھر ان کو سلام کرے اور الٹے پاؤں چلے ان سے اپنا رخ نہ پھیرے حتیٰ کہ دیوار کے ذریعے ان سے پوشیدہ ہو جائے یا ان سے زیادہ دور چلا جائے۔

پھر جب واپس آئے اور اپنے مقصد کو حاصل کر لے تو سفر کی تھکاوٹ سے غسل کرنے میں جلدی نہ کرے بلکہ تیسرے یا چوتھے دن تک ٹھہرے اس میں ایک راز ہے جس کا ذائقہ یہ حضرات چکھتے ہیں۔ ظاہر میں یہ بات ہے کہ مسافر کو تھکاوٹ پہنچتی ہے اور بعض اوقات غسل اس کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے اور اس سے جوڑوں میں خرابی پیدا ہوتی ہے بخلاف اعضائے وضو کے وہ عام طور پر ننگے ہوتے ہیں لہٰذا ان کو وضو کا پانی نقصان نہیں دیتا۔ واللہ اعلم

☆ دوسرے بزرگ کے مریدوں سے خود کو افضل نہ جانے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ کسی دوسرے شیخ کی جماعت سے بھی اپنے آپ کو برتر نہ سمجھے کیونکہ وہ بھی طریقت میں ان کے بھائی ہیں۔ کیونکہ اللہ والوں کا طریقہ ایک ہی ہے جو ایک ذات کی طرف لوٹتا ہے اگر چہ (راستے) متعدد ہوں۔

اور لوگ اس لئے مرشد کو اختیار کرتے ہیں کہ وہ ان کے اخلاق کو مہذب بنائے اور ان کے تکبر کو دور کرے حتیٰ کہ وہ اس طرح ہو جائیں کہ وہ سب لوگوں کو نجات پانے والے اور صرف اپنے آپ کو ہلاک ہونے والا سمجھیں۔

اے بھائی! اس میزان کے ساتھ اپنے نفس کا امتحان لے اگر تو دیکھے کہ تیرے نفس کی یہ حالت ہو چکی ہے تو اس دعویٰ میں سچا ہو گا کہ تو نے اپنے شیخ کی صحبت سے نفع حاصل کیا ہے ورنہ تجھے کچھ بھی حاصل نہیں ہوا۔

اور یہ بات زمانے کے فقراء میں زیادہ پائی جاتی ہے ان میں سے ایک شخص مرتے دم تک شیخ کی صحبت میں رہتا ہے پھر وہ فقراء کی جماعت میں قینچی کی طرح ہوتا ہے ان میں سے کوئی بھی اسے پسند نہیں کرتا۔ حالانکہ انہوں نے نہ تو اسے گناہ کبیرہ کرتے

ہوئے دیکھا اور نہ ہی صغیرہ گناہ بار بار کرتے دیکھا یہ بہت بڑی سزا ہے ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

تم ان میں سے کسی ایک کو دیکھو گے وہ کہتا ہے: (مَا رَأَتْ عَيْنَا تَرى اَحَدًا مِثْلُ شَيْخِنَا) ہماری آنکھیں باقی نہ رہیں جو کسی ایک کو ہمارے شیخ کی مثل دیکھیں۔ ان سے پوچھا جاتا ہے (مَا ذَا انْتَفَعْتُمْ بِهِ؟) تم نے اس سے کیا نفع حاصل کیا تو (فَلَا يَجِدُ شَيْئًا يَقُوْلُ) اس کے پاس کہنے کے لئے کچھ نہیں ہوتا۔

ہر وہ جماعت جو کہتی ہے کہ ہمارے شیخ "تالا" نہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا دروازہ ہے تو وہ اپنے زمانے کے اولیاء کرام سے نفع حاصل کرنے کے قریب نہیں، ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

☆ پیر بھائیوں کی خوبیوں پر نظر رکھے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے برادران طریقت کی خوبیوں کو دیکھے اور ان کی برائیوں سے مکمل طور پر اندھا بن جائے اور ان کے عیوب کی تلاش ہر گز نہ کرے حتیٰ کہ ان کو ثابت کرے۔

حضرت شیخ ابو مدین الکسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

- جوانمردی یہ ہے کہ اپنے بھائیوں کی خوبیوں کو دیکھے اور ان کی برائیوں سے غائب رہے۔
- اپنے بھائیوں سے انصاف کرو اور اپنے سے چھوٹے لوگوں کی نصیحت بھی قبول کرو، منازل کا شرف پاؤ گے۔
- جو شخص اپنے بھائی کی کسی حاجت کو پورا کر سکتا ہو پھر وہ اسے سوال کا محتاج بنا دے تو اس نے اس کی محبت اور اخوت کا حق پورا نہیں کیا۔
- جو شخص اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کے اہل و عیال کی ضرورتوں کو پورا نہیں کرتا وہ محبت میں خیانت کرتا ہے۔
- جو شخص ملکیت کے حوالے سے اپنے اور اپنے بھائی کے کپڑوں میں امتیاز کرتا ہے اس نے محبت کی خوشبو نہیں سونگھی۔ اس کی محبت منافقت ہے۔
- وہ تیرا بھائی نہیں جس کی جیب سے کوئی چیز لینے کے لئے تم اس سے طلب اجازت کے محتاج ہو۔
- تمہاری محبت مکمل نہیں ہوگی مگر یہ کہ تمہارا سینہ ان چیزوں کے لئے کشادہ ہو جو تیرے بھائی تیرے مال، کپڑوں اور کھانے سے لیں۔ مگر اس سے تمہارا دل گھٹن محسوس کرے تو تم اپنی محبت میں منافق ہو۔
- تیرے بھائی کے تیرے ذمہ حقوق میں سے یہ حق بھی ہے کہ تو اس کے لئے ہر اس چیز کو پسند کرے جسے وہ پسند کرتا ہو حتیٰ کہ وہ اپنے نفس میں تیری طرف سے کوئی حرج محسوس نہ کرے جب وہ تیرے مال میں تصرف کرتا ہے۔
- اور جو شخص اپنے دل میں تنگی محسوس کرے جب وہ تیرے مال میں سے کچھ لے تو تو نے اس کا وہ حق ادا نہیں کیا جو تجھ پر واجب تھا کیونکہ تیرا بھائی جب تیرا مال لیتے ہوئے دل میں تنگی محسوس کرے تو یہ اس بخل کی وجہ سے ہے جو تجھ میں باقی ہے۔

پس اے بھائی! اپنی طاقت کے مطابق نیکی کا عمل کرتا کہ ان لوگوں کے نزدیک تیری موت ان کے شفیق باپ کی موت

سے زیادہ سخت ہو اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

ایک شخص ایک ہزار آدمی کی کفالت کرتا تھا جب وہ مرگیا تو انہوں نے اس کی لاش سے سنا جو لوگوں کی گردنوں پر تھی تو ایک شخص نے پڑھا۔

وَلَيْسَ صَرِيرُ النَّعْشِ مَا يَسْمَعُونَهُ - وَلٰكِنَّهَا اَصْلَابُ قَوْمٍ تَعَصَّفُ

وَلَيْسَ عَبِيرُ الْمِسْكِ مَا تَنْشِقُونَهُ - وَلٰكِنَّهُ ذَاكَ الثَّنَاءُ الْمُخَلَّفُ

نعش کی آواز ایسی نہیں جیسے لوگ سنتے ہوں البتہ اس کے بوجھ سے لوگوں کی پشتیں دوہری ہو جاتی ہیں۔

مشک کی خوشبو وہ نہیں جسے تم سونگھتے ہو لیکن مشام جان کو معطر کرنے والی وہ تعریف ہے جو پیچھے چھوڑتی جاتی ہے۔

☆ دوسروں پر برتری کو پسند نہ کرے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ دنیوی امور میں اپنے بھائیوں سے بلندی کو پسند نہ کرے۔ مشائخ کا اس بات پر اجماع ہے کہ لوگوں پر بلندی کی چاہت' اوندھے منہ گرنے کا مضبوط ترین سبب ہے تو خیال کرو کہ تیرے گناہ گار بھائی کا مقام ناقص ہو اور تو اس سے زیادہ ناقص ہو کیونکہ تو اپنے آپ کو اس سے برتر سمجھتا ہے۔

خاص طور پر جب تیرے اسے ناقص سمجھنے کا سبب اس کا تکبر ہو جب تو غور کرے گا تو تکبر میں اپنے نفس کو اس سے بڑا پائے گا تو دوسروں کو ملامت کرنے سے پہلے اپنے آپ کو ملامت کر۔

حضرت شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

((اِنْكِسَارُ الْعَاصِىْ خَيْرٌ مِّنْ صَوْلَةِ الْمُطِيْعِ))

گناہ گار کی عاجزی، فرماں بردار کے ہدیے سے بہتر ہے۔

جو شخص اپنے بھائیوں پر بلندی کو پسند کرتا ہے وہ اپنے زمانے کے حکمرانوں کی طرف سے ظلم کا دروازہ کھولتا ہے۔

اور جو شخص اپنے آپ کو اپنے زمانے کے مشائخ سے برتر سمجھتا ہے وہ دین میں جھوٹے لوگوں، فتنہ بازوں کے ظہور کا دروازہ کھولتا ہے۔ جس طرح بڑا دجال دعویٰ کرے گا کہ وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ کام کرے گا جو اللہ تعالیٰ کے لائق ہیں اور یہ استدراج (شعبدہ بازی) اور مکر و فریب ہوگا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ان سب کاموں کا فاعل وہی ہے۔ جان لو جو شخص اپنے بھائیوں کو نصیحت کرتا ہے وہ گناہ سے نہیں نکلتا مگر یہ کہ اپنے نفس کو اس سے کم درجہ میں سمجھے جسے نصیحت کرتا ہے۔

پس اپنے بھائی کو نصیحت کرتے ہوئے یہ خیال کرے کہ اس کے بھائی کی حالت اس کی حالت سے اچھی ہے۔

پس اے بھائی! جھوٹے دعوؤں سے بچو' پھر بچو۔ اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

☆ بھائیوں کی خیر خواہی سے غافل نہ ہو

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنی ذات اور دوسرے بھائیوں کی خیر خواہی سے غافل نہ ہو اور جو کچھ مخلوق کے

پاس ہے اس کی طمع نہ رکھے اور کسی بدعتی کی صحبت اختیار نہ کرے اور نہ ہی کسی عورت کی (صحبت اختیار کرے) اپنے شیخ میں کوئی کمی نہ دیکھے اپنے رب کے ذکر اور شکر سے غافل نہ ہو مجلس ذکر خدمت صالحین اور ان کے احترام سے پیچھے نہ ہٹے اگر وہ ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے بندوں کے درمیان اپنی ناراضگی میں مبتلا کرے گا۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں: مخلوق میں طمع خالق کے بارے میں شک وشبہ میں مبتلا ہونا ہے۔

فرماتے ہیں:

(اِحْذَرْ مِنْ صُحْبَةِ الْمُبْتَدِعِ اِبْقَاءِ عَلٰى دِيْنِكَ وَمِنْ صُحْبَةِ النِّسَاءِ اِبْقَاءِ عَلٰى قَلْبِكَ)

اپنے دین کو باقی رکھنے کی خاطر بدعتی کی صحبت سے بچو اور اپنے دل کو باقی رکھنے کے لئے عورت کی صحبت سے بچو۔ [1]

صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

(مَنْ ظَهَرَ لَهٗ فِيْ شَيْخِهٖ نَقْصٌ عَدَمِ النَّفْعِ بِهٖ)

جس شخص کے لئے اپنے شیخ میں نقص ظاہر ہو اسے اس سے نفع حاصل نہیں ہوتا۔

فرماتے ہیں:

(مَنْ غَفَلَ عَنْ ذِكْرٍ فَقَدْ حَكَمَ الشَّيْطَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ)

جو شخص اپنے رب کے ذکر سے غافل ہو وہ شیطان کو اپنے نفس پر حاکم بنالیتا ہے۔

فرماتے ہیں:

(مَنْ جَالَسَ الذَّاكِرِيْنَ اَنْبَتَهٗ مِنْ غَفْلَتِهٖ)

جو ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھتا ہے وہ اپنی غفلت سے بیدار ہو جاتا ہے۔

ان باتوں کو صرف جاہل شخص معمولی سمجھتا ہے جو طبیعتوں کی چوری کا شکار ہوتا ہے۔ تو اے بھائی! تجھ پر عمل لازم ہے اللہ تعالیٰ تیری ہدایت کا مالک ہے۔

☆ بلند مرتبہ لوگوں کے سامنے تواضع اختیار کرنا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ ہر اس شخص کے سامنے عاجزی اختیار کرے جسے اللہ تعالیٰ نے علم یا عمل یا مرتبہ وغیرہ میں اس پر بلند کیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادب ہے جس نے اس کو بلندی عطا فرمائی ہے کیونکہ سچا فقیر اللہ تعالیٰ کی رضا کے گرد گھومتا ہے اپنے نفس کی خواہشات کے ساتھ نہیں۔

ہمارے شیخ حضرت شیخ محمد شناوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے یہ واقعہ سنایا:

کہ ایک معزز آدمی میرے آقا حضرت یاقوت عرشی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا لوگ حضرت یاقوت رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ اور پاؤں

[1] جس نئے عمل سے سنت اٹھ جائے وہ بدعت ہے ہر نیا کام بدعت سیئہ نہیں، بلکہ نئے کام اچھے بھی ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس سے مراد وہ بدعت ہے جو شریعت کے خلاف ہو۔ ۱۲ ہزاروی

چومنے لگے اور اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ اس کے دل میں وہی بات پیدا ہوئی جو کسی انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ سیدی حضرت یاقوت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے کان میں پوشیدہ طور پر فرمایا۔

اے میرے آقا! یہ لوگ میری تعظیم اس لئے کر رہے ہیں کہ ان کے اخلاق کے مطابق میں نے تیرے آباؤ اجداد کی پیروی کی اور تو نے میرے آباؤ اجداد کی پیروی کی یعنی جہالت میں، اسی لئے وہ میری تعظیم کرتے ہیں تمہاری نہیں۔

☆ پیر بھائیوں کو توجہ الی اللہ کی ترغیب دے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کو اس بات کی ترغیب دے کہ وہ دل سے اللہ تعالیٰ کی رعایت کا خیال رکھیں اور ان میں سے کوئی ایک لوگوں کے شکریہ پر اکتفانہ کرے جو وہ اس کے ظاہری عمل پر کرتے ہیں حالانکہ وہ اپنے اور اپنے رب کے معاملات میں کھلم کھلا نافرمانی کرتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی علامت ہے۔

اور جو شخص صرف لوگوں کے شکریہ پر اکتفا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی پردہ دری کرتا اور اسے ذلیل کرتا ہے اگرچہ دیر کے بعد یہ اس کی سزا ہے۔

حضرت شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اللہ تعالیٰ پوشیدہ باتوں اور ظاہری و باطنی باتوں پر مطلع ہے وہ جس سانس یا جس حال میں ہو پس جو دل اسے اپنے آپ پر موثر نگران' اور اس کو دیکھنے سے سمجھتا، حیاء محسوس کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے مصائب، دھوکہ، مشاغل جو عبادت کے راستے میں رکاوٹ بنتے ہیں تھکاوٹوں اور گمراہ کن آزمائشوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

آپ فرماتے تھے:

- جو شخص اپنی طرف اللہ تعالیٰ کی نظر کو نہیں دیکھتا تو وہ اپنے احوال کو دعویٰ کی آنکھ سے، اپنے افعال کو ریا کی آنکھ سے اور اپنے اقوال کو جھوٹ گھڑنے کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔
- تمہاری پوری زندگی ایک سانس ہے تو اس بات کی حرص رکھ کر وہ تیرے (نفع) کے لئے ہو تیرے نقصان کے لئے نہ ہو اور دل کی توجہ ایک ہی طرف ہوتی ہے جب اس طرف ہوگی تو دوسری طرف سے حجاب ہوگا۔
- تم اللہ کے غیر کے لئے مراقبہ اور اس کی طرف میلان سے بچو مگر اس کی اجازت سے پس جو شخص اس طرح کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے اس کی مناجات کو سلب کر لیتا ہے۔
- بندے کے لئے سب سے زیادہ نقصان دہ بات اس شخص سے میل جول ہے جو اپنے افعال' اقوال اور عقائد میں اپنے رب کو پیش نظر نہیں رکھتا۔

ایک دوسری روایت کے مطابق آپ نے فرمایا:

- مرید کے لئے سب سے زیادہ نقصان دہ اس عالم کی صحبت ہے جو دل کے ساتھ اپنے رب کے خیال سے غافل ہے اور

ایسا تصرف کرنے والا (کرامت وغیرہ دکھانے والا) جو احکام شریعت سے جاہل ہے اور ایسا واعظ جو لوگوں سے منافقت کرتا ہے اور ان کو اپنی طرف منتقل کرنے کے لئے ان کو رخصت کی راہ دکھاتا ہے۔ واللہ اعلم

☆ پیر بھائیوں کو ایسے دعووں سے روکنا جن پر کوئی دلیل نہ ہو

مرید کی شان سے یہ بات کہ وہ اپنے بھائیوں کو ایسے دعووں میں پڑنے سے ڈرائے جن کے ظاہر پر کوئی دلیل نہ ہو اور اگر ظاہر پر دلیل ہو تو بھی بچنے کے لئے کہے، انہیں اپنے مقام کو پوشیدہ رکھنے کا مشورہ دے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ خود ان کی مرضی کے بغیر ظاہر کردے۔ اس مسئلہ میں بہت سے لوگ ہلاک ہوگئے۔

مشائخ کرام فرماتے ہیں:

جس شخص کو دیکھو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی بات کا دعویٰ کرتا ہے۔ جس کے ظاہر پر اس کی طرف سے گواہ (دلیل) نہیں پس اس سے بچو اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص اجازت پائے جانے سے پہلے مخلوق کی طرف نکلے وہ فتنے میں مبتلا ہوتا ہے اور وہ لوگوں کے لئے مذاق کا باعث بنتا ہے اور اولیاء کرام مخلوق کی طرف نہیں نکلے مگر ان کو ولایت کے سلب ہونے سے ڈرایا گیا اگر انہوں نے عمل نہ کیا۔

میں کہتا ہوں کہ ایک شخص آیا اور اس نے مجھ سے کلمہ طیبہ کی تلقین کا مطالبہ کیا میں نے دیکھا کہ وہ سرداری پسند کرتا ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ آج کے دور میں لوگوں کی اصلاح کے بغیر مجاہدہ اس کے تکبر کو بڑھا دے گا اس لئے میں نے اس کے مطالبہ کا جواب نہ دیا۔

میرے بعد وہ کئی مشائخ کے پاس گیا اور اس نے ان سے کیا ہوا عہد توڑ دیا اس کی حالت یہ ہوگئی کہ جو شخص اسے نصیحت کرتا وہ اس سے الگ ہو جاتا اور اسے چھوڑ دیتا اور یہ دعویٰ کرتا کہ جو مشائخ انتقال کر چکے ہیں وہ اس کے پاس خواب میں آتے ہیں اور کہتے ہیں لوگوں کے سامنے ظاہر ہو اور شاید وہ ابلیس ہو۔

عوام کی جماعت اس کے پاس آئی تو وہ ان سے کہنے لگا ''آج میں سب سے بڑا ولی ہوں اور میرا دائرہ ان سب سے زیادہ وسیع ہے۔ تمام اقطاب میرے حکم کے تابع ہیں''۔

پس لوگ اس کے ساتھ مذاق کرنے لگے بلکہ اس دور کے فقراء سے بھی مذاق کرنے لگے تو اس کا حکم خلبوص مغانی کی طرح ہوگیا کہ جب اس کے دروازے سے قاضی یا امیر نکلتا تو لوگ اس پر ہنستے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

یہ بات مخفی نہیں کہ کرامات، معجزات کی فرع ہیں اگر آدمی کی کرامت اس کے دعویٰ کی تصدیق نہ کرے تو وہ بہت جھوٹا شخص ہے جس طرح سلف صالحین اس راستے پر چلے ہیں۔ واللہ اعلم

☆ پیر بھائیوں کو اپنے بدنوں وغیرہ کی حفاظت کی ترغیب دے

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کو ان کے بدنوں دلوں اور نفسوں کی دائمی حفاظت کی ترغیب دے اور

یہ اس طرح کہ وہ (شریعت کی) مخالفت ترک کریں غیر کی طرف مائل نہ ہوں اور دعویٰ کرنا چھوڑ دیں کیونکہ جو شخص ان میں سے کسی خصلت میں مبتلا ہوتا ہے اور ان سے نہیں بچتا وہ ذلیل ترین لوگوں میں شمار ہوتا ہے تو جس طرح حفاظت کرنے والوں کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے معمور (آباد) ہوتے ہیں اسی طرح جو شخص حفاظت نہیں کرتا اس کا دل غفلت اور وسوسوں کا محل ہوتا ہے۔

حضرت شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

شریعت کی مخالفت کی صورت میں عمل نفع نہیں دیتا جس طرح پرہیز نہ کرنے والے مریض کو حکیم کا بتایا ہوا نسخہ نفع نہیں دیتا اور جس طرح تواضع کے ساتھ باطل نقصان نہیں پہنچا سکتا اسی طرح تکبر کی موجودگی میں عمل نفع نہیں دیتا۔ واللہ اعلم

☆ عبادت کا مقصد مقام ومرتبہ کا حصول نہ ہو

مرید کو چاہئے کہ وہ اپنے بھائیوں کو اس بات سے بچنے کی ترغیب دے کہ وہ اپنی عبادت سے کوئی مقام اور حال طلب کریں کیونکہ جو شخص اپنے لئے حال اور مقام تلاش کرتا ہے وہ معارف کے راستوں سے دور ہوتا ہے۔

اسی طرح اسے چاہئے کہ وہ ان کو اس بات کی ترغیب دے کہ وہ اپنے اوقات کو شریعت کے موافق کاموں سے آباد کریں اور وہ ان سے کہے کہ وہ بھی اسے اس بات کی ترغیب دیں۔

اہل طریقت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو شخص اپنے اعمال کے بدلے میں کوئی مقام طلب کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت سے گر جاتا ہے۔

یہ حضرات فرماتے ہیں: جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے نفس کو بے نیاز نہیں کرتا اس کا نفس اسے پچھاڑ دیتا ہے۔

فرماتے ہیں:

جو شخص اپنے نفس کا ظہور طلب کرتا ہے اس کا دل خراب ہو جاتا ہے اور اس کے لئے سچے لوگوں کے احوال میں سے کسی چیز تک پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے وہ صالح ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے اور اولیاء کرام اسے جھٹلاتے ہیں پھر وہ قیامت کے دن تمام منافقین میں اٹھایا جائے گا۔

☆ مشاہدہ حق کے ساتھ عمل کی ترغیب دے

مرید کی شان میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کو اس طرح عمل کی ترغیب دے کہ ان کو عمل کے دوران مشاہدہ حق حاصل ہو۔ بے شک سچا بھائی بعض اوقات شیخ کے مقام پر ہوتا ہے۔

اور عام لوگوں کے لئے طریقت کا راستہ طویل ہو گیا ان باتوں سے غفلت کی وجہ سے جن کا ہم نے ذکر کیا ہے پس وہ جس کے لئے عمل کرتے ہیں ان اعمال کی وجہ سے اس سے پردے میں ہو گئے۔

اگر وہ "معمول لہ" (جس کے لیے عمل کر رہے ہیں) کو ملاحظہ کرتے تو وہ اعمال کو دیکھنے کی بجائے اس میں مشغول ہوتے ان دونوں میں کس قدر فرق ہے ایک وہ جس کا مقصد حور وقصور ہے اور ایک وہ جس کا مقصد پردہ اٹھانا اور دائمی حاضری ہے۔

حضرت شیخ ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جو شخص آغاز کرنے والوں کے آداب کو قائم نہیں کرتا اس کے لیے انتہا والوں کے مقامات کیسے درست ہو سکتے ہیں۔

میں نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ فرماتے تھے:

جس عمل میں بندہ اپنے رب کے ہاں حاضر نہ ہو وہ مردار کی طرح ہے اور وہ منافقت کے زیادہ مناسب ہے یہ اس لئے کہ لوگوں کو وہم ہوتا ہے کہ وہ مناجات کے وقت اللہ تعالیٰ کے ہاں حاضر ہوتا ہے حالانکہ وہ مخلوق کے ساتھ ہوتا ہے اور یہ منافقت ہے اور بے شک منافق جہنم کے سب سے نچلے گڑھے میں ہوں گے۔ ①

ان کو یہ سزا ادیان کے ساتھ کھیلنے کی وجہ سے ملے گی۔ اسی لئے شریعت نے مسلمان مرد کے لئے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح جائز قرار دیا اور جو اہل کتاب سے نہیں ان سے حرام قرار دیا' اس بات کو سمجھو اور رک جاؤ۔

میں نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے ہی سنا وہ فرماتے تھے:

یہ لوگ اپنے اعمال کو دیکھنے (ان پر ناز کرنے) میں اس لئے مشغول ہوئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ واللہ اعلم

☆ ہر رکاوٹ ڈالنے والے سے بچنا

مرید کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کو ہر اس کام سے روکے جو ان کو اذیت پہنچاتا اور (اللہ تعالیٰ کی طرف) سیر سے روکتا ہے۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

جو شخص اپنے بھائیوں کے حقوق ضائع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے خود اپنے حقوق ضائع کرنے میں مبتلا کرتا ہے۔

حضرت شیخ افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے بھائیوں کو کوئی نہ کوئی نصیحت کرنا ترک نہیں کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے:

جو شخص اپنے بھائیوں سے دھوکہ کرتا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اپنے نفس سے بھی دھوکہ کرتا ہے۔

آپ نے ایک مرتبہ ایک شخص کو دیکھا وہ اس چیز کو رد کرتا تھا جو لوگ اسے اس کے لئے دیتے تو آپ نے فرمایا اے بھائی! دنیا کے لئے دنیا کو چھوڑنا اس کے لینے سے زیادہ برا ہے اپنے نفس کی چھان بین کرو بعض اوقات تمہارے پاس تمہارا بھائی آتا ہے اور تم اس خوف سے واپس کرتے ہو کہ اس کے دل سے تمہارا جاہ و مرتبہ اور مقام نکل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ (کی رضا) کے لئے واپس نہیں کرتے۔

میں نے ان سے ایک اور مرتبہ سنا وہ فرماتے تھے:

اس بات سے بچو کہ تم اپنے اوپر ان مقامات طریقت کی تقدیر کے دروازے کھولو جو تمہارے بھائیوں کے لئے ہیں۔ اس طرح تمہاری سیر رک جائے گی۔ تو یہ مشائخ کا وظیفہ ہے۔ واللہ اعلم

---

① ارشاد خداوندی ہے: ﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ......﴾ سورہ نساء 14 ''بے شک منافقین جہنم کے سب سے نچلے گڑھے میں ہوں گے''۔

اسی طرح اسے چاہئے کہ اپنے بھائیوں کو بدعتی لوگوں کی مجالس سے بچنے کے لئے کہے کیونکہ دل کی موت کے لئے یہ محبوب ہے پہلے تمام بزرگ فرماتے تھے جس شخص میں معمولی بدعت بھی ہو اس کی ہم نشینی سے بچو جو شخص اس میں سستی کرتا ہے تو اس (بدعت) کی بدبختی اس طرف لوٹتی ہے اگرچہ کچھ عرصہ بعد ہو (یعنی وہ کام جو سنت کے خلاف ہو وہ بدعت ہے)۔

حضرت شیخ ابومدین رحمہ اللہ فرماتے تھے:

ہمیں حضرت مالک رحمہ اللہ سے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ فرماتے تھے:

جو شخص عبادت پر اکتفا کرتا ہے اور فقہ کو چھوڑ دیتا ہے وہ (شریعت سے) نکل جاتا ہے اور بدعتی بن جاتا ہے۔ اور جو شخص ''علم کلام'' پر اکتفا کرتا ہے حقیقت کے ساتھ موصوف نہیں ہوتا وہ زندیق (بے دین) ہو جاتا ہے اور (شریعت سے) کٹ جاتا ہے جو شخص ''فقہ'' پر اکتفاء کرتا ہے اور عمل نہیں کرتا وہ دھوکے میں ہے اور جو شخص علم پر عمل کرتا ہے وہ نجات پاتا ہے اور بلندی حاصل کرتا ہے اور جو ادب والوں سے ادب حاصل نہیں کرتا وہ اپنے تابع لوگوں کو خراب کر دیتا ہے۔ واللہ اعلم

☆☆☆

خاتمہ کتاب

مرید اور شیخ میں سے ہر ایک کے آداب اور شرائط عامہ کے بیان میں

جان لو! اللہ عزوجل تم پر رحم فرمائے کہ صوفیاء کرام کے راستے کا دائرہ کار وہاں سے شروع ہوتا ہے جہاں ان کے غیر کے دائرے کی انتہا ہوتی ہے کیونکہ شریعت کے ہر ادب کے باطن میں دوسرا ادب ہوتا ہے جس کو اللہ والے اعتبار (تعبیر) کہتے ہیں یعنی ظاہری فعل کے ساتھ باطنی فعل کی تعبیر کرتے ہیں پس فعل کی صورت ایک اور مقصود مختلف ،ہوتے ہیں جیسے کوئی شخص اپنی عبادت سے آخرت میں ثواب کا قصد کرتا ہے اور کوئی شخص اس واجب کو قائم کرنے کا ارادہ کرتا جو حق ربوبیت ہے۔ اور (اس کا عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ) وہ اپنے رب کی عبادت کے ذریعے کسی اجر کا استحقاق نہیں سمجھتا کہ اس کا مطالبہ کرے۔

تو ظاہری طور پر ثواب کے طالب اور غیر طالب کی صورت ایک جیسی ہے اس کی مثال اس طرح بھی ہے کہ ایک شخص ظاہری حدث یا نجاست سے اپنے اعضاء کو دھوتا ہے اور دوسرا شخص اس دھونے کی حالت میں توبہ کے ذریعے تمام گناہوں سے دھوتا ہے۔

تو پہلے شخص کی نیت صرف حدث اور ظاہری نجاست کو دور کرنے سے متعلق ہے اور دوسرا اس پر اضافہ کرتے ہوئے اعضاء کے استعمال سے باطنی نجاست دور کرتا ہے جو (ظاہری) شریعت میں نہیں ہے۔

خاص طور پر دل جو پورے بدن کا امیر ہے کیونکہ جب وہ خراب ہوتا ہے تو پورا جسم خراب ہو جاتا ہے لہٰذا اسے تمام گناہوں مثلاً تکبر، خود پسندی منافقت، ریا کاری، حسد، کینے اور لوگوں کو حقیر جاننے وغیرہ سے پاک کرنا ضروری ہے اور دنیا کی محبت ان تمام آفات کو جمع کرتی ہے۔ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول میں اس کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

(حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ)

دنیا کی محبت تمام گناہوں کی سردار ہے۔

پس اس سے کوئی گناہ باہر نہیں۔ اور شاید جو شخص اپنی نگاہ کو ظاہری حدث پر ہی روکتا ہے اس کے دل میں کبھی دنیا کی محبت سے توبہ کا خیال نہیں آتا۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنے اصحاب سے فرماتے تھے:

''ہمارے ساتھ بیٹھو! ہم اس گناہ سے توبہ کریں جس کی طرف لوگوں کو راہ نمائی حاصل نہیں اور وہ دنیا کی محبت ہے یعنی مال، کھانے، کلام اور سونے کی محبت ہے ان چار کی محبت دنیا کی محبت ہے۔

اے بھائی! جان لو کہ جو شخص حق اور صدق کے ساتھ طریقت میں داخل ہوتا ہے اسے علم ہوتا ہے۔ اس قوم (صوفیاء کرام) میں ظاہر طریق کے مجتہد بھی ہیں تو جس طرح شریعت کے مجتہدین نے اس سے آداب' احکام' شرائط واجبات' محرمات اور مکروہات کے لئے اجتہاد و استنباط کیا اسی طرح صوفیاء طریقت کے مجتہدین بھی کرتے ہیں۔

پس جب تک تو ان کے طریق میں داخل نہیں ہوتا ان پر اعتراض کرنے سے بچ اس وقت تو صرف اسی بات پر اعتراض کرے گا جس کی مخالفت وہ سب یا ان کی اکثریت کرے گی۔

جب تمہیں یہ بات معلوم ہو گئی تو میں کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے۔

آداب صوفیاء کا بیان

☆ایک دستر خوان پر کھانا

ان کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ ایک دستر خوان پر کھاتے ہیں اور کسی شرعی عذر کے بغیر الگ الگ نہیں کھاتے ان کے لئے جائز ہے کہ وہ روٹی میں اکٹھے ہوں سالن میں نہیں اور کبھی اس کے برعکس کریں۔

سیدی یوسف العجمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہمارے اسلاف (پہلے بزرگ) روٹی اور سالن دونوں میں اکٹھے ہوتے تھے اور ایثار کے طریقے پر کھاتے تھے لیکن جب بعض فقراء پر حرص اور لالچ غالب آ گئی تو انہوں نے ظلم کو دور کرنے کے لئے کھانے کو تقسیم کر دیا۔

تربیت گاہ کے فقراء کو ان میں سے کسی ایک کے تکبر کو اپنانے سے پرہیز کرنا چاہئے کہ وہ فقراء کے دستر خوان پر نہیں بیٹھتا اور علیحدگی میں اکیلا کھانا کھاتا ہے اور یہ اس کے طریقت میں کامیابی نہ پانے کی علامت ہے اور تربیت کے ہاتھ سے نکلنے کا آغاز ہے اور ایسا اکثر وہ لوگ کرتے ہیں جو دنیاداروں کی صحبت اختیار کرتے ہیں اور ان کے لئے اپنی بڑائی ظاہر کرتے ہیں اس لئے انہیں اس بات سے شرم آتی ہے کہ وہ لوگ ان کو نابیناؤں اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھ کر ان کے دستر خوان پر کھاتے ہوئے دیکھیں اور ان کا ان لوگوں سے الگ کھانا صدقات وغیرہ سے بچنے کے لئے ہوتا تو وہ تنہا بھی اس تربیت گاہ کا کھانا نہ کھاتے پس تم اس پر غور کرو۔ واللہ اعلم

گرم لقمہ دوبارہ برتن میں نہ ڈالنا

ان کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ ان میں سے کوئی لقمہ یا گوشت وغیرہ نہ توڑے کہ اسے گرم پاتے ہوئے برتن میں واپس رکھ دے اس سے لوگوں کو گھن آتی ہے۔ اسی طرح یہ بھی مناسب نہیں کہ بڑا لقمہ لے پھر اسے منہ سے کاٹ کر باقی پیالے میں ڈال دے۔

کھانا کھاتے وقت دوسروں کی طرف نہ دیکھنا

اسی طرح یہ بھی آداب میں سے ہے کہ وہ کھانے کے دوران ہم مجلس کی طرف نہ دیکھے کیونکہ بعض اوقات وہ اس وجہ سے شرمندہ ہو جاتا ہے اور جب خادم دستر خوان بچھائے اور وہ ارادہ کرے کہ یہ لوگ کھانا کھائیں تو وہ بلند آواز سے کہے:

"الصلوٰۃ الصلوٰۃ"۔

اس سلسلے میں یہ لوگ حدیث شریف سے استدلال کرتے ہیں۔ اور وہ رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی ہے:

((وَاَمَاطَتَكَ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَلٰوةٌ وَاَعَانَتَكَ وَاَخَاكَ عَلٰى دَابَّته لِيَركبها صلوٰة)) ①

اور تمہارا راستے سے اذیت ناک چیز کو ہٹانا نماز ہے اور تیرا اپنے بھائی کی مدد کرنا کہ وہ سواری پر سوار ہو سکے نماز ہے۔

یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((وَكُلُّ مَعْرُوْفٍ صَلَاةٌ))

اور ہر نیکی نماز ہے۔

اور کھانا بھی ایک نیکی ہے کیونکہ اصل میں یہ واجب ہے یا مستحب۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں؛

اگر مرشد موجود ہو تو اسے کہنا چاہئے "الصلوٰۃ" کیونکہ حقیقتاً وہی اجازت دینے والا ہے اور نگران تو اس کا نائب ہے۔

کھانا کھاتے وقت گفتگو کم ہو

ان کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ کھانا کھاتے وقت گفتگو کم کریں اور ہنسی مزاح بھی کم کریں کیونکہ حقیقتاً وہ اللہ تعالیٰ کے دستر خوان پر ہیں اور وہ ان کو دیکھ رہا ہے وہ ان کے ایک دوسرے کے لئے ایثار اور اس (اللہ تعالیٰ) کے لئے شکر کو دیکھ رہا ہے۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

کھانے کے آداب سے متعلق لطیف حکایات میں کوئی حرج نہیں جن میں کم کھانے کی ترغیب ہو اور زیادہ کھانے سے روکا گیا ہو اور اس طرح کے دیگر آداب ہوں۔

ایک طفیلی کی اپنے بیٹے کو نصیحت

میں نے حضرت شیخ ابوبکر الحدیدی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ حضرت شیخ محمد منیر محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ شیخ عبدالحلیم محمد العدل رحمۃ اللہ علیہم اور شیخ محمد بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بیان کر رہے تھے کہ ایک طفیلی (بن بلایا مہمان) کی موت کا وقت آیا تو اس کے بیٹے نے کہا ابا جان! مجھے کوئی وصیت کریں جسے میں آپ کے بعد یاد رکھوں۔ اس نے کہا اے بیٹے! جب تم کسی دستر خوان پر جاؤ اور وہ تمہارے لئے جگہ نہ بنائیں تو ان میں سے کسی ایک کے پیچھے بیٹھ جاؤ اور اس کی پیٹھ کو کھجلاؤ جب وہ تمہاری طرف متوجہ ہو تو اس سے کہو میری وجہ سے تم تنگ تو نہیں ہو؟ اس طرح وہ شرمندہ ہو جائے گا اور کہے گا نہیں اور تمہارا حیا کرتے ہوئے کشادگی پیدا کرے گا جب وہ تمہارے لئے کشادگی کرے تو (اس حلقہ میں) داخل ہو جاؤ اور اس کے ساتھ ٹکراؤ پیدا کر دو اس طرح وہ تم سے پیچھے ہٹ جائے گا اور تم دستر خوان کے مالک ہو جاؤ گے (یہ سن کر) وہ تمام مشائخ ہنس پڑے۔

---

① الجامع الصغیر، حرف کاف، جلد 2 صفحہ 395، رقم الحدیث: 6353 (مفہوماً)، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

دستر خوان پر جگہ نہ بدلنا

ان لوگوں کے آداب سے یہ بات بھی ہے کہ جب دستر خوان پر ایک جگہ بیٹھ جائے تو اس سے کسی دوسری طرف منتقل نہ ہو البتہ کوئی مصلحت ہو تو اپنے شیخ یا خادم کی مشاورت کے بعد بدل سکتا ہے۔ اور خادم کے لئے مناسب نہیں کہ وہ کسی ایک کو ایک کھانے کا پابند کرے جبکہ کھانا مختلف قسم کا ہو اس صورت میں کمزور فقراء کے دلوں کا بکھر جانا ہے اور اگر ان میں سے کوئی ایک کھانے کے دوران پانی پینے کا محتاج ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن لوٹے کا دستہ سب سے چھوٹی اور ساتھ والی یا کسی دوسرے والی انگلی سے پکڑے، دوسرے آدمی سے کہے کہ وہ اپنے پاکیزہ ہاتھ کے ساتھ اسے پلائے اور ان انگلیوں کے ساتھ وہ کبھی نہ پکڑے جن کے ساتھ کھانا کھا رہا ہے خاص طور پر بو والی چیز جیسے مچھلی یا پیاز یا لہسن (کھا رہا ہو)۔ [1]

حضرت شیخ نجم الدین الکبریٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اور جب پیئے تو اس طرح پیئے کہ اس کا چہرہ قوم کی طرف ہو اور وہ ان سے اپنے چہرے کو نہ پھیرے۔ جس طرح عوام احترام کے ارادے سے کرتے ہیں اور اگر وہاں کوئی ایسا شخص ہو جو اس ادب سے لاعلم ہو تو اسے پینے سے پہلے یہ ادب سکھائے تا کہ وہ جہالت کی وجہ سے انکار کرنے سے محفوظ رہے۔

فرماتے ہیں:

اسی طرح یہ بات بھی مناسب نہیں کہ وہ ظاہری طور پر کسی کو ترجیح دے اور نہ کسی ایسے شخص پر جو درجہ میں اس سے اوپر ہے وہ مرشد ہے یا امیر یا کوئی عالم ہے وہ اس شخص پر ترجیح دے سکتا ہے جو لوگوں کے ظاہری عرف میں اس سے کم ہے ورنہ یہ بات معلوم ہے کہ اس کے لئے یہ بات جائز نہیں کہ وہ شکر (کی ادائیگی) کے علاوہ اپنے آپ کو دوسروں سے افضل خیال کرے ورنہ لوگ جسے کم درجہ والا سمجھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تمام حاضرین سے زیادہ عظمت والا ہوتا ہے۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

اس کے لئے مناسب نہیں کہ سب کے سامنے کسی کو ترجیح دے بلکہ اس کے لئے تھوڑا تھوڑا کھانا الگ کرے اور اگر اس کا بھائی اس کا محتاج ہو تو اس کا ہاتھ اس کی طرف بڑھائے اور جو وہاں موجود ہے اس کی طرف کھینچے وہ اسے چھوڑ دے اور مناسب نہیں کہ ان میں سے ایک، دوسرے سے کہے تم یہ جانور کا پچھلا حصہ لو اور دوسرا اس سے کہے یہ تو تم ہی لیتے ہو۔

اسی طرح شور شرابہ پیدا ہوگا اور اس گوشت کی قیمت بڑھ جائے گی۔

میرے برادر طریقت افضل الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جب خادم یا شیخ کہے "الصلوٰۃ" اور ابھی کھانے کا آغاز ہو اور وہاں کوئی فقیر کھانے کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو ادب کا تقاضا یہ ہے کہ وہ ان کے ساتھ ان کی موافقت میں دستر خوان پر بیٹھ جائے اگر چہ کھانا نہ کھائے۔

جس طرح وہ فرماتے ہیں کہ:

---

[1] مقصود رہے کہ اس برتن کے ساتھ سالن وغیرہ نہ لگے اس کے لئے جو طریقہ مناسب سمجھے اختیار کرے۔ ۱۲ ہزاروی

جس شخص کو ولیمہ کی دعوت دی جائے وہ حاضر ہو پھر چاہے تو کھائے اور چاہے تو چھوڑ دے۔

فرماتے ہیں:

جب شیخ یا خادم کھانے کے آخر میں فقراء سے کہے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو تو ادب کا تقاضا ہے کہ اٹھنے میں جلدی کی جائے۔

وہ فرماتے ہیں:

جو شخص قرآن پڑھے یا اذان دینے یا نماز پڑھنے کے لئے جانا چاہے تو جب تک فقراء اپنے ہاتھ دھونے سے فارغ نہ ہو جائیں اس کے لئے جانا مناسب نہیں البتہ کوئی ضرورت شرعی ہو یا وقت تنگ ہو یا ساتھیوں سے الگ ہونے کا ڈر ہو جب وہ مسافر ہوں (تو جا سکتا ہے) اور جب ان میں سے کوئی ایک اپنے ہاتھ دھونے سے فارغ ہو جائے تو جو اس کے ہاتھوں پر پانی ڈالتا ہے اس کے لئے دعا کرے مثلاً یہ کہ:

(طَهَّرَكَ اللّٰهُ مِنَ الذُّنُوْبِ) اللہ تعالیٰ تمہیں گناہوں سے پاک کرے۔

اور جو شخص فقراء کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہا ہے وہ صابن کو اس پانی میں جانے سے جس سے ہاتھ دھوئے گئے اور وہ کسی تھال میں یا نالی میں جانے سے بچائے اگر وہ اس سے گر جائے تو اس پر پاک پانی ڈال کر دوبارہ استعمال کرے۔

خدمت پر مامور شخص سے صابن یا اشنان (ٹوٹی) لینے میں اختلاف ہے کہ آیا اس سے دائیں ہاتھ کے ساتھ لے یا بائیں ہاتھ سے لے کر ہر ایک نے اس کی وجہ بیان کی ہے۔

اسی طرح کھانا کھانے کے بعد چٹائی یا بچھونے کو صاف کرنے کے بارے میں اختلاف کے بعض نے کہا کہ اسے بائیں ہاتھ سے صاف کرے اور دائیں ہاتھ سے (روٹی کے) ریزے چنے جو زمین پر ہیں اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ دائیں ہاتھ سے صاف کرے کیونکہ عام طریقہ یہی جاری ہے کیونکہ یہ کھانا ہے اور اس کا کھانا مستحب ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

☆اپنی ملکیت کا اظہار نہ کرے

ان لوگوں کے شایان شان یہ ہے کہ وہ یہ نہ کہیں کہ میرے لئے' میرے کپڑے یا میرا جوتا' البتہ دل حاضری ہو تو کہہ سکتا ہے کہ یہ اس پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے البتہ غفلت یا ملکیت کے دعویٰ کی صورت میں کہے تو گنجائش ہے۔

ان کو چاہئے کہ وہ یوں کہیں کپڑا کہاں ہے جوتا کہاں ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس میں راز یہ ہے کہ اس قوم (صوفیاء کرام) کے لئے شرط ہے کہ وہ کسی چیز میں اپنی ملکیت خیال نہ کریں جو دوسرے بھائیوں کے علاوہ اپنے ساتھ خاص کریں بلکہ جو بھی کسی ایسی چیز کا محتاج ہو جو دوسرے کے پاس ہے تو وہ خوش دلی کے ساتھ اس سے لے سکتا ہے اس جگہ ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالی

☆حق تعالیٰ کی عطاؤں کے لیے تیار رہنا

اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان لوگوں کے آداب میں سے ایک بات یہ بھی ہے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بخشش و

عطا جو رات دن واقع ہوتی ہے اس کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں بے شک اللہ تعالیٰ ہر دن رات میں اپنے بندوں کے دلوں کی طرف نظر فرماتا ہے اور اس صورت میں وہ دن کو اپنے لطائف' معارف اور رازوں میں جس قدر چاہے ان کی استعداد کے مطابق عطا کرتا ہے۔

پس جب تم سے کوئی شخص ایک گھڑی کے لئے جدا ہو یا ایک سانس کے برابر تجھ سے منہ پھیرے اور تو اس کے ساتھ بیٹھا ہو پھر وہ تیری طرف رجوع کرے تو تجھ پر واجب ہے کہ عزت اور تعظیم کے ساتھ اس کی ملاقات کے لئے حاضر ہو اس کے بارے میں اچھا گمان کرتے ہوئے اس طرح کرو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا یا اس کی طرف نظروں میں سے کوئی نظر کی پس اس کے ذریعے اسے تجھ سے اعلیٰ مقام حاصل ہو گیا۔

پھر اگر یہ معاملہ صحیح ہو تو اس کے ساتھ ادب کو پورا کر دیا اور اگر اس طرح نہ ہو تو، تو نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادب کی راہ اختیار کی کہ تو نے اس کے ساتھ وہ معاملہ کیا جس کا تقاضا مرتبہ الہیہ کرتا ہے یعنی جو اس کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے وہ اس پر کرم فرماتا ہے۔

حضرت شیخ محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ[1] فرماتے ہیں:

یہ وہ بات ہے جسے بہت کم فقراء تلاش کرتے ہیں اس لئے کہ ان کے دلوں پر غفلت نے مضبوط ڈیرہ ڈال دیا ہے۔ واللہ اعلم

☆ کسی عذر کے بغیر پردے میں نہ رہنا

ان لوگوں کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ کسی عذر کے بغیر دوسروں سے غائب نہیں رہتے اور جو شخص کسی کام کے لئے ان کے پاس آئے تو اسے یہ نہیں کہتے کہ واپس جا پھر کسی وقت ہمارے پاس آنا۔ اور سائل کو کبھی منع نہیں کرتے البتہ کوئی حکمت ہو تو منع کرتے ہیں لیکن کنجوسی اور حرص کی وجہ سے نہیں، جس طرح گزشتہ ابواب میں اس بات کا بیان گزر چکا ہے۔

☆ دوسروں کے لیے ایثار کرنا

اسی طرح ان کے آداب سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے دلوں سے دونوں جہانوں کی طرف میلان کو نکال دیتے ہیں صرف اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رکھتے ہیں اور ان کے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ اسے اپنے مسلمان بھائیوں پر قربان کر دیتے ہیں۔

☆ فتنہ کی جگہ سے دور رہنا

اسی طرح ان کے آداب میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ جان بوجھ کر اس جگہ سے دور رہتے ہیں جہاں لوگ ان کی تعظیم کرتے ہیں کیونکہ انہیں فتنے کا خوف ہوتا ہے اور جس چیز میں بھلائی نہ ہو اسے چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ وہ اس کی برائی کا اعتقاد نہیں رکھتے۔

---

[1] جو لوگ صحابہ کے علاوہ اولیاء اللہ کو "رضی اللہ عنہ" کہنے سے منع کرتے ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں کہ امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کتاب عربی کے صفحہ 129 حصہ دوئم میں گروہ اولیاء میں آپ کو رضی اللہ عنہ تحریر فرما رہے ہیں۔ نیز اس مسئلہ کی وضاحت کے لیے کتاب "امام الاولیاء" مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت کا مطالعہ ضرور فرمائیے۔
(ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

پس وہ اس کے ساتھ وہ معاملہ کرتے ہیں جو اس شخص کے ساتھ کیا جاتا ہے جس کے بارے میں بدگمانی ہوتی ہے لیکن وہ بدگمانی نہیں کرتے اور اگر مخلوق کو چھوڑنے میں اس بات کا ڈر ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ سے روگردانی کریں گے تو یہ (چھوڑنا) صحیح غرض نہیں ہے۔ واللہ اعلم

☆معروف سماع سے بچنا

ان لوگوں کے آداب سے یہ بات بھی ہے کہ صوفیاء میں جو سماع معروف ہے وہ اس میں شامل نہ ہوں اس طرح نفاق میں پڑنے کا خوف ہوتا ہے۔

سماع کے بارے اقوال

حضرت سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سماع کے دلائل میں سے یہ بات مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میثاق اول میں مخلوق کو مخاطب کیا اور فرمایا ﴿اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ﴾ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو ارواح اس کلام کی سماعت کی مٹھاس کی طرف متوجہ ہو گئیں پس اسی لئے جب وہ کوئی طرب اور خوشگوار بات سنتے ہیں تو حرکت اور جوش میں آجاتے ہیں کیونکہ وہ اس سے پہلے والے سماع کو یاد کرتے ہیں۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ؛

عوام کا سماع حرام ہے کیونکہ ان کے نفس اور تکبر باقی ہے اور زاہد لوگوں کا سماع مباح ہے کیونکہ ان کو مجاہدات حاصل ہیں اور ہمارے اصحاب (صوفیاء کرام) کا سماع مستحب ہے کیونکہ یہ دلوں کو زندہ رکھتا ہے۔

حضرت حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے؛

جن چیزوں سے فقراء نفع حاصل کرتے ہیں ان میں دیانت کے ساتھ اچھی آواز کو سننا بھی ہے۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے اچھی آواز کے وقت سماع کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: اس میں خرابی ہے اگرچہ اس میں خطاب اور اشارے ہوں۔

ایک اور بار آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا: یہ ایک وارد ہے جو دلوں کو بارگاہ خداوندی کے قرب کی محبت کی ترغیب دیتا ہے۔ پس جو اس کی طرف حق کے ساتھ کان لگائے وہ حق پر ہوگا اور جو نفس کی خواہش کے ساتھ کان لگائے گا وہ بے دین ہو جائے گا یا اس کا باطن اس کے ظاہر کے خلاف ہوگا۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

فقراء پر اللہ تعالیٰ کی رحمت تین جگہوں میں اترتی ہے آپ نے ان میں سماع کا بھی ذکر کیا۔ فرمایا: اس لئے کہ وہ حق سے بھی سنتے ہیں اور وجد کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

سماع طلب کرنے والے کے لئے فتنہ ہے جو اس کے مطابق ہو اس کے لئے باعث راحت ہے اور آپ اکثر فرماتے تھے: سماع تین چیزوں کا محتاج ہے' مکان' زمان اور اخوان (یعنی اس کے مطابق لوگ)۔

سیدی عمر بن فارض رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر لوگ کہتے تھے:

جس سماع میں سیدی عمر (بن فارض) رحمۃ اللہ علیہ موجود نہ ہوں اس میں کوئی کشادگی نہیں۔ یہ اس لئے کہ وہ لوگوں کو حرکت دیتے تھے۔

کسی بزرگ نے اجتماع منعقد کیا اور فقراء کو بلایا اور شعر پڑھا یہاں تک کہ کسی وجد نہ آیا۔ انہوں نے سید عمر رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا وہ حاضر ہوئے انہوں نے شعر کہنے والے سے کہا جو کہنا چاہتے ہو کہو۔

اس نے پڑھا:

لِيْ بِالْحِجَازِ وَدِيْعَةٌ خَلَّفْتُهَا - اَوْدَعَهَا يَوْمَ الْفِرَاقِ دُمُوْعِيْ

میرے لئے حجاز میں امانت ہے جس کو میں نے پیچھے چھوڑا اسے جدائی کے دن میرے آنسوؤں نے امانت بنایا۔

(یہ سن کر) سیدی عمر رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے اور چکر لگانے کے بعد وجد میں آ گئے اور جتنے لوگ وہاں تھے وہ سب بھی وجد میں آ گئے۔

یہ بات حضرت شیخ عبد الغفار القوصی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کی ہے۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

سماع کا ظاہر فتنہ اور باطن عبرت ہے پس جو شخص سماع اور اس کے فتنہ کی پہچان رکھتا ہے وہ اس سے ڈرتا ہے۔

اور آپ فرماتے تھے: سماع اسی شخص کے لئے درست ہے جو مجاہدات کی تلواروں سے اپنے نفس کو ذبح کرتا ہے اور موافقات کے نور سے اپنے دل کو زندہ رکھتا ہے اور یہ اہل معرفت کی ارواح کی غذا ہے۔

اور حضرت علی روذباری رحمۃ اللہ علیہ سے جب سماع کے بارے میں پوچھا جاتا تو وہ فرماتے:

کاش ہم اس سے برابر برابر نکل آتے (یعنی اگر ثواب نہ ملتا تو گناہ بھی نہ ہوتا)۔

حضرت ابو عثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جو شخص سماع میں سچا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور دروازے کی چرچراہٹ' پرندوں کی آواز اور ہوا کی سرسراہٹ نہیں سنتا وہ جھوٹا مدعی ہے کیونکہ کچھ لوگوں کے نزدیک سماع کا باعث ان کی یہ گواہی ہے کہ ان پر جو چیز وارد ہوتی ہے وہ بارگاہ الٰہی سے وارد ہوتی ہے۔ پس وہ بارگاہ والے کے ساتھ ساتھ ہوتے ہیں ان لوگوں کے ساتھ نہیں جن پر کچھ وارد ہوتا ہے۔

اسی لئے ان کے نزدیک گدھے کی آواز اور سب سے اچھی آواز والے کی آواز کے برابر ہے پھر جب سماع میں قوم کا حال غالب ہو جائے تو ادب کا تقاضا تسلیم کرنا ہے جب وہ چیخیں یا اپنے کپڑے پھاڑیں یا حال کے مطابق روئیں۔

حضرت ابوعثمان الحیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

سماع تین طریقوں پر ہے۔ایک طریقہ مرید اور ابتدائی مراحل کے لوگوں کے لئے ہے۔اس کے ذریعے وہ احوال شریفہ کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن ہمیں اس وجہ سے ان پر فتنے اور ریا کاری کا خوف ہے۔

دوسرا طریقہ سچے لوگوں کے لئے ہے وہ اس کے ذریعے اپنے احوال میں اضافہ طلب کرتے ہیں اور تیسری صورت عارفین میں سے استقامت والے لوگوں کا ہے ان کے نزدیک حرکت اور سکون برابر ہے۔

حضرت ابوسعید خراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ اسے سماع میں غلبہ حاصل ہے تو اس کی صحیح علامت یہ ہے کہ وہ اس مجلس میں ہر اس شخص سے انس ومحبت رکھے جو حق پر ہے اور ہر وہ شخص جو باطل پر ہے اس سے وحشت (دوری) اختیار کرے۔

حضرت شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اگر وہ ان لوگوں میں سے ہے جو سماع کے بغیر اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہیں پاتے تو اس پر بالکل سماع کو ترک کر دینا لازم ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ پوشیدہ مکر ہے جسے ہر شخص نہیں جانتا۔

اور اگر اپنے دل کو اس میں اور اس کے علاوہ میں بھی پاتا ہے لیکن نغموں میں زیادہ پاتا ہے تو اس کا شریک ہونا حرام ہے۔

اور نغمات کے سماع سے ہماری مراد فقط اشعار نہیں ہیں۔ہماری مراد غناء وغیرہ کے ساتھ نغمات کا سننا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

جب فقیر اپنے دل کو قرآن کی سماعت میں قاری کی خوش آوازی سے پائے اور جب کوئی دوسرا قاری پڑھے تو وہ اپنے دل کو اس میں نہ پائے تو اس کا سماع بیمار ہے اور یہ رقت (نرمی) جو اپنے دل میں پا رہا ہے یہ تو فطرت انسانیت ہے۔

حضرت محی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات (اپنی کتاب) الفتوحات کے 183 ویں باب میں ذکر کی ہے۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جب مرید کو سماع کی طرف مائل دیکھو تو سمجھ لو کہ اس میں باطل میں سے کچھ باقی ہے۔

حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

سماع کا معنی یہ ہے کہ وہ ایک علم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ خاص کیا اس کے علاوہ کوئی بھی اسے نہیں جانتا۔ عبارات اس کے بیان سے قاصر ہیں لیکن سچے لوگوں کی طرف معانی کا اشارہ ہوتا ہے اور وہ حجاب کی تھکاوٹ سے آرام حاصل کرتے ہیں۔

جعلی وجد والے نے بات مان لی

جب حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کسی کام کے لئے مصر سے بغداد تشریف لے گئے تو آپ کے پاس صوفیاء کرام جمع ہو

گئے اور ان کے ساتھ قوال بھی تھا انہوں نے آپ سے اجازت طلب کی کہ وہ آپ کے سامنے کچھ پڑھے آپ نے اسے اجازت دے دی تو وہ پڑھنے لگا۔

صَغِیرُ هَوَاكَ عَذَّبَنِی - فَكَیْفَ بِهِ إِذَا احْتَنَكَا

تمہاری تھوڑی سی محبت نے مجھے دیوانہ بنادیا ہے جب یہ محبت بڑھ جائے گی تو پھر کیا ہوگا

وَقَدْ جَمَعْتُ فِی قَلْبِی - هَوًى قَدْ كَانَ مُشْتَرَكَا

میرے دل میں ایسی محبت جمع ہو گئی جو کبھی دو طرفہ تھی

أَمَا تَرَى لِمُكْتَئِبٍ - إِذَا ضَحِكَ الْخَلِیُّ بَكَى

کیا تم ایسے آزردہ خاطر کو نہیں دیکھتے کہ جب اس کا محبوب ہنستا ہے تو وہ روتا ہے

حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ اٹھ کھڑے ہوئے اور منہ کے بل گر پڑے ان کی پیشانی سے خون کے قطرے نکلتے تھے لیکن زمین پر کوئی نقطہ بھی نہ پڑا اہل مجلس میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور وجد میں آیا تو حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: (هُوَ الَّذِی یَرَاكَ حِینَ تَقُومُ) وہی ذات ہے جو تجھے دیکھتی جب تو کھڑا ہوتا ہے۔ (یہ سن کر) وہ بیٹھ گیا۔

حضرت ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس واقعہ میں حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ اس شخص کے مقابلے میں بلند مرتبہ تھے کیونکہ آپ کو آگاہی حاصل ہوگئی کہ یہ شخص اس مقام کے لائق نہیں۔ اور وہ شخص انصاف پسند تھا کہ اس نے آپ کی بات کو قبول کیا اور جلدی سے بیٹھ گیا اور وہ عمل (وجد کا عمل) نہ کیا۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سماع کے بعد جمینہ (درخت) یا اخروٹ کو چوس رکھتے تھے کیونکہ آپ کو قوت حال حاصل ہو جاتی۔

اور میں نے سیدی محمد السروی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا آپ متبولی کی تربیت گاہ میں قوالی سنتے تو اپنے بائیں ہاتھ پر پانی سے بھرا ہوا بہت بڑا برتن اٹھا لیتے اور اس کے ساتھ چکر لگاتے۔ میں نے ایک اور مرتبہ انہیں دیکھا کہ انہوں نے ایک ہاتھ سے چھلکتا ہوا برتن اٹھایا اور دوسرے آدمی کی طرف پھینک دیا۔

حضرت ابراہیم مارستانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک دن بنی اسرائیل میں بیان فرمایا تو ان میں سے ایک نے اپنی قمیض پھاڑ دی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی بھیجی کہ اس سے کہیں

(مَزِّقْ لِی قَلْبَكَ فَلَا تُمَزِّقْ لِی ثِیَابَكَ)

میرے لئے اپنے دل کو پھاڑ دے اپنے کپڑے میں میرے لئے نہ پھاڑے۔

مشائخ عراق نے سماع سنا

حضرت شیخ عبدالغفار رصومی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا کہ حضرت شیخ ابومحمد ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ سے سماع کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں

نے فرمایا تجھے معلوم نہیں میں اس کے بارے میں کیا کہوں لیکن میں اپنے شیخ ابوحسن تمیمی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر 370 ہجری میں گیا انہوں نے دعوت کا اہتمام کیا تھا۔ اس میں نے انہوں نے امام ابوبکر ابھری رحمۃ اللہ علیہ مالکیوں کے شیخ ہیں، شافعیوں کے شیخ ابوالقاسم الدارکی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث امام طاہرین حسن رحمۃ اللہ علیہ نیر واعظین اور زاہدین کے شیخ ابوالحسن ابن سمعون رحمۃ اللہ علیہ متکلمین کے شیخ ابن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ، اور قاضی ابوبکر قلانی رحمۃ اللہ علیہ حنبلیوں کے شیخ حضرت ابن الحسن رحمۃ اللہ علیہ اور علماء کی ایک اور جماعت کو دعوت دی۔

ان حضرات نے ایک خوش آواز آدمی سے کہا ہمیں کچھ سنا اس نے کچھ اشعار پڑھے جن میں سے یہ اشعار ہیں۔

غطف آنا ملھا فِی بَطْنِ قِرْطَاسِ - رِسَالَةٌ بَعِبْرِ اِلَّا بِاَنْفَاسِ

اس محبوبہ نے اپنی انگلیاں کاغذی تہہ میں اتار دیں وہ خط الفاظ سے عاری مگر خوشبو کا پیکر ہے

اِنْ زِدْ فِدِيْتَكَ لِی مِنْ غَمْرِ مُحْتَشَمٍ - فَاِنْ حُبَّكَ لِیْ قَدْ شَاعَ فِی النَّاسِ

اگر تو ظاہر ہے تو میں بے دھڑک تجھ پر اپنی جان قربان کر دوں کیونکہ لوگوں میں مجھ سے تیری محبت کا قصہ عام ہے

فَكَانَ قَوْلِیْ لَنْ اوی رِسَالَتَهَا - قِفْ لِیْ لَاَسْعٰی عَلَی الْعَيْنِ وَالرَّاسِ

جس نے مجھے محبوبہ کا خط پہنچایا اسے میرا کہنا تھا ٹھہرو کہ میں خوشی سے آنکھوں اور سر کے بل چلوں

حضرت سید شریف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جب میں نے ان مشائخ کے سماع کو دیکھا تو میرے لئے سماع کے عدم جواز کا فتویٰ دینا ممکن نہیں کیونکہ یہ حضرات مشائخ عراق کے اکابر ہیں حتیٰ کہ اگر ان پر چھت گر جائے (اور شہید ہو جائیں) تو عراق میں کسی نو پید مسئلہ پر فتویٰ دینے والی کوئی بھی باقی نہیں رہے گا۔

ہم (مصنف) نے اپنی کتاب "المنن والاخلاق" کے آٹھویں باب میں اس موضوع پر تفصیلی گفتگو کی ہے۔

ایک شعر نے ہلا دیا

حضرت یوسف بن حسن رازی رحمۃ اللہ علیہ قرآن پاک کی قرأت اور سماعت کرتے تو وہاں وجد پیدا نہ ہوتا ایک دن ایک شخص نے یہ شعر سنا:

رَاَيْتُكِ تَبْنِی دَائِمًا فِی قَطِیْعَتِیْ - وَلَوْ كُنْتُ ذا حزم لَهَدِمْتُ مَا تَبْنِیْ

میں نے دیکھا کہ تم ہمیشہ میرے اور اپنے درمیان قطع تعلق کی دیوار کھڑی کرتی ہو اگر میں عقلمند ہوتا تو اس دیوار کو گرا دیتا

(یہ سن کر) انہوں نے چیخ ماری اور رونے لگے حتیٰ کہ ان کے کپڑے اور ڈاڑھی تر ہو گئی پھر فرمایا: تم مجھے بعض اہل دازانی کے قول پر ملامت کرتے ہو کہ وہ زندیق ہے تو وہ قول یہ ہے:

(اَقْرَاءُ الْقُرْآنَ مِنَ الصَّبَاحِ اِلَی الْمَسَاءِ لَمْ یَقْطُرُ مِنْ عَیْنِیْ قَطْرَۃٌ وَقَدْ عَلَی الْقِیَامَۃِ بِهٰذَا الْبَیْتِ)
میں صبح سے شام تک قرآن مجید پڑھتا ہوں لیکن میری آنکھ سے ایک قطرہ نہیں نکلتا اور اس شعر نے مجھ پر قیامت قائم کردی۔

شعر سن کر وجد کیوں آتا ہے؟

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اشعار سن کر انسان کے حرکت میں آنے کا سبب کیا ہے اور وہ اشعار سن کر کس طرح وجد میں آتا ہے قرآن مجید سن کر اس طرح وجد میں نہیں آتا؟ تو انہوں نے فرمایا: انسان پر قرآن کی سماعت کے وقت کیفیت وجد غالب نہیں آتی ہے کیونکہ اس میں احکام تکلیفہ کا بوجھ ہوتا ہے گویا وہ ایک صدمہ ہے اس کے ساتھ پھرنا ممکن نہیں بخلاف اشعار سننے کے کیونکہ وہ دل کو راحت پہنچاتے ہیں کیونکہ ان میں کوئی تکلیف نہیں (شرعی احکام نہیں)۔

نوجوان دنیا سے چل بسا

حضرت ابن الدراج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:
میں دجلہ کے کنارے حسن کے محل سے گزرا تو میں نے ایک خوش شکل آدمی دیکھا اس کے سامنے لونڈی گا رہی تھی اور وہ کہہ رہی تھی:

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وُدٌّ کَانَ مِنِّیْ لَکَ یَبْذُلُ - کُلَّ یَوْمٍ تَتَبَدَّلُ غَیْرَ هٰذَا بِکَ اَجْمَلُ
اللہ کی راہ میں میں تجھ سے محبت کرتی ہوں جو ہر روز بدلتی ہے اس کے علاوہ تیرے لئے عمدہ ہے

ایک نوجوان نے اس سے سنا وہ پیوند لگے کپڑوں میں محل کے نیچے تھا اس نے اس سے کہا دوبارہ کہہ۔ اس نے دوبارہ کہا۔
نوجوان نے کہا یہ ایک صورت ہے جو حق تعالیٰ کے ساتھ میرے پیچھے آتی ہے پھر اس نے چیخ ماری اور اس کی روح پرواز کرگئی۔
ہم نے اسے کفن پہنا کر دفن کر دیا محل کے مالک کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے کہا میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میرے پاس جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور میرے تمام غلام لونڈیاں آزاد ہیں پھر اس نے تہبند باندھا اور کاندھے پر چادر رکھی اور نکل پڑا اس کے بعد اس کا کچھ پتہ نہ چلا۔

حضرت ابوسعید خرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
میں نے حضرت علی بن موفق رحمۃ اللہ علیہ کو سماع کی محفل میں دیکھا وہ فرما رہے تھے کہ
(اَقِیْمُوْنِیْ اَقِیْمُوْنِیْ) مجھے کھڑا کرو مجھے کھڑا کرو۔
انہوں نے ان کو کھڑا کیا وہ کھڑے ہوئے تو وجد میں آگئے۔
دعوت دینے والا صبح تک یہ شعر پڑھتا رہا اور لوگ کھڑے روتے رہے۔

اَرَدُّوْا فُؤَادَ مُکْتَئِبٍ - لَیْسَ مِنْ حَبِیْبِهٖ خَلَفٌ
کیا انہوں نے ایسے آزردہ خاطر انسان کا دل واپس کر دیا جس کے لیے محبوب بوجہ سکون نہیں ہے

حضرت امام قشیری ﷫ فرماتے ہیں: حضرت سھل بن عبداللہ قشری ﷫ قرآن ذکر اور اس کے علاوہ کچھ سنتے تو کوئی تبدیلی نہ آتی۔ آخری عمر میں وہ وجد میں آنے لگے اور فرماتے تھے اللہ کی قسم! ہم برداشت سے کمزور پڑ گئے اور ہم پر وارد ہونے والی چیز ہم سے زیادہ مضبوط ہے۔

کنواں "اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ" کہتا

حضرت ابوعثمان مغربی ﷫ فرماتے تھے کہ

(سَمِعْتُ عَلَى الْبِئْرِ تَقُوْلُ اللّٰه اللّٰه اللّٰه) میں نے کنویں کو اللہ اللہ اللہ کہتے ہوئے سنا۔

حضرت خیر النساج ﷫ فرماتے تھے:

ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو وعظ فرمایا: تو ان میں سے ایک نے چیخ ماری حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو جھڑک دیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی بھیجی ہے اے موسیٰ! یہ لوگ میری محبت میں ظاہر ہوئے میری خوشی کے لئے روئے پیٹے اور مجھے پانے کے ساتھ چلائے تو آپ ان پر کیسے اعتراض کرتے ہیں؟

حضرت عود بن عبداللہ ﷫ کی ایک خوش آواز لونڈی تھی وہ اسے گانے کا حکم دیتے تو وہ آپ کے لئے غمگین آواز کے ساتھ گاتی تھی حتیٰ کہ قوم رونے لگتی۔

حضرت ابوسلیمان ﷫ فرماتے تھے:

جس دل کو صرف اچھی آواز حرکت دیتی ہے وہ کمزور ہے پس اس کا علاج اس طرح کیا جائے جس طرح بچے کا علاج کیا جاتا ہے جب تم اسے سُلانا چاہتے ہو اور آپ فرماتے تھے: اچھی آواز دل میں کسی چیز کو داخل نہیں کرتی وہ اس میں ٹھہرے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف شوق کو حرکت دیتی ہے۔

سید عمر بن فارض ﷫ کی کچھ لونڈیاں تھیں جو ان کے لئے گاتی تھیں تو آپ کھڑے ہو جاتے اور وجد میں آ جاتے ان کی اچھی آواز کی وجہ سے ان کو مہنگے داموں خریدتے تھے۔

حضرت ابوالقاسم قشیری ﷫ فرماتے تھے:

سماع ہر وقت ضعیف لوگوں کے لئے نفع بخش ہوتا ہے پس ہر عضو اس سے اپنا حصہ وصول کرتا ہے جو آنکھ پر اترتا ہے وہ اسے رلاتا ہے، جو زبان پر اترتا ہے اس کے ذریعے وہ چلاتا ہے، جو ہاتھ پر اترتا ہے اس کے ذریعے وہ کپڑوں کو پھاڑتا ہے اور اپنے چہرے پر تھپڑ مارتا ہے اور جو پاؤں پر واقع ہوتا ہے اس کے ذریعے وہ رقص کرتا ہے۔

حضرت شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ ﷫ نقل کرتے ہیں کہ حضرت شیخ عزالدین بن عبدالسلام ﷫ سے خوش آوازی کے ساتھ سماع کے بارے میں پوچھا گیا انہوں نے فرمایا: (مِثْلُ مَاذَا؟) کس کی مثل؟

کہا گیا کس کہنے والے کے اس قول کی مثل ہے۔

غَنَتْ فَأَخْفَتْ صَوْتَهَا فِي عُودِهَا - فَكَأَنَّهُمَا الصَّوْتَانِ صَوْتُ الْعُوْدِ

وہ نغمہ سرا ہوئی تو اس نے اپنی آواز عود میں چھپا دی تب یوں معلوم ہوتا تھا کہ دونوں آوازیں عود میں ڈھل گئی ہیں

حضرت شیخ عزالدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: (اَعِدْهُ عَلَيَّ) مجھے دوبارہ سناؤ۔ سائل نے کہا: (يَكْفِينِي مِنْكَ فِي اِبَاحَتِهٖ اِنْتَهٰى) مجھے آپ کی طرف سے اس کے جواز کے لئے اتنی بات ہی کافی ہے۔

میں نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے:

جس شیخ کی اقتداء کی جاتی ہے اس پر لہو ولعب کے آلات سننا حرام ہے کیونکہ اس طرح ان کی اتباع کرنے والے اس کی حاضری میں سرکشی کی وجہ سے خراب ہو جائیں گے۔

صوفیاء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بارگاہ خداوندی سے بھاگنے والے دلوں کو جمع کرنا اچھی بات ہے۔

میں کہتا ہوں جب صوفیاء کرام اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کا ذکر کرتے ہیں تو اس سے مراد بندے کا اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونا ہے جب تک اس کی یہ حاضری رہتی ہے اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں حضوری حاصل رہتی ہے جب اس حاضری سے پردے میں ہو جائے تو وہ اس حضوری سے نکل جاتا ہے۔ واللہ اعلم

حضرت شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے ذکر کیا کہ سماع کے سلسلے میں صوفیاء کرام کا ادب یہ ہے کہ وہاں کوئی ایسا شخص موجود نہیں ہونا چاہئے جو اہل طریقت سے نہ ہو یا ان کے راستے پر چلنے والوں میں سے نہ ہو لیکن وہ سماع کا منکر ہو اس کا قائل نہ ہو کیونکہ وہ اپنی تبدیلی کی وجہ سے قوم کو اپنے قبضہ میں کرے گا اس لئے کہ وہ ان سے زیادہ قوی ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ نفس فطری طور پر سماع کو پسند کرتا ہے اور اسے صرف اس لئے ناپسند کرتا ہے کہ وہ دوسری حالت میں ہوتا ہے جو سماع سے زیادہ عظیم ہوتی ہے۔

اسی لئے وہ اپنے باطن کی وجہ سے سامعین کے نفسوں پر سلطان ہوتی ہے پس معلوم ہوا کہ صحت سماع میں واجب ہے کہ تمام سامعین کے دل ایک شخص کی طرح ہوں (ایک جیسے ہوں)۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں: اگر قوال ان ہی لوگوں (صوفیاء) میں سے ہو یا ان کا معتقد ہو تو یہ زیادہ اچھی بات ہے۔

وہ فرماتے ہیں:

اگر قوال عام لوگوں میں سے ہو جو صوفیاء کرام کے طریقے سے خارج ہیں پس ان کے لئے مناسب ہے کہ وہ اسے زیادہ عطا کریں تا کہ وہ اسے ترغیب ہو اور یہ لباس پہنے اور اس کے ساتھ کشادگی کا طریقہ اختیار کریں حتیٰ کہ وہ اس قوم (صوفیاء کرام) کی طرف مائل ہو جائے۔

کیونکہ نفس اس شخص کی محبت پر فطرتاً مجبور ہوتا ہے جو اس کے ساتھ نیکی کرے اور میں نے سیدی علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ

فرماتے تھے فقراء کے لئے مناسب نہیں کہ وہ قوال سے کوئی خاص کلام سننے کا مطالبہ کریں بلکہ اس کو چھوڑ دیں اللہ تعالیٰ اس سے جو کچھ کہلوائے وہ پڑھے کیونکہ یہ طریقہ نفسانی خواہش سے زیادہ دور ہے لیکن جب شیخ حاضر ہو اور وہ قوال کو کوئی خاص کلام پڑھنے کا حکم دے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ اس چیز کو زیادہ جانتا ہے جو جماعت کے دلوں کو حرکت دیتی ہے۔

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

جب قوم کے لئے قوال سے اکتاہٹ پالینی ظاہر ہو یا وہ دیکھیں کہ اس کی آواز دلوں کو بکھیر رہی ہے تو ادب کا تقاضا یہ ہے کہ اسے خاموش کرادیں اور اس پر لازم ہے کہ وہ ان کو تشویش (پریشانی) میں نہ ڈالے۔ اگر وہ ان کو پریشان کرتا ہے تو وہ کلام پڑھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ البتہ یہ کہ توبہ کرے۔ (یہ کلام ختم ہوا)

جب وہ اسے خاموش کرادیں تو وہ اپنے نفسوں پر (یعنی غور وفکر) میں مشغول ہو جائیں یا ذکر کرنا شروع کردیں حتیٰ کہ قوال کے لئے ترغیب ظاہر ہو اور اس کے پڑھنے سے دلجمعی حاصل ہو۔ لیکن ذکر ایک ہی طریقے اور ایک وزن پر ہو اور محققین کے نزدیک وہ ذکر قوال کو سننے سے زیادہ بہتر ہے۔

اور اس شخص کی استعداد کے لئے زیادہ قوی ہے جس کا دل یا وہ دل کی حاضری کے ساتھ کان لگاتا ہے (متوجہ ہوتا ہے)۔

- صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

جب قوال صاحب حال کو حرکت دے اور اس کی طرف سے کوئی کپڑے وغیرہ حاصل ہوں تو یہ قوال کے لئے ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ☆

((مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَلَهُ سَلَبُهُ))

جس شخص نے کسی مقتول کو قتل کیا اس کے لئے اس کا سامان ہے۔ ①

صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

جب قوال کے کلام کے خلاف کسی اور وجہ سے وجد کی کیفیت پیدا ہوا اور وہ کپڑے دے تو یہ پوری جماعت کے لئے ہوں گے اور قوال ان کے ساتھ شریک ہوگا کیونکہ وہ بھی اسی جماعت سے ہے۔

اور جسے وجد آیا ہے اس دعویٰ میں تصدیق کی جائے گی جو اس نے وجد کے سبب کے بارے میں کہا ہے لہٰذا کسی کو حق نہیں کہ وہ اسے جھٹلائے کیونکہ صوفیاء کرام کے درمیان تہمت نہیں ہونی چاہئے۔

☆ الجامع الصغیر، حرف میم، رقم الحدیث: 8911، (مفہوماً) (بلفظ کافرآ)، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

① یعنی جو کافر مستقبل میں قتل ہونے والا ہے اس کو جو مسلمان جہاد کے دوران قتل کرے تو اس کا سامان اسے ملے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ترغیب دیتے ہوئے یہ بات فرمائی۔ ۱۲ ہزاروی

شیخ کے خرقہ کا حکم؟

صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

جب شیخ حرکت میں آئے اور اس سے کوئی چیز گر جائے تو اس میں شیخ جو حکم دے وہ معتبر ہوگا وہ اپنے شیخ کے خرقہ کے بارے میں خود کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے لیکن شیخ پر واجب ہے کہ وہ ان میں تقسیم کردے اور یہ ضروری ہے۔

اگر وہ اسے خود روک لے اور اس میں ان کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کرے اور نہ ہی ان میں تقسیم کرے تو وہ صوفیاء کرام کے طریقے سے نکل گیا۔ اور جماعت کو اس سے بچنا چاہئے اور اس قسم کے مسئلہ میں مریدین کو اس کی اقتداء کبھی نہیں کرنی چاہئے۔

پھر اس کا اپنے خرقہ کو روکنا دو وجہ سے ہو سکتا ہے یا اس بخل کی وجہ سے جو اس پر طاری ہوا کیونکہ وہ معصوم نہیں ہے یا اپنی حالت کو چھپانے کے لئے کیونکہ یہ بے ادبی ہے' تا کہ وہ جماعت کی نگاہوں سے گر جائے۔

اور ان دونوں باتوں میں سے کسی بات میں مرید کا اس شیخ کی اتباع کرنا درست نہیں اگر وہ اس کی اتباع کرے گا تو کامیاب نہیں ہوگا کیونکہ اگر وہ بخیلی ہے تو تمام بخیل لوگوں میں قبیح ترین وہ صوفی جو لالچی ہے اور اگر وہ اس فعل کے ذریعے اپنی حالت کو چھپانا چاہتا ہے تو یہ سب کچھ اس کے دل میں ہے مرید کو اس کا علم نہیں' مرید اپنے شیخ کے ان اخلاق اور آداب سے نفع حاصل کرتا ہے جو ظاہر میں قابل تعریف ہوں۔

حالت سماع میں کھڑا ہونا

حضرت شیخ محی الدین (ابن عربی) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو شخص سماع میں غلبہ کی وجہ سے کھڑا ہو تو جماعت کو اس کے کھڑا ہونے پر کھڑا ہونا چاہئے لیکن جب وہ اس حالت میں کھڑا ہو کہ اس کا کچھ شعور و احساس باقی ہو تو ان کا کھڑا ہونا جائز نہیں بلکہ اس کے لئے کھڑا ہونا حرام ہے کیونکہ وہ منافق ہے جو سچوں کی صورت میں ظاہر ہوا۔ معنوی طور پر ان میں سے نہیں ہے۔

مگر یہ کہ وہ وجد کرتے ہوئے کھڑا ہو اور قوم کو اپنے فعل کے بارے میں بتائے اور اس سے وجد کے حصول کا طالب ہو اب قوم کو چاہئے کہ اس کے کھڑا ہونے پر کھڑے ہوں کیونکہ ان کا مذہب موافقت اور ایک دوسرے کی مدد ہے اور یہ فقیر اپنے دعویٰ میں سچا ہے۔ اگرچہ اس کے لئے اور ہر اس شخص کے لئے جو سماع کی حالت میں کھڑا ہوتا ہے زیادہ بہتر یہی ہے کہ وہ فنا اور غلبہ کی حالت میں کھڑے ہوں۔

خرقہ فروخت کرنا؟

صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

جب خرقہ گر جائے تو اسے فروخت کرنے کی اجازت نہیں کیونکہ اس میں فقراء کی توہین ہے کیونکہ جب اس خرقہ کے لئے بازار وغیرہ میں اعلان کیا جائے گا تو غافل ہاتھوں سے وہ میلا ہو جائے گا اور یہ بات لوگوں کی نگاہوں میں طریقت صوفیاء کی توہین ہے۔

جو اہل طریقت سے نہ ہو اس کا خرقہ؟

صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

فقراء کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس شخص کے خرقہ پر کوئی حکم لگائیں جو اہل طریقت سے نہیں اسی طرح جو عبادت گزار اور زاہد یہ قول نہیں کرتے ان کے خرقہ کا بھی یہی حکم ہے البتہ جب وہ ایک مجلس میں اکٹھے ہوں اور فقراء ان کے کپڑوں کے بارے میں کوئی حکم دیں تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن ان کی اجازت کے بغیر جائز نہیں بلکہ وہ اللہ والوں کے راستے سے نکل گئے کیونکہ لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھانا حکمت سے نہیں ہے۔ ہم نے فقراء کے درمیان ایک دوسرے کا مال کھانے کی اجازت ان کے راضی ہونے کی وجہ سے دی ہے۔

نیز وہ ایک دوسرے کی موافقت کرتے ہیں اور ان کی خوش دلی سے یہ ان کا عرف بن گیا ہے۔ اس طرح کہ اگر وہ کسی ایک کا خرقہ اسے واپس دیں تو وہ تنگ دل ہو جاتا ہے اور اسے واپس نہیں لیتا کیونکہ وہ اسے اپنی ملکیت سے نکال چکا ہے اور یہ ضروری ہے لہٰذا اس سلسلے میں تمہیں قوم پر اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔ واللہ اعلم

قوال، شیخ کی دائیں جانب ہو

قوال کو چاہئے کہ وہ شیخ یا اس کے نائب کی دائیں جانب کھڑا ہو اور جب شیخ اسے اشارہ کرے تو وہ پڑھنا شروع کردے مگر یہ کہ پڑھنے والا اس بات کا علم رکھتا ہو جس سے فقراء کے دلوں میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کا اپنے شیخ کے ساتھ باطنی تعلق مضبوط ہے تو وہ جہاں چاہے کھڑا ہو سکتا ہے۔

شیخ کی موافقت

صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

جب شیخ کے سر سے عمامہ گر جائے یا وہ خود اپنے اختیار سے اس کے بوجھ یا سخت گرمی وغیرہ کی وجہ سے اتار دے تو ادب کا تقاضا ہے کہ فقراء اس سلسلے میں اس کی موافقت کریں اور وہ تمام اس کی طرح اپنے عمامے اتار دیں اور اگر شیخ اپنا عمامہ یا چادر قوال کی طرف پھینک دے تو انہیں چاہئے کہ وہ سچائی کے ساتھ اس کی موافقت کریں۔

اس بات سے بچنا چاہئے کہ کوئی ایک اپنا خرقہ شیخ کی اجازت کے بغیر قوال کی طرف پھینکے کیونکہ یہ ترک ادب ہے اور جب فقراء میں سے کسی ایک کا خرقہ یا عمامہ وجد کے بغیر گر جائے تو نگران کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسے پاؤں کی جگہ سے اٹھائے اس (عمامہ وغیرہ) کا اعزاز ہے۔

اگر شیخ کا عمامہ ہو تو اسے بھی اسی طرح اٹھائے اور اسے لے کر کھڑا رہے یہاں تک کہ شیخ کسی قرینہ یا اشارہ کے ذریعے اسے طلب کرے اس وقت نقیب (نگران محفل) آگے بڑھ کر "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھتے ہوئے شیخ کے سر پر رکھے اور ادب وحیاء کا خیال رکھے۔

حضرت شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مجالس فقراء میں وہی اشعار پڑھے جائیں جن کو پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کے ذکر کا ارادہ کرے چاہے غزل کی صورت میں یا اس کے علاوہ کیونکہ یہ کلام اللہ تعالیٰ کے شایان شان بھی ہے لہٰذا اس کا پڑھنا اور سننا بھی جائز ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرنے کے قبیل سے ہے بخلاف ان اشعار کے جن کو پڑھنے والا غیر اللہ کا ارادہ کرے ہوتو یہ اس شخص کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے ناپاک چیز کے ساتھ وضو کرتا ہے، کیونکہ حدیث پر بحث کرنا بے شک حدث (بے وضو ہونا) ہے۔ [1]

اور یہ غیر اللہ کے لائق ہے اور کاموں میں نیت کا اثر ہوتا ہے اور شاعر نے مخلوق میں سے اپنے محبوب کے لئے غزل کا ارادہ کیا ہے۔

آپ نے یہ بات اپنی تصنیف "الفتوحات" کے تین سو اٹھانوے باب میں ذکر کی ہے اور میں نے اپنے شیخ امین الدین جامع الغمری رحمہ اللہ سے سنا وہ فرماتے ہیں:

سیدی عمر الفارض رحمۃ اللہ علیہ جیسے لوگوں کا کلام شراب نوشی کی مجلس میں پڑھنا مناسب نہیں۔ کسی آدمی نے پڑھا:

شَرِبْنَا عَلٰی ذِکْرِ الْحَبِیْبِ مُدَامَۃً

ہم نے ہمیشہ ذکر حبیب کی شراب پی اور یہ شراب نوشی کی مجلس تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی قضائے حاجت کو اس کے منہ اور پیشاب کو ناک کی طرف پھیر دیا (اور مرتے دم تک اس کی یہی حالت ہے)۔ واللہ اعلم

☆ مقامات تہمت سے دور رہنا

ان لوگوں کے آداب سے ایک ادب یہ ہے کہ تہمت کے مقامات سے دور رہیں ان کے طریقہ سے عورتوں اور نوعمر لوگوں کے ساتھ بھائی چارہ اور ضرورت کے بغیر ان سے گفتگو کرنا نہیں ہے۔

خوبصورت عورتوں کی طرف نظر کرنا جس سے شارع علیہ السلام نے منع فرمایا اس کو صرف فاجر لوگ جائز قرار دیتے ہیں جو طریقت سے نکل گئے۔

☆ مجلس سماع کے آداب

ان لوگوں کی شان سے یہ بات ہے کہ ان کی مجلس سماع میں ان پر اعتراض کرنے والا (منکر) نہ بیٹھے جس طرح ابھی بیان ہوا اور وہاں کوئی غیر شرعی بات نہ ہو، حتیٰ کہ اگر فقیر کے جوتے دوسرے کے جوتے کے ساتھ یا اس کے تھیلے کا دوسرے کے تھیلے کے ساتھ مغالطہ ہو جائے تو ان لوگوں میں دل کی سختی کا اثر ہو جاتا ہے اور وہ اچھی طرح سننے پر قادر نہیں ہوتے کیونکہ دوسرے کے جوتے کے ساتھ جوتا بدلنا تقویٰ کے خلاف ہے کیونکہ وہ فقیر کے دل پر ظلم کرتا اور اسے بدلتا ہے۔

اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور میں وحشت محسوس کی تو انہوں نے فرمایا: میں نے دل میں

---

[1] جملہ یوں ہے "لان القول فی الحدیث حدث بلاشک" اس کا ترجمہ راقم کو جو سمجھ آیا لکھ دیا۔ اس کا مفہوم کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ ۱۲ ہزاروی

وحشت محسوس کی ہے اس کا سبب معلوم کرو ان لوگوں نے تفتیش کی تو دیکھا کہ ایک فقیر کا جوتا مسجد میں حضرت ابویزید رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کے جوتے سے بدل گیا تھا انہوں نے جوتے والے کو تلاش کیا تو اسے ان حضرات کا بہت بڑا منکر (معترض) پایا۔

☆ وقت کی مناسبت سے عمل کرنا

ان لوگوں کی شان سے یہ بھی ہے کہ ہر وقت اس کے مناسب معاملہ کرتے ہیں اور جب وہ اپنا عمل کرتے ہیں جس کا تقاضا دوسرا وقت کرتا ہے تو ان کا وقت ان پر مکدر (پریشانی کا باعث) ہو جاتا ہے۔ سیدی حضرت علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے۔

انہوں نے اس طرح رات گزاری کہ ان کے پاس انگور کا گچھا لٹکا ہوا تھا انہوں نے دل میں کچھ پریشانی محسوس کی تو رات کے وقت ہی فقیروں کو دے دیا تو ان کے دل کی صفائی لوٹ آئی۔

یہ بات انہوں نے مجھ سے بیان کی ان کے علاوہ لوگوں کے لئے بھی اس کی مثل واقعات رونما ہوئے۔

ایک شیشی میں دوبارہ تیل لیا

اسی طرح ایک اور بزرگ جو بہت زیادہ پرہیزگار تھے انہوں نے حالت ذکر میں اپنے دل میں پریشانی (میلان) محسوس کی۔ جب چھان بین کی تو انہوں نے ایک شیشی پائی جسے انہوں نے لوگوں سے بطور ادھار لیا تھا کہ اس میں چراغ کے لئے تیل خرید کر لائیں گے۔ انہوں نے دوسری مرتبہ اس کے مالکوں کی اجازت کے بغیر اس میں تیل خریدا تھا چنانچہ اب ان کے دل کی کدورت دور ہوگئی۔ واللہ اعلم

جب فقراء کو اس قسم کے کاموں سے قلبی کدورت ہو جاتی ہے تو جھگڑوں لاٹھیوں کے ساتھ مارنے اور دشمنی وغیرہ کا کیا معاملہ ہوگا اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔ آمین۔

☆ منکر طریقت کی مجلس میں نہ بیٹھیں

ان لوگوں کی شرائط میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھیں جو جھگڑالو ہیں اور اہل طریقت سے احوال کا انکار کرتے ہیں۔

کیونکہ حدیث شریف میں ہے:

((لَا يَنْبَغِي التَّنَازُعُ)) ☆ جھگڑا کرنا مناسب نہیں۔

اور اللہ والوں کے علوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم سے ہیں کیونکہ وہ لوگ شریعت کے پابند ہیں اس سے اپنی رائے یا قیاس کی طرف سوائے نادر واقعات کے نہیں نکل سکتے۔ ①

☆ صحیح بخاری، جلد ۱، صفحہ 39، باب کتابة العلم۔

① اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ کبھی کبھی خلاف شریعت کام کرلیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ چونکہ وہ معصوم نہیں ہیں لہٰذا کبھی خلاف شریعت کام ہوسکتا ہے۔ واللہ اعلم

۱۲۔ ہزاروی

اور قرآن مجید میں ہے:

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ○﴾ [1]

اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔

تو ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اللہ والوں کے طریقے سے بے خبر ہیں۔

☆ مواخذہ کرتے رہنا

اسی طرح ان کی شان سے یہ بات ہے کہ وہ (مرید کی) بھول اور اس عمل کا مواخذہ کرتے رہیں جو اسے ترقی سے روکتا ہے۔

کیونکہ وہ ہمیشہ روحانی سفر پر رہتے ہیں اور ان کے لئے جائز نہیں کہ وہ ایک مرتبہ لغزش کے بعد مرید سے چشم پوشی کریں اس میں شریعت کے لئے غیرت بھی ہے اور مرید کی بھلائی بھی۔ بخلاف ان کے اپنے حقوق کے ان میں وہ لوگوں سے چشم پوشی کرتے ہیں اگرچہ کثرت سے ہو۔

حضرت شیخ محی الدین (ابن عربی) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وہ مرید کا بھول پر مواخذہ کریں کیونکہ ان کا (اپنا) طریقہ عام حالات میں بارگاہ الٰہی میں حاضری کا طریقہ ہے اور اس میں نسیان کم ہوتا ہے اور جو چیز کم ہو وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

بخلاف ان کے غیر کے طریقے کے' کیونکہ اس میں غفلت غالب ہوتی ہے اسی لئے اہل طریقت مرید کے نسیان پر صرف چند مقامات پر چشم پوشی کرتے ہیں۔ جو کتب فقہ میں معروف ہیں۔ جس طرح وہ نماز کا کوئی رکن بھول جائے یا طہارت بھول جائے اور نماز پڑھے تو قطعی طور پر اس کا لوٹانا ضروری ہے۔ [2]

☆ دوسروں کو انصاف پہنچانا

ان کی شان میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ لوگوں کو اپنی طرف سے انصاف مہیا کریں جس طرح ان کی شان سے یہ بات ہے کہ جو شخص ان کے سامنے عذر پیش کرے اس کے عذر کو قبول کریں۔

حالانکہ عام طور پر وہ لوگ عذر پیش کرتے ہیں جو اہل طریقت سے نہیں ہیں اور جان لو کہ دو عام لوگوں کے درمیان عذر نہیں، عذر (مریدوں) یا ایک عارف اور ایک مرید کے درمیان ہوتا ہے۔

پس عارف اپنے مقام سے نیچے اتر کر مرید کے لئے اعتراف کرتا ہے تا کہ اس کی دل جوئی ہو اور اسے مرید کی طرف سے عذر کی حاجت نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم

---

① سورۃ اعراف آیت 199۔

② مطلب یہ ہے کہ جہاں بھولنے سے کوئی نقصان نہ ہو وہاں چشم پوشی سے فرق نہیں پڑتا لیکن جہاں نقصان ہو وہاں چشم پوشی نہیں ہونی چاہئے۔ مثلاً نماز کا رکن رہ جائے یا طہارت حاصل نہ ہو تو اس کے بارے میں ضرور بتایا جائے ورنہ نماز نہیں ہوگی۔ واللہ اعلم ۱۲۔ ہزاروی

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ فرماتے تھے:

عذر پیش کرنا نفس کے لئے تزکیہ اور جس کے سامنے عذر پیش کیا جائے اس کے لئے تہمت ہے۔

☆ کسی کو دھوکہ نہ دینا

ان (اللہ والوں) کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ ان میں سے کوئی ایک' دوسرے کو دھوکہ نہ دے ان کا معاملہ ایک دوسرے کی خیر خواہی اور بھلائی میں ایک دوسرے کے سامنے جھک جانا ہے اور جان بوجھ کر دوسرے سے نفرت اور اس پر اعتراض نہ کرنا ہے البتہ وہ امور جن کے بارے میں قرآن وسنت میں صریح نص آئی ہے (ان کی مخالفت پر اعتراض ہو سکتا ہے)۔

اس بات پر صوفیاء کرام کا اتفاق ہے کہ جو لوگ طریقت میں ثابت قدم ہیں۔ ان میں بغض' کینہ' حسد' سرکشی' غیبت' مکرو فریب' ریاکاری اور منافقت نہیں ہونی چاہئے۔

اگر وہ ایسا کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے تو وہ کسی دوسرے شخص کو کس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے گا۔

تو اے بھائی جو شخص اللہ تعالیٰ تک رسائی کا دعویٰ کرتا ہے اس میزان کے ساتھ اس کا امتحان لو تمہارے لئے اس کا سچ یا جھوٹ ظاہر ہو جائے گا کیونکہ "واصل باللہ" (اللہ تعالیٰ تک پہنچنے والا) وجود میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو حقیقی فاعل نہیں سمجھتا تو وہ اپنا غصہ اور حسد کس پر کر رہا ہے۔

اور اگر وہ اس درجہ سے کم ہو تو تمام مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے طور پر پاتا ہے تو وہ کس طرح اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے نبی کی امت کو تکلیف دیتا ہے جب کہ وہ ذات موجود و حاضر ہے کیونکہ واصل ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتا ہے وہاں سے نہیں ہٹتا۔ لہٰذا جو شخص واصل ہونے کا دعویٰ کرے اور کسی شخص کو اذیت پہنچائے اس سے کہا جائے کہ تو بہت جھوٹا ہے۔ واللہ اعلم

☆ وعدہ خلافی نہ ہو

ان صوفیاء کرام کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ وہ کسی شخص کے ساتھ وعدہ خلافی نہ کریں مگر یہ کہ شاذ و نادر ایسا ہو جائے کیونکہ وعدہ میں سچائی انبیاء کرام علیہم السلام کا خاصہ ہے کیونکہ وہ معصوم ہیں۔

لیکن ان کے علاوہ لوگ بعض اوقات وعدہ خلافی کرتے ہیں پس ان میں منافقت کی ایک خصلت پائی جاتی ہے۔

جس کے ساتھ وعدہ کیا جائے وہ جلیل القدر ہو یا معمولی شخص سب کا معاملہ ایک جیسا ہے۔

پھر اگر یہ بات واقع ہو کہ فقیر نے کسی شخص سے وعدہ کیا اور پورا نہیں کیا تو اس پر واجب ہے کہ اسے پورا کرے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے جس طرح حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب ہے (بلکہ سب کے نزدیک یہی ہے)۔

☆ پرہیزگاری اور روایات حدیث میں سچائی ہو

ان لوگوں کی شرائط میں احتیاط اور ہر اس بات میں ثابت قدمی ہے جسے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)) ①

جو شخص جان بوجھ کر مجھ سے جھوٹی بات منسوب کرے اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنانا چاہئے۔

ایک روایت میں "متعمداً" کے الفاظ نہیں لیکن "عمداً" (جان بوجھ کر) کی قید کے ساتھ یہ حدیث متواتر ہے۔

ایک حدیث میں یہ بھی ہے:

((كَفٰى بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ)) ②

کسی انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بیان کردے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنی صحیح (صحیح مسلم) کے آغاز میں بیان کیا ہے۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

(اَلْوَرَعُ فِي الْمَنْطِقِ اَعَزُّ مِنَ الْكِبْرِيْتِ الْاَحْمَرِ)

گفتگو میں احتیاط کبریت احمر سے زیادہ شان والی ہے۔

اور میں نے شیخ الاسلام حضرت زکریا رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے ہیں؛

یہ لوگ جو علم کے بغیر عبادت گزار بنے ہوتے ہیں ان میں سے کسی کی روایت پر اعتماد نہ کرو جب تک صدق اور علم میں اس کا تجربہ نہ کرلو۔

"شیخ الزاویہ" (درگاہ والے شیخ) کئی باتیں روایت کرتے ہیں اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہیں حالانکہ وہ بعض عارفین کے خواب ہوتے ہیں اور یہ شیخ اس کے بارے میں عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ روایت محدثین کے طریقے پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے تو اس پر ملامت ہے اگرچہ یہ بات لوگوں کے بارے میں حسن ظن پر مبنی ہو کیونکہ حسن ظن کے کچھ مقامات ہیں اور یہ ان مقامات سے نہیں۔

پہلے باب اور اس کے علاوہ مقامات میں یہ بات گزر چکی ہے کہ جو شخص صوفیاء کے راستے کا طالب ہے وہ شریعت مطہرہ کے علوم سے لیس ہونا چاہئے حتیٰ کہ اس کے نزدیک اس راستے کے غیر کی طرف توجہ نہ ہو جس راستے پر وہ چل رہا ہے۔

کیونکہ صوفیاء کا طریقہ قرآن وسنت سے مزین ہے جس طرح کسی چیز کو سونے اور موتیوں سے مرصع کیا گیا ہو۔

پس جو شخص اکابر علماء میں سے نہ ہو وہ اس (طریقت) میں فلاح نہیں پاتا۔

کیونکہ ہر حرکت اور سکون میں شرعی میزان ہے اور اس شخص پر لازم ہے کہ عمل سے پہلے اس کا علم حاصل کرے۔

---

① الجامع الصغیر، حرف میم، جلد2، صفحہ 541، رقم الحدیث: 8993، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت

② الجامع الصغیر، حرف کاف، جلد2، صفحہ 389، رقم الحدیث: 6236، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت

☆ اہل زمانہ کے کھانے سے پرہیز کرنا

ان لوگوں کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ بہت زیادہ احتیاط کریں اور جو کچھ اہل زمانہ کے پاس ہے اسے کھانے سے اپنے آپ کو روکیں حتیٰ کہ وہ جان لیں کہ اس شخص نے اپنے کسب میں تقویٰ اور احتیاط کی راہ اختیار کی ہے۔

ہمارے زمانے کے کچھ لوگوں نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے شیخ ہونے کا دعویٰ کیا اور وہ رمضان المبارک وغیرہ میں بھتہ خوروں کے ہاں کھانا کھاتے ہیں اور کہتے ہیں:

(نَحْنُ قَوْمٌ لَا يُؤْثِرُ فِينَا الْحَرَامِ) ہم ایسی قوم ہیں کہ ہم ہر حرام چیز کا اثر نہیں ہوتا۔

یہ بات ارباب طریقت پر صریح بہتان ہے کہ وہ اس طرح تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ان کو بخش دے۔

ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ شریعت پر عمل کرنے والے علماء اور اولیاء صالحین کے واجب حق کو قائم کرتے ہوئے ایسے لوگوں کا رد کرے۔ اور اگر یہ لوگ اعتراف کر لیں کہ انہوں نے سلف صالحین کے طریقے کی مخالفت کی ہے تاکہ عام لوگ ان کے پیچھے نہ چلیں تو یہ معمولی گناہ ہوگا۔

اس سے پہلے ہم نے بیان کیا ہے کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے نفس پر تہمت لگاتے اور اپنے اصحاب سے فرماتے: میری اقتداء کرنے سے بچو حتیٰ کہ تم میرے احوال کا قرآن وسنت سے موازنہ نہ کرو۔ میں ایسا شخص ہوں کہ جس نے اپنے دین میں ملاوٹ کر دی اور بادشاہ کے وظائف سے کھایا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بات پہنچی ہے کہ وہ اسی طرح فرماتے تھے:

☆ آداب شریعت کی حفاظت کرے

ان حضرات کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ آداب شریعت کی حفاظت کریں خاص طور پر اپنی عمر کے آخری حصے میں، اور کسی عمل کی طرف اس وقت تک قدم نہ اٹھائیں جب تک جان نہ لیں کہ وہ شریعت کے مطابق ہے۔ اور جب انہیں کسی بات میں شک ہو تو اس کے بارے میں علماء کرام سے پوچھیں اور ان کے فتویٰ پر عمل کریں اس میں سخت حکم ہو یا رخصت انہی شرائط کے ساتھ ہو۔

سیدی شیخ محمد بن عنان رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں اول سے آخر تک اتباع شریعت اور شک والی بات کے بارے میں علماء کرام سے پوچھنے کی ترغیب ہے۔

اس (کتاب کی تصنیف) کا سبب یہ ہوا کہ آپ مشرقی شہروں میں ایسی قوم کے درمیان تھے جن میں بدعات کا غلبہ تھا اور کاشتکار لوگ علم حاصل کرنے کے لئے فرصت نہیں پاتے تھے۔ حتیٰ کہ ان کی حالت یوں ہوگئی کہ ان میں ایک تمام حلال وحرام کی پہچان اپنے طور پر کرتا اور علماء کرام سے سوال نہ کرتا اور یہ حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ سلف صالحین کے نقش قدم پر چلتے تھے اور میں ان کی مثال صرف حضرت طاؤس یمانی رحمۃ اللہ علیہ یا حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دیتا ہوں کیونکہ آپ سنت مطہرہ کی اتباع اور اپنے اوقات کو اللہ تعالیٰ سے غفلت میں ضائع نہ کرنے میں بہت سخت تھے بلکہ آپ رات دن اپنے رب عزوجل کی طرف متوجہ رہتے تھے۔

اور سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فقراء میں عبادت گزار لوگوں سے فرمایا کرتے تھے

(عَلَيْكُمْ بِسُؤَالِ الْعُلَمَاءِ عَنْ أَمْرِ دِيْنِكُمْ وَلَا تَعْمَلُوا شَيْئًا إِلَّا بَعْدَ عِلْمِكُمْ بِأَنَّهُ مُوَافِقٌ لِلشَّرْعِ بِهَا)

تم پر لازم ہے کہ دینی معاملات میں علماء کرام سے سوال کرو اور کسی بات پر اس وقت عمل کرو جب تم جان لو کہ یہ شریعت کے موافق ہے۔

اور آپ فرماتے تھے:

جو شخص شریعت ظاہرہ کے آداب میں خیانت کرتا ہے تو وہ حقیقت اور اسرار الٰہیہ کے علم میں زیادہ خیانت کرے گا اور یہ بات معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اسرار اپنے بندوں میں سے صرف امانت دار لوگوں کو ہبہ کرتا ہے اور جو شخص شریعت میں کوئی بدعت نکالتا ہے وہ اپنے رب کی اس شریعت پر جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے امت کے لئے پسند کیا ہے اپنی خواہش کو ترجیح دیتا ہے۔ واللہ اعلم

☆ بیعت کے بعد مرشد کے حکم پر عمل کرنا

ان لوگوں کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ جب ان میں سے کوئی ایک طریقت میں داخل ہو اور اس کی بیوی یا مال ہو تو وہ اپنے مرشد کی اجازت کے بغیر اپنی حالت کو نہ بدلے پس وہ اسے اپنے اختیار سے طلاق نہ دے اور اگر وہ کنوارہ ہے تو شادی نہ کرے اور اپنا مال لوگوں کی طرف پھینک نہ دے کہ پھر لوگوں سے سوال کرتا پھرے۔ یہ بات گزشتہ ابواب میں بڑی وضاحت کے ساتھ مختلف مقامات میں گزر چکی ہے۔

اسی لئے ان میں سے سچے لوگوں کے لئے شرط یہ ہے کہ ان میں سے کسی ایک کی ایک رات بھی یوں نہ گزرے کہ اس کے پاس دینار یا درہم ہو جس طرح پہلے گزر چکا ہے۔

اور اپنی حاجات میں خرچ کرنے کیلئے لوگوں سے ان کے مالوں کا سوال نہ کرے مگر یہ کہ وہ زکوٰۃ ہو اور وہ طریقت میں کامل ہو اور لوگوں کو اپنے حجرہ میں بچوں کی طرح سمجھے ان کی تربیت کرے اور ان کے ساتھ وہ سلوک کرے جس میں ان کی اصلاح زیادہ ہو۔

تو اس صورت میں اس پر اعتراض اسی طرح ہوگا جس طرح حضرت خضر علیہ السلام پر اعتراض ہوا جب انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی معیت میں کچھ کام کئے تو حضرت خضر علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ میں نے یہ کام اپنے اختیار سے نہیں کئے اسی طرح ہے جیسے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

﴿......إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ......﴾[1]

میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی ہوتی ہے۔

کیونکہ حضرت خضر علیہ السلام علوم حقیقت میں "شیخ الاولیاء" تھے اور اس سلسلے میں ان کو رسول اکرم ﷺ کی نیابت حاصل تھی۔

[1] سورۃ احقاف آیت 9)۔

پس معلوم ہوا کہ اعتراض صرف ان لوگوں پر مناسب ہے جو لوگ حد کمال کو نہیں پہنچے اور وہ اپنے آپ کو شیخ طریقت سمجھتے ہیں اور لوگوں سے چٹ چٹ کر مانگتے ہیں اور لوگ ان سے دور بھاگتے ہیں۔ پس ان کے ہاتھ سے نفع بہت کم پہنچتا ہے۔ اور یہ لوگ ملامتی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور یہ جہالت ہے کیونکہ ملامتی فرقہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے کامل اولیاء میں سے ہیں۔

اور ان لوگوں کے طریق کی بنیاد حیا اور پاک دامنی ہے۔ جس طرح صوفیاء کرام کی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے اور حضرت شیخ جنید (بغدادی) رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ بعینہ اس طرح ہے۔ واللہ اعلم

☆ مشائخ پر اعتراض نہ کرنا

ان لوگوں کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ شیوخ پر اعتراض نہیں کرتے کیونکہ اعتراض ایک ایسا طریقہ ہے جو اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف آتا ہے کیونکہ وہی علم کے ساتھ اعتراض کر سکتا ہے۔

سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اعلیٰ کے ادنیٰ پر اعتراض کو اعتراض نہیں کہا جا سکتا۔ ادب میں اس کا نام تادیب اور ارشاد (راہنمائی کرنا) ہے جس طرح مرید کی تربیت میں شیخ کی حالت ہوتی ہے۔

پس شیخ اپنے مرید پر اعتراض کرنے والا نہیں ہوتا۔ لہٰذا ادنیٰ پر لازم ہے کہ وہ جس چیز کا علم نہیں رکھتا اس سے خاموش رہے اور اس کام کے فاعل پر اعتراض نہ کرے البتہ وہ شریعت میں اس کے حکم کا علم رکھتا ہو (تو اعتراض درست ہے)۔

اور جب وہ اپنے شیخ پر اعتراض کرے گا تو اس کا اپنے شیخ سے معاہدہ باطل ہو جائے گا۔ واللہ اعلم

☆ سچ بولنا معمول ہونا

ان (صوفیاء کرام) کی شان میں سے سچ بولنا بھی ہے وہ جس چیز کا ذائقہ نہ چکھیں اس کے بارے میں کبھی بھی کلام نہیں کرتے۔ وہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ایسے مقام کا دعویٰ نہ کر بیٹھیں جس تک وہ نہیں پہنچے اور ان کے طریق کے اصول میں سے یہ اصل (ضابطہ) ہے کہ وہ اسی چیز کے بارے میں بات کرتے ہیں جس کا مشاہدہ کرتے ہیں جب ان میں سے کوئی ایک اپنے بھائی سے ایسی بات سنے جس کی اسے سمجھ نہ آئے تو اس کے لئے اس کا رد کرنا جائز نہیں اس پر لازم ہے کہ وہ فوراً جان لے کہ یہ بات اس کے بھائی کے صحیح مشاہدہ سے ہے جس تک وہ نہیں پہنچا اور اس کے بھائی کا مقام اس سے بڑا ہے پس اس کے لئے مناسب ہے کہ اپنی ہمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو۔

میں نے اس ادب کو چکھنے والے بہت کم لوگ دیکھے ہیں اور ان میں سے اکثر اپنے نفس کو اس بات پر جھکا نہیں سکتے کہ وہ اپنے بھائی کی شاگردی اختیار کریں۔

اسی وجہ سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

صوفیاء کرام کے اعلیٰ اخلاق میں سے یہ بات ہے کہ وہ اپنے ہم عصر لوگوں میں سے کسی ایک کی شاگردی اختیار کریں یہ

نفس کی سب سے اچھی ریاضت ہے اور یہ بھوک، شب بیداری اور گوشہ نشینی وغیرہ سے زیادہ مشکل ہے۔ (حضرت عبدالقادر جیلانی ﷫ کے) اس قول کی تائید سیدی احمد بن رفاعی ﷫ کی اس وصیت سے ہوتی ہے جو انہوں نے اپنے خاص اصحاب کو مرض الموت کے وقت فرمائی جب انہوں نے مختصر وصیت کا سوال کیا۔ آپ نے فرمایا:

جو تم پر شیخ ہو تم اس کی شاگردی اختیار کرو اگر وہ تمہاری طرف اپنا ہاتھ بڑھائے کہ تم اس کو بوسہ دو تو تم اس کے پاؤں کو بوسہ دو اور تم دم کے آخری بال بن جاؤ کیونکہ ضرب سب سے پہلے سر پر پڑتی ہے۔

سوال

اگر کہا جائے کہ مشائخ طریقت یقین کے ساتھ کامل ہوتے ہیں اور نفس کے تکبر کے ساتھ نکل جاتے ہیں ہم نے ان میں سے کسی ایک کو نہیں دیکھا جس نے اپنے ہم عصر لوگوں میں سے کسی ایک کی شاگردی اختیار کی ہو جس طرح تم نے کہا ہے۔

جواب

ہمارا کلام ان لوگوں کے بارے میں ہے جن کا نفس اپنے ہم عصر لوگوں کے سامنے قرأت سے انکار کرتا ہے اور الحمدللہ ان مشائخ کے نفس اس بات کا انکار نہیں کرتے جس طرح ان کے احوال کے قرائن سے معلوم ہوتا ہے پس تم ان کو مریدین میں شمار کرنے کے خیال سے بچو۔ واللہ اعلم

حضرت شیخ محی الدین ﷫ فرماتے تھے:

ان کی شرائط میں سے یہ بات بھی ہے کہ جب وہ اپنے زمانے کے کسی شیخ سے ملاقات کے لئے جائیں تو اپنے دلوں کو اس تمام علم سے فارغ کر کے جائیں جو ان کے پاس ہے مطلب یہ کہ وہ اپنے علم پر قناعت نہ کریں بلکہ اضافہ طلب کریں کیونکہ علم کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ پس مشائخ سے ملاقات کرنے والے ہر شخص پر واجب ہے کہ وہ اپنے دل کو اس (علم) کے لئے کھول دے جو وہ شیخ اس کی طرف ڈالے تا کہ وہ اس کے پاس سے اعتراض سے محفوظ نکلے۔

اور جب شیخ سے وہ بات سنے جسے اس کا دل قبول نہیں کرتا تو اپنے نفس کو ملامت کرے اور کہے کہ یہ وہ بات ہے جس تک میں نہیں پہنچا اور وہ شیخ کو کسی طرح بھی خطا کی طرف منسوب نہ کرے اور جو شخص کسی شیخ کے ساتھ اس طرح کرتا ہے وہ طریقت کے قواعد سے نکل جاتا ہے۔ واللہ اعلم

☆ گناہ گاروں کی طرف نظر رحمت کرے

ان حضرات کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ نافرمان لوگوں کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھیں حقارت کی نظر سے نہیں۔

صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

دنیا کی کسی چیز کو حقیر سمجھنا (اللہ کی پناہ) اس قدرت پر اعتراض کی طرف لوٹتا ہے جس کی وجہ سے ہر چیز کی تخلیق ہوئی ہے اور یہ ولایت اور اصطفاء کے خلاف ہے۔ سابقہ ابواب میں یہ بات گزر چکی ہے کہ اگر کوئی شخص (کسی وقت) گناہ میں پڑ جائے تو

اسے اسی پہلی حالت میں سمجھنا نہیں چاہئے بلکہ یہ عقیدہ رکھنا مناسب ہے کہ وہ اپنے وقت پر توبہ کر چکا ہے اور نادم ہے کیونکہ یہ دل کی بات ہے یا اس بات کا احتمال ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے ہو جن کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سعادت لکھی جا چکی ہے پس اسے نافرمانی نقصان نہیں دے گی۔

ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو دوسرے کسی مسلمان سے اچھا سمجھتا ہے وہ جاہل ہے یا دھوکے میں ہے اگرچہ اسے بہت زیادہ کرامات عطا کی گئی ہوں۔

حضرت سیدی عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ایک شرابی کو دیکھا جو لڑکھڑا رہا تھا آپ کے دل میں خیال آیا کہ آپ اس سے بہتر ہیں۔

اتنے میں نشہ والے نے آپ کو آواز دی

(يَا عَبْدَالْقَادِرِ قَادِرٌ رَبِّيْ عَلَى اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِثْلَكَ وَيَجْعَلَكَ مِثْلِيْ)

اے عبدالقادر! میرا رب اس بات پر قادر ہے کہ مجھے تیری طرح کر دے اور تجھے میری طرح کر دے۔

چنانچہ حضرت سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے مغفرت طلب کی اور سر جھکا دیا۔

پس اے بھائی شرعی ممنوعات کا انکار شریعت کے حکم کے مطابق کر اور تیرا اعتراض افعال پر ہونا چاہئے شخصیات پر نہیں۔

واللہ اعلم

☆ حاجت مند کی مدد کرے

ان تمام حضرات کی شان سے بے یار و مددگار کی مدد کرنا بھی ہے اور وہ اس کی مدد کو اپنے اوراد و وظائف کے پڑھنے اور تمام نوافل سے مقدم کرتے ہیں جس طرح بارہا یہ بات گزر چکی ہے۔

پس جو شخص ولایت کا دعویٰ کرے اور اس کا دل بندوں کا غم بانٹنے سے فارغ ہو تو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

قطب کو غوث کیوں کہتے ہیں؟

اسے غور کرنا چاہئے کہ قطب کو غوث کیوں کہتے ہیں تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ یہ لقب مشکلات میں مجبور لوگوں کی بکثرت مدد کی وجہ سے ملا۔ اور یہ حقیقت قطب سے لے کر اس کے دائرہ میں شامل تمام لوگوں میں جاری ہے اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو اور جان لو کہ جو شخص اپنی بیوی سے جماع کرے اور حمام میں داخل ہو۔ متکبرانہ لباس پہنے نرم بچھونے پر سوئے، لذیذ کھانے کھائے یا حویلی بنائے یا باغ لگائے اور یہ سب کام اس وقت کرے جب لوگ پریشان حال ہوں وہ غوثیت کی خوشبو نہیں سونگھے گا کیونکہ اس قسم کے لوگوں کو دوسروں کا غم بانٹنے کی توفیق حاصل نہیں ہوئی اور نہ ہی اس کی طرف اس کا دل مائل ہوا ہے۔

پس جو شخص لوگوں کی تکالیف برداشت نہیں کرتا اسے چاہے کہ وہ اس کے خلاف نہ نکلے جو لوگوں کے دکھ بانٹتا ہے بلکہ اپنے نفس کو برا بھلا کہے اور جھڑکے اور وہ طبرانی شریف کی مرفوع حدیث پر عمل کرتے ہوئے یہ کام کرلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ لَمْ يَهْتَمَّ بِأَمْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَيْسَ مِنْهُمْ)) ①

جو شخص لوگوں کے معاملات میں پریشان نہیں ہوتا (یا ان کا اہتمام نہیں کرتا) وہ ان میں سے نہیں۔

میں نے ان میں سے بعض لوگوں کو دیکھا کہ وہ مسلمانوں کے معاملات کی فکر نہیں کرتے اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور یہ کوتاہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھک جانا مسلمانوں کے مسائل حل کرنے کے خلاف نہیں جس کا اسے حکم دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

☆ جس بزرگ کی زیارت مطلوب ہو اس کی فضیلت کا یقین ہو

ان کی شان سے یہ بات ہے کہ وہ مشائخ میں سے جس شخصیت کی ملاقات کے لئے جائیں تو جانے سے پہلے اس کی فضیلت کا یقین کریں اور کبھی بھی اس کی آزمائش کے لئے اس سے ملاقات نہ کریں کیونکہ یہ بات (اللہ تعالیٰ کی) ناراضگی کا سبب ہے کیونکہ مشائخ کے کمال کی وجہ سے ان کی آزمائش نہیں کی جاتی ان کی آزمائش صرف حق تعالیٰ کرتا ہے۔

مخلوق اکثر اوقات ان سے نچلے درجہ میں ہوتی ہے تو انہوں نے جس مقام کا ذائقہ چکھا نہیں اس میں ان کی آزمائش کس طرح کریں گے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

حضرت سیدی عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ دو آدمیوں کے ہمراہ ایک شخص کے پاس تشریف لے گئے جس کا لقب غوث تھا اور اس کی شان یہ تھی کہ جب چاہے پوشیدہ ہو جائے اور جب چاہے ظاہر ہو جائے۔

سیدی عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں اس شخص سے برکت حاصل کرنے کی نیت کرتا ہوں۔ دوسرے آدمی نے کہا میں اس شخص کا معتقد اس وقت ہوں گا جب وہ میرے لئے کرامت ظاہر کرے تیسرے نے کہا میں اس شخص کا منکر ہوں۔

چنانچہ وہ اسی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ بزرگ ان کے درمیان ظاہر ہوئے اور اس شخص کی طرف دیکھا جس نے کہا تھا کہ میں ان کا منکر ہوں فرمایا: تو منکر ہے میں تجھ پر کفر کی آگ کی لپیٹ دیکھ رہا ہوں۔

اور دوسرے سے فرمایا: تو کہتا ہے میں کرامت دیکھ کر اس شخص کا معتقد ہوں گا عنقریب تجھ پر دنیا تیرے کانوں کی نرم جگہ تک چڑھے گی۔

اور حضرت سیدی عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: تم نے میری زیارت حصول برکت کے لئے کی ہے عنقریب تمہاری شان بلند ہوگی حتیٰ کہ تمہیں حکم دیا جائے گا کہ کہو

(قَدَمِيْ هٰذِهٖ عَلٰى عُنُقِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ)

میرا یہ قدم اللہ عزوجل کے ہر ولی کی گردن پر ہے۔ اور مشرق و مغرب کے اولیاء تمہارے لئے جھک جائیں گے اور اپنی

---

① الجامع الصغیر، حرف میم، جلد2، صفحہ 543، رقم الحدیث: 9026، (مفہوماً)، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

گردنیں جھکا دیں گے۔

چنانچہ وہی ہوا جو ان بزرگ نے فرمایا تھا۔ اس منکر شخص نے بغداد سے سفر کیا تا کہ روم کے علاقہ میں عیسائی علماء سے مناظرہ کرے اس نے مناظرہ کیا اور ان پر غالب آ گیا بادشاہ کو وہ پسند آیا اور اس نے اسے اپنے قریب کر لیا اس نے بادشاہ سے اس کی بیٹی سے شادی کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا یہ ممکن نہیں مگر یہ کہ تم اس کے دین میں داخل ہو جاؤ پس وہ عیسائی ہو گیا اور اس لڑکی سے شادی کر لی اور عیسائیت پر مر گیا (العیاذ باللہ) اور جس نے اپنا اعتقاد ان بزرگ کی کرامت دکھانے پر موقوف رکھا تھا وہ بیت المال کے مال کا نگران بنا اور دنیا میں اس مال کی وجہ سے لوگوں میں سب سے زیادہ مال دار ہو گیا۔

یہ بات البھجہ (بھجۃ مرید الاسرار کتاب) میں ذکر کی گئی ہے۔ [1] واللہ اعلم

☆ ہم عصر مشائخ سے ان کے وسوسوں پر کلام کا مطالبہ نہ کیا جائے

ان حضرات کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے دور کے مشائخ سے ان کے قلبی وسوسوں کے حوالے سے گفتگو کا مطالبہ نہ کریں ان سے اس بات کا سوال کریں کہ وہ ان کو ان دواؤں کی پہچان کرائیں جن کو وہ اپنی باطنی بیماریوں کے ازالہ کے لئے استعمال کریں ان حضرات سے لوگوں کا سب سے بڑا مقصود یہی ہے لوگوں کے باطنی احوال کا کشف مریدین کے احوال سے ہے تا کہ طریقت میں ان کا یقین مضبوط ہو جائے اور ان کے لئے تائید ہو اور عارفین مقام یقین پر جاگزین ہو چکے ہیں۔

میں نے سیدی علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے: صاحب کشف پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس کے زوال کا سوال کرے کیونکہ یہ لوگوں کے مخفی حالات پر مطلع ہونا ہے اور یہ مریدین کے احوال سے ہے عارفین کے احوال سے نہیں۔ واللہ اعلم

☆ خادم سے اپنی غرض کے مطابق خدمت لینا

ان کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ خادم سے یہ مطالبہ نہ کریں کہ وہ ان کی تمام اغراض کے مطابق ان کی خدمت کرے بلکہ جب وہ ان کی غرض کے خلاف عمل کرے تو خاموش رہیں اور اس پر اسے نہ جھڑکیں مگر یہ کہ خادم اس شیخ کا شاگرد ہو تو اسے جھڑک سکتا ہے تا کہ وہ مستقبل میں اپنے میزان کو جان لے ماضی میں تو ہو گیا (جو کچھ ہونا تھا)۔

حضرت سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

ان لوگوں کی شان سے یہ بات ہے کہ وہ خادم کو جھڑکتے ہیں تا کہ ان کے اخلاق مہذب ہوں اور ان کے نفسوں کو ریاضت حاصل ہو جس طرح وہ تمام معاملات میں باقی مخلوق کے ساتھ اسی طریقے کو اپناتے ہیں پس وہ ان کی ایذا رسانی کو برداشت کرتے ہیں اور اسی قسم کا بدلہ نہیں دیتے اور لوگوں کے بوجھ برداشت کرتے ہیں اور اپنا بوجھ کسی پر نہیں ڈالتے نافرمانوں کو منع کرتے ہیں غافل کو بیدار کرتے ہیں گمراہ کی راہنمائی کرتے ہیں۔ نابیناؤں کو چلاتے ہیں خادم کی مدد کرتے ہیں اور اس کے ساتھ مل کر چکی چلاتے

[1] اس کتاب کی تلخیص شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "زبدۃ الآثار" کے نام سے جبکہ اس کا مفصل اردو خلاصہ بنام "امام الاولیاء" اس ناچیز نے اردو میں کیا ہے، ضرور مطالعہ فرمائیں۔ مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت، لاہور۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

ہیں اور گھر میں جھاڑو دیتے ہیں۔

حضرت شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فقراء میں سے بعض ایسے ہیں جن کا ارادہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ خیر میں فنا ہو چکا ہے اس قسم کا فقیر جب کسی ایسی چیز کے وجود کو دیکھتا ہے جو اس کی غرض کے خلاف ہے اس کی وجہ سے اس کے دل میں کدورت (پریشانی) نہیں آتی کیونکہ وہ نفسانی خواہشات سے غائب ہو چکا ہے اور اس کا ارادہ ہر اس چیز میں اس کے رب کے ارادے میں فنا ہو چکا ہے جو اللہ تعالیٰ اس کے حق میں اپنے بندوں کے ہاتھ پر جاری کرتا ہے۔

جو شخص اپنے نفسانی ارادے کو فنا کر دیتا ہے اس کا نفس نہیں اور جس کا نفس نہیں اس کی کوئی غرض نہیں جس کو کوئی غرض نہیں اس کے لئے مرض نہیں کیونکہ بیماریوں کا سبب اغراض کا موافق نہ ہونا ہے۔ واللہ اعلم

☆ لوگوں کے لیے دروازہ کھلا رکھنا

ان لوگوں کی شان سے یہ بات ہے کہ جب یہ طریقت میں کامل ہو جائیں اور لوگوں کی راہ نمائی اور ان کی حاجت برآوری کا فریضہ انجام دینے لگیں تو ان کے لئے اپنے دروازوں پر پردہ نہ لٹکائیں مگر یہ کہ گھر میں ان کے اہل وعیال ہوں اور ان کے لئے کوئی ایسی جگہ نہ ہو جہاں وہ پردے میں رہیں۔

اور یہ عمل اس لئے ضروری ہے کہ کوئی ایک ان کو گم نہ پائے جو اپنی حاجت کے لئے ان کا قصد کرتا ہے۔

سیدی مدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دروازے پر پردہ لٹکا رکھا تھا۔ اسی طرح سید علی المرصفی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی، لیکن اہل وعیال کی وجہ سے تھا لوگوں کے لئے رکاوٹ کے طور پر نہیں۔

حضرت سیدی احمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ "جامع مسجد" میں علیحدگی میں بیٹھتے تھے اور اپنے گھر والوں کے پاس صرف نماز جمعہ کے بعد تشریف لے جاتے اس کے علاوہ نہیں اور وہ خبر دیتے تھے کہ یہ حضرت سیدی یوسف عجمی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ تھا پس جسے ان کی تلاش ہوتی اسے وہ مل جاتے۔ [1]

اور اگر کوئی شخص صوفیاء کرام پر ان کے دروازوں پر حجاب کی وجہ سے اعتراض کرے تو ہم اس سے کہیں گے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ اپنے خدام سے وہ غلام تھے یا آزاد پردے میں ہوتے جس طرح حضرت ابی بن کعب اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جیسے حضرات حاضر ہوتے تو وہ ان سے اندر آنے کی اجازت طلب کرتے چنانچہ یہ حضرات ان کے لئے اجازت طلب کرتے اور جو حکم ملتا اس پر عمل کرتے۔

حضرت شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

---

[1] اصل بات یہ ہے کہ جب کوئی علمی یا روحانی حاجت کے لئے کسی عالم اور مرشد کے پاس حاضر ہو تو اس کے لئے رکاوٹ نہ ہو ضروری نہیں کہ وہ بالکل سامنے بیٹھے ہوں اور ہر شخص بغیر اجازت اندر آ جائے البتہ جب خادم اجازت مانگے تو بغیر کسی غصہ کے انکار نہ ہو اسی طرح لوگوں کے سوالات سے بچنے کے لئے موبائل بند رکھنا یا کسی خادم کو دے دینا اور وہ کوئی بہانہ بنائے قطعاً غلط ہے مسئلہ پوچھنے والے کو مسئلہ بتایا جائے اور ضرورت مند کی اس صوفی یا عالم تک رسائی ممکن ہو۔ ۱۲ ابزاروی

یہ اخلاق ان کے تہذیب نفس سے فراغت کے بعد ہوتا ہے کیونکہ عام طور پر لوگوں کی حاجات کو پورا کرنے کا عمل اس کے بعد بھی ہوتا ہے۔اور جس شخص کے گھٹیا اخلاق کے علاج میں سے کچھ باقی ہو اور وہ اس کو پیچھے کی طرف کھینچیں تو اس کے لئے بندوں کی حاجات کو پورا کرنے میں کلی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ صحیح نہیں اور جو شخص اپنے نفس کی تہذیب سے فراغت سے پہلے لوگوں کی حاجات کو پورا کرنے کے درپے ہوتا ہے وہ ریاست (سرداری) اور لوگوں کی طرف سے اپنی تعریف کا طالب ہے نیز یہ کہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں وہ اکثر اس کے پاس آتے جاتے رہیں اور اس کی غلامی میں چلیں بعض اوقات اس سلسلے میں اس کا نفس اسے دھوکہ دیتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ تم بھلائی کی محبت میں ایسا کر رہے ہو اور تمہیں اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے فائز کیا ہے پس اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو تمہارا غیر تمہاری مثل ہونے کی تمنا کرتا ہے لیکن وہ اس پر قادر نہیں تو یہ تصور ہلاکت خیز ہے حالانکہ وہ سمجھتا ہے کہ اس نے نجات حاصل کی ہے۔

اور اگر وہ اپنے نفس کی خفیہ سازشوں کو سمجھ لے تو وہ (نفس) اسے ریاکاری کی ہلاکت پر نہیں اکسائے گا اور نہ ہی اپنی خواہشات کا قیدی بنا سکے گا اور جب وہ دوسروں کی حاجات کو شرعی طور پر پورا کرے تو شیطان اس کا مذاق نہیں اڑائے گا۔

جس طرح طالب علم پر اخلاص اور لوگوں کے چہروں (توجہ) کو اپنی طرف پھیرنے کی محبت سے سلامتی واجب ہے اور حدیث شریف میں ہے۔

((وَمَا مَنْ اَحَدٌ يُكْلَمُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ مِمَّنْ يُكْلَمُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ))[1]

اور نہیں کوئی ایک جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں زخمی ہو اور اللہ جانتا ہے کہ کون اس کے راستے میں زخمی ہوتا ہے۔

پس ہمیں خبر دی کہ ہر مجاہد اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں مخلص نہیں ہوتا اور نہ ہی دو صفوں (مسلمانوں اور کفار) کے درمیان قتل ہونے والا شہید ہوتا ہے۔

پس دسویں صدی ہجری کے دوسرے نصف میں مقام مشیخیت حاصل کرنے والوں کو اس قسم کے مصائب سے آگاہ رہنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی ہدایت دیتا ہے۔

حضرت سھل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

بندے کے لئے مناسب ہے کہ وہ اپنی عبادات میں اپنے نفس کی چھان بین سے غافل نہ رہے چہ جائیکہ گناہوں سے (غافل ہو)۔ بہت کم عبادت گزار اپنی عبادت میں کوتاہی اور اس میں اللہ تعالیٰ سے غفلت سے محفوظ ہوتے ہیں پس وہ کھڑے ہوتے ہیں تو توبہ کرتے ہوئے بیٹھتے ہیں تو توبہ کرتے ہوئے اور سوتے ہیں تو توبہ کرتے ہوئے۔ واللہ اعلم

☆ نفسانی اغراض کی خواہشات سے بچنا

ان لوگوں کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ ہر اس خواہش سے پہلوتہی کرتے اور دور رہتے ہیں جس میں نفس کی کوئی

---

[1] سنن ترمذی، جلد 3، صفحہ 236، باب ما جاء فيمن يكلم في سبيل الله۔

غرض ہو پس ان میں سے کوئی بھی نہ تو اس سے بے نیاز ہوتا ہے اور وہ ہی اس کی تمنا کرتا ہے۔

بلکہ اگر وہ اس کے پاس اس طرح آئے کہ اس کے حاصل کرنے میں کوئی تھکاوٹ نہ ہو اور حلال طریقے سے ہو تو وہ اس میں مختار ہوتا ہے اگر چاہے تو اسے کھائے اور چاہے تو چھوڑ دے مگر یہ کہ وہ مجاہدہ نفس کے مقام پر ہو یا اس کے حقیقی وطن کے راستے میں زیادہ لذت کا مقام ہو تو اس پر چھوڑنا متعین ہو جاتا ہے تا کہ اس مقام سے وفاداری ہو۔ جس طرح حضرت عمر بن خطاب، حضرت عثمان بن عفان، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہم اور ان جیسے دیگر اولیاء کرام کا یہ عمل رہا اور جو شخص ان دو مقامات میں ہو اس کے لئے دنیا کی خواہشات میں سے پاکیزہ چیزوں کو کھانا جائز نہیں (خواہش کی وجہ سے) حدیث شریف میں ہے۔

((اَلدُّنْيَا حَرَامٌ عَلٰى اَهْلِ الْاٰخِرَةِ))[1]

آخرت والوں پر دنیا حرام ہے (یعنی خواہشات، مطلق دنیا نہیں)

کہا گیا ہے کہ یہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ وغیرہ کے کلام سے ہے۔ میں (مصنف) کہتا ہوں کہ یہ مقام میں کمال کے اعتبار سے حرام ہے تا کہ شریعت مطہرہ کے قواعد کے موافق ہو۔

جیسے ارشاد خداوندی ہے؛

﴿......كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ○ ......وَاشْكُرُوْا اللّٰهِ﴾[2]

کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں اور اللہ کا احسان مانو۔ واللہ اعلم

☆ قناعت اختیار کرنا

ان حضرات کی شان سے قناعت بھی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جس قدر رزق دیا گیا ہے بغیر زیادہ کی طرف متوجہ ہونے کے اس پر ٹھہر جائے جب اسے یہ رزق کسی مزاحمت کے بغیر اپنی محنت سے حاصل ہو تو ضرورت کے مطابق کھائے اور زائد رزق دوسروں کے لئے چھوڑ دے۔ اس کے بعد مقام قناعت نہیں ہے۔

پس جان لو کہ جس شخص کو روزانہ اس قدر رزق حاصل ہو جس سے کفایت شرعیہ حاصل ہو اور وہ اپنے دور دراز کے علاقہ سے بادشاہ کی طرف جائے تا کہ وہ اسے کوئی زائد چیز دے یا بعض مشائخ عرب کی طرف جائے تا کہ ان سے گندم اور شہد وغیرہ حاصل کرے وہ مریدین کے طریقے سے بہت دور ہے چہ جائیکہ وہ عارفین میں سے ہو جن میں سے ہونے کا وہ دعویٰ کرتا ہے۔

کیونکہ صوفیاء کرام کی شان یہ ہے کہ وہ خوشی اور تکلیف (دونوں صورتوں) میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ ان کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ ان کی ضرورتوں کو زیادہ جانتا ہے لہٰذا وہ ان کو روزانہ جو کچھ عطا کرتا ہے اس سے زائد کا مطالبہ نہیں کرتے۔ واللہ اعلم

---

① الجامع الصغیر، حرف الدال، جلد 2، صفحہ 259، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

② سورہ اعراف آیت 160۔

☆امید پر خوف کو ترجیح دینا

ان صوفیاء کرام کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ امید پر خوف کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ بندے کے حق میں یہی زیادہ کامل اور عمدہ ہے اور امید کو صرف اس وقت ترجیح دیتے ہیں جب ان کو بادشاہ کی طرف سے ناامیدی کے حکم کا خوف ہوتا ہے۔

اسی طرح ان کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ جب وہ شریعت میں منع کئے گئے کام کو دیکھتے ہیں تو ان کے نفسوں میں گھٹن ہوتی ہے اس طرح بارگاہ الٰہی کو ترجیح دیتے ہیں اور اس برائی کے مرتکب پر شفقت کرتے ہیں۔

ان کے لئے یہ کہنا جائز نہیں کہ یہ اللہ کا فعل ہے اور یوں وہ گھٹن محسوس نہ کرے کیونکہ یہ جہالت ہے کامل شخص کو "ابوالعیون" (صاحب بصیرت) کہا جاتا ہے ایک آنکھ کے ساتھ وہ حق تعالیٰ کے فعل کو دیکھتا ہے تو اسے انتہائی حکمت والا پاتا ہے اور اس کی آنکھ کے ساتھ بندوں کی طرف سے احکام الٰہیہ کی مخالفت اور ان کی نافرمانی کو دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے اسے غیرت آتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

((انّہ ﷺ کَانَ یغضَبُ اِذَا انْتُھِکَتْ حُرُمَاتُ اللہِ ﷻ))[1]

نبی اکرم ﷺ کو غصہ آتا جب اللہ تعالیٰ کی حرمات کی بے حرمتی کی جاتی (حدود شریعت کو توڑا جاتا)۔

پس معلوم ہوا کہ برائی کے خلاف آواز اٹھانا مقام تسلیم میں خرابی پیدا نہیں کرتا کیونکہ ان دونوں (منکر کے خلاف آواز اٹھانے اور احکام خداوندی کے سامنے سر جھکانے) کا شریعت نے حکم دیا ہے۔ واللہ اعلم

اسی لئے ان لوگوں کی شان سے یہ بات ہے کہ وہ فضول نظر سے آنکھ کو بچاتے ہیں سکون اور وقار کے ساتھ تیز چلتے ہیں پس وہ اس اونٹ کی طرح چلتے ہیں جس پر بوجھ لادا ہوا ہو۔

اور رسول اکرم ﷺ اس طرح چلتے تھے گویا بلندی سے اتر رہے ہوں۔

☆آنکھوں کی حفاظت

اسی لئے ان لوگوں کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ لوگوں میں صلح کراتے ہیں اور ان کے اوقات کا بڑا حصہ یوں گزرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب ان کے باطن کو دیکھتا ہے تو وہ اس میں اپنی اجازت کے بغیر کسی سے محبت اور اپنے غیر کی طرف توجہ نہیں پاتا۔

اسی لئے ان لوگوں کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ لوگوں کے عیبوں سے آنکھیں بند کرتے ہیں ان پر پردہ ڈالتے اور ان کی اچھی باتوں کو عام کرتے ہیں سوائے بدعتی لوگوں کے کہ ان کو ڈرانا واجب ہے اور یہ مسلمان پر رحمت کے باب سے ہے تاکہ بدعتی کا عذاب لوگوں کے اس کی بدعت میں اتباع کی وجہ سے زیادہ نہ ہو جائے اور اس کے سبب کوئی شخص گناہ گار نہ ہو۔

☆مخلوق پر شفقت کرنا

ان لوگوں کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ شرعی طریقے سے مخلوق پر شفقت کرتے ہیں وہ بولنے والی مخلوق ہو یا خاموش

---

[1] صحیح بخاری، جلد 8، صفحہ 198، مختلف الفاظ، مطبوعہ: مجمع زوائد، جلد 7، صفحہ 205، باب فی الامر بالمعروف النھی عن المنکر۔

(یعنی انسان ہو یا جانور وغیرہ)۔

انسان کو کتے کی وجہ سے بخشنا

حضرت شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مجھ سے حضرت وجیہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو "مطلمہ" شہر میں مدرس تھے' بیان کیا کہ وہاں بخارا شہر میں ایک حکمران تھا اور وہ سب لوگوں سے زیادہ ظالم تھا۔ ایک دن وہ سوار ہوا تو ایک خارشی کتے کو دیکھا۔ وہ سخت سردی کا دن تھا اس نے اپنے ایک غلام سے کہا اسے اٹھاؤ اور ہماری حویلی میں لے آؤ۔ وہ غلام اسے اٹھا کر اس کے پاس لے گیا' اس نے اس کے ساتھ نرمی اور اچھائی کا سلوک کیا رات کا وقت ہوا تو اس حکمران کو خواب میں پکارا گیا۔

(یَا فُلَانُ کُنْتَ کَلْبًا فَوَهَبْنَاكَ بِكَلْبٍ)

اے فلاں! تو کتا تھا ہم نے تجھے کتے کی وجہ سے معاف کر دیا۔

تو یہ کتے پر رحم تھا جس نے ظالم پر رحمت کا اثر کیا۔

حدیث شریف بھی ہے:

((فِیْ کُلِّ ذَاتِ کَبِدٍ حَرّٰی اَجْرَۃٌ)) [1] ہر تر جگہ والے (سے حسن سلوک) میں ثواب ہے۔

سیدی احمد بن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ واقعہ پیش آیا کہ انہوں نے ایک کتا دیکھا جو کوڑھ کا مریض تھا اس کے بال اتر چکے تھے اور لوگ اسے جھڑ کتے تھے وہ اسے صحرا میں لے گئے اور اس کے لئے سائے کا اہتمام کیا وہ اسے کھلاتے' پلاتے اور اس پر تیل لگاتے حتیٰ کہ وہ ٹھیک ہو گیا [2] انہوں نے اسے گرم پانی کے ساتھ غسل دیا اور اسے اپنے شہر لے گئے جس کا نام "ام عبدہ" تھا۔

ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے ایک کتے کے لئے اتنا اہتمام کیا؟ فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ سے ڈر ہوا کہ وہ اس پر احسان نہ کرنے کی وجہ سے کہیں میرا مواخذہ نہ کرے اور مجھ سے یوں فرمائے:

(اَمَا کَانَ فِیْ قَلْبِكَ رَحْمَةٌ لِخَلْقٍ مِنْ خَلْقِیْ؟)

کیا تیرے دل میں میری مخلوق میں سے ایک مخلوق کے لئے رحمت نہیں تھی۔ واللہ اعلم

☆ بندگان خدا کو معاف کر دینا

ان کی شان میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے تمام بندوں پر دل کی گہرائی سے اپنی عزت جان اور مال قربان کریں۔ اور جس ذات کے یہ بندے ہیں اس کی عزت اور جس ذات (حضرت محمد) صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں ان کے اکرام کی وجہ سے ان لوگوں سے دونوں جہانوں کا حق طلب نہ کریں۔ [3]

---

[1] الجامع الصغیر، حرف فاء، جلد 2، صفحہ 309، رقم الحدیث: 5958، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

[2] عموماً بال جھڑ والے مریض کو تیل وغیرہ لگایا جاتا ہے تاکہ چکنائی کی وجہ سے جلد درست ہو کر بال آ جائیں۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

[3] غالباً اسی بات کے پیش نظر میرے شیخ طریقت نے لوگوں کو اپنے حقوق کے بارے ایڈوانس میں معافی دے دی ہے۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

شریعت کے اصول اسی فعل کا تقاضا کرتے ہیں کیونکہ یہ معاف کرنے اور اچھے اخلاق کے باب سے ہے اگرچہ اجازت کے ساتھ بھی کسی کی عزت پر حملہ جائز نہیں اگرچہ وہ واضح الفاظ میں اجازت دے لیکن ہمارا کلام اس صورت میں ہے جب لوگ ایک دوسرے کی عزت پر حملہ کریں تو بالاتفاق معاف کرنے کا حکم ہے۔

ورنہ تمہیں یہ بات نہیں پہنچی کہ قوم میں سے کسی ایک نے کہا ہو کہ تم ہمیشہ میری بے عزتی کیا کرو حدیث شریف میں ہے۔

((اَیَعجِزُ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّکُوْنَ کَاَبِیْ ضَمْضَمُ کَانَ اِذَا اَصْبَحَ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ قَدْ تَصَدَّقْتُ لِعَرْضِیْ عَلٰی عِبَادِكَ))

کیا تم میں سے کوئی ایک ابوضمضم کی طرح ہونے سے عاجز ہے کہ جب صبح ہوتی تو وہ کہتا یا اللہ میں نے اپنی عزت تیرے بندوں پر صدقہ کردی۔

اس کا مطلب یہ تھا کہ جو لوگ زیادتی اور ظلم کے ساتھ میری عزت کے درپے ہیں میں نے ان کو معاف کردیا۔

لیکن یہ بات پوشیدہ نہیں کہ اس معافی کا تعلق آدمی کے حق سے ہے کہ جو شخص لوگوں پر اپنے قرض سے چشم پوشی کرتا ہے اسے ثواب ملتا ہے۔

جہاں تک اللہ تعالیٰ کے حق کا تعلق ہے بندہ اس میں تصرف نہیں کرسکتا اس کی وضاحت اس طرح کے انسان کے گناہ دو قسم کے ہیں۔

ایک قسم کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے کہ وہ اس کی حدود سے تجاوز کرتے ہیں اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے بندوں کے پاس نہیں۔

دوسرے وہ جن کا بندوں سے تعلق ہے تو بندہ اسے معاف کرسکتا ہے۔ واللہ اعلم

☆ کسی عوض کے بدلے قرض نہ دینا

ان کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ کسی شخص کو قرض اس لئے نہیں دیتے کہ اس سے اس کا عوض وصول کریں گے وہ کسی شخص کو محتاج دیکھتے ہیں تو عوض کا مطالبہ کئے بغیر اسے دیتے ہیں' اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ان کے پاس جو مال ہے وہ اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس اپنے محتاج بندوں کے لئے رکھا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنی ملک کا عقیدہ نہیں رکھتے کہ اس کی وجہ سے وہ عوض طلب کریں۔

☆ پیچھے مڑ کر نہ دیکھنا

اسی طرح ان کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ پیچھے کی طرف متوجہ نہیں ہوتے جب پیچھے مڑتے ہیں تو مکمل مڑ جاتے ہیں۔

ایک شخص نے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مرتبہ پیچھے سے پکارا تو آپ نے اسے جواب نہ دیا اور فرمایا:

((اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْفُقَرَاءِ لَا یَلْتَفِتُوْنَ اِلٰی وَلَا یُجِیْبُوْنَ مَنْ نَادَاھُمْ مِنْ خَلْفِ الْعَصَا))

کیا تم نہیں جانتے کہ فقراء پیچھے کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور جوان کو پیچھے کی جانب سے آواز دے اسے جواب نہیں دیتے۔واللہ اعلم

☆اچھی فال لینا

ان کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ اچھی فال لیتے ہیں جس کی کوئی نظیر ہو یعنی شرعی طریقے سے ہو۔

ایک آدمی نے حضرت شیخ ابومدین رحمۃ اللہ علیہ کا دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ اس کی طرف نکلے حضرت شیخ کے اس کی طرف نکلنے یا اس کو اس وقت گھر میں داخل کرنے کی نیت نہ تھی آپ نے اس سے پوچھا:(مَا اِسْمُكَ) تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا ''احمد القائدہ''

حضرت شیخ نے اس سے فرمایا:

(اُدْخُلْ فَإِنَّ الْعَاقِلَ لَا يَطْرُدُ الْفَائِدَةَ إِذَا وَصَلَتْ إِلَى بَابِ دَارِهٖ وَهُوَ يَطْلُبُهَا)

اندر آجاؤ کیونکہ عقل مند آدمی فائدہ کو رد نہیں کرتا جب وہ اس کے دروازے تک پہنچے اور وہ اس کا طالب بھی ہو۔

حضرت شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: احمد' قوم (صوفیاء) کے سرداروں میں سے تھے۔

☆ہر کام ضرورت کے وقت کرنا

ان لوگوں کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ ضرورت اور حاجت کے بغیر نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ سوتے ہیں نہ حرکت کرتے ہیں اور نہ سکون اختیار کرتے ہیں یہ اس لئے تا کہ وہ اپنے تمام کاموں پر واجب اعمال کا ثواب حاصل کریں کیونکہ جب آدمی کسی مباح کام کی طرف مجبور ہو جاتا ہے تو اس پر وہ کام کرنا واجب ہو جاتا ہے اور بعض حضرات کے نزدیک بعض مسائل کے علاوہ فرض کا ثواب سنت کے ثواب سے زیادہ بڑا ہے جس طرح آپس میں بغض رکھنے والے دو آدمیوں کے حق میں سلام میں ابتدا کرنا' جواب دینے کے مقابلے میں،(زیادہ ثواب کا حامل ہے حالانکہ اسلام کا جواب فرض اور ابتداء سنت ہے تو یہاں سنت کا ثواب زیادہ سے زیادہ ہے)۔۱۲ہزاروی

کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((وَخَيْرُهُمَا الَّذِي بَدَأَ بِالسَّلَامِ)) ☆

ان دونوں میں سے وہ بہتر ہے جو سلام کے ساتھ ابتدا کرے۔ ①

☆متوسط درجہ کا لباس پہننا

ان لوگوں کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ متوسط قسم کا لباس پہنتے ہیں اور نیت کے اعتبار سے یہ لوگ کئی طبقوں میں تقسیم

☆ صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، باب السلام للمعرفة...... الخ، صفحہ 1085، رقم الحدیث:6237، مطبوعہ: دار السلام، ریاض (سعودی عرب)۔

① مطلب یہ ہے کہ جب دو آدمیوں میں ناراضگی ہو جائے تو اسے جلد ختم کر دیا جائے اور جو پہل کر کے سلام کرے گا وہ بہتر ہے گویا صلح کی ترغیب دی گئی ہے۔ ۱۲ہزاروی

ہیں۔ان میں سے بعض آخرت کے لئے پہنتے ہیں اور یہ صاحب تمکین (بلند مرتبہ لوگ) ہیں اور بعض وقتی ضرورت کے لئے پہنتے ہیں ان کا مقام پہلوں سے کم درجہ کا ہے کیونکہ جو شخص کامل ہوتا ہے وقت اس کا حکم ہوتا ہے اور وہ وقت کے حکم کے تحت نہیں ہوتا اور اس سے نچلا درجہ اس کا ہے جس پر وقت حکم لگاتا ہے (جو وقت کو اپنے اوپر مسلط کر لیتا ہے)۔

پس وہ جو آخرت کے لئے پہنتا ہے یہ وہ شخص ہے جو اس قدر پہنتا ہے جس سے ستر ڈھانپے اور وہ لباس گرمی سردی سے بچائے۔

اور جو وقت کے لئے پہنتا ہے وہ خرید و فروخت سے خالی ہوتا ہے وہ اپنے حال میں مشغول ہوتا ہے اس کا مقام پہلے درجہ والے سے کم ہے۔

اس کے سچا ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس کے نزدیک عمدہ اور گھٹیا لباس برابر ہے اور جو نفیس کپڑے کو حقیر کپڑے پر ترجیح دے وہ رعونت (تکبر) والا ہے وہ اس سلسلے میں سنت کے تابع نہیں ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق میں سے یہ بات ہے کہ آپ اس بات کی پرواہ نہیں کرتے تھے کہ کون سا کپڑا پہنیں آپ سوتی کپڑے دیکھتے تو اسے پہن لیتے اونی کپڑا ہوتا تو اسے پہن لیتے، جبہ ہوتا تو اسے پہن کر مسجد میں نماز کی امامت کراتے جس طرح کتب حدیث میں معروف ہے۔ واللہ اعلم

☆مال دار لوگوں کی نسبت فقراء کی زیادہ عزت کرنا

ان لوگوں کی شان سے یہ بات ہے کہ وہ خندہ روئی اور اعزاز و اکرام میں فقراء کو مال دار لوگوں پر مقدم کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر عتاب ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ جب آپ قریش کے سرداروں کی طرف متوجہ ہوئے حالانکہ آپ نے یہ کام ان کے دلوں کو مائل کرنے کے لئے کیا تا کہ وہ اسلام قبول کریں۔

اور جو شخص کسی مال دار کی وجہ سے کسی فقیر کا دل دکھاتا ہے وہ قوم کے رجسٹر سے خارج ہو جاتا ہے۔

حضرت شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے: کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ناراضگی کا اظہار اس لئے فرمایا کہ آپ نے فقراء کی موجودگی میں مالدار لوگوں کی طرف توجہ فرمائی اور اگر مال دار لوگ تنہا اس کے پاس آئیں تو اس کے کرم اخلاق سے ہے کہ وہ ان کی طرف متوجہ ہو۔واللہ اعلم

میں نے سیدی علی الرصفی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے:

بعض اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کی صفات کی تعظیم کا حکم دیتے ہیں جب کسی بندے میں وہ صفت پائی جائے پس فقیر کے مقابلے میں امیر کی تعظیم کی جائے کیونکہ اس دنیا میں اس کا تصرف ظاہر ہے بخلاف فقیر کے کیونکہ اس میں ذلت اور محتاجی پائی جاتی ہے اور یہ دونوں باتیں قطعی طور پر اللہ تعالیٰ کی صفات سے نہیں ہیں۔ (عبارت مکمل ہوئی)

لیکن جمہور اولیاء پہلے موقف کے قائل ہیں۔ واللہ اعلم

صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ ان حضرات (صوفیاء کرام) کے لئے مال کا نہ ہونا شرط نہیں بلکہ ان میں سے بعض کے پاس مال تھا اور ان میں سے کچھ فقیر تھے اور مقام فقراء ان سب کو شامل تھا۔

حضرت شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بعض اوقات قطب کے پاس مال نہیں ہوتا تو وہ اپنے دوستوں کے گھروں میں جاتا ہے تو وہ اپنی طبیعت کو قائم رکھنے کے لئے ان سے سوال کرتا ہے گویا وہ اس کے لئے سفارش کرتا ہے اور اس سے اس کے کامل ہونے میں کوئی خرابی پیدا نہیں ہوتی ۔ واللہ اعلم

☆ خود بخود مرشد نہ بنے

ان حضرات کی شرائط میں سے یہ بات بھی ہے کہ وہ مقام مشیخیت پر خود بخود فائز نہیں ہوتے مگر یہ کہ ان کے شیخ یا ان کے نبی (علیہ السلام) ان کو روحانی کشف کے طریقہ پر بٹھائیں یا ان کا رب ان کو بٹھائے وہ اس طرح کہ صحیح الہام کے طریقے پر ان کے دل میں یہ بات ڈالے۔

کیونکہ جب کوئی شیخ سلوک کے طریق اور مریدین کے علاج کو نہ جانتا ہو اور کتب کے ذریعے مریدین کی تربیت کرنے بیٹھ جائے اور اس کا مقصد ریاست (سرداری) حاصل کرنا ہو تو وہ اپنے آپ کو بھی ہلاک کرتا ہے اور اتباع کرنے والوں کو بھی کیوں مرید کی سیاست اپنی باتوں سے ہوتی ہے اور شیخ مریدین کے نفسوں کی سیاست (تربیت) اس کی مثل کے ساتھ کرتا ہے جس کے ساتھ اس کے شیخ نے اس کے ابتدائی دور میں کی ہے کہ وہ میٹھی گفتگو، مرید پر احسان اور تھوڑی تھوڑی نصیحت کے ساتھ اس کے دل کو نرم کرتا ہے حتیٰ کہ وہ محبت کے ساتھ شیخ کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور فطری ولادت جو آدمی کی حقیقی ابتدائی عمر میں ہوتی ہے، میں اس کا والد بن جاتا ہے۔

کیونکہ جب تک مرید اللہ والوں کی طریقت میں حقیقتاً داخل نہیں ہوتا وہ اس بچے کی طرح ہوتا ہے جو ابھی پیدا نہیں ہوا۔ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس قول میں اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

- آپ نے فرمایا جو شخص دو مرتبہ پیدا نہیں ہوتا ہے وہ ہرگز آسمانی بادشاہی میں داخل نہیں ہوتا۔

سیدی علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانے کے جھوٹے مشائخ کے بارے میں جو کچھ فرمایا اس میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔

1 تَشَيَّخُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُوْجَدُوْا　　فَعُمْرُهُمْ ضَاعَ وَلَمْ يُوْلَدُوْا

وہ تربیت کے حصول سے پہلے ہی شیخ طریقت بن گئے ان کی زندگانی ضائع ہو گئی اور وہ پیدا ہی نہیں ہوئے۔

2 حَالَ عَلَيْهِمْ حَالُ اِهْلَاكِهِمْ　　مَنْ شَاءَ فَالْمَوْتُ لَهٗ مُرْصِدٌ

ان کی ہلاکت انگیزی ان پر متمکن ہو گئی اور جو بلا کسی بزرگ کی سرپرستی کے شیخ طریقت بنا موت اس کو اچکنے کے لئے تیار ہے۔

3 وَهَلْ نُفُوْسٌ هَمُّهَا وَهَمُّهَا　　اِلَّا بِوَادٍ وَهُمَّهَا مُبْعَدٌ

کیا ان ناپختہ لوگوں کا عجلت پر مبنی ارادہ اور بزرگی کے لئے سنجیدہ فکر سالکوں کا ارادہ ایک جیسا ہے؟ نہیں بلکہ ولایت کی منزل ان (عجلت پسندوں) سے بہت دور ہے۔

4 مَشَوْا مُكِبِّيْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ　　عَمِيًّا عَنِ الْعَلْيَا لَا يَهْتَدُوْا

پیر طریقت بننے کے خواہشمند جھکی ہوئی کمر کے ساتھ اپنے چہروں کے بل یوں بلندی کی طرف اندھا دھند چلے کہ وہ سیدھے راستے پر نہ تھے۔

5 قَدْ حَسِبُوا الْاَرْضَ سَمَاءً لَّهُمْ فَاسْتَقْرَبُوْا مَا هُوَ مُسْتَبْعِدٌ

انہوں نے اپنے لئے زمین کو آسمان گمان کر لیا تو انہوں نے ایسی چیز کو قریب سمجھا جو بہت دور تھی۔

6 وَكُلٌّ مَا مَالُوْا بِاَهْوَائِهِمْ قَالُوْا صَعِدْنَا وَهُمْ اخلد

اور جتنے لوگ خواہشات کے پیچھے چلے انہوں نے کہا کہ ہم بلندی پر فائز ہو گئے اور انہیں ہمیشگی بخش دی گئی۔

7 فَاعْجَبْ لِمَنْ شَاخُوْا عَلٰی صِغْرِهِمْ فِیْ اَرْذَلِ الْعُمْشِ سِوَاءً يَجْهَدُوْا

ان لوگوں پر تعجب کرو جو (روحانی اعتبار سے) چھوٹے ہونے اور ''ارذل العمر'' میں ہاتھ پاؤں مارنے کے باوجود شیخ طریقت بن گئے۔

8 رَضُوْا بِاَنْ يُّعْتَقَدُوْا سَادَةً وَهُمْ لِاَدْنٰى وَهْمِهِمْ اَعْبُدُ

وہ اس بات پر خوش ہیں کہ معزز سردار سمجھے جاتے ہیں حالانکہ وہ اپنے کمترین وہم کے غلام ہیں۔

9 فَلَا تُحَاوِلْ طِبَّهُمْ اِنَّهُمْ لِكُلِّ مَنْ خَالَطَهُمْ يُفْسِدُوْا

تم ان ناہنجاروں کے علاج کا ارادہ مت کرو کیونکہ یہ بدنصیب اپنے ساتھ ملنے والوں کو بھی بیماری میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

10 وَقُلْ سَلَامٌ وَاعْتَزِلْ اَمْرَهُمْ وَاَيْقِنْ عَلِيْمًا فَقْدَهٗ اَحْمَدٌ

(الخ مَا يَقُوْلُ)

تم انہیں سلام کہو اور ان سے الگ ہو رہو اور انہیں یہ جانتے ہوئے نظر انداز کر دو کہ ان کو نظر انداز کیا جانا ہی قابل تعریف ہے۔
(آخر تک جو کچھ انہوں نے فرمایا)

☆ نافرمانوں سے نفرت نہ کرے

پس معلوم ہوا کہ جس شخص کے پاس مریدین کے لئے سیاست (ان کے امور کی درستگی) کا طریقہ نہ ہو اور نہ وہ ان پر احسان کرے اور نہ ہی ان کی تبدیلیوں پر صبر کر سکے تو اس کے ہاتھ پر بہت کم لوگ کامیاب ہوئے ہیں۔

جب حضرت داؤد علیہ السلام کے نفس نے بنی اسرائیل کے نافرمان لوگوں کے ساتھ ہم نشینی سے نفرت کی اور اللہ تعالیٰ کی خاطر اسے تبدیل کر دیا اور ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کو چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ اے داؤد! جو سیدھے راستے پر ہے وہ آپ کا محتاج نہیں ہے اور ٹیڑھا چلنے والے کو سیدھا کرنے سے آپ نے نفرت کی تو اس صورت میں آپ کی رسالت کا مقصد کیا ہے؟

تو حضرت داؤد علیہ السلام جس بات سے بے خبر تھے اس سے باخبر ہو گئے۔ چنانچہ آپ ان لوگوں کے لیے کھانا پکاتے اور ان کو دعوت دیتے اور ان کی ملاقات کے لئے ان کے گھروں میں جاتے اور ان کو غیر شعوری طور پر تھوڑا تھوڑا وعظ فرماتے۔ حتیٰ کہ بنی

اسرائیل میں سے ایک کثیر تعداد لوگوں نے آپ کے ذریعے ہدایت پائی۔

پس اے بھائی تم بھی اس بات پر عمل کرو۔ واللہ علم

☆ نفس کی حوصلہ شکنی کرنا

ان لوگوں کی شان سے یہ بات بھی ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے نفسوں کی حوصلہ شکنی کرتے رہیں اور یہ خیال نہ کریں کہ ان کے رات اور دن کے کسی عمل پر اللہ تعالیٰ راضی ہوا ہے بلکہ وہ ہمیشہ یہ سوچ رکھیں کہ وہ دھنسنے اور صورتوں کے بگڑنے کے مستحق ہیں حتیٰ کہ حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ جب بھی نیند سے بیدار ہوتے تو فوراً اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے۔

ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اللہ تعالیٰ نے میرے برے کاموں کی وجہ سے میری صورت کو کتے یا خنزیر کی شکل میں بدل نہ دیا ہو۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

میں ایک دن میں اتنی اتنی مرتبہ اپنے ناک کی طرف دیکھتا ہوں اس ڈر سے کہ کہیں میرا چہرہ سیاہ نہ ہو گیا ہو اور میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادب کی نگرانی سے غافل ہوں آپ اس وجہ سے کئی مرتبہ شیشے میں اپنا چہرہ دیکھتے تھے۔

حضرت معروف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

میں چاہتا ہوں کہ بغداد کے علاوہ کسی شہر میں مجھے موت آئے مجھے ڈر ہے کہ کہیں میری قبر مجھے قبول نہ کرے اور مجھے شرمندگی اٹھانا پڑے اور میرے جیسے لوگوں کے بارے میں لوگ بدظن ہو جائیں۔

ہم نے اس صورت حال پر جن لوگوں کو دیکھا ہے ان میں سیدی شیخ علی النبتیتی البصیر رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے نیز ان کے شاگرد سیدی علی الحیری شیخ محمد المنیر، سیدی علی الخواص، شیخ الاسلام زکریا، شیخ الاسلام نورالدین طرابلسی حنفی، شیخ عبدالحلیم بن مسلح رحمہم اللہ بھی ان لوگوں میں شامل ہیں۔

سیدی علی النبتیتی رحمۃ اللہ علیہ جب رات کو قیام کرتے تو جستجو کرتے اور روتے ہوئے ذبح کئے ہوئے پرندے کی طرح ہو جاتے اور عرض کرتے:

(یَا رَبُّ لَا تُهْلِكْ اَهْلَ هٰذِهِ الْبِلَادِ بِذُنُوْبِيْ)

اے میرے رب! اس شہر والوں کو میرے گناہوں کی وجہ سے ہلاک نہ کرنا۔ اور آپ فرماتے تھے۔

(لَوْ خَسَفَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِمِصْرٍ وَقُرَاهَا بِسَبَبِ ذُنُوْبِيْ لَكَانَ قَلِيْلًا)

اگر اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کی وجہ سے مصر اور اس کی بستیوں کو دھنسا دیتے تو یہ کم (سزا) ہے۔

تو اے بھائی! تو یہ خیال نہ کر صوفیاء کرام کبھی بھی اپنے آپ کو صالحین میں شمار کرتے ہیں اور اگر وہ ایسا خیال کریں تو اس کی بخشش طلب کرتے ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

اللہ کی قسم! اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ حسن بصری کے اعمال اس شخص کے اعمال کی طرح ہیں جو حساب کے دن پر ایمان نہیں رکھتا تو میں کہوں گا اے میرے بھائی تم نے سچ کہا تجھ پر تیری قسم کا کفارہ نہیں ہوگا۔

بعض فقراء نے سیدی عبدالعزیز الدیرینی رحمۃ اللہ علیہ سے کرامت طلب کی تو انہوں نے ان سے فرمایا:

اے میری اولاد! کیا چھٹی صدی ہجری میں عبدالعزیز کے لئے اس سے بڑی کرامت ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو باقی رکھا ہوا ہے اور اس کے ساتھ زمین کو دھنسایا نہیں ہے حالانکہ وہ کئی زمانوں سے اس بات کا مستحق ہے کہ اس کے ساتھ زمین کو دھنسا دیا جائے پھر فرمایا:

میں زمین سے قدم اٹھا کر پھر اس کی طرف لوٹاتا ہوں اور اسے (صحیح سلامت) پاتا ہوں تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ہمیشہ پریشان رہتے اس سلسلے میں ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

(اِنِّیْ اَخَافُ مِنَ الْخَسَفِ لِمَا فِیْ کُلِّ لَحْظَۃٍ)

مجھے ہر وقت ڈر رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دھنسا نہ دے۔

میں نے سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے:

ان دنوں میں (زمین میں) دھنسے کو وہی شخص (امکان سے) دور سمجھتا ہے جو دھوکے میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی قوم کو زمین میں دھنسا دیا جن کے گناہ یقینی طور پر ہمارے گناہوں سے کم تھے۔

حضرت امام احمد اور امام بزار رحمہما اللہ نے مرفوع حدیث روایت کی ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص تھا جو دو سبز چادروں میں اکڑتے ہوئے نکلا تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ وہ اسے پکڑ لے تو وہ قیامت تک زمین میں دھنستا جائے گا۔''

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک شخص قیمتی جوڑے میں چل رہا تھا اور اس کا نفس اس پر اِترا رہا تھا (تکبر کر رہا تھا) کہ اچانک اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا پس وہ قیامت تک اس میں دھنستا جائے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ واقعہ مکہ مکرمہ میں ابولہب کی گلی میں ہوا اور اسے دیکھنے والوں میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

حضرت بزار نے مرفوع حدیث روایت کی اور اس کے راوی صحیح حدیث کے راوی ہیں کہ ایک شخص سرخ جوڑے میں اکڑتا ہوا جا رہا تھا یا فرمایا تکبر کے ساتھ جا رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا وہ قیامت تک اس میں دھنستا جائے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے مرفوع حدیث نقل کی ہے: (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) ((اس امت میں ایک قوم لہو ولعب میں رات گزاریں گے۔ صبح ہوگی تو وہ بندروں اور خنزیروں کی شکلوں میں بدل چکے ہوں گے))۔

جامع ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ: ایک قوم لہو ولعب میں رات گزارے گی وہ ایسی حالت میں ہوں گے کہ اچانک اللہ تعالیٰ ان کے پہلوں اور پچھلوں کو زمین میں دھنسا دے گا۔

حضرت امام احمد رحمہ اللہ اور دیگر محدثین نے مرفوع حدیث روایت کی ہے کہ اس وقت میں سے ایک قوم کھانے پینے اور لہو ولعب میں رات گزارے گی۔ صبح ہوگی تو وہ بندروں اور خنزیروں کی شکلوں میں بدل چکے ہوں گے اور کچھ کو دھنسنے کی سزا اور پتھروں کی مار پڑے گی حتیٰ کہ جب لوگ صبح کریں گے تو کہیں گے فلاں کا مکان زمین میں دھنس گیا اور ان پر آسمان سے پتھر برسیں گے جس طرح حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے کچھ قبیلوں اور کچھ مکانات پر پتھر برسے۔

اور ان پر ایسی ہوا بھیجی جائے گی جس میں کوئی نفع نہ ہوگا جس نے قومِ عاد کو ہلاک کیا وہ ان کے کچھ قبیلوں اور کچھ لوگوں پر واقع ہوئی اس کی وجہ ان کا شراب پینا اور ریشم پہننا تھا۔ ان میں سے کچھ لوگوں کو قیامت تک بندروں اور خنزیروں کی شکل میں بدل دیا گیا۔

تو اے بھائی! ان امور کو انصاف سے دیکھو جن میں لوگوں کو زمین میں دھنسایا گیا تو ان کے گناہوں کو یقین کے ساتھ ہمارے گناہوں سے مقابلے میں کم پائے گا۔

کتنے ہی لوگ ہیں جب وہ (مثلاً) نیا اونی لباس پہنتے ہیں تو اس کے کناروں کو دیکھتے ہیں۔ اور کتنے لوگ جب سر پر عمامہ باندھتے ہیں تو شرعی غرض کے بغیر اس کی طرف دیکھتے ہیں اور کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو اکڑ کر چلتے ہیں اور اپنے ہمعصر لوگوں پر بڑائی ظاہر کرتے ہیں اور ہم میں سے کوئی ایک بار کھیل کود کھانے پینے اور فضول کاموں میں رات گزارتا ہے اور وہ بے شمار گناہوں پر ڈٹا ہوا ہے اور کتنے کتنے کہتے ہیں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

اور ایسے شخص کے لیے سر باقی نہیں جسے لوگوں کے درمیان اٹھائے اور بعض اوقات وہ کسی مسلمان کے ساتھ بیٹھنے میں شرم محسوس کرتا ہے۔

خصوصاً محافل میں، جیسے دینی محفل، درس کی اختتامی محفل، جب وہ اس قسم کی مجلس میں حاضر ہو تو شرمندگی سے پگھل جاتا ہے اور تمنا کرتا ہے کہ زمین اسے نگل جائے۔ جس طرح اس بات کو ہر وہ شخص جانتا ہے جس نے عارفین کا ذائقہ چکھا ہے تو اے بھائیو! جن فقراء کو تم کسی محفل میں آنے دی دعوت دو اور وہ انکار کریں تو ان کا عذر قبول کرو۔ بعض اوقات ان کا کھڑے ہونا ان کے نقائص اور عیبوں کو ظاہر کرتا ہے اور جب ایسا فقیر لوگوں کے درمیان بیٹھتا ہے تو گویا اس کا ستر ننگا ہے تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم اسے تکبر پر محمول کرو جس طرح ہم نے اس بات کو (اپنی کتاب) ''المنن الکبریٰ'' کے آخر میں تفصیل سے ذکر کیا ہے اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

الحمد للہ العظیم! آج مورخہ 8/ذوالقعدہ سنہ 1432 ہجری بمطابق 7/اکتوبر 2011ء بروز جمعۃ المبارک صبح سات بج کر سات منٹ پر کتاب مستطاب "الانوار القدسیہ فی معرفۃ الصوفیہ" کا ترجمہ مکمل ہوا۔ شکر اللہ العلی العظیم۔

محمد صدیق ہزاروی سعیدی الازہری
ممبر اسلامی نظریاتی کونسل
شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ، مرکز معارف اولیاء
دربار عالیہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور

مضامینِ کتاب

کتاب "آدابِ مریدِ کامل" کے نام سے ہی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس کے مضامین کس قدر اہم ہیں اور تصوف کی دنیا میں اس کتاب کی اہمیت کس قدر زیادہ ہے چنانچہ مصنف رحمہ اللہ نے اس کتاب کو اس طرح ترتیب دیا ہے

مقدمہ

- عقیدۂ توحید ورسالت وضروریاتِ دین
- ذکر کا طریقہ
- ذکر کے بیس آداب
- ذکر سے پہلے کے آداب
- حالتِ ذکر کے آداب
- جہری ذکر افضل یا سرّی؟
- ذکر افضل یا تلاوتِ قرآن؟
- اللہ اللہ کرنا افضل یا لا الہ الا اللہ پڑھنا؟ کے بیان میں

پہلا باب: مرید کے ذاتی آداب کے بیان میں

دوسرا باب: مرید کے اپنے شیخ کے ساتھ آداب کے بیان میں

خاتمہ باب: شیخ کی صفات کے بیان میں

تیسرا باب: پیر بھائیوں اور اپنے شیخ کے احباب واصحاب کے ساتھ آداب کے بیان میں

خاتمۂ کتاب: عام مخلوق کے آداب کے بیان کے بارے میں قائم کیا گیا ہے

مصنف نے اپنی اس کتاب کو آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ نبویہ اور اکابر اولیاء کرام کے اقوال سے مزین کر کے تصوف کا ایک خوبصورت گلدستہ بنایا ہے جس سے استفادہ کی ہر مسلمان کو حاجت ہے اگر صدقِ نیت کے ساتھ اس کتاب کا مطالعہ کیا جائے تو منکرینِ تصوف کو بھی بصیرت حاصل ہو سکتی ہے اور جعلی پیر بھی راہ راست پر آسکتے ہیں نیز مرید بھی کامل بن سکتا ہے۔

تفصیل اندرونی صفحات میں